ماہنامہ

# آنچل

کراچی

MARCH 2017

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

ماہنامہ

# حجاب کراچی

## مارچ 2017ء کے شمارے کی ایک جھلک

میرے خواب زندہ ہیں — نادیہ فاطمہ رضوی کا سلسلے وار ناول

دل کے دریچے — صدف آصف کا سلسلے وار ناول

شب آرزو تیری چاہ میں — نائلہ طارق کا منفرد سلسلے وار ناول

اس کے علاوہ

نادیہ احمد، فاطمہ خان، ام ایمان قاضی کی خوب صورت تحریریں

قارئین کے ذوق کے عین مطابق مستقل سلسلوں میں پڑھیے

طب نبویؐ، بزم سخن، کچن کارنر، آرائش حسن، عالم میں انتخاب
شوخئ تحریر، حسن خیال، ہومیو کارنر، شوبز کی دنیا، ٹوٹکے

پرچہ نہ ملنے کی صورت میں رجوع کریں/ (021-35620771/2)

WWW.URDUSOFTBOOKS.COM
URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

BAKE PARLOR

# CALORIES AADHI MAZA POORA!

Whole Wheat Pasta

بیک پارلر گزشتہ بیس سالوں سے صحت، غذائیت اور کفایت سے بھرپور پروڈکٹس پہنچاتا چلا آرہا ہے۔ اب بیک پارلر پیش کرتا ہے سو فیصد خالص گندم سے تیار کردہ "ہول ویٹ پاستہ" جو دیتا ہے آپکو غذائیت سے بھرپور وہی اعلیٰ ذائقہ۔ اب چاہے آپ اپنا وزن گھٹا رہے ہوں یا آپ ہوں ذیابیطس کے مریض، آپکو پاستہ چھوڑنا نہیں ہے، بس بیک پارلر کے "ہول ویٹ پاستہ" سے بدلنا ہے۔
اب عام پاستہ کی جگہ بیک پارلر "ہول ویٹ پاستہ" لائیں اور صحت مند زندگی اپنائیں۔

بیک پارلر ہول ویٹ پاستہ کے فوائد

- تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ "ہول ویٹ پاستہ" عام پاستہ کے مقابلے میں آپکو دیتا ہے صرف آدھی کیلوریز۔
- بیک پارلر "ہول ویٹ پاستہ" میں موجود گندم آپکو وٹامن ای، میجر وٹامن بی اور انٹی اوکسیڈنٹ فراہم کرتا ہے۔
- بیک پارلر "ہول ویٹ پاستہ" ایک مکمل غذاء ہے، جس میں موجود پروٹین، فائبر اور ہیلتھی فیٹس آپکو بار بار کی بھوک سے بچاتے ہیں۔
- بیک پارلر "ہول ویٹ پاستہ" میں موجود انزائمز آپکے دل اور ہاضمے کے لیے بہترین ہیں۔
- بیک پارلر "ہول ویٹ پاستہ" کولیسٹرول کو کنٹرول کرنے میں آپکا معاون و مددگار ہے۔
- بیک پارلر "ہول ویٹ پاستہ" کو عام پاستہ کی طرح باآسانی اور کم وقت میں پکایا جاسکتا ہے۔

تو چاہے آپ ہوں اسپیگیٹی کے متوالے یا میکرونی کے دیوانے،
بیک پارلر کا "ہول ویٹ پاستہ" ہی ہے آپکی سب سے fit چوائس۔

مزیدار بیک پارلر ٹماٹو کیچپ اور چلی گارلک ساس کے ساتھ نوش فرمائیں

Spaghetti
Elbow Macaroni
Tomato Ketchup
Chilli Garlic Sauce

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

بانی مدیرہ زیب النساء
مدیر اعلیٰ مشتاق احمد قریشی
مدیرہ قیصر آرا
نائب مدیرہ سعیدہ نثار
مدیر خصوصی طاہر احمد قریشی
مدیر معاونین جویریہ احمد
روبینہ احمد

# ماہنامہ آنچل کراچی

| | |
|---|---|
| جلد | 38 |
| شمارہ | 12 |
| مارچ | 2017 |

اشتہارات اور دیگر معلومات
0300-8264242

رکن آل پاکستان نیوز پیپرز سوسائٹی
رکن کونسل آف پاکستان نیوز پیپرز ایڈیٹر
رکن چیمبر آف کامرس

aanchalpk.com
aanchalnovel.com
www.aanchalpk.com/blog
onlinemagazinepk.com/recipes
info@aanchal.com.pk
/women.magazine
/pkwomenmagazine

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

# اس شمارے میں

## ابتدائیہ


سرگوشیاں — مدیرہ — 14

حمد — کوثر خالد — 15

نعت — پروفیسر اقبال عظیم — 15

در جواب آں — مدیرہ — 16


## دانش کدہ


السلام علیکم — مشتاق احمد قریشی — 21


## ہمارا آنچل


شہناز شانزے / فائزہ بھٹی

ارم شہزادی / ثوبیہ بلال — ملیحہ احمد — 25


## سلسلہ وار ناول


تیری زلف کے سر ہونے تک — اقرا صغیر احمد — 79

شب ہجر کی پہلی بارش — نازیہ کنول نازی — 131


## مکمل ناول


چراغ خانہ — رفعت سراج — 29

ذرا مسکرا میرے گمشدہ — فاخرہ گل — 161


## ناولٹ


انتقامِ محبت — شگفتہ یاسمین — 57

حریم عشق — سیدہ غزل زیدی — 211


## افسانے


دیوی — نادیہ احمد — 47

چہرے بنا لیتے ہیں — نزہت جبین ضیاء — 105

میں تیرے حق میں — عنبرین ولی — 115

اپنا گھر — شازیہ الطاف — 153

بنامِ مارچ — حرا قریشی — 157

تم بن ذات ادھوری — کنیز نور علی — 195

روشن راہ — نظیر فاطمہ — 199

شجرِ ذات — افشاں علی — 205


## آرٹیکل


ذرا سوچیے — ثناء ناز — 241



پبلشر: مشتاق احمد قریشی پرنٹر: جمیل حسن ابن حسن پرنٹنگ پریس

ہاکی اسٹیڈیم کراچی دفتر کا پتا: 7 فرید چیمبرز عبداللہ ہارون روڈ کراچی۔ 74400



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

Watch Us On YouTube

چہرے کے فالتو بالوں کا
بہت ہی آسان علاج

YouTube

Health Care Club

چہرے کی جھُریوں کا
بہت ہی آسان علاج

YouTube

Health Care Club

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

سرورق: سدرہ جبار ..... آرائش: روز بیوٹی پارلر..... عکاسی: موسیٰ رضا

## مستقل سلسلے


| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| ہومیو کارنر | طلعت نظامی | 244 | یادگار لمحے | جویریہ سالک | 267 |
| بیاض دل | میمونہ رومان | 246 | آئینہ | شہلا عامر | 271 |
| ڈش مقابلہ | طلعت آغاز | 248 | ہم سے پوچھیے | شمائلہ کاشف | 281 |
| بیوٹی گائیڈ | روبینہ احمد | 252 | آپ کی صحت | ہومیو ڈاکٹر ہاشم مرزا | 285 |
| نیرنگ خیال | ایمان وقار | 254 | کام کی باتیں | حنا احمد | 289 |
| دوست کا پیغام آئے | ہما احمد | 261 | کترنیں | قارئین | 000 |


خط و کتابت کا پتہ: "آنچل" پوسٹ بکس نمبر 75 کراچی 74200 فون: 021-35620771/2
فیکس: 021-35620773 یکے از مطبوعات نئے افق پبلی کیشنز۔ ای میل info@aanchal.com.pk

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی نماز ادا کرے اس لیے کہ مقتدیوں میں کمزور اور بوڑھے (ایک روایت میں ہے) اور ضرورت مند لوگ بھی ہیں اور جب تم میں سے کوئی خود (تنہا) نماز پڑھے تو جتنا چاہے اسے لمبا کردے۔''
(بخاری ومسلم)

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

# سرگوشیاں
مدیرہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ'
مارچ ۲۰۱۷ء کا آنچل حاضرِ مطالعہ ہے۔

اس شمارے کے ساتھ ہی آپ کا آنچل انتالیسویں سال میں قدم رکھ رہا ہے ماشاء اللہ یہ سابقہ اڑتیس سال آپ کے تعاون اور سرپرستی کے مرہونِ منت ہیں۔ آپ کی حوصلہ افزائی اور سرپرستی کا نتیجہ ہے کہ بغیر کسی وقفے کے آنچل نے اشاعت کے اڑتیس سال مکمل کرلیے ہیں اس عرصے میں گو کہ بہت سخت وقت بھی آئے لیکن الحمدللہ اللہ کے کرم سے آنچل اپنی منزل کی طرف گامزن رہا اور اب بھی یہ آپ سب بہنوں کا تعاون اور حوصلہ افزائی ہے کہ جو آنچل اپنی اشاعت اور مقبولیت میں آگے ہی آگے بڑھ رہا ہے۔

کراچی ایک بار پھر دہشت گردی کی زد میں آرہا ہے جیسے جیسے انتخابات قریب آتے جارہے ہیں سیاسی جماعتوں کے عسکری ونگ جو رینجرز کی کارروائیوں کے سبب زیرِ زمین چلے گئے تھے اب ایک بار پھر نمودار ہونا شروع ہوچکے ہیں۔ کچھ سیاسی رہنماؤں کا قول ہے کہ نئے گورنر جن کا تعلق پنجاب اور نواز لیگ سے ہے اس کے ردِعمل کے طور پر کراچی کا امن تہس نہس کیا جارہا ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اصل حقیقت اور مسئلہ کیا ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ سب سیاسی جماعتوں نے آنے والے الیکشن کی تیاریاں شروع کردی ہیں' اللہ خیر کرے۔

پیاری بہنوں آنچل اور حجاب آپ کے ذوق اور مطالعہ کو مدِنظر رکھتے ہوئے آپ کے گراں قدر مشوروں کی روشنی میں ہی ترتیب دیئے جاتے ہیں اکثریت لکھنے والی بہنوں کا شکوہ ہے کہ ان کی قابلِ قدر تحریروں کو طویل انتظار کرایا جاتا ہے۔ بہنوں آپ کے آنچل پر نئی اور پرانی لکھنے والی بہنوں کا اس قدر زیادہ دباؤ تھا کہ اسے کم کرنے اور اپنی بہنوں کی تحریروں کو زیادہ سے زیادہ اور جلد از جلد شائع کرنے کے لیے ہی ماہنامہ حجاب کو جاری کرنا پڑا اب بھی اکثر بہنوں کو شکایت ہے ان کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ جو تحریر پہلے آتی ہے اس کا نمبر پہلے آتا ہے یہ ایک سلسلہ ہے جو مسلسل جاری ہے۔ ہماری کوشش تو یہی ہوتی ہے کہ آپ کے لیے اچھی سے اچھی تحریر شائع کی جائے اور کسی بہن کو کسی طرح کی شکایت کا موقع نہ دیا جائے۔

آنے والا شمارہ اپریل حسبِ سابق حسبِ معمول سالگرہ نمبر ہوگا جو آپ کے ذوقِ مطالعہ کے مطابق پیش کیا جائے گا' ان شاء اللہ۔

ہماری پیاری ہر دلعزیز مصنفہ بانو قدسیہ اس جہانِ فانی سے کوچ فرماگئی ہیں' اس دکھ پر ادارہ اہلِ خانہ کے غم میں شریک ہے اور ان کی مغفرت کے لیے دعاگو ہے' قارئین سے بھی دعائے مغفرت کے ملتمس ہیں۔

## اس ماہ کے ستارے

- ☆ دیوی — محبت اور انسانیت کے جذبے کو منفرد انداز میں پیش کرتا نادیہ احمد کا خوب صورت افسانہ۔
- ☆ انتقامِ محبت — نفرو بدلے کی آگ میں جلتی ایک حسینہ کی کہانی' شگفتہ یاسمین کی زبانی۔
- ☆ چہرے بنالیتے ہیں — پرخلوص اور سچے رشتوں کو ٹھکرا کر طمع و فریب میں الجھے لوگوں کی کہانی۔ نزہت جبیں ضیاء کے انداز میں۔
- ☆ میں تیرے حق میں — اپنے حق کی خاطر آواز بلند کرتی عنبرین ولی طویل عرصے بعد حاضر ہیں۔
- ☆ اپنا گھر — اپنے گھر کی خوشیاں قائم کرنے کے لیے ایک پراثر کاوش' شازیہ الطاف کے سنگ آپ بھی جانیے۔
- ☆ بنام مارچ — مارچ کے حوالے سے خصوصی کاوش حرا قریشی کے دلنشیں انداز میں۔
- ☆ تم بن ذات ادھوری — ذات کے ادھورے پن کو تکمیل بخشتی کنیز نور علی پہلی مرتبہ شریکِ محفل ہیں۔
- ☆ روشن راہ — صراطِ مستقیم پر چلنے والے روشن راہوں کے مسافر بن جاتے ہیں' نظیر فاطمہ کی اصلاحی کاوش۔
- ☆ شجر ذات — افشاں علی اپنے منفرد اندازِ بیاں اور منفرد کہانی کے سنگ جلوہ گر ہیں۔
- ☆ حریمِ عشق — حریمِ عشق کی شمع درخشاں بجھ کے رہ جائے' سیدہ غزل زیدی اپنے منفرد و دلفریب ناولٹ کے سنگ جلوہ گر ہیں۔

اگلے ماہ تک کے لیے اللہ حافظ۔

دعاگو
قیصر آراٗ

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

# حمد

تیرا نام غفور الرحمٰن ہے شکور ہے

تو کائنات کے ذروں میں مستور ہے

تیرے کن کی تلوار بڑی ہے زبردست

دنیا کی ہر شے میں تیرا ظہور ہے

تو عجز والے بندوں کے پاس رہا ہے

مٹ جاتا ہے وہ جس میں غرور ہے

تیری یادوں میں سونا اٹھنا عبادت ہے

تجھ سے باتیں کریں تو ملتا سرور ہے

تاعمر تُو نے مجھے اپنے ہی پاس رکھا

میرے مولا میرا رواں رواں مشکور ہے

امن کی ندیاں بہتی دیکھنا چاہوں ہر سو

مولا کردے دور جہاں جہاں فتور ہے

فرزانوں کے جم غفیر دکھا رحمان

پروانوں کا تن من غم سے چُور ہے

نیک بناکر ہم کو ایک بنا واحد

دل کوثر دعاؤں سے معمور ہے

کوثر خالد..... جڑانوالہ

# نعت

اللہ نے یہ شان بڑھائی ترے در کی

بخشی ہے ملائک کو گدائی ترے در کی

پانے کو تو خورشید و قمر چرخ نے پائے

کیا پایا اگر خاک نہ پائی ترے در کی

جنت سے اتارے تو بہت نور کے نقشے

حوروں نے ملائک نے اجنائے بشر نے

کس کس نے کہاں بھیک نہ پائی ترے در کی

اللہ کے گھر سے رسائی ترے در تک

اللہ کے گھر تک ہے رسائی ترے در تک

لے جائے گی اک دن مجھے طیبہ میں اڑا کر

جس وقت ہوا جھوم کے آئی ترے در کی

محشر میں بھی اس شان سے جاؤں گا منور

رکھے ہوئے کاندھے پہ چٹائی ترے در کی

پروفیسر اقبال عظیم



URDU SOFT BOOKS DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

editor_aa@aanchal.com.pk
www.facebook.com/EDITORAANCHAL

# جواب آں غزل

مدیرہ

DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

## راحت وفا...... ملتان

ڈیئر راحت! سدا شاد و آباد رہو' آپ کو "موم کی محبت" کتابی صورت میں شائع ہونے پر بہت مبارک ہو اللہ سبحان و تعالیٰ آپ کو مزید ترقی' کامیابی و کامرانی عطا فرمائے' آمین۔

## یاسمین نشاط...... لاہور

ڈیئر یاسمین! سدا سہاگن رہو' اس مصروف دور میں بھی جہاں ہر کوئی فرصت کی عدم دستیابی کا رونا روتا ہے آپ نے ہمارے لیے وقت نکالا بے حد اچھا لگا۔ ہمارا آپ سے رشتہ و رابطہ ہی کچھ ایسے بندھن میں بندھا ہے جہاں محبت خلوص و مان ہی اس رشتے کی بنیاد ہیں۔ اسی لیے آپ ہمارے لیے اور ہم آپ کے لیے اہمیت کے حامل ہیں۔ ماں باپ کے حوالے سے آپ کا غم بہت بڑا اور ناقابل تلافی ہے لیکن اتنا یاد رکھیے کہ ماں باپ اس جہان سے رخصت ہوکر بھی اولاد کے لیے فکر مند اور دعا گو ہی رہتے ہیں بس اپنا تعلق ان سے بنائے رکھیں انہیں ایصال ثواب کرتے رہیں اور بے شک اس سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں۔ آپ اپنی شاعری ارسال کردیں جلد کتاب بھی منظر عام پر آئے گی' ساتھ ہی سال گرہ نمبر کے لیے اپنی تحاریر ارسال کردیں۔ ہماری چاہتیں' محبتیں' دعائیں اور بہت سی نیک تمنائیں آپ کے ہمراہ ہیں۔

## فصیحہ آصف خان...... ملتان

پیاری فصیحہ! طویل عرصے بعد آپ سے نصف ملاقات اچھی لگی آپ کی تمام کہانیاں ہمارے پاس محفوظ ہیں البتہ صفحات کی کمیابی کی بناء پر تاخیر اور دیر سویر ہوجاتی ہے۔ امید ہے ہمارے ساتھ تعاون کریں گی بہرحال آپ کی تحریریں جلد شائع کرنے کی کوشش کریں گے' دعاؤں کے لیے جزاک اللہ۔

## مصباح علی سید...... سرگودھا

ڈیئر مصباح! شاد و آباد رہو' شاہینوں کے شہر سے آپ کی شرکت و نصف ملاقات بہت اچھی لگی۔ آپ کے جذبات و احساسات قابل تحسین ہیں' آج کے دور میں بھی اس قدر دقیانوسی سوچ کے مالک لوگ موجود ہیں اور ایسی پابندیاں عائد کرتے ہیں جو باعث تشویش ہے۔ بہرحال آپ جس طرح فلاحی کاموں میں مصروف ہیں اور دوسروں کے درد دل کو کم کرنے میں کوشاں ہیں اللہ سبحان و تعالیٰ آپ کی مشکلات میں آسانیاں فرمائے اور اس کار خیر کو اپنی بارگاہ الٰہی میں قبول فرمائے' آمین۔ آپ نے وقت نکال کر سب سے پہلے تو سال گرہ نمبر کے لیے اپنی کاوش ارسال کی جس کے لیے ہم آپ کے مشکور ہیں۔ سلسلے وار ناول کی تھیم شگفتہ اور ہلکے پھلکے موضوع پر رکھیے گا' ہمارے قارئین نے آپ کے افسانے "دل تو بچہ ہے جی" کو بے حد سراہا تھا بس مقصدیت کے ساتھ شگفتگی اور دلکشی کا امتزاج ہوجائے تو سونے پر سہاگا ہوجائے گا' امید ہے وقت نکال کر جلد حاضر ہوں گی' خوش رہیے۔

## مہتاب فاطمہ...... راولپنڈی

ڈیئر مہتاب! سدا خوش رہو' آپ کے خط کے ذریعے یہ اطلاع ملی کہ شاہ زندگی اس دنیا میں نہیں رہیں' بے شک وہ ہمارے پرچے کی ایک اچھی لکھاری رہی اور دیگر مستقل سلسلوں میں بھی اکثر ان کا نام نظر آتا تھا' ہمارے لیے تو ایک ناقابل یقین بات ہے کہ اس طرح اچانک سے رابطہ ختم ہوگیا۔ بہرحال اللہ سبحان و تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے' آمین۔ قارئین سے بھی دعائے مغفرت کے ملتمس ہیں۔

## مسز نگہت غفار...... کراچی

ڈیئر نگہت! سدا خوش رہو' آپ نے شادی کا احوال جس طرح لکھ کر بھیجا تھا بغیر کسی اضافے کے متعلقہ شعبے والوں نے ایسا ہی لگا دیا یہ چیز تو آپ کو خود ہی کلیئر کرنا تھی بہرحال کوئی بات نہیں پڑھنے والے سب خبر رکھتے ہیں۔ آپ کی تحریروں کے لیے بھی وہی پرانی بات ہے کہ اس وقت منتخب شدہ بہت سی کہانیاں ہمارے پاس محفوظ ہیں جو باری کے انتظار میں ہیں اور بعض بہنوں کے انتظار کی مدت تو دو تین سال تک محیط ہے صفحات کی کمیابی ہماری سب



WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

سے بڑی وجہ اور باعث تاخیر کا اصل سبب ہے پھر بھی کوشش کریں گے کہ آپ کا گلہ جلد دور کرسکیں‘ امید ہے خفگی دور ہوجائے گی۔

**نورالمثال شہزادی...... کھڈیاں‘ قصور**

ڈیئر مثال! سدا سکھی رہو‘ آپ کی جانب سے ایک تحریر ”محبتیں تو اور بھی ہیں“ اور ایک آرٹیکل موصول ہوا ہے ان شاء اللہ جلد پڑھ کر آپ کو بتادیں گے اگر آپ کی تحریر حجاب میں شائع ہوگی تو گھر بیٹھے آپ کو پرچہ بھی مل جائے گا۔ آپ کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی‘ سسرال میں رہ کر مصروفیات میں سے چند پل نکال کر ہمارے نام کیے خوش رہیں‘ اللہ سبحان وتعالیٰ آپ کو شاد و آباد رکھے‘ آمین۔

**سامعہ ملک پرویز...... خان پور‘ ہزارہ**

ڈیئر سامعہ! چاہتوں اور محبتوں سے لبریز آپ کا نامہ و دیگر نگارشات موصول ہوئیں۔ پیاری گڑیا...... باعث تاخیر موصول ہونے کے سبب نگارشات آئندہ کے لیے محفوظ کرلی ہیں البتہ جواب حاضر ہے آج گیارہ تاریخ کو آپ کی ڈاک ہماری ٹیبل کی رونق میں اضافے کا سبب بنی۔ اب آپ ہی بتلائیں کہ ہم بتلائیں کیا‘ لہٰذا دل چھوٹا مت کریں اگلے پرچے کی زینت بن جائیں گی۔ آپ باقاعدگی سے آنچل کا مطالعہ کرتی ہیں جان کر خوشی ہوئی۔ آئندہ بھی یونہی محبتوں اور دعاؤں کے سنگ شریک محفل رہیے گا۔

**عائشہ رحمان ھنی...... ریالی‘ مری**

پیاری عائش! سدا ہنستی مسکراتی رہو‘ نٹ کھٹ اور شرارتی انداز ولب ولہجے میں لکھا آپ کا خط پڑھ کر بے ساختہ مسکراہٹ نے لبوں کا احاطہ کیا۔ کہانی لکھنے کے لیے ابھی طفل مکتب والی صورت حال ہے تو یہی کہنا پڑے گا نہ کہ کوشش جاری رکھیں اور ہم بھی بخوبی جانتے ہیں کہ ”کم کوش تو ہیں لیکن بے ذوق نہیں راہی“ اور یہ راہی ایک دن اپنی منزل پر پہنچ ہی جائیں گے۔ آپ کا شعر قارئین تک پہنچارہے ہیں

کتنا منفرد ہے آپ کا انداز محبت ہم سے
کہانی ریجیکٹ کرکے کہتی ہیں ہمیشہ خوش رہو

آخر میں آپ کی کزن کے لیے دعائے مغفرت کے ملتمس ہیں‘ اللہ سبحان وتعالیٰ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے‘ آمین۔

**صائمہ مشتاق...... سرگودھا**

ڈیئر صائمہ! سدا آباد رہو‘ آپ کی مصروف گھڑیوں کے متعلق جان کر اندازہ ہوا کہ یہ آپ بہنوں کی محبت ہی ہے جو آپ اپنی مصروفیات کو پس پشت ڈال کر ہم سے نصف ملاقات کرتی ہیں اب بھی اپنے بچے کو نیند کی آغوش میں سونپ کر لفظوں کے سہارے اپنے جذبات کا اظہار کیا اچھا لگا۔ آپ نے ناول لکھ لیا ہے تو ارسال کردیں لیکن ہمارا مشورہ یہی ہوتا ہے کہ ابتدا میں آپ افسانہ لکھیں تاکہ آپ کے انداز تحریر اور موضوع کا اندازہ ہوسکے۔ اس طرح آپ کی محنت بھی رائیگاں ہونے سے بچ جاتی ہے۔ آپ کے والد نے آنچل کا مطالعہ کیا اور پھر آپ کو بھی لکھنے اور پڑھنے کی اجازت دی یہ تو خوشی کی بات ہے ویسے بھی ہمارا مقصد کہانیوں کے پیرائے میں اصلاح کا ہی ہے اور اچھائی اور بہتری حاصل کرنے والا کہیں سے بھی اچھی بات سیکھ سکتا ہے۔

**نیلم شہزادی...... کوٹ مومن**

ڈیئر نیلم! کوٹ مومن کی شہزادی نیلم سے ملاقات بہت اچھی لگی اور آنچل کی ریاست میں اس شہزادی کی آمد پر خوش آمدید لیکن اس قدر اختصار کیونکر؟ اگرچہ اس مصروف دور میں ہر کوئی شب و روز کے آلام و مصائب میں گھرا ہے بہرحال ایک بار پھر اپنی کاوش کے سنگ آپ کی شرکت پر ممنون ہیں دیگر تحاریر بھی جلد لگ جائیں گی۔ انتظار کے پل آپ کو تھمانا ہمارے لیے بھی مجبوری بن چکا ہے چاہ کر بھی سب کو شریک بالکل نہیں کرسکتے وجہ صفحات کی کمیابی ہے‘ امید ہے آئندہ بھی دیگر نگارشات کے ساتھ شامل محفل رہیں گی۔

**صباء یونس قریشی...... نامعلوم**

عزیزی صبا! جگ جگ جیو‘ آپ کے مفصل خط سے آپ کے متعلق جان کر بے حد خوشی ہوئی اور آپ کے علمی شوق ولگن کا اندازہ بھی بخوبی ہوگیا۔ پرائمری کے دوران حافظ قرآن بننا اور ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم کے حصول کے لیے کوشاں رہنا پھر اس ایک چراغ سے دیگر کئی چراغ روشن کرنے کی خاطر مدرسے کی تشکیل اور آپ کا بطور



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

استاد فرائض سرانجام دینا نہ صرف قابل تعریف و لائق تحسین ہے بلکہ قابل تقلید بھی ہے۔ بے شک آپ کا قرآنی تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کی یہ کاوش سب سے بہترین عمل ہے اور یہ تو سب کے ہی علم میں ہے کہ "تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے" اس کی ایک صورت ہمیں آپ کے ناول میں بھی نظر آئی اسی لیے اسے نہ صرف قبولیت کا درجہ بخشا بلکہ دوسروں تک آپ کی تعلیمات کو پہنچانا ہمارا فرض بن گیا۔ آپ بے فکر رہیے آپ کا ناول ہمارے پاس محفوظ ہے ہمیں آپ کی محنت وخلوص کا بھرپور اندازہ ہے اللہ سبحان و تعالیٰ آپ کے اس قلمی جہاد پر آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور دین ودنیا کی کامیابی عطا فرمائے' آمین' ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں شامل وشریک رکھیں۔

**ثانیہ الطاف...... ڈھوک چراغ دین**

پیاری ثانیہ! سدا خوش رہو' طویل عرصے کی خاموشی کو خیر باد کہہ کر بزم آنچل میں پہلی بار آمد پر خوش آمدید۔ آنچل کی پسندیدگی کے لیے شکریہ' آپ نے اپنی جو کہانی ارسال کی ہے وہ ان شاء اللہ جلد پڑھ کر اپنی رائے سے آگاہ کردیں گے۔ آپ کہانیوں کے علاوہ دیگر مستقل سلسلوں میں بھی شرکت کرسکتی ہیں' اللہ سبحان وتعالیٰ آپ کو خوش و مسرور رکھے آمین۔ دعاؤں کے لیے جزاک اللہ۔

**ایم ایچ ماروی...... ڈھوک مستقیم**

ڈیئر ماروی! بزم آنچل میں پہلی بار شرکت پر خوش آمدید۔ رسالے کی پسندیدگی پر مشکور ہیں' نازی کنول نازی تک آپ کا سلام اور تعریف ان سطور کے ذریعے پہنچا رہے ہیں۔ آپ فی الحال شاعری کا رجسٹر ارسال مت کریں' ابھی دو تین منتخب نظمیں غزلیں متعلقہ شعبے کو ارسال کردیں گے اگر پرچہ کے معیار کے مطابق ہوئیں تو جلد شامل اشاعت کرلیں گے۔ اس طرح آپ کو بھی اندازہ ہوجائے گا اور انتظار کی زحمت سے بھی بچ جائیں گی۔

**لبنیٰ شکیلہ...... اولکھ جٹاں' سیالکوٹ**

ڈیئر لبنیٰ! سدا مسکراؤ' آپ کے خط سے تمام حالات پڑھ کر اندازہ ہوا کہ آپ نہایت باہمت خاتون ہیں۔ نامساعد حالات میں نہ صرف اپنے تعلیمی سلسلے کو جاری رکھا بلکہ اپنے بچوں کی تعلیم کے لیے بھی بہترین حل نکالا اور آپ کی محنت کا صلہ آپ کو بطور استاد علم کی روشنی کو آگے پھیلانے کی صورت میں ملا۔ اللہ سبحان وتعالیٰ آپ کی تمام مشکلات کو آسان فرمائے اور والدین کا سایہ آپ کے سر پر قائم ودائم رکھے' آپ شاعری کرتی ہیں اچھی بات ہے شاعری متعلقہ شعبے میں ارسال کردی ہے امید ہے جلد لگ جائے گی۔ کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں آپ آفس کے نمبر پر رابطہ کرلیں۔

**بشریٰ کنول سرور...... سیالکوٹ' ڈسکہ**

پیاری بشریٰ! جگ جگ جیو' آپ کے خط کا جواب حاضر ہے دیگر تمام نگارشات باعث تاخیر موصول ہونے کے سبب اس بار جگہ بنانے میں ناکام رہیں البتہ آئندہ ضرور شامل کرنے کی کوشش کریں گے۔ نیرنگ خیال میں جیا عباس کے نام نظم موصول ہوگئی ہے' باری آنے پر لگ جائے گی۔

**فرحت اشرف...... سید والا**

ڈیئر فرحت! شاد وآباد رہو' آپ کی تحریریں اس بناء پر رد کی گئیں کہ انداز تحریر بہت کمزور ہے اور آپ کو وسیع مطالعہ ومحنت کی ضرورت ہے اس لیے ابھی لکھنے سے زیادہ پڑھنے پر دھیان دیں دیگر نگارشات آج گیارہ تاریخ کو موصول ہوئیں جبکہ دیگر تمام سلسلے تکمیلی مراحل میں ہیں اب آپ کا پیغام کیسے شامل کریں بہرحال آئندہ کے لیے رکھ دیا ہے امید ہے تشفی ہوپائے گی۔

**فصیحہ الاسلام...... باغ' آزاد کشمیر**

عزیزی فصیحہ! سدا آباد رہو' آپ کے تعلیمی سلسلہ کے متعلق جان کر اچھا لگا کہ آپ میٹرک کی اسٹوڈنٹ ہیں اور بہت سے فلاحی کاموں میں مشغول رہتی ہیں۔ آپ کا آئیڈیا اچھا ہے' آپ اپنی طرف موجود کچھ بہنوں کے مسائل کے حل لکھ کر ہمیں ارسال کردیں۔ پڑھنے کے بعد ہی آپ کی ذہنی صلاحیتوں کا اندازہ ہوسکے گا پھر ہی کسی ایسے سلسلے کو شروع کیا جاسکے گا۔ بزم آنچل میں پہلی شرکت پر خوش آمدید۔ دوست کا پیغام میں آپ کی شاعری شامل ہے' آئندہ بھی شریک محفل رہیے گا۔

**مدیحہ کنول سرور...... چشتیاں**

ڈیئر مدیحہ! جگ جگ جیو' تحریر التواء کا شکار ہے تو وجہ سابقہ ہی ہے جیسے ہی گنجائش بنے گی آپ کی تحریر لگادیں

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

گے۔ جہاں اللہ سبحان وتعالیٰ نے آپ کے دیگر مسائل و پریشانیوں کو اپنی رحمت سے حل کیا ہے' آگے بھی اسی پر توکل رکھیے۔ آپ کا پیغام شامل اشاعت ہے' آنچل سے آپ نے جو اوصاف سیکھے اور اپنائے اور اپنی زندگی میں ان پر عمل بھی کیا' ہمارے لیے قابل فخر بات ہے بے شک ہمارا مقصد بھی یہی ہے جو آپ جیسی بہنوں کے عمل کرنے پر پایہ تکمیل تک پہنچتا ہے خوش رہیں۔

**رفعت فاطمہ...... جڑانوالہ**

ڈیئر رفعت! سدا شاد رہو' کہانی کے منتخب ہونے کی خوشی ادھوری رہ گئی وجہ آپ کے والد کی رحلت' جان کر بے حد دکھ ہوا۔ بے شک والدین کا سایہ اللہ سبحان وتعالیٰ کی عظیم نعمت ہے' باپ جیسی مشفق ہستی کا سایہ سر سے اٹھ جانا ناقابل تلافی نقصان ہے اور چونکہ آپ کو سراہنے والے' لکھنے پر اکسانے والے ایک رہنما بھی وہی تھے تو یقیناً آپ کا دکھ دوچند ہوگیا ہے لیکن آپ نے قرطاس ابیض سے ناتہ پھر سے جوڑا بے حد اچھا لگا۔ بے شک آپ کا کہنا بجا ہے کہ آپ ان کے احوال سے آگاہ نہیں لیکن ماں باپ ظاہری دنیا سے پردہ کرنے کے بعد بھی اولاد کے دکھ و مصائب سے نہ صرف واقف ہوتے ہیں بلکہ ان کے لیے دعا گو بھی رہتے ہیں آپ ان کے خوابوں کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں اور اس کام میں ہم بطریق احسن آپ کا ساتھ دیں گے۔ آپ کی نظمیں اور حب الوطنی پر مبنی جذبات جلد اپنی جگہ بنالیں گے' اللہ وسبحان تعالیٰ آپ کے والد کے درجات بلند فرمائے' آمین۔

**انعم...... برنالی**

ڈیئر انعم! سدا مسکراؤ' آپ کا شکوہ بجا ہے بے شک آپ بہنیں دور دراز سے اپنی ایک جھلک دیکھنے کی خاطر ہر ماہ شرکت کرتی ہیں اتنی صعوبتیں برداشت کرتی ہیں لیکن بعض اوقات تاخیر اور صفحات کی کمیابی کی بناء پر ہم بھی مجبور ہوجاتے ہیں اسی لیے آپ بہنوں کا یہ شکوہ سامنے آتا ہے امید ہے درگزر کردیں گی۔

**نادیہ کنول...... گوجرانوالہ**

ڈیئر نادیہ! سدا جیتی رہو' آپ نے جس وقت کی بات کی ہے بے شک اسے گزرے طویل عرصہ ہوچکا ہے آپ ایک لکھاری کے طور پر اپنی خدمات پیش کرچکی ہیں اس بات کا اندازہ آپ کی تحریر سے ہو ہی جائے گا اب آپ دوبارہ لکھنا چاہتی ہیں ضرور لکھیں ابتدا میں اپنا ناول یا افسانہ ارسال کردیں جو پہلے سے لکھ رکھے ہیں آپ وہ بھی ارسال کرسکتی ہیں' اللہ وسبحان تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو' آمین۔

**فرح انیس...... کراچی**

عزیزمی فرح! شاد و آباد رہو' آپ کی تحریر بعنوان "خسارہ" موصول ہوئی۔ موضوع کا چناؤ اچھا ہے آپ نے ایک ہی انسان کے دو مختلف روپ پیش کیے ہیں لیکن بعض جگہ کہانی پر گرفت کمزور ہے اور انداز تحریر میں پختگی کا عنصر مفقود ہے ان باتوں کو دہرانے کا مقصد یہی ہے کہ آئندہ لکھتے وقت ان امور پر غور کیجیے گا۔ یہ تحریر بعد از اصلاح اور کانٹ چھانٹ کے لگ جائے گی' اللہ سبحان وتعالیٰ آپ کو مزید کامیابیاں عطا فرمائے' آمین۔

**ثانیہ مسکان...... گوجر خان**

عزیزی ثانیہ! خوش رہو' آپ کے مفصل خط سے تمام حالات کا اندازہ بخوبی ہوگیا ہے۔ آپ ایسا کیوں سوچتی ہیں کہ کوئی آپ کے لیے دعا کرنے والا نہیں ہماری اور بہت سے مخلص لوگوں کی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ اللہ سبحان وتعالیٰ آپ کو نہ صرف دنیاوی امتحانات میں بلکہ اخروی امتحانات میں بھی کامیاب' کامران کرے' آمین۔ آپ کی تمام تجاویز ہمیں بھی پسند آئی ہیں بعض دفعہ رائٹرز کو تھوڑی بہت گنجائش دینی پڑتی ہے ورنہ ہر کوئی مدیران کی کانٹ چھانٹ کے خلاف ہوجائے گا۔ امید ہے آپ بخوبی سمجھ پائیں گی' اللہ سبحان وتعالیٰ آپ کو بہت سی خوشیوں سے نوازے' آمین۔ آپ کے فیورٹ کپل مسٹر اینڈ مسز شعیب ملک کو آپ کی جانب سے شادی کی سال گرہ کی ڈھیروں مبارک باد۔

**مشا علی مسکان...... کمر مشانی**

ڈیئر مشا! سدا شاد رہو' آپ کی تحریر "آگہی آزار کی صورت" پڑھ ڈالی' دیگر تحریروں کی طرح یہ تحریر بھی قابل قبول ہے اور یہ موضوع حجاب کے ناول میں چل بھی رہا ہے اس لیے آئندہ موضوعات کے تنوع کا خیال رکھا کریں تاکہ مماثلت نہ ہو' آپ کی تحریریں باری آنے پر لگ جائیں گی۔

## سرور فاطمہ ھنی...... صوابی کے پی کے

پیاری فاطمہ! سدا مسکراؤ' خوب صورت الفاظ و جذبات و احساسات کا والہانہ اظہار لیے آپ کا نامہ موصول ہوا۔ بزم آنچل میں پہلی بار شرکت پر خوش آمدید۔ آپ کا افسانہ پڑھنے کے بعد ہی اپنی رائے سے آپ کو آگاہ کرسکیں گے۔ آپ کی بے انتہا چاہت و خلوص کے مشکور ہیں' یہ محبت ہی ہے جو ساری تھکن کافور کردیتی ہے' دعاؤں کے لیے جزاک اللہ۔

## عنزہ یونس...... حافظ آباد

ڈیئر عنزہ! جیتی رہو' آپ کا مفصل خط موصول ہوا' تمام حالات کا بخوبی اندازہ ہوگیا' بہرحال مایوسی اور ناامیدی کفر ہے۔ تحریروں کو پڑھنے کے بعد جلد اپنی رائے سے آگاہ کردیں گے' آپ نے جذبات و احساسات کا اظہار شاعری کی صورت میں بخوبی کیا ہے اور بعض اشعار واقعی بہت گہرائی رکھتے ہیں آپ نثر کے ساتھ ساتھ صنف پر بھی توجہ دیں' دعاگو ہیں کامیابی و کامرانی آپ کا مقدر بنے' آمین۔

## سعدیہ حورعین حوری...... نامعلوم

ڈیئر سعدیہ! سدا آباد رہو' بزم آنچل میں پہلی بار شرکت پر خوش آمدید۔ آنچل سے آپ کے دیرینہ ساتھ کے متعلقہ جان کر اچھا لگا اور اتنے برسوں کی خاموشی توڑ کر آپ نے اپنے جذبات و احساسات کو لفظوں کی لڑی میں پرو دیا۔ آپ اپنی شاعری ارسال کردیں اگر معیاری ہوئی تو ضرور حوصلہ افزائی کی جائے گی۔ عید سروے تاخیر سے موصول ہونے کے سبب شائع نہیں ہوسکا آپ کا تعارف جلد حجاب یا آنچل میں شامل کرنے کی کوشش کریں گے' دعائیہ نظم بہت پسند آئی۔

## سائرہ...... ڈیرہ غازی خان

ڈیئر سائرہ! جگ جگ جیو' بزم آنچل میں پہلی بار شرکت پر خوش آمدید۔ رسالے کی پسندیدگی کے لیے مشکور ہیں آپ سالانہ خریدار بننا چاہتی ہیں تو ہر ماہ پرچہ گھر بیٹھے آپ کی دوست کو مل جائے گا جس کے لیے آپ یہ سب کررہی ہیں یقیناً آپ دونوں کی دوستی مثالی ہوگی اور آپ کا دیا یہ تحفہ اسے پسند بھی آئے گا' باقی تمام تفصیلات آپ آفس کے نمبر پر رابطہ کر کے حاصل کرسکتی ہیں۔

**قابل اشاعت:**

مجھے پاگل سمجھتے ہو' خدا زندہ ہے' بدچلن' میرے دل کے تار جڑے ہیں' ہمارے پڑوسی' محبت' بند دروازے' دھند کے پار' آنچل' سفر' اداس موسم کے غم' خدا کی رضا' دو کے رسیاں تیسرا' اے نادان بشر' یوم محبت' بنام مارچ' خسارہ' پاگل احساس اڑ جاتا' آ کبھی آزادی کی صورت' پگلی لڑکی' مسیحا' بلاعنوان' میرا اعتبار کرنا' راز ہے ہر بات میں' تکمیل' شہ مات۔

**ناقابل اشاعت:**

نیا عزم' بلاعنوان' میرے چمن کے پھول' میری آرزو میرا ہم سفر' عیاش' زندگی' احتیاط افسوس سے بہتر ہے' دستک نہ منہ نہ متھا' پارو' بھروسہ' جب میں ماں بنی' لاحاصل محبت اب جینے میں رسوائی ہے' انتظار' شرافت کیا ہے' قصہ ایک رات کا' صدائے دل' عزت' گرہن' نوری چادر' بھروسہ' مان' اعتماد۔

**مصنفین سے گزارش**

☆ مسودہ صاف خوش خط لکھیں۔ ہاشیہ لگائیں صفحہ کی ایک جانب اور ایک سطر چھوڑ کر لکھیں اور صفحہ نمبر ضرور لکھیں اور اس کی فوٹو کاپی کرا کر اپنے پاس رکھیں۔

☆ قسط وار ناول لکھنے کے لیے ادارہ سے اجازت حاصل کرنا لازمی ہے۔

☆ نئی لکھاری بہنیں کوشش کریں پہلے افسانہ لکھیں پھر ناول یا ناولٹ پر طبع آزمائی کریں۔

☆ فوٹو اسٹیٹ کہانی قابل قبول نہیں ہوگی۔ ادارہ نے ناقابلِ اشاعت تحریروں کی واپسی کا سلسلہ بند کردیا ہے۔

☆ کوئی بھی تحریر نیلی یا سیاہ روشنائی سے تحریر کریں۔

☆ مسودے کے آخری صفحہ پر اپنا مکمل نام پتا خوشخط تحریر کریں۔

☆ اپنی کہانیاں دفتر کے پتا پر رجسٹرڈ ڈاک کے ذریعے ارسال کیجیے۔ 7، فرید چیمبرز عبداللہ ہارون روڈ۔ کراچی۔



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

# اسلام علیکم

مشتاق احمد قریشی

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

(۴) یمین لغو۔ ماضی کی کسی بات پر حلف اٹھانا۔

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ ہے نہایت پاک سراسر سلامتی امن دینے والا نگہبان سب پر غالب اپنا حکم بزور نافذ کرنے والا اور بڑا ہو کر رہنے والا پاک ہے اللہ اس شرک سے جو لوگ کررہے ہیں۔ (الحشر۔۲۳)

تفسیر: یہ آیت مبارکہ قرآن حکیم کی اہم آیات میں شمار ہوتی ہے۔ اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی کئی صفات بیان کی گئی ہیں سب سے پہلے تو یہ بات واضح کردی گئی ہے کہ ایک اللہ ہی ہے جو ہر قسم کی پرستش وعبادات کا مستحق ہے اس کے سوا کوئی اور کسی بھی طرح سے عبادات و پرستش کا نہ مستحق ہے اور نہ ہی کسی بھی طرح ہوسکتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کی جو صفت عظیم آتی ہے وہ الملک استعمال ہوتی ہے جس کے معنی ہیں اصل بادشاہ یعنی سارے جہان کا بادشاہ ہے۔ پوری کائنات پر اس کی حکمرانی اور فرمانروائی محیط ہے وہی ہر چیز کا مالک مطلق ہے ہر شے اس کے تصرف اور اقتدار وحکم کی تابع ہے اس کی حاکمیت کو محدود کرنے یا مداخلت کرنے والی کوئی شے نہیں ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی بادشاہی کے ان سارے پہلوؤں کی پوری طرح وضاحت کی گئی ہے۔

ترجمہ: زمین اور آسمانوں میں جو کچھ بھی ہے اس کی مملوک میں ہے سب اس کے تابع فرمان ہیں۔ (الروم۔۲۶)

ترجمہ: آسمان سے لے کر زمین تک وہی ہر کام کی تدبیر کرتا ہے۔ (السجدہ۔۵)

ترجمہ: زمین وآسمانوں کی بادشاہی اسی کی ہے اور اللہ ہی کی طرف سارے معاملات رجوع کئے جاتے ہیں۔ (الحدید۔۵)

ترجمہ: بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔ (الفرقان۔۲)

ترجمہ: ہر چیز کی سلطانی وفرماں روائی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ (یٰسین۔۸۳)

ترجمہ: جو چاہے اُسے کر گزرنے والا ہے۔ (البروج۔۱۶)

ترجمہ: وہ اپنے کاموں کے لئے (کسی کے آگے) جواب دہ نہیں اور سب (اس کے آگے) جواب دہ ہیں۔ (الانبیاء۲۳)

ترجمہ: اور اللہ فیصلہ کرتا ہے کوئی اس کے فیصلے پر نظر ثانی کرنے والا نہیں۔ (الرعد۔۴۱)

ترجمہ: اور وہ پناہ دیتا ہے اور کوئی اس کے مقابلے میں پناہ نہیں دے سکتا۔ (المومنون۔۸۸)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے اے اللہ! اے تمام جہان کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ (آل عمران۔۲۶)

ان آیات سے بات واضح ہوجاتی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بادشاہی‘ حاکمیت کسی محدود مجازی مفہوم میں نہیں بلکہ اس پورے مفہوم میں‘ اس کے مکمل تصور کے ساتھ حقیقی بادشاہی ہے اور اگر حاکمیت بادشاہی کسی چیز کا نام ہے تو وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہی بادشاہت ہے اس کے علاوہ کوئی بادشاہی نہیں اگر کسی کو کہیں کوئی حاکمیت حاصل ہے بھی تو وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا عطیہ ہے جو کبھی کسی کو ملتی ہے کبھی چھین لی جاتی ہے دنیا کے ہر حاکم کو کسی دوسری‘ اپنے سے بڑی طاقت سے خطرہ لاحق رہتا ہے۔ اس کا دائرہ اختیار بھی محدود ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی جن صفات عالیہ کا اس آیت مبارکہ میں ذکر کیا گیا اس میں صرف اللہ تعالیٰ کا کائنات کا حاکم مطلق بادشاہ ہونے کے علاوہ بھی کئی اور صفات ہیں یہ بھی ہے کہ وہ صرف بادشاہ ہی نہیں ہے بلکہ ایسا بادشاہ ہے جو قدوس ہے۔ سلام ہے مومن ہے‘ مہیمن ہے عزیز ہے جبار ہے متکبر ہے خالق ہے باری ہے اور مصور ہے۔

سورۃ الحشر کی اس آیت میں دوسری صفتِ الٰہی ”القدوس“ آئی ہے‘ یہ مبالغے کا صیغہ ہے اس کا مادہ قدس ہے اور قدس کے معنی ہیں تمام بری صفات سے پاکیزہ اور منزہ ہونا اور قدوس کا مطلب ہے وہ اس سے بدر جہا بالا و برتر ہے کہ اس کی ذات میں کوئی عیب یا نقص‘ یا کوئی قبیح صفت پائی جائے۔ بلکہ وہ ایک پاکیزہ ترین‘ ہستی ہے‘ جس کے بارے میں کسی برائی کا تصور تک نہیں کیا جاسکتا۔ یہ حقیقت بھی اپنی جگہ اٹل ہے کہ قدوسیت حاکمیت کے اولین لوازم میں سے ہے قدوسیت کے بغیر اقتدار مطلق ناقابل تصور ہے اور یہ صفت عظیم اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی اور میں نہیں ہوسکتی اور کسی زمینی حاکم کے لئے قدوسیت کا تصور تک نہیں کیا جاسکتا ہے۔

تیسری صفت الٰہی آیت میں ”السلام“ آئی ہے جس کے معنی سلامتی کے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ سراسر سلامتی ہی سلامتی ہے اس کی ذات عالی اس سے قطعی بالاتر ہے کہ کوئی آفت‘ کوئی کمزوری یا خامی اس کو لاحق ہو یا کبھی اس پر زوال آئے بلکہ وہ تو اپنی تمام مخلوقات کی سلامتی اور پرورش کا ذمہ دار بھی ہے۔ وہی ذات واحد ہے جو اپنی تمام مخلوقات کو سلامتی فراہم کرتی ہے اس کے سوا تمام جہانوں میں کوئی دوسری ہستی ہے نہ ہوسکتی ہے کہ وہ کسی معمولی سے معمولی کیڑے مکوڑے تک کو سلامتی فراہم کرسکے۔ سلامتی اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفت خصوصی ہے۔

چوتھی صفت الٰہی ”المھیمن“ استعمال ہوئی ہے اس کے تین معنی ہیں۔ ایک نگہبانی اور حفاظت کرنے والا دوسرے شاہد کے‘ یعنی کون کیا کررہا ہے دیکھنے والا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں کی ایک ایک حرکت بلکہ سانس کی جنبش تک سے پوری طرح باخبر رہتا ہے۔ وہی ذات ہے جو ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ ہمارے قریب ہے۔ اس لئے اس سے زیادہ کون ہماری ذات سے باخبر ہوسکتا ہے۔ تیسرے معنی ہیں قائم بامور الخلق‘ یعنی جس نے لوگوں کی ضروریات وحاجات پوری کرنے کا ذمہ اٹھا رکھا ہے۔ یہاں بھی چونکہ مطلقاً لفظ المھیمن استعمال ہوا ہے اور اس فاعل کا کوئی مفعول بھی بیان نہیں کیا گیا کہ وہ کس کا نگہبان ومحافظ ہے‘ کس کا شاہد ہے‘ کس کی خبر گیری کا ذمہ دار ہے‘ اس لئے اس کا اطلاق خود بخود تمام مخلوقات پر ہوگا کہ ان کی نگہبانی وحفاظت کررہا ہے سب کے اعمال کو دیکھ رہا ہے اور کائنات کی ہر مخلوق کی خبر گیری اور پرورش اور ضروریات کا اس نے ذمہ اٹھا رکھا ہے۔ پانچویں صفت الٰہی العزیز آئی ہے۔ جس سے مراد ایسی زبردست ہستی‘ جس کے مقابل کوئی سر نہ اٹھاسکے اور جس کے فیصلوں کی مزاحمت کرنا کسی کے بس میں نہ ہو‘ جس کے آگے سب بے بس ومجبور ہوں۔ جس کا حکم‘ حکم مطلق ہو۔

چھٹی صفت الٰہی ”الجبار“ استعمال ہوئی ہے جس کا مادہ جبر ہے اور جبر کے معنی ہیں کسی شے کو طاقت سے درست کرنا کسی چیز کی بزور اصلاح کرنا۔ گو کہ عربی میں کبھی کبھی محض اصلاح کے لئے بھی جبر بولا جاتا ہے اور کبھی صرف زور زبردستی کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے لیکن اس کا حقیقی مفہوم اصلاح کے لئے طاقت کا استعمال ہے۔ اللہ تعالیٰ کو جبار اس



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

معنی میں کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی کائنات کا نظم وضبط بزور درست رکھنے والا ہے اور اپنے ارادے کو سراسر حکمت پر مبنی رکھتا ہے۔ جبراً نافذ کرنے والا ہے۔ اس کے علاوہ لفظ جبار میں عظمت کا مفہوم بھی شامل ہے۔

ساتویں صفت الٰہی ''المتکبر'' استعمال ہوا ہے جس کے دو مفہوم ہیں ایک جو فی الحقیقت بڑا نہ ہو مگر خواہ مخواہ بڑا بنے۔ دوسرے وہ جو حقیقت میں بڑا ہی ہو۔ شیطان یا انسان یا کسی اور مخلوق کا جو فی الواقع بڑا نہ ہو اور اپنے آپ کو بڑا سمجھے اور دوسروں پر اپنی بڑائی جتائے۔ یہ جھوٹی بڑائی ہوگی جو بڑا ہی عیب اور گناہ کبیرہ ہے۔ اس کے برعکس اللہ تبارک وتعالیٰ حقیقت میں بڑا ہے اور تمام بڑائی اسی کو زیب دیتی ہے اور کائنات کی ہر چیز اس کے آگے حقیر وذلیل ہے اسی سے اس کا بڑا ہونا اور بڑا ہو کر رہنا ثابت ہے اس میں کوئی نہ تو تصنع ہے نہ بناوٹ ہے بلکہ یہ تو امر قطعی ہے اور ایک بہت بڑی صفت الٰہی ہے بلکہ ایک ایسی خوبی جو اس کے سوا کسی میں نہیں پائی جاتی۔ اس میں بھی وہ یکتا واکیلا ہے اور جب ایسی عظیم وبرتر ذات اپنے بندوں میں سے کسی خاص بندے پر سلامتی بھیجے تو اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ کیسی عظیم الشان سلامتی ہوگی اس کے لئے کتنی عظیم بشارت ہوگی اور اس بشارت کے سننے کے لئے بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے وہ راہ متعین کردی وہ طریقہ سکھا اور سمجھا دیا جو بہت ہی آسان اور سیدھا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور احکامِ الٰہی کو بالکل ویسے ہی تسلیم کرنا اور ان پر عمل کرنا جیسا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا ہے۔

ترجمہ: وہ رات سراسر سلامتی ہے طلوع فجر تک۔ (القدر۔۵)

تفسیر: آیت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ اہل ایمان کو ہدایت فرما رہا ہے کہ لیلۃ القدر کو فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی سربراہی میں اپنے رب کا ہر حکم جو وہ دیتا ہے لے کر زمین پر اترتے ہیں اور وہ مغرب کے وقت سے لے کر اذانِ فجر تک رہتے ہیں اور یہ رات سراسر سلامتی کی رات ہوتی ہے۔ اس میں کسی شر کا شیطانی کام کا دخل نہیں ہوتا۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے تمام فیصلے انسانوں کی بھلائی، بہتری اور فلاح کے لئے ہوتے ہیں ان میں کوئی برائی نہیں ہوتی۔

وہ رات جس کا یہاں تذکرہ کیا گیا ہے یہ وہی رات ہے جس کا ذکر سورۃ دخان کی ۳ تا ۶ آیات میں ہوا ہے۔

ترجمہ: بے شک ہم نے اس کو بابرکت رات میں اتارا ہے۔ یقیناً ہم لوگوں کو خبردار کرنے والے ہیں۔ اس رات میں تمام حکیمانہ امور ہمارے حکم سے طے ہوتے ہیں۔ اور بے شک ہم رسول بھیجنے والے ہیں۔ یہ تمہارے لئے رحمت کا باعث ہے۔ یقیناً وہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔ (الدخان۔۲ تا ۶)

اور یہ رات رمضان شریف کی ہی راتوں میں سے ایک ہے۔ اس کی تصریح سورۃ البقرہ میں ہوئی ہے۔

ترجمہ: رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا جو انسانوں کے لئے ہدایت ہے اور جس میں ہدایت کے واضح دلائل اور حق وباطل میں فرق کرنے والی واضح تعلیمات ہیں۔ (البقرہ۔۱۸۵)

قرآن حکیم کا نزول رمضان شریف میں ہوا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں عبادت میں مشغول تھے۔ اس رات کے تعین میں کئی احادیث میں آیا ہے کہ یہ اکیسویں رات ہے اور بعض میں یہ آخری عشرہ کی کوئی رات ہے بہرحال یہ بات یقینی ہے کہ رمضان شریف کی ایک رات ہے۔ اس آیت مبارکہ سے واضح ہوگیا کہ قرآن کریم رمضان کی ایک رات میں اتارا گیا اور جیسا کہ خود سورۃ القدر جس کی آخری آیت کی تشریح کرنا مقصود ہے اس کی پہلی آیت میں یہ بات بالکل واضح کہی جارہی ہے۔

ترجمہ: ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا ہے۔ (القدر۔۱)

یہ عظیم الشان کائناتی واقعہ جس میں قرآن کریم نازل ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری رسالت سپرد کی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت حق کا کام شروع کیا۔ کائنات کا اس سے بڑا اور اہم واقعہ کوئی اور نہیں ہوسکتا یہ انسانوں



URDU SOFT BOOKS DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

کی زندگی میں پر معنی اور بڑی اہمیت والا واقعہ ہے یہ رات ایک ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر رات ہوتی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں کو آگاہ کر رہا ہے کہ یہ رات سراسر سلامتی کی رات ہے۔ انسانیت نے اپنی جہالت اور بدبختی کی وجہ سے شب قدر کی قدر و قیمت کو بھلا دیا ہے اور اس عظیم واقعہ کو بھلا کر اس پیغام عظیم سے غفلت کا مرتکب ہو رہا ہے اور انسانیت اللہ تبارک و تعالیٰ کی عظیم ترین رحمت و سعادت سے محروم ہو رہی ہے۔ وہ سعادت کیا تھی؟ حقیقی امن و سلامتی کی سعادت' انسانی ضمیر و نفسیات میں امن و سلامتی کی سعادت' انسانی خاندان میں امن و سلامتی کی سعادت وہ ہمہ گیر سعادت ہے جس سے اسلام نے دنیا کو مالا مال کر دیا۔ یہ درست سہی کہ انسان نے اس عرصے میں بے پناہ مادی ترقی کی دنیا کو خوب آباد و شاداب کیا لیکن اسلام نے جو امن و سلامتی عطا کی ہے انسان اُسے نہیں پا سکا باوجود مادی ترقی اور پیداوار کے انسان بدبخت ہی رہا کیونکہ اس کے اندر کا وہ نور وہ حسن بجھ گیا ہے جس نے اس کی روح کو روشن کر دیا تھا۔ انسان کی وہ روشن خوشی ختم ہو گئی جس نے اسے دنیا کے بندھنوں سے آزاد کر کے عالم بالا سے جوڑ دیا تھا۔ وہ مجموعی سلامتی رخصت ہو گئی جس کے فیوض و برکات سے انسانی قلب و روح سرشار ہو گئے تھے۔ ''ھی حتیٰ مطلع الفجر'' یہ طلوع فجر تک ہے۔ تمام اہلِ ایمان اس بات پر مامور ہیں کہ اس جشن بہاراں کو کبھی نہ بھلائیں۔ یہ اچھی یادیں ہیں ان یادوں کو تازہ رکھنے کے لئے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے بہت ہی سہل طریقے بتائے ہیں تاکہ ہماری روحیں اس سرچشمے سے مربوط رہیں۔ اور وہ عظیم کائناتی واقعہ انہیں یاد رہے جو اس عظیم رات میں وقوع پذیر ہوا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اہل ایمان مسلمانوں کو تاکید فرمائی ہے کہ ہر سال اس رات کو اللہ کی عبادت و اطاعت میں کھڑے رہو اور رمضان شریف کی آخری دس راتوں میں اس قدر والی رات کو تلاش کرو۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ''شب قدر کو رمضان کی آخری راتوں میں تلاش کرو۔'' (بخاری' مسلم' ترمذی) ایک دوسری روایت میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''جس شخص نے شب قدر میں اللہ کی عبادت ایمان اور ثواب حاصل کرنے کی نیت سے کی اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم' ترمذی)

اسلام کسی بھی طرح سے محض چند ظاہری رسومات اور اشکال کا نام نہیں ہے یہ ایک مکمل ضابطہ حیات اور نظام حیات و معاشرت ہے۔ اسلامی نظام زندگی کا یہ طریقہ ہے کہ وہ ایمان و عمل ضمیر کے اندر موجود معتقدات اور عملی عبادات کے درمیان ربط پیدا کرتا ہے۔ اور نظام عبادات اس طرح تجویز کرتا ہے جس کے ذریعے انسان کے ضمیر و شعور میں وہ عقائد اچھی طرح مستحکم ہو جائیں اور زندہ شکل میں موجود ہوں اور تمام نظریے و عقائد محض افکار کی حد تک محدود نہ ہوں بلکہ ان کا عملی اور زندہ اظہار بھی ہو۔

یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ اسلامی نظام زندگی اور نظام عبادت دراصل ایک بہترین نظام معاشرت ہے جو ان حقائق کو زندہ کرتا ہے اور انسانی ضمیر و شعور میں عمل اور طرزِ عمل کو زندہ و متحرک کرتا ہے۔ کیونکہ ادراک کے بغیر عمل و عبادت' نظریات و عقائد کو ثبات و قرار نہیں ملتا ہے۔ عبادت اور عمل کے بغیر انسان کی زندگی میں اس کے معاشرے میں یہ حقائق زندہ اور متحرک نہیں ہو سکتے ہیں' یہی وجہ ہے کہ لیلۃ القدر کی عبادات اسلامی نظام زندگی کا ایک خاص طریقہ کار اور خاص پہلو ہے جو اللہ نے اپنے بندوں پر اپنی نعمتوں کی عنایات کی بارش کے لئے اہل ایمان کو عطا فرمایا ہے۔

(ختم شد)

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

# مہ ساتھ آنچل

## ملیحہ احمد

### شہناز شازیے اقبال

السلام علیکم! قارئین و آنچل اسٹاف کیسے ہیں آپ سب؟

تقاضائے محفل ہے کہ بن پوچھے تعارف ہو
ہر آنکھ مگر پوچھتی ہے ہم سے کہ تم ہو کون؟

تو جناب! میرا نام شہناز افضل ہے مگر آنچل میں شہناز شازیے سیال کے نام سے آپ لوگ میری تحاریر دیکھتی ہی ہوں گی۔ ڈیٹ آف برتھ 7 ستمبر ہے (بقول میری چھوٹی بہن مہناز کے، تم سخت گرمی میں پیدا ہوئی تھیں، تمہارا مزاج بھی اتنا ہی گرم ہے)۔ خیر آپ ڈریں نہیں میں آپ بہنوں کی محفل گرم کروں گی آپ کا موڈ نہیں، آخر جنوری چل رہا ہے۔ آج کل اسٹارز وغیرہ پر بالکل یقین نہیں رکھتی، تعلیم الحمدللہ حافظہ ہوں، چار سالہ عربی فاضلات کا کورس کرنے کے بعد میٹرک کیا اور آج کل کچھ نہیں کر رہی۔ پڑھنے لکھنے کا جنون کی حد تک شوق ہے مگر بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ڈائجسٹ ذہنوں کو خراب کرتے ہیں اس لیے نہیں پڑھنے چاہئیں خاص کر وہ لڑکیاں جو دینی تعلیم حاصل کرتی ہیں، انہیں ان سے دور رہنا چاہیے۔ مگر میرے خیال میں ہم رسالوں میں بھی دین کی باتیں پڑھتی ہیں اور اسلام کے بارے میں ہم جو نیا جانتی ہیں اگر لکھ کر بھیجیں تو پڑھنے والی بہنیں اس سے بہت فائدہ اٹھا سکتی ہیں اور کہانیاں، ناولز وغیرہ کو بھی اگر سبق آموز سمجھ کر پڑھا جائے تو آنے والی زندگی کے بہت سارے فیصلوں میں مدد ملتی ہے۔ ہاں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ انہیں اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کے وقت میں نہیں پڑھنا چاہیے خیر میری پسندیدہ شخصیت سرکار دو عالم نور مجسم کائنات کا حسن میرے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے علاوہ آئی تھنک اس دنیا کا کوئی انسان بھی آئیڈیل نہیں بن سکتا۔ میرا پسندیدہ کلر بھی وہی ہے جو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا یعنی سفید۔ کتابوں میں مولانا اسلم شیخوپوری شہید صاحب کی ہر کتاب بہت پسند ہے ویسے ہر قسم کی کتاب پڑھ ضرور لیتی ہوں اپنی معلومات بڑھانے کے لیے۔ چٹ پٹی چیزیں بہت شوق سے کھاتی ہوں، مرچ مصالحے والی، شاید اس لیے مزاج بھی تھوڑا تیکھا ہے مگر غصہ کنٹرول کرنے کی کوشش ضرور کرتی ہوں۔ والدین تو سب کا ہی قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں، مجھے بھی اپنی اماں سے بہت پیار ہے۔ بابا جان تو خیر عرصہ ہوا وفات پا گئے لیکن میرے اکلوتے اور بڑے بھائی ناصر بھائی جان نے ہم دونوں بہنوں کو کبھی بھی بابا کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔ جتنا لاڈ و پیار ہمیں اپنے بھائی سے ملا، قسمت والی بہنوں کو ملتا ہے۔ میں اپنے سے تعلق رکھنے والے سب رشتوں کو اپنے لیے بہت اہم سمجھتی ہوں خاص کر فرینڈز کیونکہ مجھے دوستی کا رشتہ بہت پسند ہے۔ میری ساری کزنز بھی میری فرینڈز میں شامل ہوتی ہیں، یوں سمجھئے کراچی سے کشمیر تک تقریباً شہروں میں میری ایک آدھ فرینڈ ضرور ہے۔ آنچل میں بھی اگر کوئی مجھے دوستی کے قابل سمجھے تو ضرور ہاتھ بڑھائے پلیز میں منتظر ملوں گی۔ رائٹرز میں عمیرہ احمد، نمرہ احمد، سمیرا شریف، اقراء صغیر اور شازیہ چوہدری (مرحومہ) مجھے بہت پسند ہیں۔ میری فرینڈز میں بشریٰ، زکیہ، مریم، زہرہ، شازیہ، نگینہ، شبانہ، مہناز، آسیہ، سعدیہ، فرزانہ چوہدری آزاد کشمیر، شکیلہ آپی، نجمہ بھابی، نورین امبر (مخدوم پور)، فرخندہ اکرم، رقیہ وغیرہ دیگر فرینڈز سوری ورنہ اب آنچل قارئین کچھ نہ کچھ اٹھا کر میرے سر پر دے ماریں گی، لسٹ طویل ہو رہی ہے ناں۔ شاعری سے بھی خاصا لگاؤ ہے حالانکہ ہمارے خاندان میں یہ (بیماری) کسی کو نہیں تھی، ہر قسم کی شاعری پڑھ لیتی ہوں بہت سارے شعراء کو بھی پڑھا مگر حضرت حسانؓ کی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں لکھی گئی شاعری کی کیا بات ہے خود بھی تھوڑی بہت کر لیتی ہوں، آنچل میں آپ دیکھ ہی لیں گی کبھی۔ میری زندگی کی سب سے بڑی حسرت، آرزو، خواہش یا جنون کہہ لیں، اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر دیکھنا۔ مطلب عمرہ کی سعادت حاصل کرنا میری التجا ہے آپ سب بہنوں سے کہ میرے لیے جلد از جلد اس خوش نصیبی کو پانے کی دعا ضرور کریں۔ میرے دو بہت پیارے ستارے عیشہ رضا اور ننھا سا مجسمہ عبداللہ، میرا اللہ تم دونوں کو لمبی اور خوشحال زندگی عطا کرے اور ہاں میرے بہت پیارے چاچو عارف، اماں، ناصر بھائی اللہ تعالیٰ

WWW.URDUSOFTBOOKS.COM
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS

آپ کا سایہ ہمیشہ سر پر رکھے آمین۔ ریڈرز لگتا ہے مجھ سے ''ہو کون'' پوچھنے پر اب پچھتا رہی ہیں' خیر یار برداشت کرلو میں نے روز روز تھوڑی آنا ہے ویسے ہمت تو پھر آنچل اسٹاف کی ہے جو ہر ماہ مجھے خوش آمدید کہتے ہیں۔ بہت شکریہ جی آپ بہنوں کا مجھے آپ نے پڑھا' اللہ آپ سب کو خوش رکھے اور اپنا گھر دکھائے آمین۔

## فائزہ بھٹی

السلام علیکم! کیسے ہیں آپ سب لوگ یقیناً ٹھیک ہوں گے بہت زیادہ سوچ بچار کے بعد آج اپنا تعارف کرانے جارہی ہوں۔ مجھے فائزہ بھٹی کہتے ہیں مگر فیضی کہلوانا اچھا لگتا ہے جو کہ بہت کم لوگ کہتے ہیں۔ میں نے پانچ مئی کو اس دنیا میں قدم رکھا تو بہت سے لوگوں کو حیران اور بہت سوں کو مایوس کردیا اب میں مکمل طور پر اپنا تعارف کراتی ہوں جسے پڑھ کر یقیناً بہت سے لوگ حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ہوں گے۔ سب سے پہلے تو میں اپنے والدین کی بہت زیادہ شکر گزار ہوں جن کی دعاؤں سے کامیابی میری دوست ہے اور ان شاء اللہ رہے گی۔ ہم لوگ سات بہن بھائی ہیں یعنی چھ بہنیں اور ایک بھائی میرا نمبر سیکنڈ لاسٹ ہے۔ بڑی تین بہنوں کی شادی ہوچکی ہے اور اب ان شاء اللہ بھائی کی باری ہے اگر میں یہ بتانے لگ جاؤں کہ مجھے کس سے زیادہ محبت ہے اور کس سے نہیں تو یہ سیدھی او کھلی میں سر دینے والی بات ہوگی جو کہ میں بالکل بھی نہیں دوں گی کیونکہ جان تو ہر ایک کو پیاری ہوتی ہے سمجھ گئے ہوں گے آپ سب لوگ کہ میں نے یہ بات کیوں کی۔ میں سیکنڈ ائر میں پڑھتی ہوں اور امید ہے جب تک آپ لوگ تعارف پڑھیں گے تھرڈ ائر کی اسٹوڈنٹ ہوں گی۔ دوستیں میری تین چار ہیں مگر جو میرے ساتھ مخلص ہیں (مجھے لگتا ہے) صباء اور مصباح ہیں۔ صباء میری کزن اور مصباح اسکول لائف کی دوست ہے ویسے تو میں زیادہ دوست بنانے کے حق میں نہیں ہوں اور ایک بات ضرور کہنا چاہوں گی میں کسی کو راز دار نہیں بناتی حتیٰ کہ اپنی دوستوں کو بھی نہیں' میں سمجھتی ہوں بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن میں کسی کی شرکت داری برداشت نہیں کی جاسکتی۔ راز بھی انہی میں سے ایک ہے راز وہی ہوتا ہے جو اپنے تک محدود ہو جو کسی سے کہہ دیں وہ راز تو نہ ہوا اور ویسے بھی راز کسی سے کہہ دینے سے ایسے ایسے لوگوں کی آپ کی ذاتیات میں دخل اندازی ہوجاتی ہے جسے کسی صورت بھی برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ اگر بات ہو پسند ناپسند کی تو سب سے پہلے کھانے میں ابلے ہوئے چاولوں کے ساتھ کوئی سا بھی سالن ہو بہت اچھا لگتا ہے۔ کڑھی بھی پسند ہے اور لباس میں شلوار قمیص پہننا اچھا لگتا ہے۔ ساڑھی بھی بہت پسند ہے' جیولری میں جھمکے اور چوڑیاں اور انگوٹھی پسند ہے۔ چوڑیاں اور مہندی کے بغیر تو فیضی نامکمل ہے۔ شاعروں میں فرحت عباس شاہ' نوشی گیلانی' محسن نقوی' وصی شاہ بہت پسند ہیں۔ رائٹرز میں سے نمیرا شریف طور نے تو دل پر مکمل طور پر قبضہ کیا ہوا ہے اور کچھ نہیں کہوں گی۔ ایکٹرز میں سے احسان قادری' ریما خان پسند ہیں۔ نیوز کاسٹر میں سے یاسر رحمان' عمران حسن اچھے لگتے ہیں۔ میوزک سننا بہت اچھا لگتا ہے ویسے میوزک موڈ کے حساب سے سنتی ہوں۔ موسم خزاں اور سردیوں کا بہت پسند ہیں' خزاں میں گرتے ہوئے پتوں کو دیکھنا اور سردیوں کی دھند آلود مجھیں اداس شامیں' ٹھنڈی ٹھٹھرتی ہوئی راتیں اور پورے چاند کی راتیں بہت زیادہ دل کو بھاتی ہیں۔ سردیوں کی ٹھٹھرتی راتوں میں تو دل چاہتا ہے ایک ہاتھ میں آنچل دوسرے میں ناختم ہونے والا چائے کا مگ ہو اور پاس پڑے ہوئے ریڈیو پر اپنی پسندیدہ شخصیت کی سماعت میں جادو بکھیرنے والی سحر انگیز آواز ہو۔ گرمیاں بالکل بھی پسند نہیں کیونکہ اس میں موسم برسات آتا ہے جس سے میں نفرت محسوس کرتی ہوں۔ پتا نہیں کیوں جب بارش ہوتی ہے تو مجھے وحشت ہونے لگتی ہے خاص طور پر گرج چمک والی تیز بارش سے۔ بہت زیادہ ضدی واقع ہوئی ہوں اب تو پھر بھی ضد کم کرتی ہوں اور پتا نہیں کہاں سے صبر بھی آتا جارہا ہے۔ چھوٹی چھوٹی بات پر رونا آجاتا ہے اور پھر نا چاہتے ہوئے بھی آنکھیں برسنے لگتی ہیں۔ اپنی ایک عادت جو مجھے بہت اچھی لگتی ہے وہ یہ ہے میں رات کو سونے سے پہلے سب کو معاف کرکے سوتی ہوں کیونکہ اگر اللہ ہماری اتنی غلطیاں معاف کرسکتا ہے تو پھر ہم کیوں نہیں میری آپ سے بھی درخواست ہے معاف کرنا سیکھیں اب میں تعارف کا اختتام کروں گی' آپ سب کے لیے بہت سی دعائیں' میرے لیے بھی دعا کیجیے گا' اللہ حافظ۔

## ارم شہزادی



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

السلام علیکم! تمام آنچل اسٹاف اور قارئین کو سلام۔ جی جناب ہم ہیں آنچل کے دیوانے، میرا نام ارم شہزادی ہے۔ میں ایک پیارے سے گاؤں بوسال مصور سے تعلق رکھتی ہوں ہمارا گاؤں بہت پیارا ہے (بھئی اس میں ہم جو رہتے ہیں)۔ میں ایم اے پارٹ ون کی اسٹوڈنٹ ہوں پڑھنے کا شوق ہے لیکن صرف ڈگری لینے کی حد تک۔ مطلب یہ کہ زیادہ نمبرز کا ہم کو لالچ نہیں ہے بھئی مارکس کے پیچھے تو گدھے بھاگتے ہیں ہمیں تو بس ڈگری چاہیے ہاہاہا۔ آنچل کا اور میرا ساتھ تقریباً چھ سات سال پرانا ہے۔ ہم لوگ تین بہنیں اور دو بھائی ہیں میں اور میری پیاری سی سسٹرز نیلم اور علیشہ مل کر آنچل پڑھتے ہیں اور کبھی کبھی لڑائی بھی ہوجاتی ہے۔ ہمارا جوائنٹ فیملی سسٹم ہے اور مجھے اپنے سارے فیملی ممبرز بہت عزیز ہیں۔ میرے چھوٹے کزن حسنین، مہدی یہ ہمارے گھر کے فرشتے ہیں بے حد شریر ہیں چھوٹا وقار حسنین جو ماشاء اللہ بہت کیوٹ ہے وہ بھی بہت شرارتی ہے جتنا پیارا مجھے وہ ہے اتنا پیار میں نے آج تک کسی بچے سے نہیں کیا۔ مجھے اپنی ماما جانی سے بھی بہت پیار ہے اللہ انہیں صحت اور لمبی زندگی عطا فرمائے۔ ابو جی آپ ناراض نہ ہوں آپ بھی مجھے بہت پیارے ہیں (آپ سے پیسے جو لینے ہوتے ہیں) فیورٹ رنگ بلیک اور پنک ہیں، فیورٹ کھانا چکن پلاؤ ہے، فیورٹ لباس لانگ شرٹ، ٹراؤزر ہے۔ فیورٹ رائٹرز نمرہ احمد، عمیرہ احمد اور ام مریم ہیں۔ مجھے شاعری جنون کی حد تک پسند ہے، موسموں میں مجھے سردیوں کا موسم بہت پسند ہے۔ خاص کر دسمبر کی دھند مجھے جنون کی حد تک پسند ہے، پھولوں میں ریڈ روز پسند ہے لیکن کوئی اور دے تو...... (امید ہے آپ سمجھ گئے ہوں گے ہاہاہا)۔ میری فرینڈز میں ثروت، ردا، ماریہ، ثناء امجد، انعم، فزا، پارس، بختاور، ماریہ فیاض شامل ہیں۔ مجھے میری فرینڈز بہت عزیز ہیں اور میں ان لوگوں کو بہت مس کرتی ہوں کیونکہ یہ لوگ بھولنے والے نہیں ہیں۔ میں ہاسٹل میں رہتی ہوں میں اور میری روم میٹس ہم لوگ بہت انجوائے کرتے ہیں لیکن بی اے کے دو سال گولڈ پیریڈ تھا جو کہ مجھے ہمیشہ یاد رہے گا اور میری وہ فرینڈز جو اب میرے ساتھ نہیں ہیں میں انہیں بہت مس کرتی ہوں۔ اب ہاسٹل میں ہم لوگ پڑھنے کے سوا سب کچھ کرتے ہیں، کھانا پینا اور سونا وغیرہ ہاہاہا۔ ایک میری روم میٹ (پارس) یہ ہمارا ناک میں دم کیے رکھتی ہے اللہ کرے اس کی شادی ہوجائے اور ہم سکون کا سانس لیں۔ مابدولت ہاسٹل کی دال سے بہت تنگ ہیں دعا کریں کہ ہمیں اس سے نجات دلوانے والا کوئی آجائے ہاہاہا۔ مزاجاً میں بقول اپنی کچھ دوستوں کے بہت کھڑوس ہوں شاید اس وجہ سے کہ میں تھوڑا ریزرو سا رہتی ہوں۔ تھوڑی سی منہ پھٹ ہوں جو دل میں آئے فوراً کہہ دیتی ہوں، اس لیے کچھ لوگوں کے نزدیک میں تھوڑی بُری ہوں لیکن مجھے ان سے کوئی فرق نہیں پڑتا، غصہ بڑی جلدی آجاتا ہے۔

جن کی نظروں میں ہم نہیں اچھے
کچھ تو وہ لوگ بھی بُرے ہوں گے

دوسروں پر اعتبار بڑا جلدی کرلیتی ہوں لیکن جب سے ایک بار دھوکہ کھایا ہے تب سے سنبھل گئی ہوں۔ گزرتے وقت اور حالات کے ساتھ میں تھوڑی سنجیدہ ہوگئی ہوں۔

گم صم سی رہتی ہے اسے کہنا
وہ شرارتی سی لڑکی بدل گئی ہے بہت

اور تھوڑی عقل مندی بھی ہوگئی ہوں بقول میری اماں جی کے اب چھوٹی نہیں رہی تم۔ چلو جی یہ تعارف بہت لمبا ہوگیا، بڑا بور کرلیا آپ کو اب بس کررہی دیں۔ آخر میں ''جو دکھ دے اسے بھول جاؤ جو بھول جائے اسے دکھ نہ دو۔ معاف کردو انہیں جن کو تم بھول نہیں سکتے یا بھول جاؤ ان کو جن کو تم معاف نہیں کرسکتے۔'' اللہ آپ سب کو خوش رکھے، آمین، اللہ حافظ۔ کیسا لگا یہ ہمارا انٹرویو ضرور بتایئے گا رب راکھا۔

## ثوبیہ بلال

میرے تعارف کے لیے اتنا ہی کافی ہے
میں اس کا ہرگز نہیں ہوتا جو ہر کسی کا ہوجائے

السلام علیکم! میرا نام ثوبیہ بلال ہے 18 اکتوبر کو پنجاب کے چھوٹے سے شہر ظاہر پیر میں پیدا ہوئی میرا اسٹار لبرا ہے تھرڈ ائر بی ایس سی کی طالبہ ہوں۔ گریجویشن خان پور کے ڈگری کالج سے کررہی ہوں، ہم پانچ بہن بھائی ہیں اور میں ان سب میں بڑی ہوں اور اپنے خاندان کی واحد لڑکی ہوں جو گریجویشن کررہی ہے ورنہ باقی میٹرک میں ہی تعلیم کو خیر آباد کہہ دیتی ہیں۔ شاعری میرا جنون ہے ہر اچھا شعر، غزل، نظم میں نوٹ کرلیتی ہوں میری نوٹ بک میں ہر

واقعہ ہر چیز پر اشعار ملیں گے اور بابدولت بھی ہلکی پھلکی شاعری کرتی ہیں۔ میں نے اپنے کالج پر طنزیہ مزاحیہ نظم لکھی تھی جو کہ بہت ہٹ ہوئی تھی آزاد نظمیں مجھے بہت اچھی لگتی ہیں۔ نازیہ کنول نازی، احمد فراز، پروین شاکر، محسن نقوی، ادا جعفری، علامہ اقبال اور فیض احمد فیض بہت پسند ہیں۔ بہت سی غزلیں اور اشعار یاد ہیں، پسندیدہ رائٹرز میں نسیم حجاز، نمرہ احمد، عمیرہ احمد، ام مریم، مریم عزیز، نبیلہ عزیز، فرحانہ ناز ملک (انتقال پر بہت دکھ ہوا اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں جگہ دے)۔ نازیہ کنول نازی، سمیرا شریف طور اور بھی بہت سی رائٹرز شامل ہیں۔ مطالعہ کا بے حد شوق ہے، بچوں کی کہانی ہو یا ناول (جاسوسی ہو، اسلامی ہو یا رومانٹک) اخباری کالم ہوں (خاص طور پر جاوید چوہدری کا زیرو پوائنٹ) ڈائجسٹ ہوں، اسلامی کتب، تاریخی کتب، جنگی ناول سب پڑھتی ہوں۔ قرآن پاک کی تفسیر اور ترجمہ دو واقعات روزانہ پڑھتی ہوں، مذہب کی طرف بچپن سے ہی لگاؤ ہے اس لیے اس کو فالو کرنے کی کوششیں کرتی ہوں (آپ جانتے ہیں کہ ہمارے ڈگری کالج میں ایک عدد لائبریری بھی ہے ہر موضوع پر کتابیں ملیں گی مگر ہمیں نہیں ملتیں بقول ان کے ہم یعنی تھرڈ ائر کلاس ابھی بہت چھوٹی ہے ان ناولز، شاعری اسلامی کتب کے لیے جن کی قیمت چار سو سے زائد نہ ہو یہ سب کتب ہم پر ممنوع ہیں یہ ظلم نہیں کیا ہے، کیا فائدہ ایسی کتب کا جس سے کوئی طالبہ استفادہ بھی نہ کر سکے)۔ بہت اچھی پینٹنگ کر لیتی ہوں، سلائی کڑھائی بھی کر لیتی ہوں، مستقبل میں بہت سے کورسز کرنے کا ارادہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عمر فاروقؓ کا دور حکومت ان کی شخصیت بہت پسند ہے، تمام صحابہ کرامؓ اور محمود غزنوی، شہید ٹیپو سلطان، اورنگ زیب عالمگیر، محمد بن قاسم، طارق بن ضیاد، سلطان صلاح الدین ایوبی، قائداعظم، سرسید احمد خان اور ڈاکٹر ذاکر نائیک بہت پسند ہیں۔ پاکستان سے بہت پیار ہے اپنے وطن کے لیے بہت کچھ کرنا چاہتی ہوں، پاکستان کی خوب صورت وادیوں اور مقامات (سیف الملوک، کاغان، ہنزا، نیلم، سوات، چترال) گھومنے کا بہت شوق ہے۔ ڈائری لکھنے کا شوق ہے، ایک ڈائری میں نے آٹوگراف کے لیے بنائی ہے اس پر سب اساتذہ، والدین، بھائی، کزنز، ماموں اور ممانیوں، پھوپو وغیرہ سے لکھوایا ہے سب نے بہت اچھا لکھ کر دیا ہے ویسے تو مجھے ہر کلاس میں بہترین اساتذہ ملے ہیں مگر ان میں سب سے زیادہ فیورٹ مس رضوانہ صفدر، مس عبیرہ سرور اور سر فرخ شامل ہیں۔ دوستوں کے معاملے میں اپنے اسٹار کی طرح زیادہ خوش قسمت نہیں ہوں، دوست تو بہت اچھے ملتے ہیں مگر ساتھ بہت مختصر رہتا ہے۔ رنگ سارے پسند ہیں، کھانے کے معاملے میں بہت زیادہ چوزی نہیں ہوں، سبزیاں زیادہ پسند نہیں ہیں۔ لباس میں فراک اور پاجامہ اچھا لگتا ہے، اپنی خامیوں اور خوبیوں کے بارے میں یہ کہوں گی۔

اچھی ہوں یا بری ہوں خود کے لیے ہوں
میں خود کو نہیں دیکھتی اوروں کی نظر سے

خیر خامی میں ضدی ہوں (یہ خامی ہر خوبی پر غالب ہے ویسے میری امی جانی سے پوچھیں تو بس خامیاں ہی خامیاں ہیں۔ دوسروں کی بیٹیوں کے مقابلے میں شاید ہر ماں ایسا ہی سوچتی ہے) خوبی یہ ہے کہ جھوٹ نہیں بولتی، پڑھائی میں اول آتی ہوں۔ برے لوگوں سے دور رہتی ہوں، اپنی حد میں رہنا پسند کرتی ہوں۔ عزت اور آبرو کا خیال رکھتی ہوں، اپنے اساتذہ کا احترام کرتی ہوں (جو کہ آج کل طالبات میں بالکل نہیں رہا پھر بھی یاد رکھیے گا با ادب با نصیب) موویز بھی دیکھتی ہوں اور سونگ بھی سن لیتی ہوں۔ فنکاروں اور ایکٹرز میں زیادہ دلچسپی نہیں، اپنے وطن اور اپنے لوگوں سے بہت محبت ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں لڑکیوں کی عزت اور آبرو کی حفاظت کرے اور ہمارے ملک کو دشمنوں سے پاک کردے۔ ہمارا ایمان سلامت رکھے، میرا آپ سب کے لیے پیغام یہ ہے کہ ''خواب اور مقصد دونوں جذباتی الفاظ ہیں اپنے خوابوں کو مقصد بناؤ مگر اپنے مقصد کو کبھی خواب نہ بناؤ۔'' آنچل کے اسٹاف کے لیے ڈھیروں دعائیں اور نیک تمنائیں، اب اجازت کے ساتھ۔

ہم مہمان نہیں رونق محفل ہیں
مدتوں یاد رکھو گے کہ کوئی آیا تھا

وہ یوں ملا جیسے کبھی ملا ہی نہ تھا
ہماری ذات پہ جس کی عنایتیں تھیں بہت
ہمیں خود اپنے ہی یاروں نے کردیا رسوا
کہ بات کچھ بھی نہ تھی اور وضاحتیں تھیں بہت

## گزشتہ قسط کا خلاصہ

مشہود مانو آپا اور سعدیہ کو دیکھ کر جز بز ہوتا ہے جبکہ مانو آپا اس کی کیفیت سے بے خبر اپنا تعارف کروانے کے ساتھ آنے کا مقصد بتاتی ہیں جس پر مشہود انہیں اپنے عتاب کا نشانہ بناتا پیاری کو ساتھ لے جانے کا کہتا ہے' جس پر مانو آپا کے ساتھ سعدیہ بھی ششدر رہ جاتی ہیں۔ پیاری جن باتوں کو لے کر پریشان ہوتی ہے' وہ رونما ہوجاتی ہیں۔ پیاری کی عزت نفس مجروح ہوتی ہے وہ خرد و نوش سے بے خبر ہوتی بے ہوش ہوجاتی ہے۔ دوسری طرف مشہود کھٹور پن کا مظاہرہ کرتا اپنے کمرے میں ہی بند رہتا ہے جبکہ مانو آپا کے ساتھ سعدیہ بھی پیاری کو ہوش میں لانے کی ناکام کوشش کرتی ہے۔ پیاری نے بہت کوشش کی تھی کہ گھر کا بھید مانو آپا اور سعدیہ پر کسی طور نہ کھلے لیکن جو ہونا تھا وہ ہوچکا تھا۔ مانو آپا مشہود کی طرف سے مایوس ہوکر سعدیہ سے دانیال کو کال کرنے اور اسے یہاں پہنچنے کا کہتی ہے۔ دوسری طرف مشہود کو لگتا ہے کہ اب تو وہ زیادہ دیر اس کال کوٹھڑی میں زندہ نہیں رہ سکتا' باہر اگر وحشی درندہ تھا تو پیٹ میں بھوک کی آگ بھڑک اٹھی تھی ایسے میں مشہود اللہ سے لو لگا لیتا ہے۔ دانیال پیاری کو قریبی ہسپتال لے آتا ہے جہاں ایمرجنسی ٹریٹمنٹ کے بعد پیاری کو ہوش آجاتا ہے۔ دوسری طرف مشہود دانیال کے فون کا غیر ارادی طور پر انتظار کرتا پیاری کی خیریت کی خبر آنے کا منتظر ہوتا ہے۔ ایسے میں وہ اپنی میٹنگ بھی ملتوی کردیتا ہے۔ پیاری کے ہوش میں آنے کے بعد دانیال نرس سے اسے گھر لے جانے کی اجازت طلب کرتا ہے۔ سعدیہ کو اپنی پلاننگ ناکام ہوتی نظر آرہی ہوتی ہے' سعدیہ نے پیاری کو مشہود کے حوالے کرنا تھا لیکن اب وہ ان کے گلے پڑ گئی تھی۔

### اب آگے پڑھیے۔

گھر پہنچنے کے بعد مانو آپا کے کہنے پر دانیال پیاری کو لے کر بیڈروم میں آگیا تھا۔ وہ بیڈروم تک پیاری کو شانوں سے تھامے ہوئے تھا' بیڈروم میں داخل ہونے کے بعد پیاری نے بڑی آہستگی سے دانیال کا ہاتھ اپنے کاندھے سے ہٹایا تو اس نے چونک کر پیاری کی شکل دیکھی کیونکہ ہاتھ ہٹانے کے اس عمل میں اگرچہ بیزاری نہیں تھی لیکن خوشگواری بھی نہیں تھی۔ پیاری نے دانیال کو اپنی طرف دیکھتا پاکر نظریں جھکالیں' اس سے پیشتر دانیال اس سے کوئی بات کرتا پیاری کی آنکھوں سے دو آنسو لڑھک کر اس کے گالوں پر آن گرے۔ دانیال جیسے تڑپ سا گیا اس نے بڑی بے اختیاری کیفیت میں پیاری کے گالوں سے آنسو اپنی انگلیوں کی پوروں میں جذب کرلیے۔

''میں جانتا ہوں پیاری تمہارے دل کی اس وقت کیا کیفیت ہے' تمہارے دل کی خبر مجھے نہیں ہوگی تو پھر قسم کھا کر کہو میرے علاوہ اور کون ہے جس کو ہوسکتی ہے' نہیں ناں۔'' دانیال نے وہ الفاظ ادا کیے جو وہ سمجھتا تھا کہ جسے سن کر پیاری کا ذہن کچھ دیر کے لیے تو اس دکھ کے موسم سے



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

باہر آئے گا جو جانے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

''دانیال...... مجھے صرف اسی ایک بات کا دکھ ہے کہ مشہود بھائی بالکل اکیلے ہیں حالانکہ میرے ہوتے ہوئے بھی وہ اپنے بہت سے کام خود کرنے لگے تھے لیکن میرے دل کو تو ڈھارس تھی ناں کہ وہ بالکل اکیلے نہیں ہیں میں گھر میں ہوں۔'' پیاری آنسوؤں میں رندھی ہوئی آواز کے ساتھ اب دانیال کو اپنے دکھ کی بنیادی وجہ سمجھانے کی کوشش کرنے لگی جیسے کہ اسے کوئی خوف ہو کے دانیال ان آنسوؤں کی کوئی اور وجہ نہ سمجھنے لگے جب کہ حقیقت یہ تھی کہ پیاری کی آنکھوں میں نمی ہو یا وہ خشک ہوں۔ دانیال کو اس کے دل کی ہر ہر کیفیت کی اچھی طرح خبر تھی' اس لیے کے پیاری کا دل تو اس کے اپنے سینے میں دھڑکتا تھا۔ یہ محبت تھی ابوالہواسی نہیں اور حقیقت یہ تھی کہ عورت جتنی حیاء دار ہوتی ہے اس کو ٹوٹ کر چاہنے والا بھی بہت غیرت مند ہوتا ہے۔ بڑی آن بان ہوتی ہے اس میں' ایک باحیاء عورت ہی کسی غیرت مند مرد کی آنکھوں کا خواب بن سکتی ہے۔

غیرت مند مرد اس کو کہتے ہیں جو اپنی نفسانی خواہشوں کے لیے عورت کو استعمال ہونے والی شے نہیں سمجھتا بلکہ اپنی ہی طرح کا ایک انسان سمجھتا ہے اس کے تمام جذبات اور احساسات کا احترام کرتا ہے اور یہ بھی کائنات کی بہت بڑی سچائی ہے کہ جس عورت میں حیاء ہوتی ہے اس کے نصیب میں اگر سچی محبت لکھی ہو تو اسے اپنے غیرت مند جیون ساتھی ہی سے ملتی ہے مگر وہ مرد تھا جو بحران کے لمحوں میں ہاتھ پیر ہلانے کی بجائے بحران کا حل نکالنے کی جدوجہد میں لگ جاتا ہے اور اپنے اعصاب اور حواس قابو میں رکھتا ہے۔ اس نے پیاری کے دکھ کو محسوس کرتے ہوئے اور یہ یقین دلانے کے لیے کہ وہ اس کے دکھ سے اچھی طرح باخبر ہے۔ ساتھ ہی حل کا راستہ بھی نکال لیا تھا۔

''یہ سب کچھ وقتی ہوتا ہے پیاری خون کے رشتے اپنی حقیقت خود منواتے ہیں اور تمہارا خلوص اللہ دیکھ رہا ہے۔ دل میں خلوص ہونا شرط ہے پُرخلوص دل کی اللہ سنتا بھی ہے اور مانتا بھی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ صبر کا راستہ تھوڑا طویل ہو جائے مگر نتیجہ ضرور نکلتا ہے۔ مجھے پورا یقین ہے تمہارا خلوص ضائع نہیں جائے گا' تمہارے بھائی کو ایک دن تمہارے خلوص پر یقین آئے گا اس لیے کہ وہ تمہارا بھائی ہے تمہارا خون ہے۔ اب تم ذرا آرام سے کام لو۔''

دانیال اس وقت ایک پُرخلوص چاہنے والے شریک سفر کا کردار بخوبی نبھا رہا تھا۔ دانیال کے الفاظ سے پیاری کو بڑی ڈھارس ہوئی اور جو بیچ میں اس نے اللہ کا نام کئی بار لے کر تسلیاں دیں' در حقیقت اس نے جادو کا اثر کیا تھا اور عین اسی وقت یہ انکشاف بھی ہوا تھا کہ وہ جو اپنے کمرے کی تنہائی میں دکھ میں ڈوبی مسلسل مشہود کے رویے پر غور کرتی رہتی تھی اور اس دکھ سے نجات پانے کے راستے ڈھونڈنے کی کوششیں کرتی رہتی تھی اور ان کوششوں میں بالآخر بستر پر کٹی ہوئی شاخ کی طرح ڈھے جاتی تھی۔ اس کمرے میں دکھ مناتے ہوئے اسے پل پل احساس ہوتا تھا کہ وہ بالکل اکیلی ہے لیکن اس وقت دانیال کی موجودگی سے اسے اندازہ ہوا کہ دکھ کے موسم میں اگر کوئی سایہ بن کر ساتھ چل رہا ہو تو آدھا دکھ تو ویسے ہی دور ہو جاتا ہے۔

دانیال نے اسے بڑے پیار سے تھام کر بیڈ پر بٹھا دیا تھا۔

''پیاری تم آرام کرو میں تمہارے لیے کچھ چائے وغیرہ کا انتظام کرتا ہوں۔ نوکر سے کہتا ہوں' بنا دے گا اگر تم آرام کرنا چاہتی ہو تو آرام کرو۔ امی اور مانو پھوپو باہر شاید میرا انتظار کر رہی ہوں اور تمہاری خیریت کے بارے میں جاننا چاہتی ہوں' میں ان کو بتا دیتا ہوں کہ تم آرام کر رہی ہو۔ تھوڑی دیر سو کر اٹھو گی تو تمہیں اپنی طبیعت میں خود بخود فرق محسوس ہوگا۔'' دانیال نے بہت محتاط انداز میں اس کی طرف دیکھا تھا' وہ اپنی نظر پر مکمل قابو رکھے ہوئے تھا وہ چاہتا تھا کہ پیاری اپنے آپ کو اس کمرے میں بالکل آزاد محسوس کرے اور جتنی دیر آرام کرنا چاہے بے فکری سے کرے۔ کہیں اس کی نظر کے غیر ارادی یا لاشعوری پیغامات سے وہ مزید بے آرام نہ ہو جائے' یہ کہہ کر وہ رکا نہیں...... حالانکہ پیاری ابھی بیٹھی ہوئی تھی مگر وہ اس کو بہت اچھی



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

طرح جانتا تھا اور محسوس کرتا تھا۔ اسے پتا تھا کہ جتنی دیر وہ اس کے سامنے کھڑا رہے گا وہ نہیں لیٹے گی اس نے آداب محبت کا یہ تقاضا بھی پورا کیا کہ محبوب کو کھل کر سانس لینے کی مکمل آزادی ہوجائے۔ کمرے سے نکلتے ہوئے اس نے دروازہ بند کردیا تھا' پیاری نے درحقیقت دروازہ بند ہوجانے کے بعد کھل کر سانس لیا اور ایک سرسری نگاہ کمرے میں دوڑائی۔

کمرہ اسی طرح آراستہ پیراستہ تھا جو عموماً خوش حال گھروں کی خواب گاہوں کا تصوراتی نظارہ ہوتا ہے۔ بہترین اور قیمتی لکڑی کا فرنیچر' ملحق آرائش گاہ جس کے دو اطراف چھت سے فرش تک آئینہ آویزاں تھے۔ ایک طرف واش روم کا دروازہ اس کے مقابل ڈریسنگ کا آئینہ اور بننے سنورنے کے لوازمات اور خوشبوجات۔ بیڈروم اور ڈریسنگ کے درمیان موتیوں کی لڑیوں کا پردہ' کمرے کے کونوں میں رکھے صراحی کی شکل کے بڑے بڑے گل دان پیاری نے گویا تھک کر آنکھیں بند کرلی تھیں۔ سامنے پھر مشہود کا چہرہ تھا۔

⊛......⊛......⊛

سعدیہ کی گھر پہنچ کر جو حالت ہورہی تھی وہ کسی سے بیان نہیں کرسکتی تھیں حتیٰ کہ اپنی دلی کیفیت کو چہرے سے ظاہر کرتے ہوئے بھی احتیاط کررہی تھیں جو محنت ابھی تک کی ہے وہ سب کی سب ضائع نہ ہوجائے اس پر مستزاد مانو آپا ابھی تک سر پر سوار تھیں اور مسلسل پیاری کی مشکلات پر رائے زنی کررہی تھیں۔

سعدیہ کا کڑھ کڑھ کر برا حال ہونے لگا تھا' سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ جس اداکاری کا آغاز وہ کرچکی تھیں' وہ انجام تک کیسے پہنچائیں نہ چہرے کے تاثرات بدل سکتی تھیں نہ لہجے کے تیور میں تبدیلی لاسکتی تھیں' نہ مانو آپا کو چھوڑ کر ایک دم سے اٹھ سکتی تھیں۔

''یاالٰہی...... عالی جاہ کو ابھی تک اپنی ماں کو فون کرنے کا خیال نہیں آیا' وہ ہی گھر پہنچ جائے اور اپنی ماں کو جلدی سے آنے کا بول دے۔ ان کو تو اب یہاں سے اللہ ہی اٹھائے۔'' سعدیہ مسکرا مسکرا کر دل میں بلکہ تہہ دل سے اللہ کو پکارنے لگی تھیں کیونکہ ان کی اب بس ہوگئی تھی۔

''دیکھو سعدیہ...... تم مجھے جو مرضی کہو میرے بارے میں جو خیالات رکھو مجھے رتی برابر بھی پروا نہیں۔ تم سے میرے بھائی کا گھر آباد ہے اللہ اسے آباد رکھے۔ بھول چوک انسان سے ہوہی جاتی ہے' میں کبھی اس بھول چوک کا بھی ذکر نہیں کروں گی۔ ارے میں تو تمہارا شکریہ ادا کرتے نہیں تھکوں گی' عمر بھر کہ تم نے اپنے بیٹے کا سوچا اس کی خوشی کا سوچا' وہ جو کہتے ہیں نہ صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے تو اسے بھول نہیں کہتے۔ پس اس بے ماں باپ کی بچی کا خیال رکھو' اسی میں تمہارے بیٹے کی عزت بھی ہے اور خوشی بھی' اللہ کسی کا ادھار نہیں رکھتا تم اس یتیم بچی کو اپنا بنا کر رکھو گی تو اللہ بھی تم سے راضی ہوگا اور تمہیں اس کا اجر ضرور ملے گا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔''

''آپا مجھے تو بالکل خیال نہیں رہا' میں خانساماں کو کچھ بتا کر نہیں گئی تھی۔ ہوسکتا ہے کمال بھی راستے میں ہوں واپس آرہے ہوں۔ دانیال نے بتایا تھا خیر میری تو ان سے کوئی بات نہیں ہوئی' دانیال نے مجھے کہا تھا شاید پاپا آج آجائیں' میں ذرا کچن میں دیکھ لوں آپ بھی آرام کرنا چاہیں تو آرام کرلیں اور کھانا کھا کر جائیے گا۔ آپ جب آتی ہیں بس اسی طرح چلی جاتی ہیں کچھ غلطی میری بھی ہے لیکن جب آپ تمام غلطیوں کو بھلا رہی ہیں تو میں کیوں اس کا ذکر کروں۔'' سعدیہ مانو آپا کے لمبے چوڑے لیکچر سے تنگ آکر بلآخر بلبلا کر اپنی جگہ سے کھڑی ہوگئیں اور بہت ہی مناسب وجہ بھی سوجھ گئی کیونکہ عورت گھر میں ہو اور کچن کا ذکر کرے تو غیر فطری نہیں لگتا۔ سعدیہ کو جان چھڑانے کی اتنی جلدی تھی کہ اپنی کہہ کر وہاں سے فوراً رفوچکر ہوگئیں۔ اس سے پہلے کہ مانو آپا جواب میں کچھ کہتیں انہوں نے اتنا موقع بھی نہیں دیا اور لمحوں میں آنکھوں کے سامنے سے غائب ہوگئیں۔

مانو آپا ابھی کچھ اور نصیحتیں اور تاکیدیں کرنے کے موڈ میں تھیں۔ سعدیہ کے اٹھتے ہی چڑھا ہوا جوش و خروش

جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔ سعدیہ کے جاتے ہی دانیال لاؤنج میں داخل ہوا اور نیچے آنے میں چند زینے ہی طے کرنا تھے لیکن اس نے ایک ایک زینہ جیسے بہت سوچ سوچ کر طے کیا اور سوچ کیا تھی یہی کہ آخر پیاری کے اس دکھ کی دوا کیا ہو۔

مانو آپا دانیال کو دیکھ کر اٹھتے اٹھتے پھر بیٹھ گئیں ورنہ یہی سوچ کر اٹھ رہی تھیں کہ پیاری آرام کر رہی ہے۔ سعدیہ اپنے کام میں لگ گئی ہیں اب انہیں بھی اپنا گھر دیکھنا چاہیے بعد میں پیاری کی خیر خیریت فون پر پتا کرلیں گی یا پھر کل دوبارہ آجائیں گی مگر دانیال سامنے آگیا تو سوچا دو چار گھڑی اس کے ساتھ بھی بیٹھ جائیں وہ بھی تو پریشان ہوگا۔ ظاہر ہے پیاری دکھی رہے گی تو اسے کیسے خوشیاں ملیں اب پیارے بھتیجے کا بھی دل بہلانا تھا۔

"میں نے سوچا پیاری کچھ دیر سو جائے تو اچھا ہے پتا نہیں کب کی اٹھی ہوئی ہوگی۔" دانیال نے مانو پھوپو کے برابر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اچھا سوچا تم نے گھر میں مریض ہوتا ہے تو تیمار دار کی اپنی نیندیں پوری نہیں ہوتیں۔ کہاں سوتی ہوگی بچی اور پھر وہ جو دن رات کی ٹینشن اس میں بھلا ڈھنگ سے نیند آتی ہے۔ میں تو دعا کروں گی ہی لیکن تم بھی دعا کرو۔ مسئلہ صرف پیاری کا ہی نہیں ہے۔ اس بچے کا بھی تو ہے اللہ جانے کیا سوچ اس کے دماغ میں سما گئی ہے کہ نکلنے کا نام ہی نہیں لے رہی جب آیا تو بالکل اچھا بھلا تھا کتنے اچھے طریقے سے پیار محبت سے بات کر رہا تھا۔ ارے آج مانو میں نے اسے دیکھا تو مجھے لگا کہ کوئی اور ہے مشہود تو جانے کہاں گم ہوگیا۔ ارے میں تو سوچ بھی نہیں سکتی جو میں نے آج دیکھا اور سنا......"

"جی پھوپو...... اللہ سے امید ہے کہ سب کچھ ٹھیک ہوجائے گا۔"

"ہاں بیٹا...... ان شاء اللہ امید تو اللہ ہی سے ہوتی ہے بندوں سے امیدیں باندھ کر ملتا کیا ہے یا تو مایوسی یا پھر تھوڑی دیر کی خوشی...... نا خوشی کا وقت ٹھہرتا ہے نہ غم کے ساتھ عمر بیتتی ہے۔ دونوں ہی چیزیں زندگی میں آتی و جاتی رہتی ہیں۔" مانو پھوپو نے اپنی فطرت کے عین مطابق امید بھری باتوں سے دانیال کی غم کی تھکن میں خاطر خواہ کمی کردی۔

اکیلا انسان کچھ نہیں انسان کو سماجی جانور کہتے ہیں اور یہ حقیقت ہے اکیلے انسان کا گزارا ہی نہیں خوشی ہو تو اپنوں کے ساتھ منانے کو جی چاہتا ہے۔ غم ملے تو کسی ایسے کندھے کی تلاش ہوتی ہے جس سے اپنائیت کا احساس ملے جس پر سر رکھ کر دو چار آنسو بہالے۔ مانو پھوپو کی موجودگی اور دوسراہٹ سے دانیال کو درحقیقت بہت تقویت پہنچی تھی۔

"پھوپو آپ کا تو شکریہ ادا کیا ہی نہیں جاسکتا آپ نے ہر ہر طرح سے ہر ہر قدم پر میرا ساتھ دیا...... اس وقت بھی آپ میرے پاس اور قریب موجود ہیں تو میں بہت سکون محسوس کر رہا ہوں۔" دانیال نے دل میں چھپے پیار کا اظہار کرنا ضروری خیال کیا اس لیے کہ لفظ شکریہ محبت کرنے والوں کو باندھ کر رکھتا ہے۔ لحاظی دوری بھی نہیں آنے دیتا اور ایسی الوہی خوشی روح میں پیدا ہوتی ہے جو انسان ساری دنیا کے خزانے دے کر بھی حاصل نہیں کرسکتا۔ مانو پھوپو نے بے اختیار دانیال کا سر اپنے کاندھے سے لگا کر اس کے بالوں پر بوسہ دیا۔

"ارے کوئی احسان نہیں ہے میرا خون نہیں ہو۔ بھائی بہنوں کی اولاد بھی تو اپنی ہوتی ہے ان کے دکھ سکھ بھی تو اپنے ہوتے ہیں۔" مانو پھوپو پیار بھرے لہجے میں کہہ رہی تھیں اور سعدیہ جو کچن سے اپنے بیڈ روم میں پہنچ چکی تھیں۔ بے قراری سے ٹہلتے ہوئے یہ سوچ رہی تھیں۔

"یااللہ کون سی گھڑی یہ محترمہ اپنے گھر کا رستہ لیں گی خالی بنیا کیا کرے اس کوٹھی کا دھان اس میں کرے۔" وارڈ روب کھول کر بے ترتیب کچھ کپڑے نکال کر بیڈ پر ڈھیر کرنا شروع کردیے تاکہ اگر مانو آپا آکر جھانک لیں تو انہیں مصروف دیکھ کر اپنے گھر جانے کا سوچیں طبیعت بے حد بدمزہ ہو رہی تھی۔ ساری تدبیریں الٹی پڑ رہی تھیں۔ مانو آپا

تو خیر اپنے گھر چلی ہی جائیں گی مگر وہ جو آ کر بیٹھ گئی ہے یوں کہ سر پر کوئی عذاب مسلط ہو گیا ہو۔ اتنے لاڈ پیار جتا کر لائی تھیں ایک دم چہرہ بگاڑ کر کیسے سامنا کرتیں۔

"آ گئی ہے...... اب جائے گی کیسے؟ مجھے ہی آفت آئی تھی اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مارنے کی۔ دانیال کو سب کچھ پتا تھا جب ہی تو ٹال مٹول کر رہا تھا۔" انہوں نے پچھتاوے کے مظاہرے کے طور پر زور سے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا۔

❁......❁......❁

مشہود کی آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا کہ وہی وحشی اس کے اوپر جھکا ہوا بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ آنکھیں جیسے باہر ابلی پڑی تھیں، مشہود کو آنکھ کھولتے ہی اس کی ابلتی ہوئی آنکھیں دیکھنے کو ملیں تو اس نے فوراً آنکھیں بند کرلیں یوں جیسے کہ وہ مرنے کے بعد قبر میں زندہ ہوا ہے اور منکر نکیر اس پہ مسلط ہیں۔ جیسے اس نے آنکھیں بند کیں اس وحشی نے زور زور سے اس کا کندھا پکڑ کر ہلایا۔ مشہود کو بے اختیار آنکھیں کھولنا پڑیں، چاہے وہ آنکھیں کھولنا نہیں چاہتا تھا اس کے باوجود کیونکہ اس وحشی کی وحشت ہی بہت تھی۔

مشہود نے اب صرف ایک نظر اس کی طرف دیکھا پھر اپنی نظروں کو سامنے دیوار میں گاڑ دیا۔ دوسری مرتبہ آنکھیں بند کرنے کی ہمت اس لیے نہیں کہ کہیں اس مرتبہ وہ وحشی اس کا بازو اکھاڑ کر دوسرے ہاتھ میں نہ تھما دے۔ اس وحشی نے مشہود کو سہارا دے کر پوری قوت طاقت سے زبردستی کے انداز میں بٹھانے کی کوشش کی؛ مشہود کے نقاہت زدہ جسم میں خوف و دہشت کی توانائی نے بڑا کام دکھایا۔ رگ و پے میں سنسناہٹ دوڑی تو زندگی بھی دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اٹھ کر بیٹھا تو دیکھا اس کے لیے کھانا تیار ہے، موٹی موٹی تندور میں سکی ہوئی روٹیاں اور بے رنگ سا ایک سالن جس میں بڑی انجان اور اجنبی سی موٹی موٹی سبزی پتلے سے شوربے میں تیرتی نظر آرہی تھی۔ کھانا دیکھتے ہی خوف تو جانے کس کونے سے اڑن چھو ہو گیا اور اس نے روٹی اٹھا کر لمحوں میں نوالہ توڑ کر گرم گرم شوربے میں ڈبو کر منہ میں رکھ لیا۔ زبان جل گئی تھی مگر پیٹ کی جلن کے سامنے زبان کی جلن کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ اس نے ابھی دو نوالے ہی کھائے تھے کہ حیرت سے منہ ہلانا ہی بھول گیا کیونکہ سامنے وہی بوڑھی عورت ایک دھاتی گلاس میں پانی لیے دروازے میں کھڑی نظر آئی۔ یہ وہی عورت تھی جس نے کال کوٹھڑی کا دروازہ کھولا تھا اور پھر اسے دیکھ کر چیخیں مارتی ہوئی بھاگ گئی تھی۔ پیٹ میں دو تین نوالے اتر چکے تھے، اب خاصی تقویت تھی اور اس تقویت میں مزید اضافہ اس عورت کو دیکھ کر ہوا اس لیے کہ اس وحشی کے علاوہ بھی اس نے اس گھر میں کسی اور کو دیکھا تھا اور اس وحشی کے ساتھ دیکھا تھا۔ جسے کم از کم ایک احساس جو بہت پُر طاقت تھا وہ یہ کہ اس کی زندگی کو فی الحال کوئی خطرہ نہیں کیونکہ وحشی کھانا کھلا رہا ہے، عورت پانی پلا رہی تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ابھی سوچ جانے والے خطرات بہت دور ہیں۔

کھانے کے ساتھ پانی کی موجودگی نے زندگی کی رمق بڑھا دی تو وہ جلدی جلدی کھانا کھانے لگا۔ وہ چاہتا تھا کہ کم از کم ایک روٹی کھانے کے بعد وہ ایک گلاس پانی بھی پیئے کیونکہ بھوک اور پیاس دونوں ہی اپنی انتہا پر تھیں۔

عورت کی وجہ سے اسے جتنی گہری طمانیت ملی تھی کہ وہ اس وحشی کی پروا کیے بغیر بڑے اطمینان سے کھانا کھا رہا تھا بالکل اسی طرح جس طرح ایک انسان بھوک میں اپنے گھر میں یا اپنی کسی من پسند جگہ پر بیٹھ کر طبیعت سے کھانا کھایا کرتا ہے۔

عورت پانی کا گلاس زمین پر رکھ کر واپس جانے لگی تو اس وحشی نے اپنی زبان میں اسے کچھ کہا۔ عورت نے بھی اس کی بات کا جواب دیا لیکن دونوں میں سے کسی کی بات مشہود کی سمجھ میں نہ آ سکی۔ بڑی نامانوس سی بولی تھی جو اس نے شاید کسی فلم یا ڈرامے میں بھی نہ سنی ہوگی۔ عورت جواب دے کر واپس چلی گئی مگر وہ وحشی تلوار کی طرح اس کے سر پر لٹک رہا تھا۔ مشہود نے کھانا کھاتے ہوئے چوری



URDUSOFTBOOKS DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

چوری اس کے ہاتھوں کی طرف دیکھا کہ کہیں اس کے ہاتھ میں کوئی ہتھیار تو نہیں اور ہوسکتا ہے کہ ان کے قبیلے میں روایت ہو کہ مارنے سے پہلے اچھی طرح کھانا کھلا دیا جائے۔ کہیں بھوکی، پیاسی روح ان کے گھر میں نہ منڈلاتی پھرے۔ مشہود نے روٹی پوری کرنے کے بعد ہاتھ بڑھا کر زمین سے پانی کا گلاس اٹھایا خاصا بڑا گلاس تھا جس میں عام استعمال ہونے والے دو گلاسوں کا پانی بہت آرام سے سما سکتا تھا۔ مشہود نے آدھا گلاس خالی کرکے گلاس واپس زمین پر رکھا اور پھر کھانا کھانے لگا۔

ایک تو یہ مصیبت تھی کہ اس کمرے میں پلنگ کے علاوہ کوئی بیٹھنے کی جگہ نہ تھی اور وحشی لاشعوری طور پر اس وقت مشہود کے ساتھ بہت بھلائی کررہا تھا کیونکہ اگر وہ اس کے سامنے پلنگ پر بیٹھ جاتا تو شاید مشہود سے کھانا نہ کھایا جاتا، وہ کھڑا ہوا تھا مشہود بیٹھا ہوا تھا۔ طویل القامت ہونے کی وجہ سے اس کو سر اٹھا کر دیکھنا پڑتا۔ کھانا کھانے کی وجہ سے اسے یہ تکلف کرنے کی ضرورت نہیں پڑی کہ وہ اسے دیکھے اور خوامخواہ اپنے وقتی سکون کو اپنے ہی ہاتھوں سے برباد کرے اور یہ سوچ کر وہ دوسری روٹی بھی کھانا چاہتا تھا کہ پتا نہیں اس کے بعد کھانا ملے یا نہ ملے یا کب تک اسے بھوکا رہنا پڑے۔ بہرحال مشہود کو یہ دیکھ کر تسلی ہوگئی تھی کہ اس کے دونوں ہاتھ خالی تھے یعنی کوئی پستول یا ریوالور اس کے ہاتھ میں نہیں تھا۔ اب اسے تیسری روٹی کھانا بھی آسان لگ رہا تھا کیونکہ ذہن سے ہر طرح کے خوف کے اثرات مٹ چکے تھے اب تو جو ہو سو ہو کھانا تو پیٹ بھر کر کھالیں اس نے بھی تہیہ کرلیا تھا۔

اس نے جلدی جلدی نوالے توڑنا شروع کردیئے مبادا وہ ہاتھ بڑھا کر کھانا ہی نہ اٹھا لے آخر وہ کسی وجہ سے تو اس کے سر پر مسلط تھا۔ کیا خبر ان کے دہشت گردی کے قانون میں دشمن کو کھانا کھلا کر گولی مارتے ہوں مگر اس وقت اسے بھی موت سے زیادہ کھانا چھن جانے کا خوف تھا۔

”ٹھیک ہے مرنا ہی مقدر ہے تو پھر کھا پی کر ہی مریں۔“ اس نے جلدی جلدی کھانا ختم کیا اور اس وحشی نے فوراً ہی برتن اٹھالیے تھے پھر اس کی طرف گھورتا ہوا باہر چلا گیا اور جاتے ہوئے دروازہ بند کردیا تھا۔ مشہود نے چند لمحے سوچا پھر پاؤں پھیلا کر لیٹ گیا۔

❁ ❁ ❁

مشہود اپنے بیڈ پر کروٹ کے بل لیٹا ہوا تھا آنکھیں بند تھیں نہ سویا ہوا تھا نا جاگا۔ ذہن گزرے ہوئے واقعات میں الجھا ہوا تھا سونے کی کوشش کے دوران اب یہ معمول ہوگیا تھا کہ نیند میں ڈوبنے سے پیشتر گزرے ہوئے دنوں کی فلم کافی دیر اس کی آنکھوں کے سامنے چلتی رہتی تھی لیکن ابھی وہ نیند میں نہیں گیا تھا اسے یوں محسوس ہوا جیسے ہر طرف گہری خاموشی چھاگئی ہو جیسے ریفریجریٹر کے کمپریشر کی آواز ایک دم بند ہوگئی ہو۔ بند آنکھوں کی تاریکی بہت گہری ہوگئی اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں پتا چلا کہ لائٹ چلی گئی ہے۔ لائٹ جاتے ہی ماحول میں ایک عجیب سی خاموشی پھیل جاتی ہے، کہیں پانی کی موٹر چل رہی ہوتی ہے پمپ چل رہا ہوتا ہے کہیں فریج یا ڈیفریزر کی آوازیں ہوتی ہیں، کہیں مائیکرو ویو اوون آن ہوتا ہے۔ کسی گھر میں نیوز کمنٹ چل رہا ہوتا ہے۔ کہیں کسی کو سردی میں گرمی لگ رہی ہوتی ہے، پنکھے چل رہے ہوتے ہیں، لائٹ جاتے ہی ساری آوازیں ایک ساتھ گم ہوجاتی ہیں تو ماحول میں گہرا سناٹا طاری ہوجاتا ہے یوں جیسے ساری رونقیں برقی رو کے ساتھ ہی لوٹ گئی ہوں۔

بند آنکھوں کے سامنے تو پہلے ہی اندھیرا تھا آنکھیں کھولیں تو پہلے سے زیادہ مہیب اندھیرا کمرے میں چھایا ہوا تھا کیونکہ کھڑکیوں پر پردے پڑے ہوئے تھے اور دروازہ بھی بند تھا۔ کہیں پر کوئی ایسی درز یا روزن نہیں تھا کہ باہر سے روشنی کی کسی قسم کی رمق بھی اندر آسکے، ایک لمحے کو تو یوں محسوس ہوا جیسے یہ کمرہ نہیں قبر ہے۔ گھپ اندھیرے میں قبر کا احساس ہوتے ہی ایک عجیب سی وحشت نے آلیا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا یہ خیال بھی نہ رہا کہ گردن پر کالر چڑھا ہوا ہے۔ پھرتی دکھانے سے ایک عجیب سی چیک گردن میں پڑی مگر اس چیک کی تکلیف

اس وحشت سے زیادہ نہیں تھی جو کمرے کی تاریکی کو محسوس کرکے ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ کی صورت میں اتر رہی تھی۔

اس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اندھیرے میں اپنی واکر کو تلاش کیا جو بہرحال اپنی ہلکی سی چمک کی وجہ سے جلد ہی نظروں میں آ گئی بلکہ کمرے کی گہری تاریکی میں وہ واکر تو کسی ستارے کی روشنی کی مانند ہی محسوس ہوئی قطب نما بن گئی۔ اس نے قدرے سکون کا سانس لے کر اپنا ہاتھ بڑھا کر واکر تھامی اور اپنا وزن واکر پر ڈال کر اندازے سے اس طرف چلا جہاں اسے اندازہ تھا کہ ایمرجنسی لائٹ رکھی ہوئی ہے۔

اس علاقے میں کافی دنوں سے لوڈشیڈنگ کا زور بہت کم ہو گیا تھا۔ کسی دن لائٹ جاتی بھی تھی تو وہ بھی دن کے ٹائم میں اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے لیے۔ شاید یہ علاقہ زیرِ عتاب علاقوں کی فہرست سے نکل چکا تھا' جب سے وہ آیا تھا دوسری بار رات کو لائٹ گئی تھی' چار پانچ دن پہلے بھی گئی لیکن دس پندرہ منٹ میں آ گئی تھی۔ اب بھی وہ یہی سوچ رہا تھا کہ شاید اس دن کی طرح جلدی آ جائے پھر بھی یہ صرف امکان تھا روشنی کی ضرورت تو تھی۔ اس نے اندازے سے جو سمت متعین کی تھی وہ درست نکلی۔ چند قدم کے فاصلے ہی پر وہ گول شیشے کی میز جس پر ایک گل دان اور اس کے ساتھ ہی ایمرجنسی لائٹ رکھی ہوئی تھی اس کی دسترس میں آ گئی۔ اس نے لائٹ آن کی تو تاریکی مٹ گئی' ہلکی روشنی میں ہر شے واضح ہو گئی۔

"تم کیا سمجھتی ہو' میں تمہارا محتاج ہو گیا ہوں؟ میں موت کے فرشتوں کے سر پر ہاتھ پھیر کر اپنے گھر پہنچا ہوں۔ کھانا بھی کھایا' پانی بھی پیا' کبھی پلنگ پر کبھی پتھروں پر گہری نیند بھی سویا ہوں۔" مشہود کی آنکھوں سے وحشت جھلکنے لگی۔

"رشتوں کے بوجھ سر سے اتار کر ہلکا پھلکا ہو گیا ہوں۔ جوان بہن کے بھائی سے دوستی کرنے والا' کبھی مخلص دوست نہیں ہو سکتا۔ بھائی کی سیڑھی کے ذریعے بہن تک پہنچا جاتا ہے' ظاہری شریفوں کی مجبوری ہے لعنت ہے مجھ پر' ایک زمانے تک بے وقوف بنتا رہا۔"

❁ ........ ❁ ........ ❁

مانو آپا بے کار بیٹھے بیٹھے اکتا گئی تھیں' سعدیہ تو ایسے غائب ہوئی جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

"یا اللہ...... خانساماں کو مینو بتانے گئی ہے یا خود ہی پکانے بیٹھ گئی۔" ان کو بھلا ایک پل چین نہیں تھا' کجا کہ بیٹھے بیٹھے اچھا خاصہ وقت بیت گیا تھا' دس پندرہ مرتبہ تو پہلو بدل چکی تھیں۔ بالآخر اٹھ کھڑی ہوئیں' سب سے پہلے کچن کا رخ کیا یہ سوچ کر کہ شاید واقعی آج سعدیہ دل و جان سے ان کی خاطر تواضع کرنا چاہ رہی ہوں اور کچن میں خود لگی ہوئی ہوں۔

کچن میں جھانکا تو حیرت کی انتہا نہ رہی' سعدیہ تو دور کی بات وہاں تو خانساماں تک نہیں تھا۔ چولہے ٹھنڈے پڑے ہوئے تھے' کچن ایسا صاف ستھرا نظر آیا گویا اگلے دن تک یہاں کام کرنے کا ارادہ نہ ہو اور خانساماں چھٹی پر گیا ہوا ہو۔

"شاید رات کے کھانے میں ابھی دیر ہے اس لیے خانساماں اپنے کوارٹر میں پڑا کمر سیدھی کر رہا ہوگا۔" ان کو ہمیشہ مثبت سوچنے کی عادت تھی اور اس وقت بھی فطری طور پر جو وجہ سمجھ میں آئی مثبت ہی تھی۔

"اب کیا کھانے کے انتظار میں کئی گھنٹے یہاں بیٹھ کر گزار دوں۔ اُدھر گھر میں دس کام پڑے ہوتے ہیں' سعدیہ تو ناحق تکلف سے کام لے رہی ہیں۔ ارے آ گئیں' کھانے کا وقت ہوا ہے کھانا بھی کھا لیا' کون سا دور پار کے مہمان ہیں جو آئیں تو کھانا کھا کر ہی جائیں میں سعدیہ سے کہتی ہوں کہ میں تو چلوں گی۔ پیاری کو آرام کرنے دو' بچی چین سے تھوڑی دیر سو جائے تو طبیعت خود بخود اچھی ہو جائے گی اور پھر جانے کتنے دن کی جدائی کے بعد میاں بیوی ملے ہیں۔ دو چار باتیں کریں گے۔" مانو آپا نے یہ سوچتے ہوئے سعدیہ کے کمرے کا رخ کیا' دروازہ بند تھا۔ انہوں نے اپنی درمیانی انگلی میں پہنی ہوئی خاندانی انگوٹھی

سے بہت آہستہ دستک دی مگر اندر سے کسی قسم کا ردعمل نہ آیا تو انہوں نے ذرا پہلے سے زیادہ آواز میں انگوٹھی سے دروازہ بجایا۔ ہنوز خاموشی تھی ایسی خاموشی جو کسی خالی جگہ میں واضح محسوس ہوتی ہے۔

''آئے ہائے...... یہ سعدیہ بھی سوگئی اب انہیں تردد ہوا یہ کیا۔ پتا ہے کہ میں لاؤنج میں بیٹھی ہوں کیا کمرے میں پہنچ کر ہی بھول گئیں۔'' پہلے تو سوچا واپس لوٹ جائیں لیکن دوسرا خیال آیا۔

''نیچے جا کر کیا کریں اگر سعدیہ کا آرام کرنے کا موڈ ہے تو کم از کم اسے بتا کر چلی جائیں کہ وہ اپنے گھر جارہی ہیں۔'' انہوں نے اب تیسری مرتبہ دستک دی اور یہ دستک ایک حتمی اعلان تھا کہ دروازہ کھولنا پڑے گا ورنہ...... چوتھی مرتبہ اس سے کہیں زیادہ زور سے دروازہ پیٹا جائے گا کیونکہ اب انہوں نے مصمم ارادہ کرلیا تھا کہ وہ گھر چلی جائیں۔

دستک اچھی خاصی تیز تھی دانیال ایک دم گھبرا کر اسٹڈی سے باہر آگیا۔ وہ جان بوجھ کر اپنے بیڈ روم کی بجائے اسٹڈی میں چلا گیا تھا اس خیال سے کہیں پیاری اس کی موجودگی سے تکلف کے ضمن میں بے آرامی محسوس نہ کرے۔

''خیریت ہے پھوپو......!'' دانیال حیرت سے مانو آپا کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''ہاں بیٹے خیریت ہے۔ ارے وہ سعدیہ کہہ کر اٹھی کہ میں کچن میں خانساماں کو ہدایت دینے جارہی ہوں میں بیٹھے بیٹھے تنگ آگئی تو میں نے سوچا کہ اس طرح بیٹھ کر تو میرا گزارا نہیں ہوگا۔ مجھے تو ہر وقت کام کرنے کی عادت ہے' تھک جاتی ہوں تو بستر پکڑ لیتی ہوں۔''

''آپ تھوڑا ریسٹ کرلیں' یہ سامنے ہی گیسٹ روم ہے۔ میں اس خیال سے اسٹڈی میں آگیا تھا کہ پیاری گہری نیند سو جائے' پتا نہیں کب سے جاگ رہی ہوگی۔''

دانیال وضاحت یوں کررہا تھا جیسے کسی جرم کا ارتکاب کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑا گیا ہو۔ ساتھ ہی وہ مانو آپا کو گیسٹ روم کی طرف لے جارہا تھا جو اس کو قدم بڑھاتا دیکھ کر خود ہی پیچھے پیچھے چل پڑی تھیں۔

❁ ........ ❁ ........ ❁

عالی جاہ بہت عجلت میں تھا اور سخت ذہنی خلفشار کا شکار تھا۔ ایک پارٹی سے بیٹھے بٹھائے اچھا خاصا جھگڑا ہوگیا تھا اب ایک گھنٹے کے اندر اندر تقریباً اکیس لاکھ روپیہ اس پارٹی کے منہ پر دے کر مارنا تھا اپنے حساب سے۔ وہ گھر میں داخل ہوتے ہی لاکر کھول کر بیٹھ گیا اور جتنا کیش لاکر میں موجود تھا سب نکال کر گننا شروع کیا۔ پانچ ہزار اور پانچ سو کے نوٹ گنتے گنتے وہ تقریباً پاگل ہی ہوگیا۔ کئی بار بھولا' دوبارہ سے گنے تو بھی تقریباً پندرہ لاکھ سے کچھ اوپر تھے اب باقی کی رقم کے لیے ظاہر ہے اسے ماں سے رجوع کرنا تھا کیونکہ اسے پورا یقین تھا کہ مانو آپا جیسی کفایت شعار خاتون بچا بچا کر رکھنے کی عادی ہیں اور بقول ان کے ''ارے یہ بچت آڑے وقتوں میں کام آتی ہے'' اور اس سے زیادہ آڑا وقت اور کیا ہوسکتا تھا کہ اس کی عزت پر بن گئی تھی اس نے بڑے دھڑلے سے کہہ دیا کہ وہ ایک گھنٹے کے اندر اندر ساری رقم واپس کردے گا۔ وقت بھی ایسا تھا کہ وہ کسی بینک سے رجوع نہیں کرسکتا تھا اور کسی سے مانگنے میں اسے ہمیشہ ہتک محسوس ہوتی تھی' لے دے کہ اب ماں کا ہی آسرا رہ گیا تھا۔

''اماں کے پاس سے دو لاکھ روپے بھی نکل آئے تو باقی کا کچھ کیش تو آفس کے دراز میں بھی رکھا ہوگا' کام بن جائے گا۔'' وہ گرتا پڑتا ماں کے کمرے میں پہنچا تو دروازہ لاک تھا اس نے زور زور سے دروازہ دھڑ دھڑانا شروع کردیا۔ کسی کونے سے ایک نوکر نکل آیا' پہلے تو اس نے عالی جاہ کی کیفیت کا اندازہ لگایا پھر ڈرے ڈرے انداز میں گویا ہوا۔

''صاحب مالکن تو گھر میں نہیں ہے۔''

''ارے مروا دیا۔'' عالی جاہ کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ ''کہاں گئی ہیں اور کتنی دیر میں واپس آئیں گی' جلدی سے بتاؤ۔'' وہ عجلت بھرے انداز میں بولا۔

''جی ڈرائیور کو پتا ہوگا وہ چھوڑ کر آیا تھا۔''



URDUSOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

"ڈرائیور کو بلاؤ وہ کہاں مرا ہوا ہے میں ابھی اندر آیا مجھے تو کہیں نظر نہیں آیا۔" عالی جاہ نے نوکر پر چڑھائی کردی۔ "کمہار پر بس نہ چلا تو گدھے کے کان اینٹھ دیئے......" اس سے پیشتر کے وہ مزید کچھ کہتا نوکر نے تو دوڑ لگادی کیونکہ وہ عالی جاہ کے موڈ کو دیکھ کر سمجھ گیا تھا کہ اگر وہ ایک منٹ مزید رکا تو وہ اس کے اگلے پچھلوں کی بھی خبر لے لے گا۔

عالی جاہ کے لیے ایک ایک پل بھاری تھا اس کے انداز کے مطابق نوکر ڈرائیور کو ڈھونڈنے کے بعد اس کو تلاش کرے گا' چند منٹ مزید ضائع ہونے کے خیال سے وہ واپس لاؤنج میں آ کر ٹہلنے لگا۔

❁......❁......❁

"بیٹا...... بڑے حوصلے سے کام لینا ہوگا' بے انتہا نیک اور شریف بچی ہے۔ بھائی اکیلے گھر میں پڑا ہے جب اسے بھائی کا اچھا حال دکھائی نہیں دے گا تب تک جانو ہنسنا مسکرانا محال ہے۔ اس کے دل کا خیال کرو گے تو ساری زندگی تمہاری قدر کرے گی' مشکل وقت میں ساتھ دینے والے زندگی بھر یاد رہتے ہیں۔" دانیال مانو آپا کے ساتھ گیسٹ روم میں بیٹھا تھا اس خیال سے کہ ماں تو پھوپو کو بھول کر جانے کہاں مصروف ہیں۔ کہیں پھوپو کو محسوس نہ ہو انہیں "کمپنی" دے رہا تھا' یہ الگ بات کہ ذہن مسلسل پیاری کے گرد طواف کررہا تھا۔ اسی لمحے دانیال کے سیل پر رنگ ہوئی تھی' دانیال نے چونک کر جیب سے سیل فون نکالا۔

"اوہ...... عالی جاہ کی کال آرہی ہے۔" یہ کہہ کر اس نے جھٹ کال ریسیو کی اور سیل کان سے لگالیا۔

"ارے مجھے ہی ڈھونڈ رہا ہوگا' لگتا ہے گھر پہنچ چکا ہے۔" مانو آپا پہ یک دم عجلت سوار ہوگئی' فکر مند انداز میں دانیال کی طرف تکنے لگیں۔

"ہاں...... ہاں' پھوپو ابھی یہیں ہیں' میں بھی گھر میں ہی ہوں۔ خیریت ہے ناں؟" دانیال عالی جاہ سے پوچھ رہا تھا۔

"ڈونٹ وری' میں خود بھی ڈراپ کرسکتا ہوں۔ ویسے خیریت ہے ناں بہت جلدی میں لگ رہے ہو؟" عالی جاہ نے جواب دینے کا تکلف بھی نہیں کیا تھا فون بند کردیا تھا۔

"ارے یہ تو اسی طرح جلدی میں رہتا ہے مارا ہوا کے گھوڑے پر سوار' بس اب میں چلوں گی۔" مانو آپا فوراً ہی جانے کے لیے تیار ہوگئی تھیں۔

"ارے مار...... میں بل بوتے پر بیوپار لیے بیٹھے ہوئے ہو۔" مانو آپا گرتی پڑتی گھر میں داخل ہوئی تھیں اور آتے ہی عالی جاہ کی طبیعت صاف کرنا شروع کردی تھی۔ سارے راستے شدید اعصابی دباؤ کا شکار تھیں کہ آخر ایسا کیا ہوگیا ہے جو وہ گھر بیٹھے بلا رہا ہے۔

"تو اماں جان آپ کہیں جایا کریں تو بتا کے جایا کریں اگر مجھے پتا ہوتا کہ آپ ماموں جان کی طرف گئی ہوئی ہیں تو راستے میں پک کرتا ہوا آتا اور اتنی مسئلہ نہ ہوتا آپ کو پتا نہیں اس وقت میری عزت داؤ پر لگی ہوئی ہے۔" عالی جاہ نے بھی جواب میں جھنجلاہٹ کا مظاہرہ کیا...... وہ خود اس وقت اعصابی دباؤ کا شکار تھا۔ ایک ایک پل اس کے لیے صدی کے برابر تھا۔

"بس اب آپ جلدی سے مجھے کسی طرح سے بھی دو ڈھائی لاکھ روپے نکال کردیں' بچی میں آپ کو صبح واپس کردوں گا' ابھی بینک بند ہیں میں بہت پریشان ہوں۔"

"دو ڈھائی لاکھ روپے......" مانو آپا آنکھیں پھاڑ کر عالی جاہ کی طرف دیکھنے لگیں۔ فون پر اس نے کہا تھا کچھ پیسوں کی ضرورت ہے وہ یہی سمجھیں یونہی کوئی دس پندرہ ہزار کی ضرورت پڑ گئی ہوگی لیکن دو ڈھائی لاکھ روپے کی بات سن کر وہ چند لمحوں کے لیے چکرا کر رہ گئی تھیں۔

"جانے گھر میں اتنے ہیں بھی کہ نہیں میں نے تو کبھی گن کر بھی نہیں دیکھا۔"

"اماں پلیز آپ فضول کی باتیں کر کے وقت ضائع نہ کریں' میں اس وقت بہت پریشان ہوں جلدی سے پیسے نکالیں اور دیکھیں کتنے بن رہے ہیں۔ اللہ کرے کہ دو ڈھائی لاکھ روپے ہوجائیں۔" عالی جاہ اضطراری کیفیت

میں اِدھر سے اُدھر ٹہلتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"ارے صبح سے شام تک کروڑوں کا کاروبار کرتے پھرو یہ آناً فاناً دو ڈھائی لاکھ کی ڈھنڈیا پڑ گئی تمہیں مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہی۔ میں پہلے ہی اتنی پریشان تھی ارے وہ پتا نہیں بچی کا کیا حال ہوگا اللہ اس پر رحم کرے۔" مانو آپا تیز تیز چلتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھیں' عالی جاہ میں اتنا صبر نہیں تھا کہ وہ لاؤنج میں بیٹھ کر ان کا انتظار کرتا وہ بھی ان کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔

"کس بچی کی بات کر رہی ہیں اب کون سی نئی بچی آ گئی۔ ایک تو آپ کو لاوارث بچیاں بہت مل جاتی ہیں۔" عالی جاہ کو لفظ بچی سن کر جانے کیا کچھ یاد آ گیا۔ پرانے زخم آنچ دینے لگے غصہ کم ہونے کی بجائے مزید بڑھ گیا۔ وہ بھولا نہیں تھا اور بھولنے کی بات بھی نہیں تھی' وہ ہر وقت اس کی نگاہوں کے سامنے کھڑی رہتی تھی ایک ہی لڑکی کی طرف تو اس نے توجہ سے دیکھا تھا ایک ہی لڑکی نے تو اس کے دل کے پتھریلے راستے میں راستہ بنایا تھا اور وہ بھی ایسے اڑ گئی تھی جیسے نور جہاں کے دونوں کبوتر۔

"ارے پیاری کی بات کر رہی ہوں ابھی لے کر آئے ہیں میں اور سعدیہ اس کو جا کر بُری حالت ہوگئی بتا نہیں سکتی کیا کچھ دیکھ کر آ رہی ہوں۔ دماغ وہیں لگا ہوا ہے' بیٹھے بٹھائے ایک مشکل میں جان آ گئی' کروں تو کیا کروں کچھ سمجھ میں نہیں آتی۔ یہ بھی اللہ کا شکر ہے' سعدیہ کے دل میں اللہ نے رحم ڈال دیا' چلو بچی کم از کم اپنے گھر میں تو آ کے بیٹھ گئی اب بعد میں دیکھیں گے کہ کیا کرنا ہے۔" مانو آپا اب وارڈ روب کھول کر لاکر کی چابی تلاش کر رہی تھیں اور عالی جاہ ان کی طرف دیکھ رہا تھا' جیسے وہ جو کچھ بھی بول رہی ہیں وہ اس کے سر سے گزرتا جا رہا ہے۔ کچھ تھوڑا سا جو سمجھا وہ یہ سمجھا کہ پیاری کے بارے میں کچھ کہہ رہی ہیں لیکن اس وقت اس کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ ان سے سوال جواب کرتا اور وہ اپنا کام بھول کر اسے جواب دینے بیٹھ جاتیں۔ وہ ان کی ہاتھوں کی حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھا جو چابی کی تلاش میں اِدھر اُدھر پڑ رہے تھے

بالآخر انہوں نے کہیں سے چابی برآمد کر ہی لی۔ پیچھے کھڑا ہوا عالی جاہ ٹھیک سے دیکھ نہیں سکا چابی لے کر وہ لاکر کھولنے لگیں۔ لاکر کھول کر انہوں نے کچھ نوٹ اپنے ہاتھ میں دبوچے پلٹ کر عالی جاہ کی طرف دیکھا۔

"لو بیٹھ کر گنو یہ کتنے ہیں اور دیکھتی ہوں۔"

عالی جاہ نے تو نوٹ ان کے ہاتھ سے اس طرح سے جھپٹے جس طرح بھوکا روٹی کی ٹکڑے جھپٹ رہا ہو اور جلدی سے بیڈ کے کنارے بیٹھ کر گننے لگا اور گنتے ہوئے ایک ایک سانس دعا کر رہی تھی کہ معاملہ اسی کمرے میں حل ہو جائے۔ اسے مزید کوئی بھاگ دوڑ نہ کرنی پڑے' وہ نوٹ گننے بیٹھ گیا' مانو آپا اِدھر کونوں کھدروں سے مزید نوٹ تلاش کرنے لگیں۔ اس کی پریشانی دیکھ کر اس وقت وہ اپنی بچت سے تو ہٹ چکی تھیں اور اس وقت یہ سوچ رہی تھیں کہ کیا پریشانی آ گئی ہے جو وہ اس وقت اتنے ذہنی دباؤ میں ہے کہ دو ڈھائی لاکھ روپے کے علاوہ کچھ نہیں سوجھ رہا۔

انہوں نے اپنی جمع پونجی تلاش کرنا شروع کی' کوئی چھوٹے سے بٹوے میں تو کوئی حساب کتاب کی کاپی کے اندر ملی' کوئی کاپی کے نیچے سے ملی' سارے نوٹ سمیٹ کر انہوں نے عالی جاہ کے سامنے رکھ دیئے۔ اولاد کی پریشانی کے سامنے نوٹوں کی کوئی اہمیت نہیں رہتی' جیسا تھا کچھ بھی تھا اولاد تو تھا۔ اس وقت تو وہ یہ سوچ رہی تھیں کہ وہ ڈھائی لاکھ کہہ رہا ہے وہ کسی طرح سے تین لاکھ کر کے اس کے ہاتھ پر رکھ دیں اس کی پریشانی تو ختم ہو۔ اللہ جانے کون اس کے پیچھے پڑ گیا ہے جو وہ اتنی پریشانی میں نوٹ ڈھونڈتا پھر رہا ہے' پریشانی سے نکلے تو پھر لے کر بیٹھیں اور پوچھیں کہ کیا ہوا تھا' ابھی تو صرف سر پر یہی پڑی تھی کہ کسی طرح سے اس کی مشکل دور ہو۔

"اماں یہ تو صرف ایک لاکھ بیس ہزار ہیں' ان میں تو کچھ بھی نہیں ہوگا۔"

"ارے لو یہ پکڑو' گنو۔ دیکھو کتنے ہیں۔" مانو آپا نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے نوٹ عالی جاہ کی گود میں ڈال دیئے' ذہن پر زور ڈالنے لگیں کہ اور پیسے کہاں رکھے

ہوسکتے ہیں۔

❁.......❁.......❁

کمال فاروقی نے دانیال کو فون کرکے بتادیا تھا کہ وہ تقریباً رات ایک بجے تک گھر پہنچ جائیں گے۔ دانیال نے ان سے پوچھا تھا کہ کیا وہ آ جائے یا ڈرائیور کو بھیج دے تو انہوں نے منع کردیا تھا کہ نہیں وہ ایئرپورٹ سے کیب میں آ جائیں گے کوئی مسئلہ نہیں۔

ساڑھے بارہ بجنے میں ابھی کافی ٹائم تھا۔ دانیال کافی دیر اسٹڈی میں گزارنے کے بعد آہستہ قدموں سے اپنے بیڈ روم کی طرف آیا جتنی دیر وہ اسٹڈی میں بیٹھا رہا پیاری کے بارے میں سوچتا رہا اور دل ہی دل میں دعا کرتا کہ وہ گہری نیند سوگئی ہو کیونکہ اس کے شدید اعصابی دباؤ کا علاج یہی تھا کہ وہ چند گھنٹے گہری نیند سوجائے۔ جانے کب سے جاگ رہی ہوگی اور جو کچھ آج ہوا اس سے تو صاف پتا چلتا تھا کہ وہ جتنے دن مشہود کے ساتھ رہی اتنے دن شاید وہ پرسکون نیند نہ سوئی ہوگی نہ پیٹ بھر کے کھایا ہوگا۔

دروازے تک پہنچ کر اس نے چند ثانیے کچھ سوچا پھر اپنی دانست میں پوری کوشش کی کہ ہینڈل گھمانے سے آواز پیدا نہ ہو لیکن ایک ہلکی سی آواز پیدا ہونا فطری امر تھا۔ اس نے دروازہ کھول کر جھانکا تو پیاری بیڈ پر بے سدھ سو رہی تھی یہ دیکھ کر دانیال کے دل کو بڑی تقویت پہنچی۔ کمرے میں ہلکی روشنی پھیلی ہوئی تھی اور بیڈ پر پیاری کے لمبے بال دور تک بکھرے ہوئے تھے وہ کروٹ سے سو رہی تھی۔

دانیال نے دروازہ اسی طرح چھوڑا تا کہ اچھی طرح تسلی کرلے کہ واقعی پیاری گہری نیند سوئی ہوئی ہے ایسا نہ ہو دروازہ بند کرنے کی آواز سے اس کی نیند ٹوٹ جائے۔ اس نے قریب آ کر پیاری کی طرف دیکھا۔ ایک بازو پیاری کے سر کے نیچے دوسرا اس کے چہرے پر تھا دونوں بازوؤں کے بیچ میں وہ اپنا چہرہ دبائے گہری نیند میں سو رہی تھی۔ یہ سونا کوئی آرام دہ سونا نہیں تھا اس کا بازو چہرے کے نیچے دبا ہوا تھا۔ دانیال کا دل چاہا کہ اس کا بازو چہرے سے نکال کر آرام دہ حالت میں لے آئے لیکن گمان غالب تھا کہ اس کے چھوتے ہی وہ جاگ اٹھے گی اس لیے اس نے اپنا ارادہ بدل لیا اور پیاری کو چند لمحے نظروں سے تکتا رہا... اس کا چہرہ دونوں بازوؤں کے درمیان دبا ہوا تھا اور چہرہ قدرے جھکا ہوا تھا اس لیے دیکھنے سے صاف نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس نے وال کلاک کی طرف دیکھا ابھی ایک بجنے میں پورا سوا گھنٹہ باقی تھا۔ وہ بڑی شدت سے کمال فاروقی کا انتظار کر رہا تھا۔

مشہود کے رویے نے اسے بُری طرح الجھایا ہوا تھا اور ایسی الجھن میں جب کوئی دوسرا ساتھ ہوتا ہے تو بڑی تقویت ہوتی ہے اسی لیے مشورے کی بڑی اہمیت ہے کہ جب ایک ذہن کام کرنا چھوڑ دے کوئی ساتھ بیٹھا ہوا مناسب مشورہ دے کر مسئلے کا حل نکالے اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے الجھا ہوا ذہن بالکل صحیح سمت جانے سے قاصر ہوتا ہے اس کے مقابل کوئی پرسکون ذہن جس کے خلوص پر کوئی شک نہ ہو کوئی بہت اچھا مشورہ دے سکتا ہے اور انہی لمحوں میں تنہائی میں کسی دوسرے کی طلب ہوتی ہے اور تنہائی بڑی شدت سے محسوس ہوتی ہے اور پھر کمال فاروقی تو اس کے باپ تھے۔ باپ کے خلوص سے زیادہ کس کے خلوص پر اعتبار کیا جاسکتا تھا درحقیقت اس نے زندگی میں خود کو کبھی اتنا الجھا ہوا نہیں پایا تھا جتنا وہ اس وقت تھا۔

اس خیال سے کہ اس کے بیڈ پر لیٹنے سے کہیں پیاری کی نیند نہ ٹوٹ جائے اور اتنا قرب دیکھ کر جو اس سے پہلے ان کے درمیان کبھی آیا ہی نہیں۔ وہ بدحواس ہوکر بستر ہی نہ چھوڑ دے وہ چپ چاپ جا کر صوفے پر لیٹ گیا' مارے احتیاط کے اس نے تو تھوڑا سا کھلا ہوا دروازہ بھی بند نہیں کیا جو آتے ہوئے جان بوجھ کر بند نہیں کیا تھا۔

❁.......❁.......❁

''شکر ہے بڑی بی اپنے گھر چلی گئیں' اس وقت تو عالی جاہ نے رحمت کے فرشتے کا کردار ادا کیا۔ ارے میرے سر پر بیٹھ گئی تھیں' میں نے کہہ ہی دیا تھا کہ کھانا کھا کے چلی جانا تو خود ہی چلی جاتیں میں نے جھوٹ لے کہا وہ بچ بچ بیٹھ

گئیں۔ مجھ سے تو دو منٹ برداشت نہیں ہوتیں' یہ تو میں جانوں میرا اللہ جانے میں کس طریقے سے ان کو برداشت کرتی آرہی ہوں۔" سعدیہ مانو آپا کے جانے سے بہت پرسکون نظر آرہی تھیں اور دل ہی دل میں شکرانہ ادا کررہی تھیں۔ یہ وہ رشتہ تھا جو شادی کے چند دن بعد سے ان کے لیے عذاب بنا ہوا تھا اور اس کی سیدھی سی وجہ تھی کہ ان کا شوہر بہن کو بہت مانتا تھا اور وہ یہ بات نہیں مانتی تھیں کہ ان سے زیادہ کسی کو اہمیت دی جائے۔ بات بات پر دوڑے چلے جارہے ہیں بہن کے پاس۔ بہن نے دن بول دیا تو دن کہہ دیا' بہن نے رات کہہ دیا تو رات بول دی۔ جیسے دنیا میں بہن کے سوا کوئی اور ہے ہی نہیں۔

سعدیہ نے مانو آپا کے جانے کے بعد سکھ کا سانس تو لیا تھا لیکن ابھی بھی ایک بوجھ تو مسلسل ان کے سر پر تھا ہی وہ یہ کہ پیاری گھر آچکی ہے اور اس طرح سے میکے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نکل کر آئی ہے۔ بھائی تو کچھ سننے کے لیے تیار نہیں تو اب لے دے کر اس کے پاس اس ٹھکانے کے علاوہ کوئی دوسرا ٹھکانہ نہیں۔ وہ جو سوچ رہی تھیں کہ بیٹے اور شوہر کے سامنے اچھی بن کر بہت چالاکی ہوشیاری سے کانٹا نکال پھینکیں گی وہ کانٹا تو ان کے دماغ میں گڑ گیا تھا اور دل میں بھی۔ ابھی تک ان کو دانیال نے یہ نہیں بتایا تھا کہ پاپا رات ایک بجے تک گھر پہنچ جائیں گے۔ ان کی سوچ کا رخ کسی اور سمت بھی مڑ سکتا تھا' کچھ اور بھی سوچ سکتی تھیں اب تو لے دے کر صرف ایک ہی بات تھی کہ یہ مصیبت جو گلے پڑ گئی ہے بلکہ ایک عذاب جو سر پر مسلط ہوگیا ہے' اس سے چھٹکارا پانے کا راستہ کیا نکالیں' اس سے پہلے کہ دماغ سوچتے سوچتے شل ہوجاتا۔ سوشل میڈیا کھول کر بیٹھ گئیں جو فرصت کے لمحات میں ان کا بہترین مشغلہ بن چکا تھا' کچھ اچھی چیزیں دیکھ کر دوستوں کے ساتھ شیئر کرنے بیٹھ جاتی تھیں یا خود ہی تنہائی میں لطف اندوز ہوتی رہتی تھیں۔

انہوں نے اپنا سیل فون اٹھایا' آن کیا تو دیکھا ٹوئٹر پر بھی کئی پوسٹ آئی ہوئی تھیں' انہوں نے جلدی سے سسٹم آن کیا اور کچھ دیر کے لیے سب کچھ بھول کر پوسٹ پڑھنے لگیں معاً ان کی دیار غیر میں بسی ایک دوست کا ٹوئٹ سامنے آگیا۔ وہ سعدیہ کو مطلع کررہی تھی کہ دونوں کی مشترکہ دوست کا ورجینا میں قتل ہوگیا ہے اور اسے اس کی امریکن بہو نے گولی ماری ہے۔ سعدیہ کے ہاتھ سے ان کا لاڈلا اپیل چھوٹتے چھوٹتے بچا۔

"نہیں..... ماریہ کو اس کی بہو نے شوٹ کردیا؟ اتنا بڑا قدم اٹھانے کی کوئی بہت بڑی وجہ ہوتی ہے' کسی کی جان لینا کوئی مذاق تو نہیں۔" اب ان کا ذہن مانو آپا کے ساتھ کدورت' پیاری کے ساتھ نفرت کے معاملات ہر طرف سے ہٹ چکا تھا۔

ان کی مقتول دوست کی موجودہ شادی دوسری شادی تھی' پہلی شادی جو کورٹ میرج تھی دس مہینے سے زیادہ نہیں چلی تھی۔ اس شادی کے نتیجے میں پیدا ہونے والا بیٹا انہی کے ساتھ رہتا تھا۔ دوسری شادی اس نے بوڑھے رئیس جو انڈین مسلم تھا سے کی تھی اور ہمیشہ کے لیے امریکہ میں جا بسی تھی۔ سعدیہ نے ٹوئٹ کرنے والی دوست نیلم کا نمبر ڈائل کیا تاکہ تفصیلات معلوم کریں مگر اس کا نمبر بند ملا شاید وہ آخری رسومات میں شرکت کرنے پہنچی ہوئی ہو۔

"بہت احتیاط سے کھیل کھیلنا ہوگا' کم بخت یہ لڑکیاں گولی بھی مار دیتی ہیں۔" سعدیہ متفکر انداز میں سوچ رہی تھیں کہ مسرت روح میں اور لعنت ضمیر میں ہوتی ہے۔

❁.......❁.......❁

سر کے نیچے دبے دبے پیاری کے بازو میں جب درد کی لہریں اٹھنے لگیں تو اس کی نیند خود بخود ٹوٹ گئی...... وہ درد کو محسوس کرتے ہوئے فوراً ہی سیدھی ہوئی اور اپنا بازو سیدھا کرکے بازو کئی بار جھٹکا بازو بالکل سن ہورہا تھا۔ وہ چند ثانیے اپنے دائیں ہاتھ سے بایاں بازو دبانے لگی۔ کافی دیر دبانے کے بعد آرام محسوس ہوا تو اس کے ذہن نے کام کرنا شروع کیا اور نیند کا تاثر آہستہ آہستہ مٹنے لگا۔

چھت پر نگاہ پڑتے ہی اسے سب کچھ یاد آگیا کہ وہ کہاں ہے وہ جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گئی' بیٹھتے ہی اس کی نظر



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

سامنے صوفے پر لیٹے ہوئے دانیال پر پڑی جس نے آنکھوں پر بازو رکھا ہوا تھا جس سے یہ اندازہ لگانا مشکل تھا کہ وہ سو رہا ہے یا جاگ رہا ہے۔ پیاری ایک دم محتاط ہوگئی' چند لمحے دانیال کی طرف دیکھتی رہی جیسے سوچ رہی ہو کہ اسے کیا کرنا چاہیے معاً اس کی نظر تھوڑے سے کھلے ہوئے دروازے پر پڑی اسے بڑا عجیب سا محسوس ہوا کہ دونوں کمرے میں موجود ہیں اور دروازہ کھلا ہوا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ کیا دانیال دروازہ بند کرنا بھول گیا تھا یہ سوچتے ہوئے بہت آہستگی سے بیڈ سے اتری اس نے سب سے پہلا کام یہی کیا بہت آہستہ انداز میں دروازہ بند کردیا۔ اس نے دروازہ بند کرنے سے پہلے ہینڈل کو گھمادیا تھا تاکہ جب دروازہ بند ہو تو معمولی سی آواز بھی پیدا نہ ہو جب اس نے دروازہ بند کیا تو آواز خود بخود پیدا ہوگئی۔ آٹو میٹک لاک کی ہلکی سی کھٹ سے دانیال نے بازو آنکھوں سے ہٹا کر دروازے کی سمت دیکھا تھا۔ پیاری لاک کا بٹن پش کرکے پلٹی تو دانیال کو اپنی طرف دیکھتا پایا' ایک لمحے کے لیے تو نروس سی ہوگئی' دانیال اٹھ کر بیٹھ گیا۔

''کیسی طبیعت ہے پیاری؟''

''ٹھیک ہوں۔'' مختصر جواب دیا۔

''ہاں مگر تمہیں آرام کرنا چاہیے۔'' دانیال اٹھ کر اس کے قریب چلا آیا۔

''جی مجھے اب آرام کرنے کے علاوہ اور کام ہی کیا ہے۔'' بولتے ہوئے پیاری کی آواز بھرا گئی جس سے اندازہ ہوا کہ تمام حواس جاگ گئے ہیں اور اسے اندازہ ہے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس گھر سے نکل آئی ہے صرف یہی ایک خیال تو اس کو لمحوں میں نڈھال کرنے کے لیے کافی تھا۔

''پیاری تم فکر نہ کرو' ان شاء اللہ تعالیٰ پاپا ایک بجے تک گھر آجائیں گے پھر میں اور پاپا مشہود کے سامنے بیٹھ کر بات کریں گے۔ اس کو جو بھی غلط فہمی ہے اسے دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ دیکھو نا مشہود برا تو نہیں ہے جب وہ واپس آیا تھا تب تو ایسا نہیں تھا پتا نہیں کون سی بات نے اسے ہرٹ کیا...... وہ کیا سوچ رہا ہے' ان شاء اللہ تعالیٰ سب کچھ ٹھیک ہوجائے گا۔'' دانیال پیاری کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس کے چہرے کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے اس کے دل میں اتر رہا تھا۔

''انکل آرہے ہیں۔'' پیاری نے جیسے کمال فاروقی کی آمد کے علاوہ کچھ نہ سنا تھا' چونک کر دانیال کی طرف دیکھا۔ کمال فاروقی کی آمد کا سن کر یقیناً اسے بھی بڑی تقویت پہنچی تھی' بڑے پھر بڑے ہوتے ہیں۔

پیاری کو اپنے گھر میں ہی مانو آپا سے پتا چلا تھا کہ کمال فاروقی گھر سے باہر ہیں' کسی کام کے سلسلے میں گئے ہوئے ہیں۔ یہ سن کر اسے گھبراہٹ سی محسوس ہوئی تھی کیونکہ کمال فاروقی کی ذات کا اس پر اثر ایسا ہی تھا جیسے دھوپ میں جلنے والے کو دور سے نظر آنے والا گھنے درختوں سے تقویت پہنچتی ہے۔

''ہاں بس تھوڑی دیر میں پاپا آجائیں گے اور ان شاء اللہ تعالیٰ سارا مسئلہ حل ہوجائے گا۔ دیکھو پیاری...... زندگی کبھی بھی ہماری خواہش کے حساب سے نہیں چلتی۔ اتار چڑھاؤ آتے ہیں لیکن مشکل وقت کا مطلب یہ نہیں کہ اب ہمیشہ مشکل وقت ہی رہے گا جس طرح سے بہت اچھا وقت نہیں رکتا اسی طرح سے مشکل وقت بھی نہیں رکتا۔ ذرا ہمت سے کام لینا ہوگا اس امید اور یقین کے ساتھ کہ آگے جاکر سارے معاملات ٹھیک ہوجائیں گے۔'' دانیال نے اب دوسرا ہاتھ بھی پیاری کے کندھے پر رکھ دیا تھا۔ پیاری اس کی تھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اور پھر اس کے بیڈ روم میں آچکی تھی۔ وہ مرد تھا اگر نہیں بھی چاہتا تو بھی اپنا استحقاق استعمال کرنے سے اسے کون روک سکتا تھا جبکہ قربت کے تمام سماجی اور اخلاقی تقاضے پورے کیے جاچکے تھے تو وہ پیاری سے فاصلے پر رہ کر اس کی دل جوئی کیوں کرتا' دل جوئی تو اس وقت مکمل ہوتی جب سر ٹکانے کے لیے کسی پیارے کا کندھا موجود ہو۔ دانیال اسے شانوں سے تھام کر بیڈ تک لایا اور بٹھادیا۔

''چلو اب تم آرام سے بیٹھو میں تمہارے کھانے کے



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

لیے کچھ منگواتا ہوں۔"

"مجھے بھوک نہیں ہے۔" پیاری نے صاف انکار کیا۔

"رات پڑی ہے ایسا نہیں چلے گا۔ وہ شاعر نے کہا ہے ناں..... "میرا نہیں بنتا نہ بن..... اپنا تو بن۔" دانیال نے لطیف انداز میں چھیڑ چھاڑ کی کہ نیت دل جوئی کی تھی مگر پیاری نے بہت برہم نظروں سے دانیال کی طرف دیکھا۔

"میں ان لڑکیوں میں سے نہیں ہوں جو اپنی خوشی کی خاطر خون کے رشتوں کو بھی قربان کردیتی ہیں۔ خوشی حرام کرلی ہے میں نے خود پر' اس وقت تک جب تک اپنے بھائی کو ہنستا بولتا نہیں دیکھوں گی۔ زندگی میں کبھی کوئی خوشی نہیں مناؤں گی۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ اس گھر میں آ گئی ہوں تو یوم نجات منا رہی ہوں' میرا بھائی اکیلا ہے' بہت تکلیف میں ہے۔ کوئی پانی پلانے والا نہیں۔" اتنا کہہ کر پیاری زاروقطار رونے لگی۔ دانیال اب بڑی بے بسی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

❁.......❁.......❁

عالی جاہ کا مسئلہ حل ہوگیا تھا وہ رقم سمیٹ کر گھر سے نکلا تو مانو آپا نے سکون کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی۔ وہ نماز اور تسبیحات سے ابھی فارغ ہوئی تھیں کہ عالی جاہ واپس بھی آ گیا۔ اب اس کی کیفیت میں زمین آسمان کا فرق پیدا ہوچکا تھا' وہ جس انداز میں گھر سے نکلا تھا اب اس کے برخلاف بہت پرسکون اور کسی گہری سوچ میں گم دکھائی دے رہا تھا لیکن سوچ میں گم ہونے کا انداز ایسا نہیں تھا کہ اس کے چہرے کو دیکھ کر پریشانی کا تاثر ظاہر ہو بلکہ سوچ میں گم کا انداز ایسا تھا جیسے وہ پرسکون ہو کر کسی نقطے پر غوروفکر کررہا ہو۔ مانو آپا نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے بھی ماں کو اس طرح سے دیکھا کہ نظروں میں خالی پن تھا یوں جیسے کہ اس کا وجود موجود ہو' ذہن کہیں اور پہنچا ہوا ہو۔

"ارے بیٹا ہوگیا تمہارا مسئلہ حل' نمٹ گئے تمہارے دھندے تو اب مجھے بتاؤ ایسی کیا مصیبت آئی تھی کہ تم یہاں سے لے کر وہاں تک بھاگتے دوڑتے نظر آرہے تھے۔" مانو آپا کے ذہن میں کھد بد تو تھی لیکن وہ اپنی طبیعت کے موجب بہت صبر کے ساتھ عالی جاہ کا انتظار کررہی تھیں اور اپنے معمول کے کام سابقہ انداز میں انجام دے رہی تھیں۔

"اماں کوئی خاص بات بھی نہیں ہے آپ پریشان نہ ہوں۔ بس ایک سودا خراب ہوگیا تھا' منہ ماری ہوگئی آپ کو پتا ہی ہے جب منہ ماری ہونا شروع ہوجائے تو پھر اس کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ کہنے لگا میرے پیسے ابھی واپس کرو اسی وقت واپس کرو' ظاہر ہے میری بھی عزت کا سوال تھا کہ میں اسے یہ کہوں کہ نہیں میں ابھی نہیں دے سکتا۔ جب میرے پاس اتنا موجود ہے تو میں کیوں کسی کو یہ کہوں۔" عالی جاہ نے اپنے اسی شوباز انداز میں ادھورا معاملہ مانو آپا کے گوش گزار کیا۔

"ارے ہاں تمہاری تو ناک کٹتی ہے' ارے دنیا زمانے میں مجبوری ہوجاتی ہے بڑے بڑے ساہوکاروں کے ہاں مسئلے ہوجاتے ہیں تم نے اس کو اپنی جان پر ہی لے لیا۔ حد ہوگئی کہہ دیتے اسے کہ بھئی صبح کو آکے گھر سے ہی لے جانا یا میں خود پہنچادوں گا۔ تم تو ایسے دوڑے بھاگے پھر رہے تھے جیسے مار میرے منہ میں خاک جیسے پولیس پیچھے لگی ہوئی ہو۔"

"اماں آپ کو نہیں پتا پیسے والے کی بڑی عزت ہوتی ہے وہ کبھی کسی کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ ابھی میں اتنا نہیں کرسکتا یا اتنا نہیں کرسکتا۔ اگر وہ پیسے والا ہے تو اسے ثابت کرنا ہوتا ہے کہ وہ جب چاہے پیسے سے اپنا مسئلہ حل کرسکتا ہے اس کے پاس اتنا ہے۔" مانو آپا نے یہ سن کر دائیں ہاتھ سے اپنی پیشانی پکڑ لی جیسے بڑے تعجب کا اظہار کررہی ہوں۔

"ارے یہ تم اپنے اصولوں کی ٹوکری نہ کسی دریا میں جا کر بہادو' ہر وقت ایک سا نہیں ہوتا۔ اچھا برا وقت سب انسان دیکھتے ہیں' تم دنیا سے نرالے ہو مار میرے بھی ہاتھ پاؤں پھلا دیئے۔ اللہ جانے کیا ہوگیا۔"

"ہاں تو ہوا تھا نا' ایک مصیبت آئی تھی ٹل گئی' آپ کیوں اتنا پریشان ہورہی ہیں بارہ بجے سے پہلے پہلے میں

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

Watch Us On YouTube

چہرے کے فالتو بالوں کا
بہت ہی آسان علاج

YouTube

Health Care Club

چہرے کی جھُریوں کا
بہت ہی آسان علاج

YouTube

Health Care Club

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

آپ کے پیسے آپ کو دے دوں گا۔"

"سب کو اپنی طرح سمجھ لیا ہے۔" مانو آپا نے غصے سے عالی جاہ کی طرف دیکھا۔

"ارے کیا میں پیسے کے لیے مری جارہی ہوں' تمہارے لیے ہی اٹھا کے رکھتی ہوں میں نے کیا کرنا ہے اتنے پیسوں کا۔ میں کون سا زیور خریدنے جارہی ہوں یا بنگلے خریدنے جارہی ہوں جو مجھے اتنی بڑی بڑی رقموں کی ضرورت پڑے۔ تمہارے لیے اٹھا کر رکھتی ہوں کہ کسی بھی وقت ماں کے سامنے کھڑے ہوجاؤ گے' اماں اب یہ ہوگیا' وہ ہوگیا' چلو۔ ارے مائیں اسی طرح سوچتی ہیں اور مرتے دم تک سوچتی ہیں' ہر وقت ان کے ذہن میں اپنی اولاد کے مسئلے مسائل کے سوا کچھ نہیں ہوتا' ارے ماں بننے کے بعد کون سی ماں اپنی زندگی جیتی ہے' بچوں کے لیے جیتی ہے' بچوں کے لیے مرتی ہے۔"

"شکریہ اماں جان...... اس وقت واقعی آپ میرے بہت کام آئیں لیکن ایمان داری سے وہ پیسے تو میرے پاس آپ کی امانت ہیں۔ میں ان شاء اللہ صبح آپ کو واپس کردوں گا۔"

"ارے پھر وہی بات......" مانو آپا پھر بھڑک اٹھیں۔ "ایک ہی بات پکڑ کر بیٹھ گئے ہو' ارے چولہے میں ڈالو پیسوں کو' میں پیسوں کی بات نہیں کررہی ہوں میں تو یہ معلوم کرنا چاہ رہی تھی کہ خدانخواستہ کوئی بہت بڑی مشکل کوئی بہت بڑا مسئلہ تو نہیں۔"

"تھا بہت بڑا مسئلہ لیکن اب ختم ہوگیا۔" عالی جاہ نے پرسکون انداز میں صوفے کی پشت سے سر ٹکا کر جواب دیا۔ مانو آپا نے دعا کے لیے دونوں ہاتھ اٹھائے۔ سب سے پہلے اللہ کا شکر ادا کیا پھر عالی جاہ کے لیے دعا کی۔

"اے اللہ میرے اس بچے کو سیدھی راہ پر چلا۔ یا اللہ اس کی مشکلیں آسان کر' یا اللہ اسے عقل دے' آمین۔" بآواز بلند دعا کی تھی۔ عالی جاہ نے بہت اچھی طرح سن لی تھی آخر کے الفاظ پر تو وہ بری طرح تپ کر رہ گیا تھا۔

کیا اماں جان اسے آج تک بے عقل ہی سمجھ رہی ہیں' وہ کروڑوں کے سودے کرتا ہے' دنیا کو انگلی پر نچاتا ہے اور ماں ہے کہ اس کے عقل مند ہونے کا اعتراف کرکے نہیں دے رہیں۔

"آپ بھی تو کسی بچی کی بات کررہی تھیں' میں اس وقت بہت پریشانی میں تھا' میرے پاس ٹائم نہیں تھا اس لیے میں نے آپ سے پوچھا نہیں۔ کس بچی کی بات کررہی تھیں آپ؟" عالی جاہ پرسکون ہوا تو اسے بھی کچھ یاد آگیا۔

"ارے بتایا تو تھا اسی وقت' پیاری کی بات کررہی تھی۔ آج ہم اسے گھر لے آئے ہیں۔" مانو آپا نے ناچاہتے ہوئے بھی عالی جاہ کی طرف سے نظریں چرالی تھیں کیونکہ اب وہ بے خبر نہیں تھیں۔ جانتی تھیں کہ پیاری کا ذکر عالی جاہ کے سامنے کرنے کا مطلب گویا انہوں نے اس کا کوئی زخم کرید کر رکھ دیا ہو مگر کیونکہ اس وقت منہ سے نکل چکا تھا اب بات نبھا کر ختم بھی کرنا تھی۔

"کیوں پہلے کیا بے گھر تھی' آسمان کے نیچے بیٹھی ہوئی تھی جو آپ گھر لے آئیں۔" عالی جاہ نے اپنے مخصوص انداز میں بڑے پھاڑ پن سے سوال کیا۔

"ارے اپنے بھائی کے پاس تھی نا' آج دانیال کے گھر لے آئے ہیں۔ چلو اچھا ہوا بچی اپنے صحیح ٹھکانے پر پہنچ گئی۔" عالی جاہ نے چونک کر مانو آپا کی طرف دیکھا۔ یہ کیا طوفان تھم گئے معاملات حل ہوگئے' دانیال اور پیاری خوشی کے جھولے جھولنے لگے لیکن سعدیہ مامی بھی تو ایسا نہیں چاہتی تھیں پھر یہ سب کیسے ہوگیا' وہ مانو آپا کی طرف دیکھتے ہوئے سوچ رہا تھا۔

(باقی آئندہ ماہ ان شاء اللہ)

# دیوی

## نادیہ احمد

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

وہ ہر مقام سے پہلے وہ ہر مقام کے بعد
سحر تھی شام سے پہلے سحر تھی شام کے بعد
چراغ بزم ستم ہیں ہمارا حال نہ پوچھ
جلے تھے شام سے پہلے جلے ہیں شام کے بعد

کارسیوک نے صحن کی طرف قدم بڑھائے اور ایک ہی جست میں گنبد تک پہنچ گیا۔

"ابھی یا کبھی نہیں۔" ہر طرف یہ ہی شور برپا تھا۔ سب کا صبر جواب دے چکا تھا۔ پوتر جنم استھان (پاک پیدائشی مقام) کو مسجد بنے صدیاں بیت چکی تھیں۔ اسے یہ صورت دینے والے کب کے منوں مٹی تلے دفن ہو چکے تھے اور آنے والی نجانے کتنی نسلوں نے اس مقدس زمین کو خون سے تر ہوتے دیکھنا تھا۔ جین بھگتوں کا کہنا تھا کہ یہاں جین مندر ہوا کرتا تھا، بدھ بھکشوؤں کا ماننا تھا کہ یہ ان کا شوالا تھا، ہندو اسے شری رام چندر کا جنم استھان کہتے اور مسلمان تیرھویں صدی میں بنے اس تعمیراتی شاہکار کو بابری مسجد کے نام سے جانتے تھے۔ سالوں سے یہاں قفل لگے تھے۔ خانہ خدا میں اذان کی آواز سنائی دی تھی اور نہ ہی مسلمانوں کو اس کے قریب سے گزرنے کی اجازت تھی۔

یہ مقام ایودھیا ہے۔ پانچ ہزار سال پرانی تہذیب کا گڑھ۔ گنگا کے کنارے صدیوں سے آباد اس شہر میں سالہا سال اکٹھے رہنے والے دو گروہ جن کی بولی، رسم و رواج، پہناوا اور میل ملاپ زمانہ قدیم سے ایک سا نہ تھا۔ جہاں آج بھی صوفی کے مزار پہ منت کا دھاگہ باندھنے والی ہندو عورتوں کا تانتا بندھا تھا، برسات میں ملہار گانے والے کی لے پہ سر دھنتے ہوئے کوئی یہ نہیں پوچھتا تھا کہ اس کا فرقہ کیا ہے دین و مذہب کیا ہے لیکن آج وہ دونوں گروہ آمنے سامنے تھے۔ آج بڑا معرکہ ہونے والا تھا اور پورے شہر میں غم و غصہ عروج پہ تھا اور ہوتا بھی کیوں ناں، اس معبد کو ڈھا کر اتا کا مینار کھڑا ہونے والا تھا۔ ایک کی ہار سے دوسرے کی جیت جڑی تھی۔ مذہب کے نام پہ کٹ مرنا منظور تھا پر پیچھے ہٹنے کو کوئی بھی تیار نہ تھا۔

دوسرا کارسیوک اب گنبد پہ ضربیں لگا رہا تھا۔

"بس کچھ دیر اور۔" اور پھر یہ بوسیدہ عمارت جو کبھی مغلوں کی اونچی شان پہ تاج کی طرح سجی ہندو پانڈوں کے سینوں پہ مونگ دل رہی تھی زمیں بوس ہو جائے گی۔ صحن کی دیواریں گرائیں جا رہی تھیں۔ کارسیوکوں کے ہاتھ تیز تیز چل رہے تھے۔ سورگ کے دروازے کھل رہے تھے۔

ابھی آدھی صدی بھی تو نہیں گزری تھی دو ملکوں کو آزاد



DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

ہوئے۔ ہزاروں لاکھوں جانوں کی قربانیاں دے کر حاصل کی جانے والی آزادی میں لوگ اب تک غلام تھے، انا کے، سوچ کے اور حکمرانوں کے غلام ملک آزاد ہوئے تھے لوگ نہیں...... اور آج پینتالیس سال بعد سردی کی اس یخ بستہ دوپہر میں غم و غصے میں دہکتے غلاموں کے سینوں میں نفرت کی آگ بھڑک رہی تھی۔ جنون کے شعلے دہک رہے تھے۔ مذہب کے نام پر ایک دوسرے کا سر کاٹنے کے لیے تلواروں کی دھاریں تیز ہو چکی تھیں۔

"نہیں ہم ایسا کبھی نہیں ہونے دیں گے۔" ہاتھوں میں لٹھ تھامے جمِ غفیران کی طرف بڑھا۔

"یہ سب ہو کے رہے گا۔" دیوانوں کی ٹولی نے ان کا رستہ روکا۔ اونچی شان والے مہانت کا آشیرباد ان کے ساتھ تھا۔

سیوکوں کے ہاتھ روکنے والوں کا گھیراؤ سخت تھا۔ انا کی جنگ شروع ہو چکی تھی۔ جس کے ہاتھ میں جو بھی تھا اس نے اپنے حریف پہ آزما ڈالا اور جو نہتے تھے وہ اپنے زورِ بازو پہ نبرد آزما تھے۔ اپنی بیل گاڑی پہ کف اڑاتا وہ بھی اس عظیم معرکہ میں حصہ لینے آیا تھا۔ فیض آباد سے یہاں تک پہنچنے میں اسے زیادہ وقت نہیں لگا تھا اور اس کا جوش و جذبہ عروج پہ تھا۔ بیل کے پیروں تلے نا جانے کتنے دشمنوں کو روندتا وہ اب بہت نزدیک پہنچ چکا تھا۔ اپنے مضبوط بازوؤں سے بیل گاڑی کی طنابیں تھامے وہ سانولی رنگت اور سڈول جسم سے بلوائیوں کے دلوں پہ ہیبت طاری کرتا آگے بڑھ رہا تھا۔ اس کا جوش اور جذبہ دیکھ کر یہی لگتا تھا وہ سو دو سو نہیں ہزاروں کی جان لے لے گا۔ آج اس صحن کی دیواریں گرنے سے بھلے نہ روک پائے پر کتنوں کی گردنیں کاٹ کر ان کے بے جان جسموں کو اپنے قدموں میں گرالے گا۔ اس کی آنکھوں میں وحشت تھی، نفرت تھی، غصہ تھا اور دل میں جنت کی بھوک۔ اس گنگا میں اسے بھی ہاتھ دھونے تھے۔ مسجد کی عمارت کو نہ بچا پایا پر اسے گرانے والوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ کر وہ اپنا ایمان تو ضرور ہی بچا سکتا تھا۔

"ہم کو چھوڑ دیئو ہم آپ لوگن کا کچھ نہیں بگاڑے ہے۔" (مجھے چھوڑ دو میں نے آپ لوگوں کا کچھ نہیں بگاڑا)

شاید وہ کوئی نئی نویلی دولہن تھی، اس کی مانگ میں خون کی لالی سا سندور اور ماتھے پہ سجی بڑی سی بندیا کے رنگ پھیکے اور بکھرے ہوئے تھے۔ اس کی نازک کلائیوں میں سہاگ کی چوڑیاں کھنک رہی تھیں۔ مورت سے تراشے خوب صورت جسم پہ سجی سرخ بنارسی ساڑھی، پیروں کی انگلیوں میں بچھوا اور ان سب سے زیادہ حسین اس کے مہندی سے سجے ہاتھ اور پاؤں۔ اسے دیکھ کر پہلی ہی نظر میں یہ اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ وہ ایک نو بیاہتا ہے۔

"تمہیں کیوں چھوڑ دیں، تم بھی تو انہی کا حصہ ہو۔ خانہ خدا کو شہید کرنے والوں کی ساتھی ہو پھر تمہیں کیوں کر معاف کردیں۔" وہ زار و قطار روتی ان کے پیروں میں پڑی گڑگڑا رہی تھی۔ ان سے رحم کی بھیک مانگ رہی تھی پر ان کے پاس اس کے لیے فقط موت تھی۔ بے بسی کے پردے میں چھپی نفرت تھی۔ وہ مسجد کو شہید ہونے سے نا روک پائے تھے پر وہ ان کو مار کر اپنا بدلہ لے سکتے تھے۔ وہ اس معصوم اور نہتی عورت کو مار کر اپنے اندر بھڑکتی آگ کو بجھا سکتے تھے۔ عورت جو ازل سے دکھ جھیلنے کا فتویٰ تھامے ہوئے ہے اور کسی نا کسی بہانے مرد کے ظلم کا شکار ہوتی رہتی ہے۔

"ہمرا کوئی قصور ناہی صاحب، ہم کو بخش دیو۔" (مجھے بخش دو میرا کوئی قصور نہیں)۔ خیر دین نے اپنی لاٹھی سے اس کے پھول بدن پہ وار کیا اور وہ درد سے کراہتی لوٹ پوٹ ہوگئی۔ خیر دین کے پیروں کو تھامے اس نے بلکتے ہوئے التجا کی پر اس کا دل ان التجاؤں سے پسیجنے والا نہیں تھا۔ اپنی مضبوط لاٹھی سے اس پر دوسرا وار کرتے ہوئے وہ یہ بات قطعئی فراموش کر چکا تھا کہ وہ ایک کمزور عورت کو اپنے تشدد کا نشانہ بنا رہا تھا۔

"رک جاؤ......" خیر دین کا ہاتھ فضا میں ہی رک گیا اور اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے غلام حسن کی طرف دیکھا جو اپنی بیل گاڑی سے اتر کر ان دونوں کی طرف آرہا تھا۔ اس کے تنے ہوئے چہرے سے کوئی بھی اندازہ لگانا مشکل تھا۔



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

"کیوں مار رہے ہو؟" سینہ تانے وہ رعب دار لہجے میں کہتا ان کے پاس چلا آیا۔ خیر دین نے آنکھیں سکیڑیں، اس کے چہرے پہ شناسائی کی رمق تھی۔ غلام حسن اب ان دونوں کے پاس پہنچ چکا تھا جبکہ خوف سے کانپتی وہ سنگِ مرمر کی مورت ان کے قدموں میں گری اپنی موت کی منتظر تھی۔

"سالی ہندو ہے، انہی لوگوں کی ساتھی جنہوں نے مسجد شہید کی ہے پھر اس کو کیوں چھوڑیں۔" اس نے نفرت اور غرور سے درد کی شدت کو برداشت کرتی گھٹری بنی عورت کو لات ماری۔ عورت کے منہ سے ایک دبی دبی چیخ نکلی جس کی اس نے چنداں پروانہ کی کیونکہ اس بے بس ولاچار قدموں میں گری زخموں سے چور اور نڈھال عورت کو ٹھوکر مار کر اس کے اندر کے مرد نے اس کی پیٹھ تھپتھپائی تھی۔ وہی عورت جسے مرد وقت آنے پہ مندر میں دیوی کی صورت پہ بٹھا کر چڑھاوے چڑھاتا ہے اور پھر جب اس کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے تو چتا میں جلا کر ستی کر دیا جاتا ہے۔ گو کہ ستی کی رسم متروک ہوئی پر اب بھی اپنے ارمانوں، خواہشوں اور خوشیوں کی چتا پہ عورت ہنس کر ستی ہونے کو تیار ہو جاتی ہے اور غرور کی چادر میں لپٹا مرد کبھی ناکام عاشق بن کر تو کبھی غیرت کے نام پر اسے زندہ درگور کرتا رہتا ہے۔

"عورت ذات پہ ہاتھ اٹھانا کوئی مردانگی نہیں، ہماری دشمنی بلوائیوں سے ہے یہ ساری تباہی انہی لوگوں کی وجہ سے آئی ہے اس میں اس بے چاری کا کیا قصور؟" غلام حسن کی بات پہ خیر دین اور اس کے ساتھی نے ناپسندیدگی سے بھنویں چڑھائیں۔

"تم ہمارے ساتھی اور مسلمان ہو کر اس ہندو عورت کی طرف داری کر رہے ہو، اس کو بچانے کی باتیں کر رہے ہو دماغ تو ٹھیک ہے ناں تمہارا۔" خیر دین کا ساتھی بالا تلخی سے بولا۔ اس کا بس چلتا تو آن کی آن میں سامنے پڑی اس قابلِ نفرت شے کا سر تن سے جدا کر دیتا۔ سہاگ کے جوڑے میں لپٹی دیوی نے خوف و دہشت سے ایک نظر ان تینوں کی طرف دیکھا۔ ماتھے کی بندیاں میں اس کے لہو کا رنگ بھی شامل ہو گیا تھا۔ لاٹھی کے پے در پے واروں سے اس کی کھال انگارہ بنی دھک رہی تھی۔

"میرا دماغ بالکل ٹھکانے پر ہے۔ ہم مسلمان ہیں اور انسان بھی اور یہ جنگ ہماری ان شرپسندوں سے ہے اس میں ایک اکیلی نہتی عورت کو نشانہ بنانے کی کوئی تک نہیں۔ اسے چھوڑو اور اپنی مردانگی ان سیوکوں کو دکھاؤ جو وہاں مسجد کو شہید کر رہے ہیں۔" عورت نے اچنبھے سے غلام حسن کے تنے ہوئے نقوش کو دیکھا۔ وہ انجان شخص اس کی ڈھال بنا اپنے ہی ساتھیوں سے الجھ رہا تھا تو آخر اس کا مقصد کیا تھا وہ سمجھ نہیں پائی۔

"غلام حسن تیرا دماغ کھسک گیا ہے، تو سچ میں پاگل ہو گیا ہے یا پھر تیرا اس حسینہ پہ دل آ گیا ہے ورنہ ایسی کم عقلی کی باتیں کبھی نا کرتا۔" آرچی نے خوف سے آنکھیں بھینچ لیں، اس زندگی سے تو موت ہی بہتر ہے کہ بات اب عزت تک جا پہنچی تھی۔ مردوں کے اس معاشرے میں عورت کا استحصال کون سی نئی بات تھی۔

"دماغ میرا نہیں بلکہ تمہارا کھسک گیا ہے جو یوں اناپ شناپ بک رہے ہو۔ بڑے مرد ہو تم لوگ اور ایک کمزور کو اذیت دے رہے ہو اور ہمارا دماغ کھسکنے کی بات کرتے ہو ارے علاج تو تم سب کے دماغ کا ہونے والا ہے جن کی عقل اس وقت گھاس چرنے گئی ہے۔ نفرت میں اتنے اندھے ہو گئے ہو کہ دشمن کی بجائے بے گناہ نہتوں پہ وار کرنے لگے۔"

"تو روکے گا ہمیں غلام حسن...... تو؟ تیری اتنی ہمت ہے کہ ہمارا ہاتھ روک پائے، ہمارے ہاتھ آئے شکار کو چھین لے جائے۔ ہے تجھ میں اتنا دم خم۔" غلام حسن نے آگے بڑھ کر اس ادھ موئے وجود کو اٹھانا چاہا جو خوف سے آنکھیں موندے سر پتھریلی سڑک پہ ٹکائے آنسو بہا رہی تھی۔ بالے نے غصے سے اس کا راستہ روکا۔ اس کے لہجے میں تنبیہ تھی۔ جواب میں غلام حسین نے متاثر ہونے کی بجائے اسے پرے دھکیلا۔



WWW.URDUSOFTBOOKS.COM
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS

"ہاں میں روکوں گا تمہیں، جب اس نے میرا کچھ بگاڑا ہی نہیں تو کیوں کٹ جانے دوں اس کو تمہارے ہاتھوں۔ میں یہاں ایک ایک کو گاجر مولی کی طرح کاٹ پھینکنے کی قسم کھا کر نکلا ہوں گھر سے۔ جس نے خانہ خدا کو شہید کیا اس کی لاش گرا کر لوٹیں گے گھر واپس پر کسی نہتے، بے قصور اور مظلوم پہ آنچ نہیں آنے دیں گے۔" جھک کر اسے اٹھاتے ہوئے اس نے دوٹوک انداز میں کہا اور آرچی کو اس کے قدموں پہ کھڑا کر کے ان دونوں سے نسبتاً دور لے گیا۔ آرچی سر جھکائے حالات کے دھارے پہ بے آسرا اور لاچار کھڑی ایک فیصلہ کن گھڑی کی منتظر تھی۔ اب دیکھو یہ تین مرد اس کے مقدر کا کیا فیصلہ کرتے ہیں کیونکہ جنم سے مرن تک عورت کے مقدر کا فیصلہ تو مرد ہی کرتا آیا ہے۔

"ایک ہندو کی خاطر اپنے ساتھیوں سے بیر لے رہا ہے، سیدھا جہنم میں جائے گا غلام حسن۔" خیر دین نے غصے سے اس کے کندھے پہ ہاتھ مارا لیکن غلام حسن کا مضبوط جسم ایک انچ بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا پایا۔ وہ ڈھال بنا اب آرچی، خیر دین اور بالے کے درمیان کھڑا تھا اور اس کے چہرے کے تاثرات واضح تھے کہ وہ ان دونوں کو اس عورت تک پہنچنے نہ دے گا۔

"ایک انسان کی زندگی بچانے کی خاطر ظالم کو للکار رہا ہوں میں، حوصلہ ہے تو پہلے مجھ سے لڑو کیونکہ میرے جیتے جی تم اس کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔" وہ دھاڑا۔ ارد گرد افراتفری مچی تھی۔ دکانیں لوٹیں جا رہی تھیں۔ لوگ چیختے چلاتے یہاں وہاں بھاگتے اپنی جان بچا رہے تھے ایسے میں وہاں کون دیکھ سکتا تھا کہ غلام حسن ضمیر کی جنگ لڑ رہا ہے۔ خیر دین اور بالے کی جھوٹی انا کو شکست دینے کی ٹھان چکا ہے۔

"اور جنت یا جہنم میں جانے کا فیصلہ یہاں نہیں وہاں ہوگا...... وہ کرے گا فیصلہ کہ کون جنت میں جائے گا کون جہنم میں۔" اس نے انگلی اٹھا کر آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

"غلام حسن...... اگر یہی بات ہے تو پھر ہمارے وار کے لیے تیار ہو جاؤ۔" خیر دین نے ہاتھ میں پکڑی لاٹھی سے غلام حسن کے سر کا نشانہ لیا پر غلام حسن نے اس کو اپنے بازو پہ روکا تھا۔ خیر دین کا وار خالی گیا تھا۔ وہ غصے سے پھر ایک بار پھر غلام حسن کی طرف بڑھا۔ بالا بھی موقع ملتے ہی لاٹھی سے اس کی پیٹھ پر وار کرنے لگا لیکن غلام حسن خالی ہاتھ ان دونوں کی لاٹھیوں کے وار روک رہا تھا۔ پیٹھ سے اس کا کرتا پھٹ چکا تھا اور اس کے زخموں سے لہو رس رہا تھا پر وہ سیسہ پلائی دیوار بنا آرچی کے سامنے کھڑا تھا۔ خیر دین اور بالا اپنا سارا زور لگا چکے تھے اور اب غلام حسن کے مضبوط ہاتھوں سے گھونسے کھا کھا کر ادھ موئے ہوئے سڑک پہ پڑے تھے۔

"بیل گاڑی۔" غلام حسن نے بس ایک نظر آرچی کو دیکھا۔ اس کا انداز حکمیہ تھا گو سانسیں پھولیں ہوئیں تھیں اور تنفس تیز چل رہا تھا۔ اپنے زخموں کی پروا نہ کرتے ہوئے وہ مسلسل ان دونوں کی لاتوں اور گھونسوں سے پٹائی کر رہا تھا۔

"جلدی بیٹھو۔" آرچی سر جھکائے لب کاٹتی اب تک فیصلہ نہ کر پائی تھی کہ وہ اس پاگل جنونی اور بہادر انسان کی بات مانے جو ایک انجان لڑکی کی خاطر اپنے ہی ساتھیوں کی درگت بنا چکا ہے یا پھر یہاں سے بھاگ جائے لیکن اس ڈری سہمی اور زخمی حالت میں وہ بھاگے بھی تو کیسے اور بھاگ کر جائے تو جائے کہاں۔ غلام حسن کی آواز پہ اس نے چونک کر سر اٹھایا جو اپنے ماتھے سے بہتا خون کرتے کے دامن سے پونچھتا اس بار دھاڑا تھا۔ آرچی نے گھبرا کر اس کی طرف دیکھا اور سوچے سمجھے بغیر غلام حسن کی بیل گاڑی میں جا گھسی۔ اس کا نازک سا سراپا چھپر تلے چھپ چکا تھا۔

"میں کوئی جھگڑا نہیں چاہتا تھا خیر دین، تم میرے بھائی ہو پر تم نے میری بات نہ مان کر کسی نہتی بے گناہ عورت کی جان لینا چاہی۔ مجھ پہ وار کیا تو مجبوراً مجھے بھی تم پر ہاتھ اٹھانا پڑا۔" وہ دھیمی آواز میں بولا۔ خیر دین اور بالا پتھریلی سڑک پہ پڑے کراہ رہے تھے۔ وہی جو ابھی چند لمحوں پہلے ایک عورت پہ اپنی مردانگی کا وار کرتے اسے ٹھوکریں مار رہے تھے اس وقت غلام حسن کی ٹھوکروں کی زد میں تھے۔ غلام حسن نے ناپسندیدہ انداز میں سر ہلاتے



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

ہوئے ان دونوں کی طرف دیکھا اور پھر مضبوط قدموں سے چلتا بیل گاڑی میں جا بیٹھا۔ آرچی چھپر کی دیوار سے ٹیک لگائے سر گھٹنوں میں دیئے بے آواز رو رہی تھی۔ غلام حسن نے ایک اچٹتی نظر اس کے سکڑے سمٹے وجود پہ ڈالی اور بیل ہانکتے ہوئے گاڑی چلا دی۔

"فیض آباد سے ہو؟" بیل گاڑی شہر کے پر ہجوم منظر سے نکل کر مانک پور روڈ کی طرف گامزن تھی۔ غلام حسن نے بغیر پلٹے پوچھا۔ آرچی نے پہلی بار سر اٹھا کر غلام حسن کی طرف دیکھا جس کی پیٹھ لہولہان تھی۔ سفید کرتا پھٹ کر تار تار ہو رہا تھا اور اس کے نیچے سے غلام حسن کا سڈول سانولا وجود جھانک رہا تھا۔

"دریاباد۔" بیل کو ہانکتے غلام حسن کے ہاتھ پل بھر کو رکے تھے۔ آرچی سر جھکائے گھٹنوں پہ ہاتھ رکھے اسی حالت میں بیٹھی تھی۔

"یہاں ایودھیا میں کیا کرنے آئی تھی؟" بیل کی کمر پہ چوٹ کرتے اس نے پھر سوال کیا۔

"بڑا گاؤں یہاں سے اسی میل دور ہے بس سے جائیں تو زیادہ وقت نہیں لگتا پر بیل گاڑی سے آٹھ دس گھنٹے لگ جائیں گے۔ شہر میں دنگے فساد اور خون خرابہ ہو رہا ہے آگے اللہ جانے کیا حالات ہوں گے۔" غلام حسن نے بنا مڑے کہا۔

"ہم جنم استھان کی یاترہ واسطے آوت رہے ہی آں بغل ما رام بریا مندر آ، وہیں ماتھا ٹیکن رہے تھے پر دنگا شروع ہوئی گوت۔" (ہم یہاں جنم استھان کی زیارت کے لیے آئے تھے یہاں پاس میں رام بریا مندر میں ماتھا ٹیک رہے تھے جب دنگا شروع ہو گیا)۔ گھٹنوں پہ سر رکھے وہ دھیرے دھیرے کہنا شروع ہوئی۔ اس کی آواز دھیمی تھی اور غلام حسن زخموں سے چور۔ لفظوں سے زیادہ اس کا دکھ اور کرب تھا جو غلام حسن تک پہنچ رہا تھا۔

"نام کیا ہے تمہارا؟" راستے پر نگاہ ٹکائے وہ اس کے وجود سے باخبر محتاط انداز میں گاڑی چلا رہا تھا۔

"آرچی۔" وہ بڑبڑائی۔


آپ دنیا کے کسی بھی خطے میں مقیم ہوں
ماہنامہ آنچل کراچی
ماہنامہ حجاب کراچی
(ایک ساتھ منگوانے پر)
ہم بروقت ہر ماہ آپ کی دہلیز پر فراہم کریں گے
ایک رسالے کے لیے 12 ماہ کا زر سالانہ
(بشمول رجسٹرڈ ڈاک خرچ)
پاکستان کے ہر کونے میں 700 روپے
امریکا' کینیڈا' آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے لیے
7000 روپے
میڈل ایسٹ' ایشیائی' افریقہ' یورپ کے لیے
6000 روپے
رقم ڈیمانڈ ڈرافٹ' منی آرڈر' منی گرام ویسٹرن یونین کے ذریعے بھیجی جاسکتی ہیں۔
مقامی افراد دفتر میں نقد ادائیگی کر سکتے ہیں۔
رابطہ: طاہر احمد قریشی...... 0300-8264242
نئے افق گروپ آف پبلی کیشنز
کمرہ نمبر 7 فرید چیمبرز عبداللہ ہارون روڈ کراچی۔
فون نمبر: 2/35620771-922+
aanchalpk.com
aanchalnovel.com
circulationngp@gmail.com





URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

”تمہارا مرد؟“ آرچی کی سسکیاں سنائی دیں اور غلام حسن کو اپنے سوال کا جواب مل چکا تھا۔ اس نے تاسف سے سر ہلایا پر کچھ کہہ نہیں پایا۔ نہ آرچی کچھ بولی نا ہی غلام حسن نے مزید کوئی سوال کیا۔ دونوں کے درمیان ایک طویل خاموشی تھی۔ وقت لحہ لحہ بیل کی چال کے ساتھ سرک رہا تھا۔ غلام حسن مانک پور روڈ سے بیل کو ہانک کر ایک ذیلی سڑک پہ لے آیا تھا۔ راستے میں کئی جگہ مار دھاڑ اور آگ کے شعلے دکھائی دیئے جو اس بات کی غمازی کر رہے تھے کہ صرف شہر نہیں اس فساد نے آس پاس کے بہت سے علاقوں کو اپنی زد میں لے لیا ہے۔

”ہمری بڑی کھواہش رہی ایودھیا دیکھن کی، پوتر استھان، گنگا ندی، صبح تلک سب اچھا تھا، کونو جانت آن کی آن سب تہس نہس ہوئی جاوے گا۔“ (میری بڑی خواہش تھی کہ ایودھیا دیکھوں، پوتر استھان، گنگا ندی صبح تک سب اچھا تھا کسے پتا تھا آن کی آن میں سب تہس نہس ہو جائے گا)۔ ڈوبتے سورج کی نارنجی کرنیں زمین پہ اپنی آخری نگاہ ڈالتی رخصت ہو رہی تھیں۔ جھٹ پٹے کا وقت تھا اور بس چند منٹوں میں دھرتی گہری اندھیری سیاہ رات کی گود میں سمانے والی تھی۔ غلام حسن کا دیہاتی کسرتی بدن زخموں سے چور نیل کو ہانکتا نڈھال ہو رہا تھا۔ اسے آرام کی ضرورت تھی۔ نیند تھی یا تھکاوٹ پر اس کے پپوٹے بوجھل ہو رہے تھے۔ چہار سو خاموشی تھی اور اس خاموشی کے پردے کو چیرتی آرچی کی آواز پہ وہ اپنے حواسوں میں واپس آیا۔ وہ بہت ٹھہر ٹھہر کر بول رہی تھی یوں جیسے کوئی خوب صورت یاد اس لمحے اس کے ذہن کے پردوں سے ٹکرائی تھی پر اپنی بات کے اختتام تک اس کی آواز گہرے رنج میں ڈوب چکی تھی غلام حسن کی نظروں کے سامنے دکھائی دیتے سورج کی طرح جو پورب کی سمت افق کی گود میں چھپ چکا تھا۔

”کتنے دن ہوئے تھے شادی کو؟“ غلام حسن نے مختصراً پوچھا۔ اسے بولنے میں چنداں دشواری ہو رہی تھی۔ آرچی نے گھٹنوں سے سر اٹھا کر دیکھا۔

”دو......“ غلام حسن نے کرب سے ایک پل کو آنکھیں موند لیں اور تخیل کی آنکھ سے ایک نئی نویلی دلہن کی مہکتی ہتھیلیوں کو دیکھا۔ اس کا شرمایا لجایا روپ نگاہوں کے پردے پہ نمودار ہوا۔ مانگ کا سندور، گلے کا منگل سوتر، بالوں میں گجرا، ہاتھوں کی سرخ چوڑیاں اور پیروں کی پائل۔ آرچی بنی سنوری اس کی آنکھوں کے سامنے تھی۔ اتنی قریب کے اس کے جسم سے اٹھتی موتیے کی بھینی بھینی مہک اس کے نتھنوں کو چھو رہی تھی۔ غلام حسن نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں۔ کیا حیرت تھی کہ اس پریشانی اور بھگدڑ میں وہ بہ مشکل اس لڑکی کی صورت دیکھ پایا تھا اور اب اپنے خیالوں میں اس کا ہر نقش یوں واضح تھا جیسے آرچی کے روپ کی تخلیق کے وقت وہ خود وہاں موجود تھا۔ کیا عجیب منظر تھا اسے اپنی سوچ پر حیرت ہوئی۔ دونوں کے درمیان ایک بار پھر خاموشی کی دیوار آ کھڑی ہوئی تھی۔ لفظ ایک بار پھر ختم ہو چکے تھے۔ غلام حسن کے بازو شل ہو رہے تھے۔ سورج غروب ہوتے ہی خنکی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ سرد ہوا کے تھپیڑے غلام حسن کے بدن کو اکڑا رہے تھے۔ زخم جل رہے تھے اور اس کے لیے مزید بیٹھنا محال ہو رہا تھا۔ اپنی گاڑی کی گدی کے نیچے سے اس نے اپنا مٹیالہ اونی شال باہر نکالا اور اپنے برہنہ جسم کو سردی سے بچانے کی غرض سے لپیٹنا چاہا پر یک دم اسے پیچھے بیٹھی آرچی کا خیال آیا اور اس کے ہاتھ رک گئے۔

”سردی بہت ہے اس کو لپیٹ لو۔“ بنا پیچھے دیکھے اس نے شال اس کی طرف اچھال دی۔ آرچی نے حیرت سے اس اجنبی کو دیکھا۔ اسے محسوس ہوا اس افتاد میں سردی، بھوک، پیاس اس کی ساری حسیات ہی مر چکی ہیں۔ کچھ کہے بغیر اس نے شال اپنے گرد لپیٹ لی۔ اونی کپڑے نے اس کے سرد بدن کو حصار میں لیا تو اس میں زندگی کی ہلکی سی رمق بیدار ہوئی۔

”تھوڑا پانی مل سکت بابو۔“ (تھوڑا پانی مل سکتا ہے)۔ اسے احساس ہوا کہ اس کے حلق میں بھی کانٹے چبھ رہے ہیں۔ وہ صبح سے بھوکی پیاسی ہے۔ اس کے ماتھے کے زخم

سے خون رسنا تو کب کا بند ہوچکا تھا پر وہاں جمے ہوئے خون کی تہہ کے نیچے ٹیسیں وقفے وقفے سے اٹھ رہی تھیں اور بڑھتی سردی میں اس کے ہاتھوں اور ٹانگوں پہ آئی خراشیں جل رہی تھیں۔

''میرا خیال ہے ردوالی آگیا ہے۔ شہر کی طرف تو سب کچھ ہی مل جائے گا پر اللہ جانے وہاں اس وقت کیا حالات ہوں اور ایسے میں، میں کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہتا۔ شاید تم کو بھوک بھی لگی ہو۔'' اس نے سوچتے ہوئے کہا۔ آرچی نے نفی میں سر ہلایا جیسے غلام حسن اس کا انکار میں ہلتا سر دیکھ رہا ہو۔ حالانکہ اس وقت اس کے پیٹ میں بھوک اور خوف سے گرہیں پڑ رہی تھیں پر وہ غلام حسن کو اپنی وجہ سے مزید کسی تکلیف میں نہیں ڈالنا چاہتی تھی۔ ابھی تو بہت لمبا راستہ باقی تھا۔

''ہمارا خیال ہے یہاں پاس میں ایک ندی ہے، پانی گرنے کی آواز آرہی ہے۔'' تاریکی اپنے ساتھ سناٹا بھی لائی تھی۔ گردونواح میں بس اس پل جھاڑیوں میں چھپے جھینگروں کا شور ہی تھا جو اس خوف ناک خاموشی کو توڑ رہا تھا یا پھر غلام حسن کی بیل گاڑی کے پہیوں کی چرچراہٹ۔ اس نے کان لگا کر سنا اور پھر آواز کی سمت گاڑی کا رخ کردیا۔ خوش قسمتی سے انہیں زیادہ دور نہیں جانا پڑا اور کھیتوں کے پاس ایک نالہ زور و شور سے بہہ رہا تھا۔ بیل کو دھیرے دھیرے ہانکتا غلام حسن بیل گاڑی نالے کے پاس لے آیا اور اپنی پوری توانائی جمع کرکے وہ ایک ہی جست میں گاڑی سے نیچے اتر گیا۔ پھر اس نے آرچی کو بھی نیچے اترنے میں مدد کی۔ دونوں نے سیر ہوکر پانی پیا اور غلام حسن نے اپنی پیٹھ اور چہرے پہ آئے زخموں کو سرد پانی سے دھویا۔ ایک پل کو اس پہ کپکپی طاری ہوگئی لیکن اب وہ خود کو پہلے سے زیادہ بشاش محسوس کررہا تھا۔

''تمہرا بہت کھون بہی گیا۔'' (تمہارا بہت خون بہہ گیا) آرچی کے لہجے میں احساسِ جرم تھا۔ وہ دونوں ستانے کی خاطر نالے کے پاس ہی بیٹھ گئے تھے۔ آسمان صاف تھا اور پورا چاند ہونے میں ابھی دو دن باقی تھے پر اس پل بھی روشن اور چمک دار چاند اس گہری سیاہ کالی رات کے پردے کو چاک کرتا زمین پہ اپنی کرنیں بکھیر رہا تھا۔ آرچی کی آنکھوں میں اپنے دردکی پرچھائیوں کے ساتھ غلام حسن کے لیے بھی تفکر چھلک رہا تھا۔

''میں ٹھیک ہوں۔ تمہیں زیادہ چوٹ تو نہیں لگی۔'' یہ پہلا موقع تھا جب غلام حسن نے نظر بھر کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ چاندنی رات میں اس کا ہر نقش واضح تھا۔ ماتھے کی بندیا اور سندور مٹ چکا تھا۔ پانی نے ان مدھم نشانیوں کو بھی دھو دیا تھا۔ اس کی آنکھیں سیاہ اور بڑی بڑی تھیں۔ اس کی ناک تیکھی اور ستواں اس کے چہرے پہ نمایاں تھی۔ اس کے ہونٹ بھرے بھرے اور اس کے چہرے کا سب سے دلکش حصہ تھے۔ وہ انیس بیس سال کی ایک قبول صورت لڑکی تھی لیکن ایودھیا سے بتیس میل دور، ایک سرد چاندنی رات کے اس ویرانے میں غلام حسن کو اس دنیا کی سب سے حسین لڑکی دکھائی دی تھی۔ اچانک اس نے اپنی نظروں کا زاویہ بدلہ اور آسمان پر چمکتے چاند کی طرف دیکھنے لگا۔

''بدن کا گھاؤ جیادہ گہرے ناہی، ای تو جلد بھرت جاوے پر جو روح کو چھید کیا ان گھاؤ کا کیا ہووت۔'' (جسم کے گھاؤ زیادہ گہرے نہیں یہ تو جلد بھر جائیں گے پر جو روح کو چھلنی کیے ہیں ان زخموں کا کیا ہوگا؟) غلام حسن نے اس کی بڑی بڑی آنکھوں کو چھلکتے دیکھا۔ آنسو سارے بند توڑ کر اب اس کے رخساروں پہ بہہ رہے تھے۔ اس پل اس کے دل نے بڑی شدید خواہش کی کہ وہ اپنی انگلی کی پوروں سے ان بہتے آنسوؤں کو پونچھ ڈالے۔ ان موتیوں کو زمین پہ گرنے سے روک لے پر اگلے ہی پل اس نے خود پہ قابو پالیا۔

''تم ہمری خاطر بہت جوکھم کیے، اپنا یارن سے بھڑے اور اب اتنا کھون کھرابہ ہیں ہمکا ہمرے گاؤں چھوڑن جات ہو، تمہرا بوہت شکریہ۔'' (تم نے میری خاطر بہت تکلیف اٹھائی، اپنے دوستوں سے جھگڑا کیا اور اب اتنی زخمی حالت میں مجھے میرے گاؤں چھوڑنے


URDUSOFTBOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

جارہے ہو۔ تمہارا بہت شکریہ)۔ غلام حسن کی مشکل کو اس نے خود ہی آسان کرتے ہوئے بڑی بے دردی سے اپنے آنسوؤں کو پونچھ ڈالا۔

"میں نہ ہوتا تو کوئی اور ہوتا، یہ دنیا اچھے لوگوں سے بھری پڑی ہے......" گیلی مٹی پہ انگلی سے لکیریں کھینچتے اس نے سر جھکائے کہا۔ یہ سوچ کر کہ وہ خود نا جانے کتنے لوگوں کی جان لے چکا ہے اور وہاں ہونے والے خون خرابے میں اس کا بھی حصہ تھا اس پل وہ آرچی سے نظریں نہیں ملا پایا تھا۔

"اچھن تا دور کی بات ہوئے بابو ای دنیا ما انسان ڈھونڈن سانا ہی ملت۔ تم ان جیسا نا ہی۔" (اچھے تو دور کی بات ہے بابو، دنیا میں انسان ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتے ہیں۔ تم ان سب لوگوں جیسے نہیں ہو) غلام حسن نے نظریں اٹھا کر آرچی کی طرف دیکھا اور بس ایک پل کو دونوں کی نظریں ملیں اور وہ لمحہ قیامت کا لمحہ تھا۔ اسے لگا آرچی کی بڑی بڑی سیاہ آنکھیں اس کی روح تک جھانک رہی ہیں اور اس کے اندر چھپے وحشی درندے کو کھوجتی اس پہ ہنس رہی ہیں جس نے فقط چند گھنٹے پہلے ایودھیا میں ان گنت لوگوں کا قتل کیا تھا۔ اس کا احساسِ جرم اس ایک پل میں دوگنا ہوگیا تھا۔ وہ اس کی بھوری اونی شال اپنے گرد اچھی طرح لپیٹے مطمئن دکھائی دے رہی تھی۔

"یہاں سردی زیادہ ہے میرا خیال ہے اندر چھپر میں بیٹھ جاتے ہیں۔ ابھی کچھ دیر ستا لیں تو کچھ طبیعت بحال ہوجائے گی۔" وہ اس کی نظروں سے اوجھل ہوجانا چاہتا تھا۔ کہیں بھاگ جانا چاہتا تھا۔ بناء اس کی طرف دیکھے وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس سے پہلے کہ وہ گاڑی کی اگلی نشست کی طرف جاتا آرچی کی آواز نے اس کے قدموں کو روک لیا۔

"تمکا آرام کا جرورت ہوئی، ای حالت ما گاڑی مت چلایو بابو۔" (تمہیں آرام کی ضرورت ہے اس حالت میں گاڑی مت چلانا بابو) آرچی نے چادر سمیٹتے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"میں ٹھیک ہوں پر شاید تم ٹھیک کہتی ہو اس رات میں سفر کرنا ٹھیک نہیں، ہم راستہ بھٹک بھی سکتے ہیں۔" مڑے بغیر اس نے دھیمے لہجے میں کہا اور پھر گاڑی کی پچھلی جانب چھپر میں جا گھسا۔ آرچی بھی سبک سبک چلتی گاڑی تک آپہنچی۔ سردی تو یہاں بھی تھی پر کٹیلی سرد ہوا کے تھپیڑوں سے نکل کر جسم کو راحت مل رہی تھی۔ وہ دونوں آمنے سامنے گھٹنے سینوں سے لگائے چھپر کی پشت سے ٹیک لگائے ایک ساتھ پر ایک دوسرے سے یکسر انجان بیٹھے تھے۔ تھکن اور نیند کا غلبہ ایسا تھا کہ غلام حسن سے آنکھیں کھولنا محال ہو رہا تھا۔ نیند تو سولی پر بھی آجاتی ہے پھر یہ تو محض گھر سے دور رودالی کے ویرانے کی سرد رات میں اس کی گاڑی کا چھپر تھا۔ اس کے جسم کے گھاؤ سے ٹیسیں اٹھ رہی تھیں اور گاہے بگاہے کچی پکی نیند کی حالت میں ایک آہ اس کے لبوں سے نکلی تھی۔ وہ سردی سے تھر تھر کانپ رہا تھا۔ اور پھر یوں لگا جیسے کسی نے اسے اپنی نرم گرم آغوش میں سمیٹ لیا ہو۔ اپنے سرد زخمی بدن میں اس نے حرارت اترتے محسوس کی۔ نرم و نازک انگلیوں کا لمس اس کی زخمی پیٹھ پہ گردش کر رہا تھا اور غلام حسن کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے زخموں پہ پھاہے رکھ دیئے ہوں۔ وہ کب نیند کی گہری وادی میں چلا گیا اسے کچھ خبر نہ ہوئی۔

آنکھ کھلی تو سورج کی روپہلی کرنیں چھپر کی چھت سے اندر جھانک رہی تھیں۔ اندھیری رات کے بعد یہ تھوڑا سا اجالا بھی ہر شے کو واضح کر رہا تھا۔ چند پل اس نے آنکھوں کو مسلا اور یہ جاننے کی کوشش کی کہ وہ اس وقت کہاں ہے اور اگلے ہی پل اس کی پوری حسیات لوٹ آئیں۔ کل سے لے کر اب تک کا ہر واقعہ ہر قصہ اس کے ذہن کی دیواروں سے ٹکرایا۔ وہ گاڑی کے چھپر تلے کمر کے بل لیٹا تھا۔ اپنی مٹیالی چادر اوڑھے، وہی چادر جو کل رات آرچی نے اوڑھ رکھی تھی۔ غلام حسن نے اٹھنا چاہا پر اٹھ نہیں پایا کیوں کہ اس کے بائیں بازو پہ سر ٹکائے آرچی اس کے بالکل پاس بے خبر سو رہی تھی۔ سورج کی کرنوں میں اس کا چہرہ چمک رہا تھا اور یہ پل چاندنی رات سے زیادہ حسین تھے۔ سرخ بنارسی ساڑھی میں لپٹا سنگ مرمر سا سراپا غلام حسن کے دل کی دھڑکنوں کو تیز کر رہا تھا۔ وہ اس سے ایک مناسب فاصلے پہ

لیٹی تھی پر اس کے جسم سے نکلتی حرارت غلام حسن کی روح میں سرائیت کررہی تھی۔ وہ ایک ٹک اس کے بھولے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں اس پل گزرے وقت کا شائبہ بھی نہ تھا۔ اس کے ماتھے کا داغ اس کے بالوں کی لٹوں تلے چھپا تھا۔ غلام حسن نے گہری نگاہوں سے اس کے سراپے کا جائزہ لیا اس کے سینے سے ایک سرد آہ نکلی تھی ساتھ ہی دل بھی۔ غلام حسن نے آرچی کو چھونے کو ہاتھ بڑھایا۔ وہ اس کے لمس کو اپنی پوروں پہ محسوس کرنا چاہتا تھا۔ اس کی حسین سیاہ زلفوں سے کھیلنا چاہتا تھا۔

"نہیں...... یہ سب ٹھیک نہیں۔" اس نے یک دم اپنا ہاتھ پرے کھینچ لیا اور ایک بار پھر کمر کے بل سیدھا لیٹ گیا۔ اس بار اس نے اپنا بازو اپنی آنکھوں پہ رکھ لیا تھا۔ چھپر کی چھت سے چھن کر آنے والی روشنی اب اس کی آنکھوں تک نہیں پہنچ رہی تھی۔

"مجھے ایسا خواب میں بھی نہیں سوچنا چاہیے۔ میں لٹیرا نہیں ہوں میں اس کی عزت سے نہیں کھیل سکتا۔" اس کے ضمیر سے اس کی جنگ جاری تھی۔ آرچی اب بھی اس کے بائیں بازو پہ سر ٹکائے بے خبر سو رہی تھی اس بات سے انجان کہ غلام حسن کے اندر کون کون سے طوفان کروٹ لے رہے ہیں۔ غلام حسن نے آنکھوں سے ہاتھ اٹھا کر پاس لیٹی آرچی کی طرف دیکھا جس کا ہر انداز اس کی روح کو چھو رہا تھا۔ یہ فیصلہ کن گھڑی تھی۔ ضمیر اور جسم کی جنگ جاری تھی۔ وہ ایک ٹک اسے دیکھتا رہا۔ سوچتا رہا اور پھر ضمیر جیت گیا جسم کو مات ہوئی۔ ضمیر بازی لے گیا اور غلام حسن نے نہایت محتاط انداز میں اپنا بازو آرچی کے سر کے نیچے سے نکال کر اپنی اونی شال سے اس کے وجود کو ڈھانپ دیا۔ چھپر سے نکل کر اس نے نالے کے یخ بستہ پانی سے ہاتھ منہ دھویا اور گاڑی کی نشست پہ جا بیٹھا۔ وہ جلد سے جلد اب منزل تک پہنچ جانا چاہتا تھا اس سے پہلے کہ وہ خود سے ہار جائے وہ آرچی کو بحفاظت اس کے گھر پہنچا دینا چاہتا تھا۔

"ٹھہرے کھیال ما بارن پور آئی گوت۔" (میرا خیال ہے بارن بور آگیا ہے)۔ آرچی کی آواز پہ غلام حسن نے


آپ دنیا کے کسی بھی خطے میں مقیم ہوں

ماہنامہ نئے اُفق

ہم بروقت ہر ماہ آپ کی دہلیز پر فراہم کرینگے

ایک رسالے کے لیے 12 ماہ کا زر سالانہ
(بشمول رجسٹرڈ ڈاک خرچ)

پاکستان کے ہر کونے میں 600 روپے

امریکا' کینیڈا' آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے لیے

6000 روپے

میڈل ایسٹ' ایشیائی' افریقہ' یورپ کے لیے

5000 روپے

رقم ڈیمانڈ ڈرافٹ' منی آرڈر' منی گرام ویسٹرن یونین کے ذریعے بھیجی جا سکتی ہیں۔
مقامی افراد دفتر میں نقد ادائیگی کر سکتے ہیں۔

رابطہ: طاہر احمد قریشی...... 0300-8264242

نئے اُفق گروپ آف پبلی کیشنز

کمرہ نمبر 7 فرید چیمبرز عبداللہ ہارون روڈ کراچی۔
فون نمبر: 2/35620771-922+

aanchalpk.com
aanchalnovel.com
circulationngp@gmail.com

اثبات میں سر ہلایا۔ وہ کافی دیر سے جاگ رہی تھی۔ غلام حسن پچھلے چار پانچ گھنٹوں سے مسلسل گاڑی چلا رہا تھا۔ رودالی سے نکل کر ایک مقام پہ ایک چھوٹے سے ڈھابے سے ان دونوں نے ناشتہ کیا تھا۔ اس کے بعد بارن پور تک کا راستہ خاموشی سے گزرا تھا۔ غلام حسن اپنے ضمیر کی ملامت سے پشیمان خاموش بیٹھا تھا پر نا جانے آرچی کو کس احساس نے چپ کرایا ہوا تھا۔ اتنے گھنٹوں کی مسلسل خاموشی کے بعد وہ پہلی بار کچھ بولی تھی مگر اس کی آواز سے کسی بھی قسم کے جذبات کا اندازہ لگانا مشکل تھا۔ اس کی منزل آن پہنچی تھی اور غلام حسن کو اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔

"تم ہمکا بارن پور ماہی اتار دیو، ای ہاں سے دو میل کا فرق ہووے، ہم کھود ہی چلی جاوت۔" (تم مجھے بارن پور میں ہی اتار دو یہاں سے دو میل کا فاصلہ ہے میں خود چلی جاؤں گی)۔ غلام حسن نے چونک کر پیچھے دیکھا آرچی چھپر سے ٹیک لگائے سر جھکائے انگلیاں مڑوڑ رہی تھی۔ وہ اس کی اس کیفیت سے کوئی بھی اندازہ نہیں لگا پایا تھا۔ وہ خوش تھی یا اداس، یہ کہنا مشکل تھا۔ وہ ٹھیک ٹھاک اپنے گھر پہنچنے والی تھی یہ خوشی کی بات تھی لیکن دکھ یہ تھا کہ اس سفر میں اس کا ہم سفر، اس کا شریکِ حیات اس کے ساتھ واپس نہیں لوٹا تھا۔ صرف دو دن، ہاں صرف دو دن میں اس معصوم، بے قصور اور حسین لڑکی نے شادی سے بیوگی تک کا سفر طے کر لیا اور اس ایک سفر میں وہ اس کا چین لیے جا رہی تھی جو شاید اسے تمام زندگی میسر نہ ہوتا اس کا بے گناہ شوہر اس بلوے میں بغیر کسی وجہ کے مارا گیا اور یہ تنہا اس بھرے ویرانے میں ایک انجان مرد کے ساتھ واپسی کا سفر کر رہی تھی۔ کسے خبر تھی کہ ان دو راتوں کے بعد تیسری رات اسے اپنے ارمانوں کی چتا پہ گزارنی پڑے گی۔ پتا نہیں اور کتنے بے قصور مارے گئے ہوں گے۔ نجانے اس سے پہلے اور اس کے بعد کتنے بے قصور مارے جاتے رہیں گے۔ کتنی آرچی سہاگ کے سرخ جوڑے سے بیوگی کے سفید لبادے کا سفر بس دو دن میں طے کر لیں گیں۔

جنگوں میں یہی تو ہوتا ہے۔ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے۔ قصور وار کے ساتھ بے گناہ بھی مارے جاتے ہیں۔ دونوں طرف سے اٹھتی آگ کی لپٹیں سب کچھ جلا کر خاک کر دیتی ہیں اور فیصلہ ہونے تک کچھ نہیں بچتا سوائے انا کے بت کے جو کبھی نہیں ٹوٹتا، اسے کوئی نہیں توڑ پایا کیونکہ کسی نے اسے کبھی توڑنے کی کوشش ہی نہیں کی۔

"دو میل پیدل چلوگی تمہیں تکلیف ہوگی، میں دریاباد تک چھوڑ آؤں گا۔" اس نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"تم ہمرے لیے پہلے ہی بوہت جو کھم اٹھائے اب تمکا ہور تکلیف نا ہی دینا چاہت۔" (تم نے میرے لیے پہلے ہی بہت تکلیف اٹھائی ہے میں تمہیں زیادہ پریشان نہیں کرنا چاہتی)۔ اس نے لب کاٹتے ہوئے کہا۔ غلام حسن نے آرچی کی آنکھوں میں دیکھا جہاں اس پل خود سے ویسی ہی جنگ جاری تھی جو کچھ گھنٹے پہلے غلام حسن کے اندر چل رہی تھی۔ اسے حیرت ہوئی۔ وہ نہیں جانتا تھا جو سرحد وہ نہیں پار کر پایا تھا اسے کل رات آرچی پار کر چکی تھی۔ اس کی خاموشی کا سبب شاید وہ کبھی نا سمجھ پاتا آرچی نے نظریں چرائیں۔

"ہم چلت ہوں۔" وہ تیزی سے اپنا لباس سمیٹتی بیل گاڑی سے اتری اور بنا مڑے سڑک کی طرف قدم بڑھا دیئے جیسے اسے یہ خوف لاحق ہو کہ اگر پیچھے مڑ کر غلام حسن کی طرف دیکھا تو پتھر کی ہو جائے گی۔ غلام حسن نے اسے خاموشی سے جاتے ہوئے دیکھا۔ سرخ بنارسی ساڑھی کے اوپر مٹیالی اونی شال اوڑھے وہ آن کی آن میں غلام حسن کی نظروں سے اوجھل ہوگئی تھی۔ غلام حسن نے پلٹ کر گاڑی کے چھپر کی طرف دیکھا جہاں چاندی کی پازیب سورج کی کرنوں سے چمک رہی تھی۔ غلام حسن نے ہاتھ بڑھا کر پائل اٹھالی۔ وہ جان گیا تھا آرچی بھی اپنے ارمانوں کی چتا میں جل کرتی ہوگئی تھی۔



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

# انتقام محبت

شگفتہ یاسمین

ترے نام کی جو روشنی اسے خود ہی تو نے بجھا دیا
نہ جلا سکی جسے دھوپ بھی اسے چاندنی نے جلا دیا
میں ہوں گردشوں میں گھرا ہوا مجھے آپ اپنی خبر نہیں
وہ جو شخص تھا میرا رہنما اسے راستوں میں گنوا دیا

اللہ تعالیٰ نے انسان کے دل کو دنیا میں سب سے نازک اور حساس بنایا ہے۔ دل ایک شیش محل کی طرح ہوتا ہے اور یادیں گرد آلود آندھیاں، جو کبھی تو شیش محل کو گرد آلود کرتی ہیں اور اگر ان کی شدت میں اضافہ ہو تو اس میں دراڑیں بھی ڈال دیتی ہیں۔ جس سے اس شیش محل کی ساری خوب صورتی تباہ اور طاقت مشکوک ہوجاتی ہے۔ نفرت اور محبت کے احساسات ایسا دیمک جو شیش محل کو بھی کھوکھلا کر دیتا ہے، جیسے میرا دل شیش محل تھا جو پہلے گرد آلود تھا اور اب دراڑوں سے بھرا ہوا۔ پہلے محبت کے احساس نے اور پھر نفرت کے احساس نے میرے دل کو کھوکھلا کر دیا تھا جو کسی بھی لمحے گرا چاہتا تھا۔ کسی پل دل کا اضطراب کم نہ ہوتا تھا۔ یادیں تھیں کہ جان نہ چھوڑتی تھیں اور پچھتاوے تھے کہ ناگ کی طرح ڈستے تھے۔

❀ ...... ❀ ...... ❀

"وسنیں کھانا لگ چکا ہے آ جائیں پلیز۔" علیزہ نے کمرے سے جھانکتے ہوئے کہا۔



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

"نہیں مجھے بھوک نہیں ہے۔ تم لوگ کھالو۔" میں نے انتہائی روکھے انداز سے کہا۔

"کیا ہوا آپ ٹھیک تو ہیں ناں؟" علیزہ نے میرے پاس بیٹھتے ہوئے فکرمندی سے پوچھا۔ نیلے گہرے رنگ کے سوٹ میں بلاشبہ وہ بہت حسین لگ رہی تھی۔ مجھے پریشان دیکھ کر اس کے چہرے پر پریشانی کے واضح اثرات موجود تھے۔ وہ ایسی ہی تھی میری پریشانی میں پریشان ہونے والی اور میری خوشی میں خوش ہونے والی۔ بلاشبہ میں بہت خوش قسمت تھا جسے اتنی خوب صورت' خوب سیرت اور پیار کرنے والی بیوی ملی تھی۔

"کیا ہوا...... کہاں کھوگئے؟" اس نے پوچھا۔ "آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے ناں؟" علیزے نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں یار بالکل ٹھیک ہوں۔ بس ذرا لنچ لیٹ کیا تھا تو اس لیے اب بھوک نہیں۔" میں نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور کپڑے بھی چینج نہیں کیے؟" اس نے مجھے مشکوک نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"ہاں کرتا ہوں چینج خیال نہیں رہا۔" میں نے جلدی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ میرے دل کے راز وہ جان لے اور میری پریشانی کو اپنے دل پہ لے۔

"آفس میں سب ٹھیک ہے ناں؟" علیزے نے پیچھے سے ایک اور سوال کیا۔

"ہاں یار پلیز مجھے اکیلا چھوڑ دو۔" میں نے التجائیہ انداز میں کہا۔ وہ میری کیفیت کو سمجھتے ہوئے سر ہلاتے ہوئے کمرے سے چلی گئی۔

میں بہت پریشان تھا۔ ایم اینڈ جے انڈسٹریز بری طرح مقروض ہورہی تھی۔ پچھلے ایک سال میں ہم کوئی بھی ٹینڈر اپنے حق میں پاس نہ کرواسکے تھے۔ اکاؤنٹس تیزی سے خالی ہورہے تھے۔ آئے روز کوئی نہ کوئی مصیبت کھڑی تھی۔ ورکرز کو تنخواہ بمشکل ادا کی جاتی تھی۔ ان سب نے میرے اعصاب پر بری طرح اثر ڈالا تھا۔ کوئی حل دکھائی نہیں دیتا تھا۔ ہمارے حریف فیروز اینڈ سنز انڈسٹریز نے اس ایک سال میں ہر وہ ٹینڈر حاصل کرلیا تھا جو ہمیشہ سے ہم نے حاصل کیا تھا۔ میرے پاپا جہانداد حسین ایک نامور بزنس مین تھے اور انہیں بزنس کا بادشاہ سمجھا جاتا تھا۔ جب سے انہوں نے بزنس کی دنیا میں قدم رکھا تھا۔ کوئی ان کے سامنے ٹھہر نہ سکا تھا اور اپنی اسٹڈی کمپلیٹ کرنے کے بعد میں نے آہستہ آہستہ بزنس کی ذمہ داری اٹھانا شروع کردی تھی اور ان کے اس دنیا سے جانے کے بعد یہ ذمہ داری مکمل طور پر میرے کندھوں پر آ گئی تھی اور میں نے کسی حد تک اس ذمہ داری کو اچھے سے نبھایا بھی تھا مگر پچھلے ایک سال سے نجانے فیروز اینڈ سنز کے ہاتھ ایسا کون سا پارس لگ گیا تھا جس کے سامنے میری صلاحیتوں کو جیسے زنگ لگ گیا تھا۔ میں اپنی سرتوڑ کوشش کے باوجود اس نقصان سے اپنے آپ کو بچا نہیں پایا تھا جس نے جے اینڈ ایم کو بری طرح مقروض کردیا تھا۔ اصل جھٹکا تو مجھے اس روز لگا جب ایک حکومتی ٹینڈر کے سلسلے میں میں خود پریزنٹیشن دینے گیا تھا جب میں نے اسے اس آفس سے نکلتے دیکھا۔ آفس سے باہر نکلتے ہوئے اس کی نظر مجھ پر پڑی تھی اور اس کی آنکھوں میں جو اعتماد تھا اس نے میرا سارا اعتماد چھین لیا تھا۔ میرے منیجر نے جو میرے ساتھ تھا مجھے بتایا۔

"سر یہ فیروز اینڈ سنز کی جنرل منیجر ہیں۔ جب سے یہ آئی ہیں فیروز اینڈ سنز انڈسٹریز کی کایا پلٹ گئی ہے۔" میں نے چونک کر اپنے منیجر کو دیکھا شاید تصدیق کے لیے۔ اب مجھے سمجھ آئی تھی کہ فیروز اینڈ سنز کے پاس کون سا پارس تھا' کامیابی کی وہ کون سی چابی تھی' آج میں نے اسے پانچ سال کے بعد دیکھا تھا' وہ پہلے سے زیادہ سنجیدہ اور سوبر ہوگئی تھی۔ اور شاید خوب صورت بھی یا شاید میرے سوچنے کا انداز بدل گیا تھا۔ ورنہ پانچ سال پہلے وہ مجھے کسی چڑیل سے کم نہ لگتی تھی۔ میں وہیں سے واپس پلٹ آیا اور اپنی ہار تسلیم کرتے ہوئے میں اس سے کبھی جیت نہیں سکتا تھا۔ کبھی نہیں۔

❁ ........ ❁ ........ ❁

بس اسٹاپ پر کھڑے کھڑے میری ٹانگیں شل ہوگئی تھیں۔ گرمی کی شدت میں پچھلے کچھ دنوں سے اضافہ ہوگیا تھا۔ نجانے آج ٹرانسپورٹ ہڑتال تھی یا شہر میں ٹریفک جام، کوئی پوائنٹ نہیں آرہی تھی۔ اکا دکا رکشے والے نظر آرہے تھے۔ گرمی کی شدت اور پیاس کی وجہ سے گلے میں کانٹے چبھ رہے تھے ساتھ ہی پسینے کے ننھے ننھے قطرے بھی نمودار ہونے لگے تھے۔ آخر کار میں نے اپنے بجٹ کو ڈسٹرب کرنے کا فیصلہ کیا۔ ایک رکشہ روکا اور ایڈریس بتا کر بیٹھ گئی۔ رکشہ مختلف سڑکوں اور راستوں سے گزرتا ہوا پچیس منٹ کے بعد میری منزل مقصود پہ تھا۔ رکشے والے کو کرایہ دے کر جب میں پنجاب یونیورسٹی کے IBA ڈیپارٹمنٹ کے سامنے رکی تو جیسے سانس لینا بھول گئی۔ میرے اطراف میں یونیورسٹی کے وسیع وعریض رقبے پر پھیلے ڈیپارٹمنٹس تھے بڑے بڑے برج، ان کے نیچے سے بہتی خوب صورت نہر اور برج کے دوسرے سرے پر موجود ہاسٹلز، یہ کوئی معمولی بلڈنگ نہیں تھی اور نہ ہی صرف شاندار تعلیمی انسٹیٹیوٹ بلکہ یہ تو میرے خوابوں کا تاج محل تھا۔ جہاں تک پہنچنے کے لیے میں نے شب و روز محنت کی تھی۔ بہت پڑھنا اور آگے جانے کا خواب تو شاید میں نے ہوش سنبھالتے ہی دیکھ لیا تھا اور یہ خواب میں نے کھلی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ میرے گھر کے وسائل ایسے نہ تھے کہ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرسکوں مگر میں زندگی کو ایک چیلنج سمجھ کر آگے بڑھی تھی اور اس راہ میں آنے والی ہر مشکل کو میں نے اپنے ارادوں کے سامنے مٹی کا ڈھیر بنا دیا تھا۔ میٹرک شاندار نمبروں سے پاس کرنے کے بعد میں نے ٹیوشنز پڑھانا شروع کردیا تھا اور انہی پیسوں سے نہ صرف میں اپنا خرچ پورا کرلیتی تھی بلکہ اپنے سے چھوٹے ایک بہن اور بھائی کی اسکول کی فیس بھی ادا کردیتی تھی۔ F.S.C میں اچھے نمبرز لینے کے لیے میں ساری ساری رات پڑھتی تھی اور آرام کرنے کے لیے میرے پاس صرف چند گھنٹے ہی بچتے تھے بمشکل۔ ورنہ کالج سے ٹیوشن اور پھر واپسی پر کالج کا کام۔ میں جیسے اندھا دھند بھاگ رہی تھی۔ اپنے خوابوں کے پیچھے۔ میرے خوابوں نے مجھے بیچ میں سونے نہیں دیا تھا اور آج اسی محنت کی بدولت میں یہاں کھڑی تھی۔ اپنے تاج محل کے سامنے۔ ایک لمحے میں میری ٹانگیں کانپ رہی تھیں ہاتھ لرز رہے تھے ہونٹ خشک اور آنکھوں میں روشنی تھی۔ اچانک سے تیز ہارن کی آواز نے مجھے بری طرح چونکایا اور میں اپنی سوچوں سے باہر نکلی۔ میں یونیورسٹی سے گزرنے والی سڑک کے بیچوں بیچ کھڑی تھی جس کے دونوں اطراف مختلف ڈیپارٹمنٹس تھے۔ میں جلدی سے ایک سائیڈ پر ہوئی۔ اور وہ کرولا کار 18A کے ڈیپارٹمنٹ کے گیٹ سے اندر داخل ہوگئی۔ اس کے پیچھے میں بھی اپنے خوابوں کے تاج محل میں داخل ہوگئی۔ دس منٹ کے بعد میں اپنے کلاس روم کے سامنے موجود تھی۔ کلاس روم میں موجود لڑکے لڑکیوں کو دیکھ کر میرے ارادے ایک لمحے کے لیے متزلزل ہوئے، مگر صرف ایک لمحے کے لیے۔ اس کے بعد میں اپنے اولیٰ اعتماد سے چلتی ہوئی کلاس روم میں داخل ہوئی اور آخری قطار میں رکھی ایک خالی چیئر پر بیٹھ گئی۔ تمام کلاس فیلوز آپس میں شاید ایک دوسرے سے تعارف کروا رہے تھے، میری طرف کسی نے متوجہ ہونے کی ضرورت محسوس نہیں کی شاید میرا حلیہ اور لباس ایلیٹ کلاس کا نہیں بلکہ مڈل کلاس کا مظہر تھا اور دنیا صرف مہنگے کپڑوں میں ملبوس اور مہنگی گاڑیوں میں سفر کرنے والوں کو ہی سب سے جلدی پہچانتی ہے جو میرے پاس نہیں تھا لیکن مجھے اس بات نے زیادہ پریشان نہیں کیا کیونکہ میں جانتی تھی کہ کچھ عرصے بعد یہی لوگ میرے آگے پیچھے ہوں گے۔ اب آپ اسے میری خوش فہمی سمجھے یا میری ذات کا اعتماد لیکن میں پریقین تھی کہ ایسا ہی کچھ ہوگا۔

❁ ........ ❁ ........ ❁

میں نے نوٹس بورڈ پر نظر ڈالی، جہاں پر سر حسان نے کلاس کو مختلف گروپس میں تقسیم کرتے ہوئے ان کو



WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

اسائنمنٹ کے لیے کچھ ٹاپکس الاٹ کیے ہوئے تھے۔
میں آج ایک ہفتے کے بعد یونیورسٹی آئی تھی اور پچھلے ہفتے میں میرے ابو کی ناساز طبیعت کچھ اور بگڑ گئی تھی۔ ان کی بیماری کے چکر میں میں یونیورسٹی آنے کے لیے اپنے آپ کو تیار نہ کرسکی تھی۔ خیر نوٹس بورڈ پر میرے نام کے سامنے 'شہریار حسن' کا نام لکھا تھا' جسے پڑھ کر میں تھوڑا چونک گئی تھی۔ میں چونکہ یونیورسٹی ریگولر نہیں آسکی تھی اس لیے میں نہ ہی شہریار حسن کو جانتی تھی اور نہ ہی باقی کلاس کی کسی لڑکی یا لڑکے کو' یہ پہلے سمسٹر کا پہلا اسائنمنٹ تھا۔ خیر اس دن تو میں نے ابو کو ڈاکٹر کے پاس لے کر جانا تھا' میں یونیورسٹی سے جلدی نکل آئی مگر اگلے دن یونیورسٹی جاتے ہی مجھے شہریار حسن کا خیال آیا کہ میں کم از کم اس سے اسائنمنٹ ڈسکس کرلوں۔ میں نے زنیرہ جو میری کلاس میٹ تھی' سے پوچھا شہریار حسن کے بارے میں۔ اس نے مجھے گراؤنڈ میں بیٹھے ایک گروپ کی طرف اشارہ کرکے بتاتے ہوئے کہا کہ "وہ اس گروپ میں" وہ تھوڑا جلدی میں تھی اور میں نے بھی اس سے تفصیلات پوچھنے کی بجائے اس گروپ کی طرف جانے میں ہی عقل مندی سمجھی۔
"ایکسکیوزمی...... شہریار کون ہے؟" میں نے اس گروپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ جہاں تین لڑکے اور دو لڑکیاں براجمان تھے۔ لڑکیوں کو تو میں جانتی تھی 'عروشے اور اسارہ' مگر لڑکوں کو میں نہیں جانتی تھی۔
"موسٹ ہینڈسم پرسنالٹی۔" ایک لڑکے نے تیزی سے جواب دیا۔ میں نے اس لڑکے کی طرف دیکھا۔ ڈارک براؤن شرٹ اور بلیک جینز میں ملبوس بلاشبہ وہ بہت ہینڈسم اور گڈلکنگ تھا۔ بیشک وہ گڈلکنگ تھا مگر اس کا اس طرح جتانا مجھے زہر لگا تھا اور اس کی اس اوچھی بات نے میرا دماغ گھما دیا تھا۔
میں نے باقی دونوں لڑکوں کی طرف دیکھا وہ دونوں بھی حیرت بھری نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ ایک نے براؤن پینٹ کے ساتھ ڈارک براؤن لائننگ والی شرٹ پہنی ہوئی تھی' آنکھوں پر لگے گلاسز اس کی ذہانت کا منہ بولتا ثبوت تھے۔ وہ شہریار حسن کے جتنا ہینڈسم نہ سہی مگر اچھا خاصا گڈلکنگ تھا بعد میں مجھے اس کا نام پتہ چلا تھا معید علی اور دوسرا لڑکا جس کا نام اوصاف شاہد تھا (یہ بھی مجھے بعد میں ہی پتہ چلا تھا) بہت ہی عام سی شکل وصورت کا مالک تھا۔ میں نے اوصاف شاہد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
"او اچھا آپ شہریار حسن ہیں۔" جہاں اوصاف شاہد کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا وہی شہریار بھی ہکا بکا رہ گیا اور باقی سب بھی میری طرف حیرت سے دیکھنے لگے۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

بہت عرصے پہلے شاید تب میں فرسٹ ایئر میں تھی' ہمارے کالج کے باہر ایک نجومی بابا آبیٹھا۔ وہ لوگوں کو ان کے حالات کے ساتھ ساتھ مستقبل کی پیشن گوئی بھی کرتا تھا ایک دن وہاں سے گزرتے ہوئے میرے گروپ کی لڑکیوں نے بھی نجومی بابا کو ہاتھ دکھانے کا فیصلہ کیا۔ شہلا جو میری دوست تھی نے کہا۔
"چلو یار تھوڑا شغل ہی ہوجائے گا۔ ہوسکتا ہے بابا ہمیں مستقبل کے بارے میں نئے خواب ہی دکھادیں۔" مجھے نجومیوں پر اتنا خاص اعتبار نہیں تھا مگر دوستوں کے اصرار پر باباجی کو ہاتھ دکھانے پر رضامند ہوگئی۔ میری باری آنے پر جب میں نے باباجی کو اپنا ہاتھ دکھایا تو نجومی بابا کے الفاظ آج بھی مجھے اچھی طرح یاد ہیں انہوں نے کہا تھا۔
"بیٹا...... تمہارا نصیب بہت اچھا ہے عزت' شہرت' دولت سب کچھ ہے اس میں مگر......" وہ یہاں آکر ذرا سا رکے تو میں نے بھی حیرت سے ان سے پوچھا۔
"مگر کیا باباجی؟" ان کی ادھوری بات نے میرے اندر ایک تجسس بھر دیا تھا۔ باباجی نے پرسوچ انداز میں کہا۔
"مگر تمہارے ہاتھوں سے کسی کا خون ہوگا۔" یہ سن کر مجھ سمیت میری تمام دوستیں سکتے میں آگئیں۔ میں نے حیرت سے بابا کی طرف دیکھا۔ باباجی نے اپنی بات



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"مگر بیٹا دعائیں تقدیر بدل دیتی ہیں تم بھی اپنے لیے بہتری کی دعا کرنا۔" باباجی کی پیشن گوئی کے بعد ہم وہاں سے اٹھ کر کالج کی وین کی طرف چل دیے۔ میری دوستوں کو میری اس بات پر بالکل یقین نہیں آیا کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ میں ضرورت سے زیادہ نرم دل ہوں۔ کسی کی تکلیف مجھ سے دیکھی نہیں جاتی تھی۔ کلاس میں بھی میں ہر ایک کی مدد کرنے کو ہمہ وقت تیار رہتی تھی۔ میں تو کسی چیونٹی کو بھی نہیں مار سکتی تھی پھر ایک انسان کا قتل تو بہت دور کی بات تھی۔ یہ بات کچھ عرصے تک میرے اعصاب پر طاری رہی پھر بالآخر میں اسے بھول گئی مگر میں نے اس کے ٹلنے کی دعا نہیں کی تھی جیسا کہ باباجی نے مجھے کہا تھا۔

"کاش میں نے تب اللہ سے دعا کی ہوتی تو شاید میری تقدیر مجھ سے ٹل جاتی۔"

❀ ...... ❀ ...... ❀

کچھ سیکنڈز کے بعد اوصاف شاہد کی آواز نے اس حیرت کو توڑا۔

"سوری میں نہیں...... یہ ہیں شہریار حسن۔" اس نے اسی ہینڈسم لڑکے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ......" میں آرام سے گھاس پر بیٹھتے ہوئے بولی۔ "پھر آپ کو یہ غلط فہمی کب اور کیسے ہوئی کہ آپ ہینڈسم ہیں اور وہ بھی یونیورسٹی میں سب سے زیادہ۔" خلاف توقع آج میرا موڈ بہت اچھا تھا اسی لیے میں اس سے بحث کرنے بیٹھ گئی تھی۔ میں عام طور پر تھوڑی منہ پھٹ تھی اور غلط بات برداشت کرنا میرے لیے بہت مشکل تھا۔ اصل میں مجھے شہریار حسن کا اپنے منہ میاں مٹھو بننا کچھ خاص پسند نہیں آیا۔

میرے سوال پر شہریار صاحب تھوڑا گڑبڑائے اسے شاید مجھ سے یہ امید نہیں تھی کہ میں اس کی کہی ہوئی بات پر اس سے بحث شروع کردوں گی۔

"پوری یونیورسٹی اس بات کو تسلیم کرتی ہے۔" اس نے پُراعتماد لہجے میں کہا۔

"مگر میں تو نہیں کرتی۔" میں نے فوراً جواب دیا۔

اس پر شہریار حسن سے کوئی جواب نہ بن پایا اور اسے لاجواب دیکھ کر میرا دل خوشی سے بھر گیا۔

"خیر میں یہاں اس بات پر بحث کرنے نہیں آئی۔ سر حسان نے اسائنمنٹ کی تیاری میں میرا گروپ پارٹنر آپ کو رکھا ہے میں اسی سلسلے میں آپ سے بات کرنے آئی تھی۔"

"اس کی آپ فکر نہ کریں میں سر حسان سے بات کرکے اپنا گروپ پارٹنر کسی فطین اسٹوڈنٹ کے ساتھ رکھنا چاہوں گا آپ کے ساتھ نہیں کیونکہ......" اس نے ایک دم بے رخی سے سخت الفاظ استعمال کرتے ہوئے کہا۔ شاید اس نے مجھ سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لینا چاہا تھا مجھے کم ذہن سمجھ کر اور کہہ کر...... مگر وہ یہ بھول گیا تھا کہ وہ اپنی وجاہت ثابت کرنے کا کوئی اسکیل نہیں رکھتا مگر ذہانت کو ثابت کرنے کے دنیا میں بہت سے اسکیل ہیں۔ بے اختیار میں اس کی بات پر ہنس پڑی۔ ہنسنے ہی کی تو بات تھی وہ مجھے یعنی "تعبیر حسین" کو کند ذہن کہہ رہا تھا' میں جس نے میٹرک سے لے کر اب تک صرف کلاس اور کالج ہی میں ٹاپ نہیں کیا تھا بلکہ ہر کلاس میں بورڈ ٹاپ کیا تھا۔ وہ شاید اخبار نہیں پڑھتا تھا ورنہ میری لکھی ہوئی تحریریں پڑھ کر اسے اندازہ ہوجاتا کہ میں کتنی کند ذہن ہوں۔ میں نے اپنی ہنسی پر قابو رکھتے ہوئے اسے کہا۔

"اوکے...... جیسے آپ کی مرضی۔ کہیں یہ مرضی آپ کو مہنگی نہ پڑ جائے۔" میں اسے جتاتے ہوئے وہاں سے اٹھ گئی۔

یہ ہماری پہلی ملاقات تھی اور اس کے بعد ملاقاتوں کا ایک سلسلہ تھا مگر یہ سلسلہ ویسا ہرگز نہیں تھا جیسا آپ سوچ رہے ہیں۔

اس دن گھر واپسی پر میرے ابو کی طبیعت بہت خراب تھی۔ ہم انہیں ایمرجنسی میں ڈاکٹر کے پاس لے کر گئے تھے۔ انہیں ہارٹ پرابلم تھا اور ڈاکٹروں نے انہیں

ایڈمٹ کرلیا تھا۔ دو دن ڈاکٹرز کے زیر نگرانی رہتے ہوئے انہیں ہاسپٹل سے چھٹی مل گئی تھی مگران کی طبیعت زیادہ بہتر نہیں ہو پائی تھی جس کی وجہ سے ذہنی طور پر میں بہت پریشان تھی۔ اس وجہ سے میں پورے ایک ہفتے یونیورسٹی نہیں جاسکی تھی۔ ابو کے جنرل اسٹور پر اب میرے بھائی نے بیٹھنا شروع کردیا تھا ویسے وہ آج کل B.com کررہا تھا۔ کالج کے بعد وہ جنرل اسٹور پر بیٹھ جاتا کیونکہ یہی اسٹور تو ہماری مالی مشکلات کا حل تھا۔ انس میرا بھائی بہت سمجھدار اور ذمہ دار تھا' اس نے اپنی ذمہ داریاں اٹھانا شروع کردی تھیں۔

ایک ہفتے بعد جب میں یونیورسٹی گئی تو میں ذہنی طور پر بھی بہت اپ سیٹ تھی۔ پہلی کلاس میں ہی بیس منٹ لیٹ تھی۔ سر افتخار جو سب سے سڑیل اور غصے والے مشہور تھے۔ میں کلاس روم کے دروازے پر کھڑی یہ سوچ رہی تھی کہ اندر جاؤں یا نہ جاؤں۔

''مے آئی کم ان سر؟'' میں نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

''No'' سر افتخار کی طرف سے سختی سے جواب آیا۔ وہ لیٹ آنے والے اسٹوڈنٹس کو بہت ناپسند کرتے تھے۔ میں ان سے بنا بحث کیے واپس مڑ آئی کیونکہ وہ مجھے مکمل طور پر نظر انداز کرکے اپنا لیکچر دوبارہ شروع کرچکے تھے۔ میں گراؤنڈ میں موجود ایک بینچ پر بیٹھ گئی۔

''السلام علیکم!'' کچھ دیر بعد مجھے اپنے قریب آواز سنائی دی۔ میں نے چونک کر آنے والے کی طرف دیکھا۔ وہ اوصاف شاہد تھا۔

''وعلیکم السلام!'' میں نے حیرانی کے ساتھ جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ ایک ہفتے سے نظر نہیں آئیں سب ٹھیک تو ہے ناں؟'' اس نے فکرمندی سے پوچھا۔ اس نے بلیک جینز کے ساتھ اسکائی بلیو شرٹ پہنی ہوئی تھی' وہ عام سی شکل وصورت کا مالک تھا مگر اس کے چہرے پر بلا کی کشش تھی۔ سانولی رنگت' ہلکے گھنگریالے بالوں کے ساتھ وہ کافی ڈیسنٹ لگ رہا تھا۔

''جی گھر میں تھوڑا کام تھا۔'' میں نے مختصر جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اگر آپ کو پچھلے ہفتے کے نوٹس چاہئے ہوں تو آپ مجھ سے لے سکتی ہیں۔'' اس نے مجھے آفر کرتے ہوئے کہا۔

''اور سر حسان کے اسائنمنٹ میں بھی آپ کا کوئی پارٹنر نہیں ہے آپ چاہیں تو میری مدد لے سکتی ہیں۔''

''جی بہت شکریہ۔'' میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ مجھے اس کا اس طرح آفر کرنا اچھا نہیں لگا تھا۔

''ٹھیک ہے جب آپ کو مدد کی ضرورت ہو آپ مجھے بتا سکتی ہیں۔'' وہ کہتا ہوا گراؤنڈ سے نکل گیا۔

مجھے اس پر غصہ آ گیا مجھے بھلا اس کی مدد کی کیا ضرورت تھی۔ میں خود ہر کام مینج کرسکتی ہوں۔ سر حسان کے اسائنمنٹ میں صرف دو دن باقی تھے اور بہت کام پڑا تھا۔ ابو کی بیماری کی وجہ سے میں اس اسائنمنٹ کو شروع بھی نہ کرسکی تھی۔ میری اپنی کلاس میں کسی بھی لڑکی سے ہیلو ہائے نہ تھی۔ خیر میں نے جلدی میں اس اسائنمنٹ پر کام ختم کرکے مقررہ دن جمع کروادیا تھا۔

❀ ...... ❀ ...... ❀

میں نے فیصل آڈیٹوریم میں داخل ہوکر ادھر ادھر دیکھا۔ پورا ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا' سامنے اسٹیج پر یونیورسٹی کے وائس چانسلر کے ساتھ نامور اساتذہ اور مہمان خصوصی براجمان تھے۔ میں نے ایک طرف اپنی پوری کلاس کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ عروشے نے میری طرف اشارہ کیا اور میں اس کی طرف چل دی۔ وہ کلاس میں واحد لڑکی تھی جو میری کسی حد تک دوست تھی۔ جس سے میں ہیلو ہائے کرتی تھی اور فری پریڈز میں اس کے ساتھ گپ شپ کرلیتی تھی اور اس کا رویہ بھی میرے ساتھ کافی حد تک اچھا تھا۔

''کہاں رہ گئی تھی؟ کب سے انتظار کررہی ہوں۔'' عروشے نے مجھے اپنے ساتھ والی کرسی پر بیٹھتے دیکھ کر

aanchal.com.pk
رنگا رنگ کہانیوں سے آراستہ دلچسپ جریدہ

ماہنامہ نئے افق کراچی
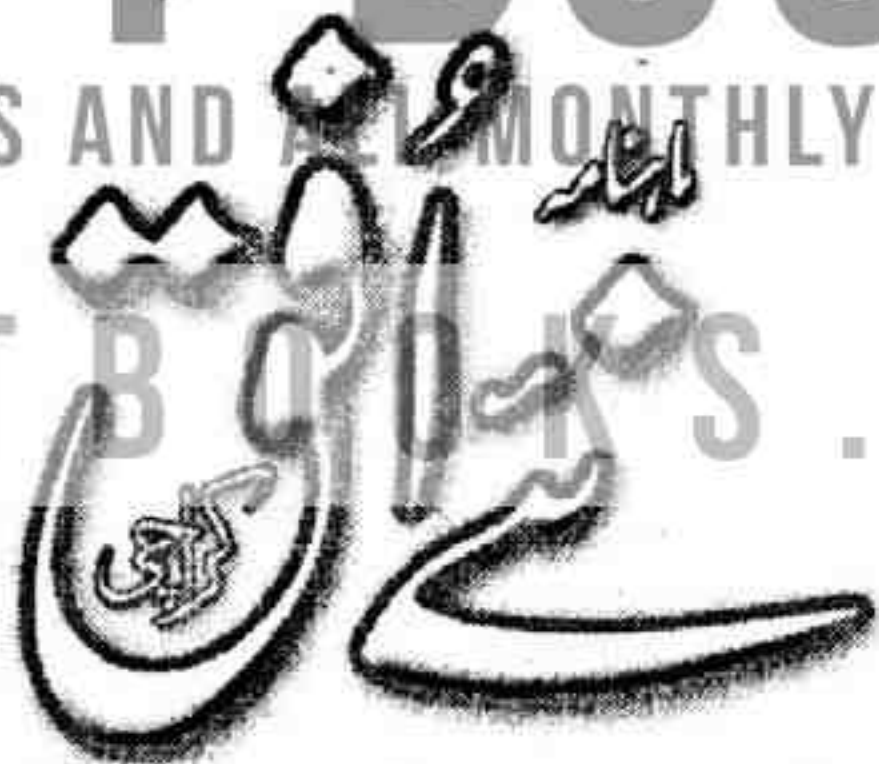
تازہ شمارہ شائع

ہوگیا ہے

onlinemagazinepk.com/recipes

# مارچ 2017ء کے شمارے کی ایک جھلک

**ڈیول**: سمیر احمد فاروقی کوئی عام نوجوان نہیں تھا وہ کم عمری ہی سے ذہین پڑھنے کی خداداد صلاحیت لے کر پیدا ہوتا تھا۔ خطرے کا احساس اسے وقت سے پہلے ہوجاتا تھا لیکن اس کی سترہویں سالگرہ پر اسے احساس ہوا کہ وہ کتنا مختلف ہے پھر ایک حادثے نے اسے احساس دلایا کہ اسے اپنی خداداد صلاحیت کو بڑھانے کی ضرورت ہے ورنہ اس کا جینا ناممکن ہوگا۔ اس کہانی کا کردار، جگہیں اور واقعات رائٹر کے ذہن کی تخیل ہیں اور کسی سے ان کی مماثلت صرف اتفاقیہ ہوسکتی ہے۔

**ایک سو سولہ چاند کی راتیں**: یہ ناول 1947ء کی ایک کہانی پر مبنی ہے اس ناول کا پلاٹ، اس کے تمام کردار تقریباً 69 سال قبل کے یہ محبت کی ایک کہانی ہے جس نے Partition سے ایک سو سولہ دن قبل جنم لیا، انڈو پاک کی تقسیم جب ہونے جارہی تھی اس محبت کی کہانی دوران اپنا سفر شروع کیا۔

**اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ**

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

اونچی آواز میں کہا۔

''ہاں بس تھوڑا لیٹ ہوگئی۔'' میں نے مدہم آواز میں کہا۔

''آج یہ تقریب ایک تقریری مقابلے کے لیے منعقد کی گئی تھی جس میں یونیورسٹی کے نامور طلباء جو نامور مقرر بھی تھے کا مقابلہ تھا اور اس مقابلے میں میں نے بھی اپنا نام لکھوایا تھا۔ آخر میں ایک رائٹر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھی مقرر بھی تھی۔ میرے قلم میں جتنا کاٹ تھا میری زبان بھی اتنے ہی تیر پھینکتی تھی، مگر یہ بات اب تک میری کلاس نہیں جانتی تھی۔ مزے کی بات تو یہ کہ ایک دم میری کلاس فیلوز میں سے کچھ لوگ رائٹر تعبیر حسین کے بارے میں بات کررہے تھے، تعریف کررہے تھے، سراہ رہے تھے، مگر کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ رائٹر میں ہوں۔ کیونکہ ابھی تک مجھے اپنے جوہر دکھانے کا موقع نہیں ملا تھا۔ اسٹیج پر موجود اینکر نے شہریار حسن کا نام پکارا۔ میں نے حیران ہوتی نظروں سے اسے دیکھا۔ وہ آج بلیک تھری پیس سوٹ میں ملبوس اپنے سلکی بالوں کو جیل کے ساتھ خوب صورت اسٹائل میں جمایا ہوا تھا۔ بلاشبہ وہ مردانہ وجاہت کا ایک شاہکار تھا، جو اس وقت بھی بھرپور تالیوں میں اسٹیج کی طرف بڑھتا ہوا اتنا باوقار اور بارعب لگ رہا تھا جیسے یہ ساری محفل اسی کے لیے سجائی گئی ہو۔ اس نے اپنی تقریر شروع کی اور اس کے شروع کے چند منٹوں میں ہی مجھے اندازہ ہوگیا کہ وہ کتنا اچھا مقرر تھا۔ اس کی خوب صورت بارعب آواز، دلکش لہجہ اور زہر آلود الفاظ سب نے جیسے ہال میں سحر پھونک دیا تھا۔ سب خاموش ہوکر اس کی تقریر میں کھو گئے تھے۔ پانچ منٹ کے مقررہ وقت پر اس نے تقریر ختم کی اور ہال تالیوں سے گونج اٹھا تھا۔ بلاشبہ وہ ایک بہترین تقریر تھی۔

''واہ...... کیا زبردست پرسنالٹی ہے یار اور اوپر سے تقریر اتنی شاندار، دیکھنا یہی ونر ہوگا۔'' عروشے نے میرے کان میں کہا۔

اس کے بعد یکے بعد دیگرے تین اور مقرروں کو بلایا اور انہوں نے بھی اپنی تقریر میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی۔ شہریار حسن میرے پیچھے والی قطار میں بیٹھا تھا اور وہ کافی پُراعتماد بھی تھا۔

مگر اصل جھٹکا سب کو تب لگا جب اینکر نے ''تعبیر حسین'' کا نام پکارا تھا اور مجھے نشست سے اٹھتے دیکھ کر پوری کلاس ساکت رہ گئی۔ اسٹیج پر جاکر میں نے اپنی تقریر مخصوص انداز میں شروع کی۔ اگر کسی مقرر نے کوئی کسر چھوڑی تھی تو وہ تعبیر حسین نے پوری کردی تھی۔ میں ہمیشہ سے ایک اچھی مقررہ رہی تھی اور اس بار میں نے اپنی تقریر پر دل وجان سے محنت بھی کی تھی۔

میری تقریر کے اختتام پر مہمان خصوصی منسٹر طلعت حسین شاہ نے کھڑے ہوکر تالی بجائی تھی اور میں نے میلہ لوٹ لیا تھا۔ مقابلے کے اختتام پر بنا کسی اختلاف کے مجھے اول پوزیشن کا حق دار ٹھہرایا گیا تھا۔ یہ سب کچھ جہاں میری کلاس کے لیے حیران کن تھا وہیں شہریار حسین کے لیے پریشانی کا باعث۔ یہ ابتداء تھی اور انتہا ابھی باقی تھی۔

❀ ...... ❀ ...... ❀

''مس تعبیر حسین آپ نے یہ اسائنمنٹ نیند میں کیا تھا کیا؟'' سر حسان کی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔ وہ کافی مایوس لگ رہے تھے، میری کارکردگی سے۔ آج دو ہفتوں کے بعد انہوں نے کلاس میں تمام اسائنمنٹس ڈسکس کرنے کے لیے ایک ایکسٹرا کلاس رکھی تھی تاکہ اسٹوڈنٹس کو ان کی ترجیحات کا علم ہوسکے۔

شہریار حسن کی اسائنمنٹ کو بہترین قرار دیتے ہوئے انہوں نے دوسری اسائنمنٹ میری اٹھالی تھی۔ شہریار حسن کے مقابلے میں میری کارکردگی صفر تھی۔ اپنے ابو کی بیماری کی وجہ سے میں واقعی اس اسائنمنٹ پر دھیان نہیں دے سکی تھی۔

''آپ نے ٹاپک سے ریلیٹڈ کچھ بھی نہیں لکھا۔'' انہوں نے میری طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ میں ان کی بات سن کر ساکت رہ گئی تھی کیا مجھ سے واقعی اتنی بڑی غلطی ہوگئی تھی کہ میں نے ٹاپک سے



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

ہٹ کر لکھا تھا۔

"یہ پکڑیں اور اس کو دوبارہ لکھئے۔" مسلسل خاموشی کو اقبال جرم سمجھتے ہوئے انہوں نے مجھے میرا اسائنمنٹ پکڑا دیا تھا اور میں واپس بیٹھ گئی تھی۔ اس بار مجھ پر ہنسنے کی باری شہریار حسن کی تھی اور اس نے اس کا بھرپور فائدہ بھی اٹھایا۔ کلاس ختم ہونے کے بعد جیسے ہی میں کلاس سے نکلی اس نے مجھے آ گھیرا۔

"ہیلو...... مس تعبیر حسین......" اس نے بھرپور انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ بلیک ٹی شرٹ اور بلیک جینز میں اس کی مردانہ وجاہت میں مزید اضافہ ہوگیا تھا۔ میں نے اس کی طرف حیران نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہائے......"

"اب تو آپ سمجھ ہی گئی ہوں گی کہ میں نے آپ کے ساتھ پارٹنر شپ کیوں نہیں کی۔" اس نے مجھے جتاتے ہوئے کہا۔

"ارے تعبیر تم یہاں ہو پلیز میرے ساتھ مین لائبریری تک چلو۔ مجھے ایک بک چاہیے۔" عروشے نے میرا بازو کھینچتے ہوئے کہا۔ اور میں اس کے ساتھ چل پڑی۔ ساتھ چلتے چلتے ایک دم عروشے نے مجھ سے پوچھا۔

"یہ شہریار تمہیں کیا کہہ رہا تھا؟"

"ابھی تو کچھ نہیں کہا تھا۔ کہنے لگا تھا مگر تم نے سننے کہاں دیا۔" میں نے بھی اسے خوشگوار انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

✿ ...... ✿ ...... ✿

"ڈاکٹر صاحب...... بچے کی حالت کیسی ہے اب؟" میں ڈاکٹر کو i.c.u سے باہر نکلتے دیکھ کر ان کی طرف لپکی۔

"بچے کی حالت بہت نازک ہے' آپ دعا کیجیے اور خون کا بندوبست بھی۔" ڈاکٹر نے پریشانی سے میرے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

"ویسے آپ ان کی کیا لگتی ہیں؟" انہوں نے اچانک مجھ سے سوال کیا۔

"میں خالہ ہوں اس کی۔" میں نے سوچتے ہوئے تیزی سے کہا۔ میں نہیں چاہتی تھی کہ ڈاکٹر کو پتہ چلے کہ میری گاڑی کی ٹکر سے یہ بچہ اس قدر زخمی ہوا ہے۔ ورنہ ڈاکٹر پولیس کیس بنائے بناء علاج کرنے سے انکار کردیتا۔ اسی خطرے کے پیش نظر میں نے جھوٹ بولا تھا۔

"آپ باقی فیملی کو کال کریں اور خون کا ارینج بھی +B بلڈ گروپ......"

"بچے کے والدین باہر ہیں ملک سے۔ اسی لیے یہ میرے ساتھ رہ رہا ہے۔ خون کا بندوبست میں کرتی ہوں۔"

آج کالج سے واپسی پر موڑ کاٹتے ہوئے یہ بچہ نجانے کہاں سے اچانک سے میری گاڑی کے سامنے آ گیا تھا۔ بریک لگانے کے باوجود گاڑی نے بچے کو ٹکر ماردی۔ میں دروازہ کھول کر گاڑی سے باہر نکلی تو مجھے حالات کی سنگینی کا اندازہ ہوا' میں بچے کو لے کر فوراً ہی سٹی ہاسپٹل پہنچی۔ جہاں ڈاکٹر نے بچے کو ابتدائی طبی امداد فراہم کی اور مجھے اس کی حالت سے مطلع کیا۔ دس منٹ کے بعد میں نے ڈاکٹر کو i.c.u کے سامنے دیکھا تو میں دوڑ کر ان تک پہنچی۔

"ڈاکٹر صاحب' میرا بلڈ گروپ +B ہے میں دوں گی جتنا بلڈ چاہیے۔"

"ok آپ آئیں میرے ساتھ' آپ کے کچھ ضروری ٹیسٹ کرلیتے ہیں جلدی کیجیے۔"

تمام ضروری ٹیسٹ کے بعد میرے جسم سے خون بچے کے ننھے جسم میں منتقل ہونے لگا۔ شام ہوگئی اور پھر رات اور پھر اگلی صبح بچے کی حالت میں کچھ خاص بہتری نہیں آئی اور میری پریشانی دوچند ہوگئی۔ دعائیں مانگ مانگ کر میں تھک چکی تھی۔ خون دینے کی وجہ سے اور مسلسل پریشانی میں اتنے گھنٹے بیٹھ بیٹھ کر میں بہت تھکن اور کمزوری محسوس کررہی تھی۔ صبح دس بجے کے قریب میں نے ڈاکٹر کو i.c.u سے نکل کر اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔

"مس...... آپ کا بچہ ہوش میں آگیا ہے' تھوڑی دیر میں اسے روم میں شفٹ کردیا جائے گا تب آپ اس سے



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

مل سکیں گی۔"

"اوہ...... تھینک گاڈ۔" میرے حلق سے بے اختیار پرسکون سانس خارج ہوئی۔

"آپ بھی کچھ کھالیں، کل سے اسی حالت میں بیٹھی ہیں۔" ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میں اٹھ کر کینٹین کی طرف آئی وہاں سے جوس کا پیکٹ پکڑ کر سوچنے لگی کہ بچے کے ماں باپ کا پتہ کیسے لگواؤں۔ ورنہ کل سے تو میرے دماغ نے کام کرنا بھی چھوڑ دیا تھا۔ میں جوس ختم کرکے اٹھی اور چکراتے سر کے ساتھ پارکنگ کی طرف بڑھی۔ کیونکہ میرا پرس اور موبائل گاڑی میں ہی تھے۔ اپنا ہینڈ بیگ اٹھاتے ہوئے میری نظر پچھلی سیٹ پر پڑی جہاں ایک اسکول بیگ پڑا ہوا تھا۔ میں نے جلدی سے بیگ کھولا کیونکہ یہ میرے لیے امید کی ایک کرن تھا۔ جہاں بکس، نوٹ بکس، پنسلیں اور مارکرز کا ڈھیر لگا ہوا تھا، میں نے جلدی سے نوٹ بک اٹھائی جس کے مین کور پر اسکول کا نام درج تھا۔ میں نے جلدی جلدی ساری نوٹ بکس کھول کر دیکھیں وہاں پر بچے کا نام درج تھا صرف عاریز حسن، کلاس فور۔

میں ہاسپٹل کے اندر بھاگی، ڈاکٹر کو مطلع کرنے کے لیے کہ میں ایک گھنٹے تک آتی ہوں اور گاڑی میں آبیٹھی۔ پچیس منٹ کے بعد میں کانونٹ اسکول کی شاندار بلڈنگ کے سامنے تھی۔ میں پرنسپل کے آفس گئی، جہاں پر میں نے بچے کے بارے میں آگاہ کرتے ہوئے ان سے درخواست کی کہ وہ بچے کے والدین کو اطلاع کردیں یا مجھے ان کا نمبر دے دیں۔ انہوں نے ریکارڈ سے بچے کے گھر کا نمبر نکالتے ہوئے میرے سامنے ہی کال کردی اور ہاسپٹل کا نام اور روم نمبر بتادیا۔ میں نے بے اختیار سکون کا سانس لیا اور گھر واپس آکر چینج کیا اور واپس ہاسپٹل کی طرف دوڑی۔ دو دن میں میرا برا حال ہوگیا تھا۔ میں روم میں داخل ہوئی تو عاریز ادویات کے زیر اثر سویا ہوا تھا۔ میں حیران تھی کہ عاریز کے والدین ابھی تک پہنچے کیوں نہیں تھے۔ دو گھنٹے کے طویل انتظار کے بعد میں نے اسکول کی پرنسپل کو کال کی اور عاریز کے والدین کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے مجھے بتایا کہ بچے کے والدین دوسرے شہر میں مقیم ہیں اس لیے وہ ابھی تک نہیں پہنچے۔ میرے پاس انتظار کرنے کے سوا کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ میں عاریز حسن کے پاس بیٹھ گئی وہ بہت خوب صورت اور معصوم بچہ تھا۔ میں باہر گراؤنڈ میں آگئی۔ موسم سرما کی گرم دھوپ بہت اچھی لگ رہی تھی۔

میرا دل ایک دم اداسی سے بھر گیا کیونکہ اس وقت میں بھری دنیا میں تنہا تھی۔ میرے پاس کوئی ایسا دوست اور غمگسار نہیں تھا جس کے کندھے پر سر رکھ کر میں روسکتی۔ وہ شخص جاتے جاتے اپنے ساتھ میری دنیا بھی لے گیا تھا، میری خوشیاں، میرے احساسات سب اس کے ساتھ ہی دفن ہوگئے تھے۔ میں تھکے تھکے قدموں سے عاریز کے روم کی جانب چل پڑی تھی۔ میں نے دروازہ کھولا تو سامنے کھڑی ہستی پر نظر پڑتے ہی میں ہکابکا رہ گئی۔

❀ ...... ❀ ...... ❀

پہلے سمسٹر کا رزلٹ آؤٹ ہوچکا تھا اور تمام اسٹوڈنٹس نوٹس بورڈ کے سامنے جمگھٹا لگا کر کھڑے ہوئے تھے اپنا اپنا رزلٹ دیکھنے کے لیے۔

"اللہ تعبیر تم تو واقعی چھپی رستم ہو۔ پوری کلاس کو پیچھے چھوڑ دیا۔" عروشے مجھے دیکھتے ہی چلائی۔ پورے سمسٹر کے دوران میری عروشے سے بہت اچھی دوستی ہوگئی تھی اور ابھی بھی وہ مجھے میرے رزلٹ کے بارے میں آگاہ کررہی تھی۔

"کیا بنا رزلٹ کا؟" میں نے بے قراری سے پوچھا۔

"کیا بنا رزلٹ کا؟" عروشے نے میری نقل کرتے ہوئے کہا۔ "جیسے تمہیں تو پتہ ہی نہیں ہے کہ رزلٹ کا کیا بنا ہے۔ میدان مار لیا یار تم نے۔"

"اوکے...... اوکے ایک بار میں خود دیکھ لوں۔" میں نے جلدی سے کہا۔ کیونکہ وہ کوئی بھی بات واضح نہیں بتارہی تھی۔ کبھی تم رستم ہو، کبھی میدان مار لیا، اول فول بولے جارہی تھی۔ اپنی آنکھوں سے اپنا نام ٹاپ آف دی



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

لسٹ دیکھ کر میری خوشی کی انتہا نہیں رہی تھی۔ میرے بعد شہریار کا نام تھا اور اس کے بعد معید علی کا۔ میرا دل چاہا میں زور زور سے ہنسوں شہریار حسن پر۔ جس نے مجھے صرف ایک اسائنمنٹ میں مجھ سے زیادہ ریمارکس لینے پر طعنہ مارا تھا کہ میں کند ذہن ہوں' اس اسائنمنٹ کے علاوہ میں نے اسے ہر پراجیکٹ میں پیچھے چھوڑ دیا تھا۔ میں نے اسے کبھی آگے نکلنے نہیں دیا تھا۔ میں جانتی تھی ہر بار مجھ سے ہار کر اس کی کیا حالت ہوتی ہوگی مگر وہ بے بس تھا نہ ہی وہ میری ذہانت مجھ سے چھین سکتا تھا اور نہ ہی کام کرنے کا جنون۔

آج فائنل رزلٹ والے دن بھی وہ مجھ سے پیچھے تھا۔ اس دن پوری کلاس نے مجھے مبارک باد دی تھی ماسوائے میرے حریف شہریار حسن کے جسے میں نے بری طرح پچھاڑا تھا۔ میں نے آپ کو کہا تھا نہ کہ کچھ عرصے بعد یہی قیمتی ملبوسات اور گاڑیوں والے مغرور لوگ میرے آگے پیچھے ہوں گے تو دیکھ لیجیے وہ وقت آ گیا تھا صرف چند مہینوں کے بعد' خیر اگلے دو سمسٹرز میں بھی وہ اپنی سر توڑ کوشش کرنے کے بعد مجھ سے آگے نہیں نکل سکا تھا۔ کلاس کے تمام اسٹوڈنٹس مجھ سے بات کرنے کے بہانے ڈھونڈتے تھے۔ میرے نوٹس کے لیے میرے آگے پیچھے پھرتے تھے اور اب پوری کلاس تعبیر حسین کی تحریروں کی دیوانی تھی۔ کبھی کوئی اپنی دوست کو اور کبھی اپنی کسی کزن کو مجھ سے ملوانے کے لیے لاتے تھے کہ یہ تعبیر حسین ہے جو اتنے خوب صورت کالمز لکھتی ہے۔ تمام ٹیچرز میری بات کو اہمیت دیتے تھے اور کوئی بھی پراجیکٹ میرے حوالے کرنے میں وہ بہت پر اعتماد ہوتے تھے کہ یہ پراجیکٹ تعبیر حسین کرے گی تو بلاشبہ پرفیکٹ ہوگا۔ فورتھ سمسٹر میں سر حسان نے ایک دن مجھے اپنے آفس بلایا۔ وہ میرے پسندیدہ اور بہترین ٹیچر تھے۔ سچے کھرے ایمان دار، محنتی، بے حد قابل اور فعال' ان کے جیسا قابل استاد میں نے آج تک نہیں دیکھا تھا وہ دیکھنے میں بھی اتنے گڈ لکنگ تھے کہ بس بیان سے باہر۔ جب میں آفس پہنچی تو شہریار حسن وہاں پہلے سے موجود تھا۔ میرا ازلی حریف' ہم نے زبان سے کبھی کچھ نہیں کہا تھا مگر سب جانتے تھے کہ ہمیں ایک دوسرے سے اللہ واسطے کا بیر تھا۔ اس وقت بھی سر حسان کے سامنے والی چیئر پر بیٹھا ڈارک بلیو شرٹ اور بلیو جینز میں ملبوس وہ انتہائی مغرور لگ رہا تھا۔ وہ جتنا ہینڈسم تھا اس کی ڈریسنگ بھی اتنی ہی شاندار تھی۔ ڈیپارٹمنٹ کی تمام لڑکیاں نہ صرف اس سے دوستی کی خواہش مند تھیں بلکہ اس کے لیے وہ دل وجان سے کوشش بھی کرتی تھیں۔ اور وہ بھی پچھلے ڈیڑھ سال میں مختلف لڑکیوں کے ساتھ پایا گیا تھا۔

"آیئے مس تعبیر حسین آپ وہاں کیوں کھڑی ہیں؟" سر حسان کی آواز نے مجھے سوچوں سے نکالا۔ میں شہریار حسن کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔ ہم دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔

"آپ دونوں کو میں نے اس لیے بلایا ہے کیونکہ فورتھ اینڈ فائنل سیمسٹر کے فائنل پراجیکٹ کے لیے میں چاہتا ہوں کہ آپ دونوں ایک ساتھ کام کریں۔ میں سمجھتا ہوں آپ دونوں ہی بہت قابل اور ذہین اسٹوڈنٹس ہیں اگر آپ اس پراجیکٹ پر مل کر کام کریں گے تو یہ اب تک کا فائنل بہترین پراجیکٹ ہوگا۔" سر حسان نے ہم دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی۔

"میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ دونوں میں کچھ خاص دوستی نہیں ہے اس لیے میری آپ لوگوں کو یہ تجویز ہے کہ آپ اپنے اختلافات بھلا کر اس پراجیکٹ پر کام کریں کیونکہ یہ مستقبل میں آپ کے لیے مفید ثابت ہوگا۔ آپ لوگوں کو کوئی اعتراض ہو تو آپ مجھے بتا سکتے ہیں۔"

شہریار حسن سے دشمنی اپنی جگہ مگر میں سر حسان کی کوئی بات نہیں ٹال سکتی تھی۔ کیونکہ وہ میرے محسن اور آئیڈیل تھے۔ اس سے پہلے کہ شہریار حسن کچھ بولتا میں نے فوراً سے کہا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے سر۔" اور کچھ لمحوں کے

بعد شہریار حسن نے بھی اس کی تائید کردی۔

سر نے ہمیں پراجیکٹ کی تمام تفصیلات سے آگاہ کرتے ہوئے اپنی بھرپور مدد کی آفر کی۔ سر کی اجازت سے ہم سر کے آفس سے نکلے۔ ہم دونوں ہی خاموش تھے۔ ڈیپارٹمنٹ لائبریری کے پاس پہنچتے ہی میں نے پہل کرتے ہوئے کہا۔

''مسٹر شہریار حسن اگلے دو دن میں بہت بزی ہوں۔ میرے بھائی کی شادی ہے اب ہم پیر سے ہی اس پراجیکٹ پر کام کرسکیں گے۔'' شہریار حسن نے فوراً مجھے اوکے کہا اور کلاس روم کی جانب چل پڑا۔ اس کے موڈ اور مختصر بات کرنے سے یہ بات صاف ظاہر تھی کہ وہ میرے ساتھ کام کرنے پر کچھ زیادہ خوش نہیں تھا اور ہونا بھی نہیں چاہیے تھا کیونکہ وہ میں ہی تو تھی جس نے اس کے غرور کو ٹھکانے لگایا تھا۔

اگلے تین دن بھائی کی شادی کے سلسلے میں بہت مصروف گزرے۔ میرا بھائی مجھ سے چھوٹا اور ماورئی سے بڑا تھا مگر میری امی کو اس کے سر پر سہرا دیکھنے کا بہت ارمان تھا۔ اور پھر انہوں نے جب اپنے لیے B.com کے دوران اپنی کلاس فیلو کو پسند کرلیا تو ہم نے بھی اس کی خواہش کو رد نہ کیا' ماورئی جو گریجویشن کرچکی تھی اسے پڑھنے کا کوئی خاص شوق نہیں تھا مگر گھر کے کاموں میں اس کا شوق دیدنی تھا۔ گریجویشن بھی اس نے مر مر کر کیا تھا اور اب ایم اے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ ابتدائی مراحل کے بعد اب اس کی شادی ہونے جارہی تھی۔ جمعتہ المبارک کے روز فائزہ ہماری بھابی کے روپ میں ہمارے گھر آچکی تھی۔ وہ بھی مڈل کلاس گھرانے سے تعلق رکھتی تھی اس لیے ہمیں اس کی ایڈجسٹمنٹ کی زیادہ فکر نہ تھی۔ آخر یہ چار دن بھی گزر گئے۔

......❁......

پیر کے دن ہماری پہلی کلاس نو بجے ہوئی تھی اس لیے میں نو بجے یونیورسٹی میں موجود تھی لیکن کلاس کے دوران مجھے کہیں شہریار حسن نظر نہیں آیا تھا۔ دو گھنٹے کی کلاس ختم ہوگئی مگر شہریار حسن کا کچھ پتہ نہیں تھا۔ ہم پہلے ہی چار دن لیٹ ہوچکے تھے اور اگلے مہینے کے پہلے ہفتے میں ہمیں اپنا پراجیکٹ جمع کروانا تھا اور آج دس تاریخ تھی دیکھا جائے تو صرف ایک ماہ ہی بچا تھا۔ وقت بہت کم تھا اور کام بہت زیادہ اور مجھے شہریار حسن کی غیر موجودگی کی وجہ سے آج کا دن بھی ضائع ہوتا نظر آرہا تھا۔ میرے پاس اس کا کنٹیکٹ نمبر بھی نہیں تھا لیکن بارہ بجے کے قریب میں نے اسے کلاس روم کے دروازے پر دیکھا تھا۔ وہ لیٹ تھا مگر شکر کہ وہ آگیا تھا۔ اس کے ساتھ ایک بہت ہی خوب صورت اور ماڈرن لڑکی سرخ اور پیلے رنگ کے خوب صورت فراک میں ملبوس تھی۔ اس کے ساتھ اس نے ہم رنگ چوڑی دار پائجامہ پہنا ہوا تھا۔ ریڈ کلر کا اسٹائلش سا جوتا اس کے پاؤں کی دلکشی میں مزید اضافہ کررہا تھا۔ بلاشبہ وہ ایک حسین لڑکی تھی۔ گوری رنگت اور لمبے سنہری بال اس کے حسن کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ وہ واقعی شہریار حسن جیسے بندے کے ساتھ کھڑی جچ رہی تھی۔ شہریار حسن بھی کافی پرجوش اور خوش دکھائی دے رہا تھا۔ جیسے وہ اس لڑکی کی ہمراہی کو اپنے لیے باعث فخر سمجھ رہا تھا۔

''ان سے ملیے یہ ہے علیزہ ہاشمی میری کزن اور......'' شہریار حسن نے اس کا تعارف کرواتے ہوئے کہا۔ ایک لمحے کو رکتے ہوئے اس نے محبت پاش نظروں سے اس کو دیکھتے ہوئے اپنا فقرہ مکمل کیا۔

''میری ہونے والی منگیتر......کچھ ماہ میں ہماری منگنی ہونے والی ہے۔'' وہ اس بات سے کتنا خوش تھا اور وہ اس لڑکی سے کتنی محبت کرتا تھا یہ اس کی باڈی لینگویج سے صاف ظاہر ہورہا تھا۔ اس نے اسے اپنے تمام فرینڈز سے باری باری ملوایا تھا۔ میں بھی اس منظر کو کافی دلچسپی سے دیکھ رہی تھی۔ سب سے ملوانے کے بعد وہ میری طرف بڑھا۔

''یہ ہیں تعبیر حسین' ہماری کلاس کی سب سے ذہین لڑکی' بہت ہی اچھی رائٹر مقرر اور میری سب سے بڑی اور کھلم کھلا حریف۔'' اس نے میرا یہ تعارف کروا کر جیسے اپنی

ہار تسلیم کی ہو جس کی مجھے بالکل توقع نہیں تھی۔ میں نے خیر مقدمی انداز میں اپنا ہاتھ آگے کیا اور اس نے پرتکلف انداز میں تھام لیا۔

”بہت ذکر سنا تھا میں نے آپ کا اور آج دیکھ بھی لیا۔“ علیزہ نے کافی سرد لہجے میں کہا۔ میں بھرپور طریقے سے مسکرائی کیونکہ میں جانتی تھی کہ اس نے میرا ذکر کس حوالے سے سنا ہوگا اور وہ اپنے منگیتر کی وجہ سے میرے لیے کیا جذبات رکھتی ہوگی۔

”تعبیر میں آپ سے پراجیکٹ کے سلسلے میں ایک گھنٹے میں ملتا ہوں' لائبریری میں۔ آیئے علیزہ......“ شہریار حسن نے یہ بات بھی کافی خوشگوار انداز میں کہی تھی جس پر مجھے بہت حیرت ہوئی تھی شاید وہ علیزہ کی وجہ سے اچھے موڈ میں تھا۔

میں فارغ ہونے کے بعد لائبریری چلی گئی اور وہ بھی ٹھیک ایک گھنٹے کے بعد لائبریری میں تھا۔ اس کا میرے ساتھ رویہ بہت حیران کن تھا۔ وہ اس طرح مجھ سے بات کر رہا تھا جیسے ہم پرانے دوست ہوں۔ اس کے اتنے اچھے رویے کے جواب میں مجھے بھی ہماری دشمنی بھلانا پڑی تھی۔ ریسرچ' سروے' تجزیے' حقائق کو ثابت کرنے میں کب ہمارا مہینہ ختم ہوا ہمیں پتہ بھی نہیں چلا۔ اس دوران مجھے یہ ضرور پتہ چل گیا کہ وہ ویسا نہیں تھا جیسا میں نے اسے سمجھا تھا۔ وہ کھلم کھلا میری ذہانت کا اعتراف کرتا تھا اور اس نے مجھے پہلی ملاقات میں کند ذہن کہنے کی معافی بھی مانگ لی تھی۔ اس نے مجھ سے وعدہ بھی لیا تھا کہ میں اس کی اور علیزہ کی منگنی میں ضرور شرکت کروں گی۔ میرے اس کے بارے میں جو خیالات تھے وہ بالکل بدل گئے تھے۔ بلکہ میں کسی حد تک ان پر نادم بھی تھی۔ آخر دس ستمبر کا دن آ پہنچا جب ہمیں اپنا فائنل پراجیکٹ نہ صرف جمع کروانا تھا بلکہ ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ' ہیڈ آف دی پراجیکٹ' مائیکرو فنانس کمیٹی اور بھی بہت سے ماہرین جو کچھ پاکستان سے تھے اور باقی بیرون ملک سے آئے ہوئے تھے کے سامنے ری پریزینٹ کرنا تھا۔ ہم نے اس پراجیکٹ کے لیے دن رات محنت کی تھی پراجیکٹ کو بہترین اور پریزنٹیشن کو اعلیٰ بنانے کے لیے' میں کافی ایکسائیٹڈ تھی میں جانتی تھی کہ سر حسان کس قدر خوش ہوں گے کہ ہم نے ان کے اعتبار کو توڑا نہیں۔

دس بجے تمام لوگ وہاں جمع تھے تمام انتظامات مکمل تھے۔ ہماری پوری کلاس اپنے پراجیکٹس کے ساتھ وہاں موجود تھی۔ سر حسان نے مجھے اور شہریار کو بیسٹ آف لک کہا۔ میں تو کافی پر اعتماد تھی مگر مجھے شہریار حسن کچھ پریشان لگ رہا تھا شاید وہ نروس تھا۔ مائیک پر ہمارا نام لیا گیا' پروجیکٹر پر سلائیڈز کے ذریعے ہمارے نام اور پراجیکٹ کا ٹاپک دکھایا گیا' میں کافی اعتماد سے چلتی ہوئی اسٹیج تک پہنچی۔ اپنا اور پراجیکٹ کا تعارف کروانے کے بعد میں نے پریزنٹیشن کا آغاز کیا۔ پہلی سلائیڈ...... دوسری سلائیڈ...... تیسری سلائیڈ...... میں حیرت سے سلائیڈز کی طرف دیکھ رہی تھی۔ چند لمحوں میں میری حیرانی پریشانی میں تبدیل ہوئی اور اس کے بعد میرے پاؤں کے نیچے سے زمین سرکنا شروع ہوگئی تھی۔

* * *

تعبیر حسن کے چہرے پر ہوائیاں اڑتے دیکھ کر میرے دل کو ایک پل کے لیے خوشی نصیب ہوئی' مگر اگلے ہی لمحے جب اس نے میری طرف دیکھا تو جیسے میرا دل دھڑکنا بھول گیا۔ اس کی آنکھوں میں نجانے کیا تھا دکھ' تکلیف' حقارت' نفرت اور بھی نجانے کیا کچھ...... وہ تیزی سے اسٹیج سے اتری اور بھاگتی ہوئی ہال سے چلی گئی۔ میں جانتا تھا اس وقت وہ کس قدر تکلیف میں ہوگی کیونکہ اس نے دھوکہ کھایا تھا وہ بھی اپنے سب سے بڑے حریف پر اعتبار کرکے۔ میں نے اسے یہ دھوکہ بلاوجہ نہیں دیا تھا بلکہ وہ اس کی مستحق تھی۔ وہ اپنے آپ کو بہت ذہین سمجھتی تھی مگر میں نے اسے منہ کے بل گرا دیا تھا۔ وہ اب کسی کو منہ نہیں دکھا سکتی تھی۔ میں نے اسے اس قابل چھوڑا ہی کہاں تھا۔ اس نے بھی تو مجھے کوئی کم تکلیفیں نہیں دیں' پچھلے

ڈیڑھ سال سے وہ مجھے تکلیف پر تکلیف دے رہی تھی۔ میں یعنی شہریار حسن اپنے والدین کی اکلوتی اولاد ذہین، فطین، ہینڈسم اور محنتی بیٹا تھا جس پر وہ جتنا فخر کرتے کم تھا۔ میں نے ہمیشہ اعلیٰ التعلیمی اداروں سے اعلیٰ گریڈز حاصل کیے تھے نصابی سرگرمیوں کے علاوہ ہم نصابی سرگرمیوں میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ تقریری مقابلہ ہو یا ٹینس کا میچ میں نے کسی کو آگے نکلنے نہیں دیا تھا۔ M.B.A کرنے کے لیے بھی میں بیرون ملک جانا چاہتا تھا مگر میرے والدین نے اپنے لاڈلے اکلوتے سپوت کو اپنی نظروں سے دور کرنا مناسب نہیں سمجھا اور مجھے مجبوراً پنجاب یونیورسٹی میں ایڈمیشن لینا پڑا۔ یہاں بھی ایک ہی ہفتے میں پوری کلاس میری خوبیوں کی قائل ہو چکی تھی۔ میری گڈ لکنگ نے جہاں میری کلاس سمیت میرے ڈیپارٹمنٹ پر بجلیاں گرائی تھیں وہیں میری ذہانت اور حاضر جوابی کا بھی چرچا تھا پروفیسر بھی میری اہمیت کو تسلیم کرتے تھے۔ کلاس میں موجود تعبیر حسین نام کی عام سی لڑکی کو تو میں جانتا تک نہ تھا۔ اس سے میری پہلی ملاقات تب ہوئی جب وہ اسائنمنٹ کے سلسلے میں مجھ سے ملنے آئی اور اس نے میری گڈ لکنگ کو محض میری خام خیالی کہا اور مجھ سے اس بات کا ثبوت مانگ لیا جب میں نے اسے کہا کہ "یہ بات پوری یونیورسٹی تسلیم کرتی ہے۔" تو اس نے انتہائی بے نیازی سے کہا تھا۔ "میں تو نہیں کرتی۔" وہ عام سی لڑکی نارمل شکل وصورت کی مالک اس وقت بھی وہ معمولی پنک کلر کا سوٹ پہنے سر پر سلیقے سے دوپٹہ لیے اتنی پراعتماد تھی جیسے وہ اس ڈیپارٹمنٹ کی ہیڈ ہو اس کی گہری کالی آنکھیں اس کے ذہین دماغ کی غماز تھیں۔ مگر مجھے تب یہ اندازہ نہیں تھا کہ وہ مجھ سے زیادہ ذہین ہے۔ اس نے مجھ سے اسائنمنٹ کے بارے میں پوچھا تھا اور میں نے اسے صاف الفاظ میں کہا تھا کہ آپ اس بارے میں فکر نہ کریں میں سر حسان سے کہہ کر اپنا گروپ کسی ذہین و فطین بندے کے ساتھ رکھنا چاہوں گا آپ کے ساتھ نہیں۔" میں نے اسے اس طرح کند ذہن ہونے کا طعنہ بلا سوچے سمجھے دیا تھا مگر مجھے کچھ ہی عرصے میں پتہ چل گیا تھا وہ طعنہ کس قدر مہنگا پڑا تھا۔ وہ نہ صرف ذہین تھی بلکہ اعلیٰ درجے کی ذہین تھی۔ اس اسائنمنٹ کے علاوہ میں اسے کبھی پیچھے نہ چھوڑ سکا تھا۔ میری شب و روز کی محنت بھی مجھے اس سے آگے نہیں نکال سکی تھی وہ ہر امتحان میں اور ہر نصابی اور غیر نصابی سرگرمی میں مجھ سے آگے تھی۔ اس نے میری جگہ چھین لی تھی۔ تمام کلاس فیلوز اب اس کے گرد جمع تھے کوئی اس کی تقریر کا دیوانہ تھا تو کوئی تحریر کا سب اس کے نوٹس کو اہمیت دیتے تھے پروفیسرز اس کی رائے کو بہترین سمجھتے تھے اور ان سب کے دوران وہ مجھے جن نظروں سے دیکھتی تھی میرے لیے مر جانے کا مقام ہوتا تھا۔ اس عرصے میں میں اس قدر پریشان ہوا تھا کہ میں نے گھر سے باہر نکلنا تک چھوڑ دیا تھا۔ آؤٹنگ' پارٹیاں ہلہ گلہ سب آہستہ آہستہ مجھ سے چھوٹ گیا تھا۔ میرے سامنے صرف ایک ہی مقصد رہ گیا تھا' تعبیر حسین کو پیچھے چھوڑنے کا۔ میری اس خواہش نے جنون کا روپ دھار لیا تھا۔ میرے والدین بھی میرا یہ جنون دیکھ کر پریشان تھے کیونکہ میں کبھی اسٹڈیز کے پیچھے اس طرح پاگل نہیں ہوا تھا۔ تین سمسٹرز گزر جانے کے باوجود میں تعبیر حسین کو پیچھے چھوڑنے میں بری طرح ناکام رہا تھا۔ فورتھ سمسٹر کے تیسرے ہفتے میں سر حسان نے مجھے اپنے آفس میں بلایا۔ میرے وہاں پہنچنے کے چند منٹ بعد ہی میں نے اسے نمودار ہوتے دیکھا۔ وہ آج لائٹ ریڈ کلر کے لانگ شرٹ اور ہم رنگ ٹراوزر میں ملبوس تھی۔ وہ خوب صورت نہیں تھی مگر بہت پرکشش تھی۔ وہ میرے ساتھ والی چیئر پر آ کر بیٹھ گئی تو سر حسان نے ہمیں بتایا کہ وہ چاہتے ہیں کہ ہم فائنل پراجیکٹ میں ایک ساتھ کام کریں۔ تعبیر حسین نے بنا کسی اعتراض کے سر حسان کا پروپوزل قبول کر لیا تھا تو مجھے بھی مجبوراً اوکے کرنا پڑا۔ ورنہ سر سمجھتے کہ سارے اختلافات میری طرف سے ہیں۔ سر نے ہمیں کچھ تفصیل بتائی اور ہم آفس کے باہر نکل آئے۔ وہ چار دن کی چھٹی پر جا رہی تھی اس کے ساتھ پراجیکٹ کرنے میں مجھے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ ہوتی بھی کیوں وہ ہی تو تھی



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

جس نے میری اہمیت کو ہر جگہ ختم کر دیا تھا۔ میں اس بات پر خاصا برہم تھا کہ سر حسان نے مجھے اس کے ساتھ پراجیکٹ کرنے کے لیے کیوں کہا۔ گھر آنے کے بعد بھی میں مسلسل اسی کے بارے میں سوچتا رہا۔ آخر چار دن مسلسل سوچنے کے بعد میرے ذہن میں وہ پلان آ ہی گیا جس سے میں تعبیر حسین سے سارے بدلے لے سکتا تھا۔ اس کو نیچے گرا سکتا تھا اس کا جرم بھی تو بہت بڑا تھا۔ مجھے یعنی شہریار حسن کو پیچھے چھوڑ دینے کا (میں شاید تب غرور میں تھا) تب میرے دل کو تھوڑا سکون ہوا۔ جیسے جلتے میں کسی نے پانی ڈال دیا ہو۔ میں نے پیر سے ہی اپنے پلان پر کام شروع کر دیا تھا۔ میں اپنے ساتھ اپنی کزن علیزہ ہاشمی کو بھی یونیورسٹی لے گیا تھا۔ وہ صرف میری کزن ہی نہیں تھی بلکہ ہم دونوں ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے تھے اور چند مہینوں میں ہماری منگنی ہونے والی تھی۔ وہ اتنی شاندار پرسنالٹی کی مالک تھی کہ مجھے اسے اپنا ہمسفر بنانے میں کوئی عار نہ تھی وہ مجھے ڈیز رو کرتی تھی۔ میں ایک تو تعبیر حسین کو یہ دکھانا چاہتا تھا کہ میری چوائس کس قدر خوب صورت ہے اور دوسرا اسے مطمئن بھی کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ میرے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزارتے ہوئے کبھی یہ خیال نہ کرے کہ میں اسے ٹریپ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ میں نے اس دن پہلی بار تعبیر حسین سے ہنس کر اور خوشگوار انداز میں بات کی یقیناً وہ حیران ہوئی ہوگی لیکن اسے اپنے جذبات پر بہت کنٹرول تھا۔ وہ علیزہ سے بھی بہت خوشگوار انداز میں ملی جیسے اسے بہت خوشی ہوئی ہے مگر میں جانتا تھا کہ وہ جل کر رہ گئی ہوگی۔ اس کے بعد ہمارا پراجیکٹ کے حوالے سے بہت سا وقت ساتھ گزرنے لگا۔ میں اسے بہت توجہ دیتا تھا اس کی ذہانت کا اعتراف کرتا تھا اور وہ بیوقوف لڑکی خوش ہوتی رہتی تھی۔ کبھی کبھی وہ مجھے گہری نگاہوں سے دیکھتی تو مجھے لگتا کہ وہ میرے اندر تک پہنچ گئی ہے مگر وہ مجھ تک نہیں پہنچ سکی۔ اس کے ساتھ کام کرتے ہوئے مجھے اس کی کچھ عادتوں اور خوبیوں کا پتہ چلا۔ وہ کافی حد تک مذہبی تھی۔ کام کے دوران بھی وہ نماز پڑھنے کے لیے اٹھ جاتی تھی۔ ہر ایک کی مدد کے لیے وہ ہمہ وقت تیار رہتی تھی۔ اسے اپنی فیملی سے بہت محبت تھی۔ سب سے اہم بات یہ کہ اسے اپنے کم حیثیت ہونے پر کوئی احساس کمتری نہ تھا۔ وہ ایک مڈل کلاس گھرانے سے تعلق رکھتی تھی اور میں مشہور انڈسٹریلسٹ جہانداد حسن کا اکلوتا بیٹا اور ان کی اربوں کی جائیداد کا تن تنہا وارث۔ اس دوران میں نے اسے احساس کمتری میں مبتلا کرنے کی کوشش بھی کی تھی مگر اس کا اعتماد ذرا بھی نہیں ڈگمگایا تھا۔ میں نے اسے کبھی مجھ سے متاثر نہیں دیکھا تھا۔ میں اکثر اسے گھر ڈراپ کرنے کی پیشکش کرتا تھا مگر وہ اتنے صاف انداز میں انکار کرتی تھی کہ پھر ہفتہ بھر مجھے اسے آفر کرنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ وہ بڑے فخر سے پوائنٹ کا انتظار کرتی اور پوائنٹ آتے ہی تیزی سے اس میں چڑھ جاتی۔

ایک مہینے میں ہمارا پراجیکٹ ریڈی تھا۔ میں نے اب دیکھا تھا کہ وہ کس قدر محنتی تھی اور کتنی محبت اور لگن سے کام کرتی تھی اور اوپر سے اللہ نے اسے شاید آئن اسٹائن کا دماغ دیا تھا جو ایک چیز اس کی نگاہوں سے گزر جاتی وہ پھر کبھی نہ بھولتی تھی۔ میرے پلان کی کامیابی کا وقت قریب سے قریب تر تھا۔ پراجیکٹ مکمل ہونے کے بعد ہم نے پریزنٹیشن تیار کی۔ نوشمبر کو میں نے وہ سارا ڈیٹا اپنے لیپ ٹاپ میں اور USB میں محفوظ کر لیا تھا۔ میں ایک کال کا بہانہ کرتے ہوئے لائبریری سے باہر آیا اور چند منٹ بعد واپس جا کر کہا۔

"مجھے آج گھر جلدی واپس جانا ہے شاید کوئی ایمرجنسی ہے ماما کی کال تھی۔" اس نے انتہائی فکرمندی سے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے تم جاؤ مجھے کال کر کے بتا دینا کہ سب خیریت ہے نا؟"

میں نے جلدی سے لیپ ٹاپ اٹھایا۔ USB جیب میں ڈالی اور اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"تم فکر مت کرنا میں کل یہ ڈیٹا فائنل کر کے لے آؤں گا۔ بس تم اچھے سے تیاری کر لینا۔ کیونکہ مجھے پتہ



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

ہے کل صرف تمہارا دن ہے۔" وہ کھل کر مسکرائی۔

"صرف میرا نہیں تمہارا بھی۔" میں تمام چیزیں لے کر گاڑی میں آ بیٹھا' کچھ پل کے لیے تو میرا دل بھی مجھ سے بغاوت کرنے پر آمادہ ہوا تھا کہ مجھے تعبیر حسین جیسی اچھی اور معصوم لڑکی کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ MBA کی ڈگری اس کے لیے بہت اہمیت کی حامل تھی۔ مگر پھر میرے دماغ نے ڈپٹ کر ان خیالات کو بھگایا۔ کل کے بعد میں جانتا تھا صرف تعبیر کو ہی نہیں مجھے بھی یونیورسٹی سے نکال دیا جائے گا مگر مجھے اس ڈگری کے ادھوری رہنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ کیونکہ مجھے پاپا کا بزنس ہی دیکھنا تھا۔ یہ ڈگری تو میرا اور ماما پاپا کا شوق تھا' مگر تعبیر حسین کا سارا کیریئر تباہ ہو جاتا۔ اور یہی میں چاہتا تھا۔ صبح سات بجے ہی مجھے تعبیر کا فون آ گیا۔ یہ پوچھنے کے لیے کہ کیا گھر میں سب خیریت تھی اور یہ کہ میں ان ٹائم یونیورسٹی پہنچ جاؤں گا ٹھیک نو بجے۔

میں نو بج کر پندرہ منٹ پر یونیورسٹی میں تھا' ہال میں تمام انتظامات مکمل تھے تمام پروفیسرز اور مہمان آ چکے تھے۔ سب سے پہلا پراجیکٹ میرا اور تعبیر کا تھا جو ہمیں پریزنٹ کرنا تھا' میں نے پروجیکٹر میں اپنی USB اٹیچ کی' مائیک پر ہمارا نام پکارا گیا اور تعبیر حسین انتہائی ایکسائیٹڈ انداز میں اسٹیج کی جانب بڑھی۔ تب میں نے سوچا ہر انسان آنے والے لمحات سے کس قدر بے خبر ہوتا ہے جیسے تعبیر حسین بے خبر تھی اور جیسے...... جیسے میں بے خبر تھا۔ پروجیکٹر پر ٹاپک کا نام چلایا گیا اور اس کے بعد پریزنٹیشن کی سلائیڈز چلنا شروع ہوئی' تعبیر حسین کے ساتھ وہاں ہر کوئی دم بخود تھا۔ کیونکہ یہ وہ سلائیڈز نہیں تھیں جو میں نے اور تعبیر حسین نے مل کر بنائی تھیں' یہ وہ سلائیڈز تھیں جو صرف میں نے بنائی تھیں' اپنی اور تعبیر حسین کی تصویروں سے مزین' وہ تصاویر جو کام کے دوران میرے کہنے پر معید علی نے اپنے موبائل سے بنائی تھیں۔ دشمن کا دشمن اپنا دوست ہوتا ہے۔ میں نے اور معید علی نے اسی فامولے پر کام کیا تھا۔ جس طرح تعبیر حسین نے مجھے پیچھے چھوڑا تھا' اسی طرح میں نے اور تعبیر حسین نے معید علی کو پیچھے چھوڑا تھا مگر اس پراجیکٹ کی ناکامی اور جگ ہنسائی کے بعد معید علی کو سب سے ٹاپ پر ہونا تھا' اسی لالچ میں معید علی نے میرا ساتھ دیا تھا اور میں نے تعبیر حسین کو نقصان پہنچانے کے لیے اپنے آپ کو بھی تھوڑا نقصان پہنچا کر معید علی کو آگے آنے کا موقع دیا تھا۔ ایک...... دو...... تین...... سلائیڈز کے بعد جو مختلف جگہوں کی تصویریں تھیں جن میں ہم دونوں کافی قریب بیٹھے تھے' تعبیر حسین نے میری طرف دیکھا اور جن نظروں سے اس نے مجھے دیکھا تھا میرا دل لرز کر رہ گیا تھا۔ اس کے بعد وہ بھاگتی ہوئی ہال سے چلی گئی تھی۔ میں نے اس کا دل' اعتماد' یقین سب توڑ ڈالا تھا۔ آج وہ کتنا خوش تھی بلیک کلر کے ریشمی سوٹ میں وہ بہت کیوٹ لگ رہی تھی اس نے اپنے لمبے اور ریشمی سیاہ بالوں کو کھولا ہوا تھا اور پھر انہیں دوپٹے سے ڈھانپنے کی ناکام کوشش کی تھی جس سے اس کے بالوں کی لٹیں اس کے صبیح چہرے کے گرد پڑی ہوئی تھیں۔ اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کے بعد میرا دل جیسے ڈوب گیا تھا۔ بجائے خوش ہونے کے مجھے اس کا حلیہ' مسکراتا چہرہ' بار بار یاد آ رہا تھا اور پھر غمزدہ اور شرمندہ چہرہ لیے ہال سے بھاگنا بھی۔ جہاں پوری کلاس دم بخود تھی' وہاں ہال میں موجود پروفیسرز پر بھی سکتہ طاری ہو گیا تھا۔ میں سب کو نظر انداز کرتے ہوئے اسٹیج سے اترا اور ہال سے باہر آ گیا۔ میں نے لاشعوری طور پر تعبیر کو ڈھونڈنے کی کوشش کی مگر صد شکر کہ وہ مجھے کہیں نظر نہیں آئی۔ گھر واپس آنے کے بعد میں کمرے میں بند ہو گیا تھا۔

علیزہ نے مجھے بہت کالز کی لیکن میں نے اٹینڈ نہ کی۔ میرے دل پر ایک بوجھ آ پڑا تھا۔ میں شدید شرمندگی میں مبتلا تھا کہ یہ میں نے کیا کر دیا تھا۔ اس قدر نیچ حرکت کیا میں نے ہی کی تھی' میں اتنا کم ظرف تو کبھی نہ تھا' پھر اب کیا ہو گیا تھا' میں نے ایک معصوم اور بھولی بھالی لڑکی کو اپنے انتقام کی بھینٹ چڑھا دیا تھا' میں نے اس کا اعتبار



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

ہجر و فراق کے رنگوں سے مزین

نائلہ طارق کا سلسلے وار ناول

# شب آرزو تیری چاہ میں

ان شاء اللہ ماہ فروری سے حجاب میں ملاحظہ فرمائیں

عشق و محبت کے انداز بھی

تو جدائی کے جاں گسل لمحات بھی ہیں

غم جاناں، غم دوراں کی بھرپور عکاسی کرتا

یہ ناول آپ کی سوچ کو نیا رخ عطا کرے گا

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

توڑا تھا اسے منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔ میں نے اس سے انتقام لیا تھا وہ بھی کس بات کا کہ میں اس کے جتنا ذہین نہیں تھا، اس میں نہ ہی اس کا کمال تھا اور نہ میرا قصور، وہ تو دینے والے کی دین تھی۔ میں نے اپنا انتقام لے لیا تھا اور تعبیر کا انتقام ابھی باقی تھا۔ کیونکہ میں اس کے انتقام کی ایک جھلک دیکھ چکا تھا جب میں نے اسے فیروز اینڈ سنز کی جی ایم کے طور پر دیکھا تھا۔ یہی تو وہ پارس تھا جو کہیں سے فیروز اینڈ سنز انڈسٹریز کے ہاتھ لگ گیا تھا۔ میرے لیے اب اس کا مقابلہ کرنا ناممکن تھا، ایک تو وہ مجھ سے زیادہ ذہین تھی اور دوسرا اب زخمی ناگن تھی۔ میں بھلا اپنے شرمندگی کے بوجھ تلے کیسے اس کا مقابلہ کرتا۔ میں بمشکل گاڑی تک پہنچا تھا، جوانی کے جوش میں میں نے سات سال پہلے جو غلطی کی تھی آج اس کا نتیجہ میری آنکھوں کے سامنے تھا۔ میں جو ایک لڑکی کو بدنام کرکے اس کے کیریئر اور خوابوں کو تباہ کرکے سات سال تک میں سکون کی نیند نہیں سو سکا تھا، مگر یہ سزا کافی نہیں تھی۔ میرے پاس پرسکون گھر تھا، خوب صورت، وفادار اور پیار کرنے والی بیوی تھی اور پانچ سال کا عاریز تھا، جس نے ہمارے گھر اور دنیا کو مکمل کردیا تھا مگر دس ستمبر کا وہ دن شاید ہی کبھی ایسا ہو کہ میری یاد کے دریچوں سے نہ جھانکا ہو، تعبیر حسین کا چہرہ میری آنکھوں کے سامنے نہ گھوما ہو۔ اس سے بچھڑنے کے بعد مجھے پتہ چلا تھا کہ میں اس کی محبت میں کس قدر گرفتار تھا۔ اپنی جیلیسی اور انتقام کے جذبوں میں محبت جیسا جذبہ تو دھندلا ہی گیا تھا، میں چاہتا تھا کہ کاش وہ مجھے ایک بار مل جائے میں اس سے معافی مانگ سکوں، تو شاید میرے دل کو سکون آجائے پھر سوچتا تھا اگر میری سوچ کے مطابق وہ میری سازش کے نتیجے میں سچ میں برباد ہوگئی تو پھر میں اس کا سامنا کیسے کرسکوں گا۔ اسی کشمکش میں سات سال گزر گئے تھے اور ان سات سالوں میں میں اللہ کے قریب ہوگیا تھا، سکون کی تلاش میں، مگر مجھے سکون نہیں ملا تھا، ملتا بھی کیسے یہ تو حقوق العباد کا معاملہ تھا، جب تک تعبیر حسین مجھے معاف نہ کرتی مجھے سکون کیسے مل سکتا تھا۔ آج جب تعبیر حسین مجھے مل گئی تھی تو معافی تو دور کی بات مجھے اس سے بات کرنے کی بھی ہمت نہیں ہوئی تھی۔ وہ واپس آگئی تھی مجھ سے میرا رہا سہا آرام و سکون چھیننے، یہ میری بھول تھی کہ میں اسے برباد کردوں گا، منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑوں گا، مگر میں یہ کیوں بھول گیا تھا کہ جب وہ مجھے ہر کام میں پیچھے چھوڑ سکتی تھی تو اس کام میں بھی پیچھے چھوڑ سکتی تھی۔ وہ مجھ سے زیادہ فطین تھی، میں نے اسے نقصان پہنچایا تھا یہ کیوں بھول گیا تھا کہ وہ مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتی، اس نے یہی کیا تھا فیروز اینڈ سنز کو عرش پر پہنچانے کے ساتھ ساتھ ایم اینڈ جے انڈسٹریز کو فرش پر پٹخ دیا تھا۔ یہ کام صرف تعبیر حسین ہی کرسکتی تھی جو اس نے کر دکھایا تھا۔

❀ ...... ❀ ...... ❀

"یس سر......" تعبیر حسین نے فون کی گھنٹی کی آواز سن کر ریسیور اٹھاتے ہوئے کہا، وہ انتہائی اہم فائل کے مطالعے میں غرق تھی۔ یہ آخری پراجیکٹ تھا جس کے بعد اس کا مطلب اور مقصد دونوں پورے ہوجاتے۔ ایم اینڈ جے انڈسٹریز کو تالے پڑجاتے، کل انتہائی اہم ٹینڈر فیروز اینڈ انڈسٹریز کے حق میں پاس کروانے کے بعد تعبیر حسین نے جیسے ایم اینڈ جے انڈسٹریز کی ریڑھ کی ہڈی کو توڑ ڈالا تھا۔ اس آخری پراجیکٹ کے بعد شاید اس کے بدلے کی آگ ٹھنڈی ہوجاتی، جس نے اسے آٹھ سال تک جھلسائے رکھا تھا۔

"مس تعبیر آپ نے آج کا اخبار پڑھا......" سر کی فکرمندی سے بھری آواز سنائی دی۔

"نہیں سر...... مجھے وقت نہیں ملا۔" تعبیر نے تھکی ہوئی آواز میں کہا۔

"تو ابھی پڑھیے جلدی۔" سر کی عجلت بھری آواز سنائی دی۔ تعبیر نے جلدی سے اخبار کے فرنٹ پیج پر نظر دوڑائی، جہاں واضح الفاظ میں لکھا تھا۔

"ایم اینڈ جے انڈسٹریز کے آنر شہریار حسن مشہور انڈسٹریلسٹ جہانداد حسن کے اکلوتے بیٹے......" اسے لگا



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

زمین و آسمان میں ایک زوردار دھماکہ ہوا یا شاید آسمان زمین پر گر پڑا یا پھر صور اسرافیل پھونک دیا گیا تھا یا پھر تیز رفتار ٹرین نے اس کے بدن کو پرخچوں میں اڑا دیا تھا اور وہ مر رہی تھی۔ ریسیور اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا اور اس کی گردن کرسی پر دائیں جانب لڑھک گئی تھی۔

……

اس واقعے کے بعد سر حسان اسے سمجھانے آئے تھے کہ ”جو حالات سے بھاگتے ہیں وہ بزدل ہوتے ہیں' لیکن میں جانتا ہوں آپ بہت بہادر ہو۔ میں جانتا ہوں تعبیر حسین کبھی کچھ غلط نہیں کر سکتی' صرف مجھے ہی نہیں پورے ڈیپارٹمنٹ کو آپ پر پورا بھروسہ ہے۔“ میں نے حیران ہو کر ان کی طرف دیکھا' کیا وہ سچ کہہ رہے تھے؟ کیا سب نے اس دھوکے کی حقیقت کو جان لیا تھا؟

”بیٹا میں بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔“ انہوں نے جیسے میرے دل کی بات کو سمجھ لیا تھا۔ ”میں آپ کو یہی بتانے آیا تھا کہ آپ اس بات کو بھول جائیں آپ نے ڈگری کے لیے بہت محنت کی ہے' آپ کو ایک کم ظرف انسان کی وجہ سے اپنی زندگی برباد کرنے کی ضرورت نہیں' آپ اپنے پراجیکٹ کے لیے ایکسٹینشن لے سکتی ہیں۔“

”نہیں سر…… وہاں موجود لوگوں کا فی الحال میں سامنا نہیں کر سکتی۔ ان سب چیزوں کے لیے مجھے کچھ وقت چاہیے۔“ میں نے ان کی بات کے جواب میں دل گرفتگی سے کہا۔

”ٹھیک ہے بیٹا' جیسے آپ مناسب سمجھو۔“ وہ چلے گئے مگر مجھے نئی روشنی تھما کر۔

سر حسان کے جانے کے بعد میں نے دو ہفتے اپنے آپ سے جنگ لڑی تھی زندگی کا جوا کھیلنے کے لیے میں اپنی جمع پونجی لے کر دوبارہ چل پڑی تھی۔ زندگی کی راہوں پر مگر اس بار صرف جیتنے کے لیے' اپنی راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ کو یاد کرنے کے لیے' اس سے انتقام لینے کے لیے۔ ایسا انتقام جو اس کی نسلیں یاد رکھیں اور وہ دوبارہ کبھی کسی لڑکی کو کمزور سمجھنے کی غلطی نہ کریں' میں نے اپنا M.B.A سر حسان کی فیور کی وجہ سے کمپلیٹ کر لیا تھا۔ اس کے بعد میں ایک دن منہ اٹھا کر ملک کی نامور انڈسٹری فیروز اینڈ سنز کے ہیڈ آفس چلی گئی کیونکہ اسی انڈسٹری کے ذریعے ایم اینڈ جے انڈسٹریز کو ہرا سکتی تھی' برباد کر سکتی تھی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب میں نے کو کہا تھا۔

”مجھے یہاں کے ایم ڈی سے ملنا ہے۔“ اس دن میری قسمت نے یاوری کی اور انہوں نے مجھے اندر بلا لیا۔ ان کے روبرو کرسی پر بیٹھے ہوئے میں نے کہا۔ ”ایکچوئیلی مجھے یہاں جاب چاہیے' یہ میری C.V ہے۔“ میں نے اپنی فائل انہیں پیش کرتے ہوئے کہا۔

”مگر ہم نے تو کوئی اشتہار نہیں دیا جاب کے لیے۔“ انہوں نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ وہ انتہائی معزز ہستی قیمتی سوٹ میں ملبوس' شاندار آفس میں بیٹھے ہوئے ان کی عمر پچپن اور ساٹھ کے لگ بھگ تھی۔ وہ اتنے بارعب لگ رہے تھے کہ مجھے ان سے بات کرنا مشکل ہو رہی تھی مگر مجھے ہمت تو کرنا ہی پڑی۔

”میں جانتی ہوں مگر اتنی بڑی انڈسٹری میں ایک ایمپلائی کے لیے جگہ تو آپ نکال ہی سکتے ہیں۔“ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس بار ان کی حیرت میں دوچند اضافہ ہوا۔ شاید وہ سمجھ رہے تھے کہ میرا دماغ چل گیا تھا جو میں اتنی بڑی اور نامور انڈسٹری کے ایم ڈی کے سامنے ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہی ہوں۔

”مگر ہم آپ کے لیے ایک ایمپلائی کی ویکینسی کیوں نکالیں۔“ اس بار انہوں نے بھی مسکراتے ہوئے مجھ سے سوال کیا۔

”کیونکہ میں جانتی ہوں' پچھلے دو سال سے فیروز اینڈ سنز انڈسٹریز مسلسل خسارے میں جا رہی ہے۔“ میری اس بات پر ایم ڈی حمید رضوی کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ ”دو سال سے آپ کوئی بھی سرکاری ٹینڈر اپنے نام نہیں کروا سکے۔ ایم اینڈ جے کی وجہ سے آپ کو بہت سے مسائل کا سامنا ہے جس کی وجہ سے آپ کے تمام

اکاؤنٹس تیزی سے خالی ہورہے ہیں۔ ایک فیکٹری مکمل طور پر بند ہوچکی ہے اور آپ کے ان تمام مسائل کا حل میرے پاس ہے۔'' میں نے ایک لمحے کے لیے رک کر ان کے چہرے کی طرف دیکھا جہاں پر اب گہری سنجیدگی تھی۔ ''یہ میری C.V ہے اس میں صرف میرے گریڈز لکھے ہیں مگر یہ جو دماغ ہے نہ میرے پاس اس کی C.V ظاہر نہیں ہوسکتی۔ اس پر میرا کنٹیکٹ نمبر بھی درج ہے اگر آپ کو میری بات پر یقین آئے تو آپ مجھے ایک کال کرسکتے ہیں۔'' میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ ''ایک بات اور یہ سب میں آپ کے لیے یا اس انڈسٹری کے لیے نہیں کروں گی' بلکہ اپنے لیے کروں گی کیونکہ ایم اینڈ جے کو برباد کرنا میری زندگی کا مقصد ہے۔'' میں یہ کہتے ہوئے روم سے باہر آئی۔ اس بات کو دو ہفتے گزر گئے تھے مگر فیروز اینڈ سنز انڈسٹریز کی طرف سے مجھے کوئی کال نہیں آئی تھی اب میری امیدیں مایوسی کے اندھیروں میں ڈوبنے لگی تھیں۔ وہاں جاب کرنا میرے لیے کس قدر اہمیت کا حامل تھا یہ صرف میں ہی جانتی تھی۔ میں ہر وقت اپنے موبائل کو ہاتھ میں پکڑے رکھتی تھی' ہر کال فوراً اٹینڈ کرتی تھی مگر وہ کال نہ آئی جس کا مجھے انتظار تھا۔ اب میں نے نئے پلانز بنانا شروع کردیئے تھے مگر مجھے کوئی بھی پلان جاندار نظر نہیں آرہا تھا کہ اچانک تیسرے ہفتے مجھے میری بہن نے موبائل لاکر پکڑایا۔

''آپی موبائل کب سے بج رہا ہے دیکھ تو لیں آپ۔'' میں نے موبائل اسکرین پر نظر ڈالتے ہوئے کال اٹینڈ کی۔

''ہیلو دس از حمید رضوی ایم ڈی آف فیروز اینڈ سنز انڈسٹریز......'' آواز سنتے ہی جیسے مجھے کرنٹ لگا' میں فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔ میں اس قدر مایوس ہوچکی تھی کہ مجھے نمبر دیکھ کر ایک بار بھی یہ خیال نہیں آیا۔

''یس سر......'' میں فرحت سے بولی۔

''مس تعبیر آپ کل سے جوائن کرسکتی ہیں' باقی باتیں ہم کل آفس میں فیس ٹو فیس کریں گے۔''

''یس سر...... شیور۔'' میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور کل کے لیے تیاری کرنے لگی۔ وہ دن اور آج کا دن میں نے فیروز اینڈ سنز کو آسمان پر پہنچا دیا تھا اور ایم اینڈ جے کو فرش پر اور آج شہریار حسن کی موت کی خبر اخبار میں پڑھ کر میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی تھی۔ چار دن کی بیہوشی کے بعد جیسے ہی مجھے ہوش آیا تھا تمام واقعات ایک فلم کی طرح میرے دماغ کی اسکرین پر چلنے لگے تھے۔ وہ مرگیا تھا' میں نے اسے مار ڈالا تھا' میں نے اس بندے کا خون کر ڈالا تھا جسے نجانے میں کب سے پسند کررہی تھی' اور پھر شاید اس کی محبت میں مبتلا ہوگئی تھی اور اس کے بعد وہ محبت نفرت اور انتقام کی آگ میں ایسی جلی کہ صرف راکھ ہی باقی رہ گئی۔ ہاسپٹل کے i.c.u میں لیٹی میں ان حالات واقعات کا جائزہ لے رہی تھی' جنہوں نے مجھے خونی بنا ڈالا تھا اور برسوں پہلے نجومی کی کہی ہوئی بات سچ ثابت ہوگئی تھی۔ شہریار حسن کی ڈیتھ نیوز سننے کے بعد میرا شدید نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا۔ ایم اینڈ جے کو میں نے جو شدید خسارہ پہنچایا تھا شہریار حسن اس کو برداشت نہ کرسکے۔ صدمے سے انہیں ہارٹ اٹیک ہوا اور اسی اٹیک کی وجہ سے وہ چل بسے۔ ان چار دنوں میں بے ہوشی کے عالم میں صرف شہریار حسن یاد رہا تھا اور ہوش میں آنے کے بعد بھی وہی میرے حواسوں پر سوار رہا تھا۔ اگر میں اس سے انتقام نہ لیتی تو آج وہ زندہ ہوتا' ایک یہی خیال مجھے مار رہا تھا' میرے ہوش میں آنے کے بعد تمام فیملی ممبرز' آفس اسٹاف' مجھ سے ملنے آئے تھے ایک وہی نہیں تھا اس دنیائے ہجوم میں' جو میرے لیے سب سے زیادہ اہمیت کا حامل تھا۔ وہ چلا گیا تھا' ہمیشہ کے لیے' وہ میرے انتقام کی بھینٹ چڑھ گیا تھا۔ میں کتنی کم ظرف تھی اور کتنا چھوٹا دل تھا میرا جو میں اس کی چھوٹی سی غلطی کو درگزر نہیں کرسکی تھی۔ اس نے مجھے بدنام کرنے کی' میرا کیریئر تباہ کرنے کی کوشش ضرور کی تھی مگر وہ اس میں کامیاب نہیں ہوسکا تھا اللہ نے اس کی ہر کوشش کو ناکام

بنادیا تھا کیونکہ وہی بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔ نہ ہی میں بدنام ہوئی تھی اور نہ ہی میرا کیریئر تباہ ہوا تھا' پھر میں نے اس سے کس بات کا بدلہ لیا تھا۔ میرا ضمیر مجھ سے چیخ چیخ کے پوچھ رہا تھا کس غلطی کی سزا میں نے اسے موت کی صورت میں دی تھی۔ اللہ تو معاف کرنے والوں کو پسند کرتا تھا' پھر میں نے اسے کیوں معاف نہیں کیا تھا۔

ڈسچارج ہونے کے بعد میں نے سب سے پہلے اپنا استعفیٰ لیٹر آفس بھجوادیا تھا۔ پھر وہاں سے بے حد اصرار پر بھی میں نے ری جوائن نہیں کیا تھا۔ زندگی کی گاڑی کو کھینچنے کے لیے میں نے پرائیویٹ کالج میں جاب کرلی تھی۔ دو سالوں میں' میں ایک رات بھی نہیں سوسکی تھی' سارا دن غم روزگار میں گزر جاتا اور ساری رات پچھتاوؤں میں۔ امی ابو کے شدید اصرار کے باوجود میں نے شادی نہیں کی تھی۔ ان دو سالوں میں' میں نجانے کتنی بار شہریار حسن کے گھر کے سامنے گئی تھی مگر اندر جانے کی ہمت نہیں تھی۔ دو سال کے بعد شہریار حسن کی دوسری برسی کے دن آخر اللہ کو مجھ پر رحم آگیا اور اپنی عظیم بارگاہ میں میری معافی قبول فرمالی تھی۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

"آپ......" میں نے کانپتی آواز سے پوچھا۔

"جی...... یہ عاریز کی والدہ ہیں۔" وہاں موجود نرس نے مجھے آگاہ کیا۔ نرس کے الفاظ نے مجھ پر جیسے بم گرایا تھا۔ آج پھر میں نے اسی کے بیٹے کو تکلیف پہنچائی تھی' کیا اس کو تکلیف پہنچانا میرے مقدر میں تھا۔ ابھی تو پہلے گناہوں کا کفارہ بھی ادا نہیں ہوا اور مجھ سے ایک اور گناہ ہوگیا تھا۔

"تم تعبیر حسین؟ تم نے میرے بیٹے کو اس حال تک پہنچایا ہے' کب تک تم ہمیں تکلیف پہنچاؤ گی۔ آخر تم ہماری زندگی سے نکل کیوں نہیں جاتی......" علیزہ ہاشمی شہریار حسن کی بیوی اور عاریز حسن کی والدہ جو مجھے دیکھتے ہی غضب ناک ہوئی تھی اور وہ اس پر حق بجانب بھی تھی۔ میں ہی تو تھی جس نے اس کے بسے بسائے گھر کو برباد


آنچل کی جانب سے ایک اور آنچل

ماہنامہ
حجاب
کراچی

شائع ہوگیا ہے

ملک کی مشہور معروف قلمکاروں کے سلسلے وار ناول، ناولٹ اور افسانوں سے آراستہ ایک مکمل جریدہ گھر بھر کی دلچسپی صرف ایک ہی رسالے میں موجود جو آپ کی آسودگی کا باعث بنے گا اور وہ صرف "حجاب" آج ہی ہاکر سے کہہ کر اپنی کاپی بک کرالیں۔

اس کے علاوہ

خوب صورت اشعار منتخب غزلوں اور اقتباسات پر مبنی مستقل سلسلے

اور بہت کچھ آپ کی پسند اور آرا کے مطابق

Infoohijab@gmail.com
info@aanchal.com.pk
کسی بھی قسم کی شکایت کی صورت میں
021-35620771/2
0300-8264242



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

کر کے ان دونوں کو بے سائباں کر دیا تھا اور آج اس کا بیٹا بھی میری وجہ سے موت کے منہ سے لوٹ کر آیا تھا۔

''مگر میڈم...... انہوں نے تو آپ کے بچے کی جان بچائی ہے' اگر یہ وقت پر انہیں ہاسپٹل نہیں لاتی تو نجانے کیا ہوجاتا اور انہوں نے ہی آپ کے بیٹے کو بروقت خون دیا۔ اگر یہ آپ کی مدد نہ کرتی تو آج آپ کا بچہ آپ کی آنکھوں کے سامنے نہ ہوتا۔'' نرس نے مؤدبانہ انداز میں علیزہ کو وضاحت دی۔ علیزہ نے حیرت سے نرس کی طرف دیکھا۔ وہ آج بھی پہلے کی طرح حسین تھی لیکن افسردہ تھی اور کمزور بھی' جس کا اتنا ڈیشنگ اور خوب صورت پیار کرنے والا شوہر اسے تنہا چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہوجائے' وہ بھلا خوش کیسے رہ سکتی تھی۔ اس کی حالت تو اس سے بھی بدتر ہوتی مگر علیزہ نے اپنے آپ کو سنبھالا ہوا تھا۔ میں چپ چاپ روم سے باہر نکل آئی۔ وہاں سے گاڑی نکال کر قریبی پارک میں آ بیٹھی' مجھے تنہائی کی اشد ضرورت تھی' علیزہ کو دیکھتے ہی میرے زخموں سے کھرنڈ اتر گیا تھا۔ وہ یونیورسٹی' شہریار' وہ واقعہ اور میرا انتقام سب میرے دماغ میں پھر سے تازہ ہوگیا تھا۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی تھی اور دل اس قدر غم زدہ تھا کہ جیسے پھٹ جائے گا۔ کیا مجھے بھی معافی نہیں ملے گی؟ آخر ملے بھی کیوں؟ میں نے کب شہریار حسن کو معاف کیا تھا اس کی غلطی کے بدلے جس سے مجھے کوئی نقصان بھی نہیں پہنچا تھا' میں کیوں بھول گئی تھی کہ معافی ہی بہترین انتقام ہے۔ ہر طرف اندھیرا چھانے لگا تو مجھے ہوش آیا' میں پارک سے نکلی اور سیدھی ہاسپٹل پہنچی۔ شہریار حسن کے نقصان کے لیے نہ سہی مگر میں عاریز کے نقصان کے لیے علیزہ سے معافی ضرور مانگ سکتی تھی۔ اگر علیزہ مجھے معاف کردیتی تو شہریار حسن بھی کردیتا۔ کیونکہ وہ علیزہ سے بہت محبت کرتا تھا۔ مجھے علیزہ روم کے باہر ہی نظر آ گئی۔ مجھے دیکھتے ہی علیزہ میری طرف بھاگتی ہوئی آئی۔

''تعبیر مجھے معاف کردو۔ میں نے تمہیں اتنا برا بھلا کہا اپنے محسن کو برا بھلا کہا۔'' میں نے حیرانگی سے علیزہ کی طرف دیکھا۔ معافی تو مجھے مانگنا تھی' پھر یہ کیوں مانگ رہی تھی۔

''نہیں علیزہ...... تم مجھے معاف کردو۔ میں نے انتقام میں اندھے ہوکر تمہارا گھر اجاڑ دیا اللہ کے لیے مجھے معاف کردو شہریار کی موت سے لے کر آج تک میں نے اپنے ضمیر کی عدالت میں سزا پائی ہے' اب مجھے اس سزا سے بری کردو۔ تم مجھے معاف کروگی تو شہریار بھی مجھے معاف کردے گا۔'' میں نے علیزہ کے ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔ اس نے مجھے محبت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں تعبیر...... شہریار تمہارا مجرم تھا اور میں نے آٹھ سال تک اسے تڑپتے ہوئے دیکھا ہے تمہارے لیے۔ وہ تم سے معافی مانگنا چاہتا تھا اس نے تمہیں بہت تلاش کیا تھا مگر تم نہ ملی اور جب تم ملی تب وہ تم سے معافی مانگنے کی پچویشن میں نہیں تھا۔ تم بھی شہریار کو معاف کردو۔ آج تم نے عاریز کی جان بچا کر ہم پر احسان کیا ہے۔'' میرے دل کو اس کے الفاظ سے جیسے ٹھنڈک مل گئی تھی۔

''میں تو کب کا شہریار کو معاف کرچکی ہوں۔''

''ہیلو لیڈیز...... عاریز اب ٹھیک ہے آپ دونوں بہنیں رو کیوں رہی ہیں۔'' ڈاکٹر نے ہمارے قریب آتے ہوئے کہا۔ میں نے اسے بتایا تھا کہ میں عاریز کی خالہ ہوں' اسی نسبت سے اس نے ہم دونوں کو بہنیں سمجھ لیا تھا۔

''یہ تو خوشی کے آنسو ہیں۔'' علیزہ نے تیزی سے جواب دیا۔ میں اپنے ضمیر کے بوجھ سے آزاد تھی۔ اب میں سرحسان کو ہاں بول سکتی تھی' اس رشتے کے لیے جو انہوں نے اپنے انجینئر بیٹے کے لیے میرے سامنے پیش کیا تھا۔ میں تیزی سے پارکنگ کی طرف بڑھی۔ کیونکہ اب نئی راہیں میری منتظر تھیں۔

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

Watch Us On YouTube

چہرے کے فالتو بالوں کا
بہت ہی آسان علاج

YouTube

Health Care Club

چہرے کی جُھریوں کا
بہت ہی آسان علاج

YouTube

Health Care Club

قسط نمبر 7

کاروبار عشق میں ایسے بھی سودے ہیں جہاں
فائدوں کے گوشوارے اور خسارے ہیچ ہیں
ہے کہیں کوئی تعلق اور ہی انداز کا
جس کے آگے سب کے سب رشتے ہمارے ہیچ ہیں

## گزشتہ قسط کا خلاصہ

انشراح کی ضد کی وجہ سے جہاں آرا ہسپتال سے ڈسچارج ہونے پر آمادہ ہوجاتی ہیں لیکن ان کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ اس حادثے کے ذریعے نوفل کو اپنے قابو میں کیا جاسکے اور جہاں آرا کی ان حرکتوں پر انشراح کو اپنی خودداری پر کاری ضرب محسوس ہوتی ہے اسے لگتا ہے کہ اب وہ کبھی اس شخص کے سامنے سر نہ اٹھا پائے گی۔ گھر آنے پر جہاں آرا اسے عاکفہ کے گھر جانے کی بھی اجازت دے دیتی ہیں لیکن ان کے شاطر دماغ میں جو کچھ چل رہا ہوتا ہے انشراح اس سے بالکل بے خبر ہوتی ہے۔ عمرانہ زید اور سودہ کے رات بھر گھر میں تنہا رکنے پر فساد برپا کردیتی ہیں اور سودہ کی ذات کو مشکوک قرار دیتی ہیں۔ وہ یہ بھی بھول جاتی ہیں کہ دوسری طرف ان کے بیٹے کا کردار بھی داغ دار ہوگیا ہے۔ ذاتی بغض وانا کے مارے وہ سچائی کو جانتے ہوئے بھی خوب ہنگامہ کرتی ہیں اور اپنی بہن کے گھر چلی جاتی ہیں۔ وہاں ان کے منہ سے یہ سب باتیں سن کر عروہ ان کے بیٹے پر شک کرنے لگتی ہے تب انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے اور وہ اپنے الزامات کو خود ہی بے بنیاد قرار دیتی اسے اپنے ڈرامے کا ایک حصہ بناتی ہیں۔ عروہ کو زید کے قریب کرنے کی خاطر وہ اسے اپنے گھر لے آتی ہیں مگر زید کی بے اعتنائی کا ہی عالم ہوتا ہے۔ دوسری طرف اچھی آپا اپنے بیٹے پیارے میاں کا رشتہ لے کر آتی ہیں، صوفیہ اپنی بیٹی سودہ کے لیے اس رشتے پر آمادہ نہیں ہوتیں اور دونوں میں خوب تکرار ہوتی ہے زید ان باتوں سے مزید متنفر ہوجاتا ہے۔ نوفل کے پاس اپنی کزن کا فون آتا ہے اور وہ اسے اپنی سالگرہ پر مدعو کرتی ہے مگر نوفل کے بے زار رویے سے مایوس ہوکر زرقا بیگم کو آگاہ کرتی ہے۔ زرقا بیگم نوفل کو سمجھانے میں ناکام رہتی ہے اسے صنف نازک میں قطعاً کوئی دلچسپی نہیں اسی لیے وہ ایسی محافل سے دور رہتا ہے۔ لاریب کی سرگرمیاں روز بروز مشکوک ہوتی جاتی ہیں مگر سامعہ بیگم بیٹے کے ہر عیب پر جوانی کا پردہ ڈال دیتی ہیں اور ان کی یہ غفلت بہت سی تباہیوں کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔ سودہ اپنی ذات پر الزامات برداشت نہیں کرپاتی اور اس کی طبیعت بگڑ جاتی ہے ایسے میں دونوں ماں بیٹی کلینک جانے کے ارادے سے باہر نکلتی ہیں اور ایک گاڑی اپنی طرف آتے دیکھ کر رک جاتی ہیں۔

### اب آگے پڑھیے..

❀ ❀ ❀

کار فقط سیکنڈز کے لیے رکی تھی اور اس کی نگاہ بے ساختہ اٹھی تھی اور فرنٹ سیٹ پر بیٹھی عروہ سے ٹکرا کر برابر میں بیٹھے زید سے ٹکرائی تھیں۔ حسب عادت اس کی آنکھوں میں ازلی بے رخی و بے اعتنائی در آئی تھی ساتھ ہی اس نے نگاہیں پھیری تھیں جبکہ عروہ کی میک اپ سے بوجھل آنکھوں میں حاسدانہ رنگ ابھرے تھے اور سرخ رنگ کی لپ اسٹک سے



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

دہکتے ہونٹوں پر تحقیرانہ مسکراہٹ در آئی تھی۔ دوسرے لمحے کار ہواؤں سے باتیں کرتی آگے بڑھ گئی تھی' یہ سب لمحوں میں ہوا تھا۔ مگر سودہ ایک انجانی سی خفت میں مبتلا ہوگئی تھی ایک عجیب خجالت تھی' وہ زید کے ایسے سرد مہر رویے کی عادت ہوچکی تھی مگر عروہ کی آنکھوں کی کچھ جتاتی ہوئی چبھن اور چیلنج کرتی مسکراہٹ اسے باور کراگئی تھی کہ اس کی مشکلیں ابھی آسان نہیں ہوئیں۔

"ہم ماں بیٹی سے اچھی تو وہ بلی تھی جس کی جان بچانے کی خاطر زید نے کار روکی تھی اور میں اس خوش فہمی میں مبتلا ہوگئی کہ وہ ہم کو پیدل جاتے دیکھ کر کار روک چکا ہے۔" صوفیہ گہری سانس لے کر تاسف زدہ لہجے میں بولیں۔

"بلی...... کیسی بلی ممی؟" وہ ان کے ساتھ قدم بڑھا کر بولی۔

"ارے تم نے دیکھا نہیں سڑک سے بلی گزر رہی تھی تب ہی تو زید نے کار روکی تھی اور بلی کے دور ہوتے ہی وہ زن سے کار لے اڑا۔ دیکھا نہیں تم نے عمرانہ کی بھانجی کس طرح سے زید سے چپکی بیٹھی تھی' عمرانہ اپنے گریبان نہیں جھانکتی دوسروں کے گریبان پکڑتی پھرتی ہے۔"

"ممی چھوڑیں نہ وہ کچھ بھی کریں' ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں۔"

"چھوڑ ہی رکھا ہے ان لوگوں کو ان کے حالوں پر' ورنہ ایسا بھلا ممکن تھا کہ زید ...... میرے بھائی کی اولاد مجھے اس طرح راستے پر چھوڑ کر انجان بن کر چلا جائے اور میں دیکھتی رہ جاؤں۔" ان کے لہجے میں رشتے و تعلق کے زخم زخم ہونے کی اذیت موجود تھی۔ دل پر ایسی ٹھیس لگی تھی کہ وہ اپنے آنسوؤں پر قابو نہیں رکھ سکی تھیں۔

"آپ کیوں رو رہی ہیں ممی...... ہمیں کب ان لوگوں کی ضرورت محسوس ہوئی ہے اور میری تو یہی دعا ہے ان سے مدد لینے سے بہتر ہے کسی غیر کی مدد لے لی جائے اور دیکھیں باتوں باتوں میں کلینک بھی آ گیا۔"

❁ ...... ❁ ...... ❁

اس نے معنی خیز نگاہوں سے ڈرائیو کرتے زید کو دیکھا تھا کہ اس نے جس طرح سے سودہ اور صوفیہ کو نظر انداز کیا تھا۔ ان کا اس طرح نظر انداز کیا جانا اس کے دل کو بڑی تقویت بخش گیا تھا اور اس کو عمرانہ کی بات پر یقین آ گیا تھا کہ وہ واقعی

چاہت ہو، خوشی ہو ، ادا ہو، تیرے لفظوں میں
مہکی ہوئی ایک شام تیری سالگرہ ہو

س: آنچل سی وابستگی کی وجہ کیا ہے اور کس کے ذریعے آپ کا آنچل سے رشتہ جڑا؟

س: کس مصنفہ کی تحریر نے آپ میں لکھنے کے شوق کو ابھارا؟

س: 2016ء کے کس ٹائٹل کو بیسٹ قرار دیں گی؟

س: آنچل کے سلسلے ڈش مقابلہ سے آپ نے کبھی کوئی ڈش تیار کی اور کی تو کیسا تجربہ رہا تعریف یا تنقید؟

س: امور خانہ داری سنبھالتے ہوئے کچن میں آپ کا پہلا دن کیسا رہا اور آپ نے سسرال میں پہلے دن کیا پکایا تھا' یا کیا پکانے کا ارادہ ہے؟

س: آنچل کے کسی مستقل سلسلے میں آپ تبدیلی کرنا چاہیں تو کون سا سلسلہ اور تبدیلی کیا ہوگی؟

س: اپنی سالگرہ کے دن آپ کے جذبات واحساسات کیا ہوتے ہیں؟

❖ تمام بہنیں ان سوالات کے جوابات 10 مارچ تک ارسال کردیں۔ ای میل کے لیے ایڈریس یہ ہے۔

info@aanchal.com.pk



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

سودہ اور صوفیہ سے نفرت کرتا ہے۔
"اتنے ٹھنڈے اور خراب موسم میں آپ کی کزن اور پھوپو کہاں جارہی ہیں؟"
"ڈونٹ نو۔" اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔
"حیرت ہے نا آپ نے ان سے معلوم کیا اور انہوں نے آپ کو مخاطب کیا وہ پیدل تھیں نہ جانے کہاں جارہی تھیں جو آپ سے لفٹ بھی نہیں مانگی۔" وہ خاموش رہا پھر وہ شانے اچکا کر گویا ہوئی۔
"عمرانہ آنٹی ٹھیک ہی کہتی ہیں سودہ اور اس کی ممی اچھے لوگوں سے نہیں ملتی ہیں۔ اب بھی کہیں ایسی ویسی جگہ پر ہی جارہی ہوں گی۔"
"مجھے معلوم نہیں تھا تم کو ان کی اتنی فکر ہے معلوم ہوتا تو پوچھ لیتا۔" اس کی آواز سخت طنز میں ڈوبی ہوئی تھی۔
"ارے واہ مجھے کیوں ایسے چیپ لوگوں کی فکر ہونے لگی۔"
"ان کے متعلق بات کررہی ہو بہت جستجو ہے۔"
"جی نہیں۔" اس نے مسکرا کر بات بدلی۔
"میں اپنے اور آپ کے متعلق بات کرنا چاہتی ہوں لیکن آپ ہیں کہ بزی رہتے ہیں اپنے لیے نہیں تو میرے لیے ہی ٹائم نکال لیجیے۔" وہ بلو پینٹ کوٹ سوٹ میں میچنگ مفلر گلے میں لپیٹے اکھڑا اکھڑا سا بہت وجیہہ لگ رہا تھا۔ اس کے ملبوس سے پھوٹتی دلآویز مہک عروہ کو دیوانہ کررہی تھی۔
"نکال تو لیا ہے تمہارے لیے ٹائم اب تمام حیات تمہارے نام وقف نہیں کرسکتا۔" اس کے منہ سے لفظ پتھروں کی طرح برس رہے تھے عروہ نے اسے غور سے دیکھا...... وہ کوئی شوخ جملہ ادا کرنا چاہتی تھی مگر اسے ازحد سنجیدہ دیکھ کر لب دانتوں میں دبا کر رہ گئی۔
وہ اس کی طرف دیکھے بنا ریش ڈرائیونگ کررہا تھا موڈ پہلے ہی آف تھا کہ مما نے اپنی قسم دے کر اس کو عروہ کے ساتھ ڈنر پر جانے کے لیے راضی کیا تھا وہ ان کی خاطر جبراً جانے پر مجبور ہوا تھا۔ راستے میں بلی کے اچانک سامنے آنے کے باعث اس کو کار روکنی پڑی تھی اور اس کی نگاہ سودہ کی نگاہوں سے ٹکرائی تھی اور اسے محسوس ہوا تھا وہ کسی تکلیف میں مبتلا ہے اس کی آنکھوں کی نمی چہرے کی حدت اس کے کسی درد کا پتا دے رہی تھی اور وہ پتھر بن گیا۔ انجان بن کر گزر گیا کہ کبھی کبھی خود پر بے رخی کی چادر ڈالنی پڑتی ہے بڑے درد سے بچنے کے لیے چھوٹے درد کو سہنا پڑتا ہے وہ اس کے لیے شجر ممنوعہ تھی۔
ٹھنڈے میٹھے پانی کی بہتی خاموش ندی جس سے سیراب ہونا ناممکن تھا چمکتے دمکتے ستاروں کا جھرمٹ جس تک رسائی محض خواب تھی۔ ذہنی کشمکش میں وہ شہر کے بہترین ریسٹورنٹ کی پارکنگ میں کار پارک کرچکا تھا۔ اس کے ساتھ چلتا وہ ویٹر کی رہنمائی میں ٹیبل تک آئے تھے۔ مینو دیکھے بنا اس نے ویٹر کو تمام ڈشز لانے کا آرڈر کردیا تھا۔
"او مائی گاڈ...... ہم اتنا سارا کھانا کس طرح کھائیں گے؟" ویٹر کے جاتے ہی وہ حیرانی سے شانے اچکا کر کہنے لگی۔
"ہم نہیں صرف تم کھاؤ گی سارا کھانا۔" وہ اس کی طرف دیکھ کر کچھ ایسے لہجے میں گویا ہوا کہ عروہ کو اپنے جسم میں عجیب سی سنسنی پھیلتی محسوس ہوئی۔

❀......❀......❀

نوفل کی بات پر عاکفہ نے گھبرا کر انشراح کی جانب دیکھا تھا وہ اس کی بات سن چکی تھی لیکن اس کی طرف دیکھنے


URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

محبت، نفرت اور رشک کی آمیزش سے مزین ایک ناقابل فراموش کہانی

بنتے بگڑتے رشتوں سے آراستہ ایک معاشرتی و رومانی دلکش تحریر

حسد کی آگ میں دوسروں کی زندگی جھلسا دینے والوں کا دردناک انجام

# ڈھل گیا ہجر کا دن

حجاب کے صفحات پر بہت جلد ملاحظہ فرمائیں

انسان جو بوتا ہے وہی کاٹتا ہے، نفرت بو کر محبت کے پھول نہیں پا سکتا

نفرت کے آنگن میں محبت کے پھولوں کو کھلنے سے کون روک سکتا ہے

گمراہی سے ہدایت تک کا سفر، بنتے بگڑتے رشتوں کی اچھوتی داستان

امید اور ناامیدی کے درمیان پرورش پاتی محبت کی حسین کہانی

پریشانی سے بچنے کے لئے اپنی کاپی آج ہی بک کرائیں رابطہ 03008264242

WWW.URDUSOFTBOOKS.COM
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS

سے گریز ہی کیا تھا۔

"کیسے ایٹی کیٹس نوفل بھائی؟" وہ ان کے گفٹ اٹھائے اس طرف آتے بابر کو دیکھ کر اس سے استفسار کرنے لگی۔

"چلیں چھوڑیں، عقل مند کو سمجھانے کی ضرورت نہیں ہوتی اور بے وقوف سمجھتا نہیں۔" خلاف معمول اس کے لبوں پر دھیمی مسکراہٹ تھی۔

"یہ لیجیے آپ کے گفٹ، بائی دا وے آپ کا آنا ہی کسی تحفے سے کم نہیں ہے۔" بابر گفٹس ان کی ٹیبل پر رکھتے ہوئے گویا ہوا۔

"یہ ایک فارمیلیٹی ہے، جس کو پورا کرنا اچھا لگتا ہے آؤ انشی ہم گفٹس دے کر آتے ہیں۔" وہ بابر کے بعد انشی کا ہاتھ پکڑ کر کھڑی ہوئی۔

وہ خود یہاں سے جانا چاہتی تھی سو فوراً ہی اٹھ گئی کیونکہ بابر ان کو اپنی فیملی سے متعارف کروا چکا تھا سو وہ دونوں تنہا ہی چلی گئی تھیں۔

"تم انشی کے ساتھ زیادتی کر رہے ہو اگر وہ تمہارے کسی احسان کے باعث خاموش ہے تو تم اسے ٹیز مت کرو۔"

"میں اس کو ٹیز کیوں کروں گا بلکہ میں اس کو کہنا چاہ رہا تھا وہ عاکفہ جیسی ڈیسنٹ لڑکی کے ساتھ سوٹ نہیں کرتی مگر پھر میں نے کہنا مناسب نہیں سمجھا اور بات بدل دی۔"

"عاکفہ کی فیملی اور انشی کی فیملی میں بے حد فرق ہے عاکفہ کی ممی کو دیکھا تھا وہ شرعی پردہ کرتی ہیں، مکمل حجاب میں رہتی ہیں اور انشی کی نانو اور بالی کو ماڈرن لباس میں دیکھا جب بھی دیکھا۔"

"جبھی کہہ رہا ہوں، حجاب اور بے حجابی کا جوڑ جچتا نہیں......" بابر نے اس کا ہاتھ پکڑا اور آگے بڑھ گیا، جانتا تھا لڑکیوں کے خلاف کمنٹس دینے میں کوئی اس سے جیت ہی نہیں سکتا تھا۔

کھانے کی ٹیبل پر بابر کی فیملی کے ہمراہ نوفل اور وہ دونوں بھی موجود تھیں، ہال میں ہیٹرز آن تھے باہر ہونے والی سردی یہاں دم توڑ گئی تھی۔ کھانے کے بعد کافی کا دور چلا......وہ اپنا مگ اٹھانے کے لیے ٹیبل کی طرف جھکی تھی، معاً اس کے جوڑے کی طرح لپٹے بال کھل کر چیئر پر بیٹھے نوفل کے چہرے پر گرے تھے ایک لمحے کے لیے وہ مہکتے ریشمی اندھیرے میں گم ہو کر رہ گیا تھا اور دوسرے لمحے ہی اس نے بڑی بے دردی سے بال جھٹک دیئے تھے۔ وہ بھی برق رفتاری سے دور ہوئی تھی۔

"نائس...... جب کیئر نہیں کی جاتی تو رکھے ہوئے کیوں ہیں اتنے لمبے بال۔" وہ ٹشو سے اپنا چہرہ صاف کرتا ہوا اس طرح کہہ رہا تھا گویا اس کے بال نہ ہوں کوئی نجاست اس کے چہرے پر گر گئی ہو۔

انشراح پہلے ہی نروس ہو رہی تھی لوگوں کی مسکراتی نگاہیں ان کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔ مستزاد اس کی باتوں نے اس کو ہکابکا کر دیا تھا۔

"انشی......کیا ہو گیا ہے بال سمیٹو نہ، کیوں شاکڈ ہو گئی ہو؟" عاکفہ نے اسے گم صم دیکھ کر آہستگی سے کہا......اس نے تیزی سے بالوں کو سمیٹ کر جوڑا بنا ڈالا تھا، نوفل وہاں سے چلا گیا تھا۔

"اب چلتے ہیں۔" وہ اپنے اعتماد کو ریزہ ریزہ دیکھ رہی تھی، وہ کبھی کسی کو خاطر میں لانے والی نہ تھی۔ اعتماد اس کی رگوں میں دوڑتا تھا لیکن جب سے اس شخص کے زیر بار ہوئی تھی کمزور، بے بس، ڈری و سہمی لڑکی بن گئی تھی۔

"ہاں چلتے ہیں ٹائم زیادہ ہو گیا ہے۔" عاکفہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

❀❀❀

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

عروہ زید کے ساتھ جاتے ہوئے جس قدر پُرجوش وخوشی سے بے حال تھی' واپسی کے سفر میں اتنی ہی ملول و دل گرفتہ دکھائی دے رہی تھی۔ زید ماں کے حکم پر اس کے ہمراہ آ گیا تھا مگر ساتھ لاکر اس کا کسی طور بھی ساتھ دینے کو تیار نہ تھا۔ ٹیبل انواع واقسام کے کھانوں سے بھری ہوئی تھی اور وہ کھانے سے انکار کرکے مزے سے موبائل فون میں مصروف ہو گیا تھا۔

''آپ کچھ بھی نہیں کھا رہے' میں یہ سب کس طرح کھاؤں گی؟'' وہ جو کچھ دیر تک اس کی باتوں کو مذاق سمجھ رہی تھی اس کو سنجیدہ دیکھ کر پریشانی سے گویا ہوئی۔

''جس طرح بھی کھانا چاہو۔'' اس نے نگاہیں اٹھائے بنا کہا۔

''یہ آپ مجھے لانے کی سزا دے رہے ہیں' اگر لانا نہیں چاہتے تھے تو گھر پر ہی منع کردیتے یہاں لاکر اس طرح انسلٹ تو نہ کرتے میری۔''

''تمہارا شماران لوگوں میں ہوتا ہے جن کو پریکٹیکلی سمجھانا پڑتا ہے۔''

''پلیز...... میں معذرت کررہی ہوں' آپ میرے ساتھ تو ڈنر کریں۔'' عروہ کا مارے اہانت کے برا حال تھا' اس کی نگاہیں اردگرد بیٹھے لوگوں پر تھیں۔ وہاں ڈنر کرتے زیادہ تر تعداد کپلز کی تھی جو ڈنر کرنے کے ساتھ ایک دوسرے میں گم تھے۔ اکیسٹرا پر رومانوی دھن بج رہی تھی اور ساتھ ہی دھیمی لائٹس نے ماحول میں بے خود کردینے والا ساز بکھیر دیا تھا۔ ایک وہ ہی اس سنگ دل شخص سے دل زخمی کر بیٹھی تھی' جس پر نہ ماحول کی جادوگری اثر کرتی تھی نہ کوئی ساز ہی دل کے تاروں کو چھیڑتا تھا۔ اس کے جھڑکنے پر اس نے چند چمچ چائنیز رائس اور سوپ زہر مار کیا تھا پھر بھری ٹیبل چھوڑ کر اس کے سنگ چلی آئی تھی۔

راستے بھر اس کا موڈ اتنا آف رہا تھا کہ وہ بہت کچھ کہنے کی خواہش کے باوجود کچھ نہ کہہ سکی تھی اور کار پارکنگ میں رکی تو وہ اتر کر تقریباً بھاگتی ہوئی اندر آئی اور سیڑھیاں چڑھتی چلی گئی تھی۔

''بیٹا...... یہ عروہ بی بی کیوں بھاگتی ہوئی اوپر گئی ہیں' خیریت تو ہیں نا؟'' بوا جو ٹرالی لے کر جارہی تھیں اندر آتے زید کو دیکھ کر استفسار کرنے لگیں۔

''خیریت ہے بوا...... یہ آپ اس ٹائم کھانا کس کو دے رہی ہیں؟'' اس نے رسٹ واچ دیکھتے ہوئے حیرانی سے پوچھا۔

''آج سو وہ بٹی جب سے کالج سے آئی ہیں ان کے سر کا درد ٹھیک ہی نہیں ہو رہا تھا پھر عشاء کے بعد تو اس قدر بڑھ گیا کہ بچی کو برداشت کرنا مشکل ہو گیا تھا۔'' بوا نے رک کر تفصیل بتائی۔

''ڈاکٹر کو گھر پر بلالیا ہوتا کیوں ٹائم برباد کیا۔''

''فون خراب پڑا ہے اور بڑی بہو اور منور میاں ڈرائیور کے ہمراہ گئے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا بھی صوفیہ سے کہ میں زید بیٹے کو بلا کر لے آتی ہوں' وہ ڈاکٹر کے ہاں لے جائیں گر......'' بوا دانستہ چپ ہو گئی تھیں۔ اس چپ کی وجہ سے وہ بھی واقف تھا۔

''اب درد کیسا ہے؟'' اس کو وہ درد سے بھری آنکھیں یاد آ گئی تھیں۔

''اب تو اللہ کے فضل سے بالکل ٹھیک ہے دوا کھا کر سوگئی تھیں' ابھی میں نے زبردستی اٹھایا ہے تاکہ کچھ کھالیں۔''

''بھوک مجھے بھی بہت لگی ہے' آپ کھانا لگائیں میں چینج کرکے آتا ہوں۔''

''جی آپ آجائیں میں کھانا لگاتی ہوں۔'' بوا نے شفقت سے کہا۔



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

عروہ نے اندر آتے ہی ہاتھ میں پکڑا پرس ایک طرف اچھالا سینڈل اِدھر اُدھر اچھالے اور دھپ سے عمرانہ کے بیڈ پر بیٹھ کر رونا شروع کردیا۔ عمرانہ اس کو زید کے ساتھ جاتے دیکھ کر خوش فہمی کا شکار ہوگئی تھیں کہ زید عروہ کے حسن کا شکار ہوگیا ہے اور ان چند گھنٹوں میں ان کے حوالے سے وہ کئی سبز باغ خیالوں میں دیکھ چکی تھیں۔

''عروہ..... میری جان' کیا ہوا آپ تو زید کے ساتھ بڑی خوش خوش گئی تھیں؟'' انہوں نے آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگاتے ہوئے پریشانی سے پوچھا۔

''زید..... گو ٹو ہیل..... وہ میرا مذاق بنانے لے کر گیا تھا' میں ابھی اور اسی وقت مما کے پاس جاؤں گی اب یہاں ٹھہرنا میری انسلٹ ہے۔'' وہ دونوں ہاتھوں سے آنسو دور کرتی ہوئی غصے سے بولی۔

''ہوا کیا ہے پہلے یہ تو بتائیں' اپیا کو کیوں پریشان کرنا چاہ رہی ہو۔'' وہ اس کو فون کی طرف بڑھتے دیکھ کر ہاتھ پکڑ کر گویا ہوئیں۔

''آپ مانیں نہ مانیں مگر مجھے یقین ہوگیا ہے وہ میرا نہیں بن سکتا' وہ کبھی بھی مجھ سے محبت نہیں کرے گا' اس کے دل میں کوئی اور ہے۔'' وہ اپنے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑ کر ہذیانی انداز میں کہہ رہی تھی۔

''ایسا کچھ نہیں ہے زید کو میں اچھی طرح جانتی ہوں' اس کی زندگی میں میرے اور مائدہ کے سوا کوئی اور نہیں ہے۔ اس کی زندگی میں جو لڑکی آئے گی وہ تمہارے علاوہ کوئی اور نہیں ہوگی۔'' بمشکل وہ اس کا اشتعال کم کرنے میں کامیاب ہوئی تھیں۔

''یہی آپ کی بھول ہے آنٹی..... اس کی زندگی میں ایک لڑکی آ گئی ہے اور اس لڑکی کا نام سودہ ہے' وہ سودہ کو پسند کرتا ہے۔''

''پلیز عروہ..... اب آپ مجھے ہرٹ کررہی ہو' جانتی ہو مجھے اس کا وجود خواب میں دیکھنا بھی گوارا نہیں.....'' وہ جھنجلا کر کہنے لگیں۔

''آپ کی پسند ناپسند سے کیا ہوتا ہے آنٹی۔'' آنسوؤں کی برسات نے دل میں لگی آگ کو کچھ ٹھنڈا کیا تو وہ سب ان کو بتاتی چلی گئی تھی۔

''راستے میں ایک نظر اس نے سودہ کو دیکھا تھا اور اس کے بعد اس کو کچھ بھی نظر نہیں آیا تھا۔ میں نے زید سے محبت کی ہے اور محبت کرنے والے ہی محبت کی نگاہوں کو پہچانتے ہیں۔'' وہ آہ بھر کر گویا ہوئی۔

❀.......❀.......❀

''سر..... سیف فاروقی کی کال دوبارہ آئی ہے' وہ آپ کا انٹرویو لینا چاہتے ہیں۔'' یوسف صاحب کے سیکریٹری نے مودبانہ لہجے میں انفارم کیا۔

''میں نے آپ کو کتنی بار کہا ہے کہ میں اس دنیا کو چھوڑ چکا ہوں' میرے پاس نہ کسی چینل کے لیے ٹائم ہے اور نہ کسی نیوز رپورٹر کے لیے منع کردیں' میں کسی کو انٹرویو نہیں دوں گا۔'' وہ سخت لہجے میں گویا ہوئے۔

''سوری سر..... میں جانتا ہوں مگر وہ سیف فاروقی سنتا نہیں ہے یہی کہتا ہے وہ آپ سے ایک بار ملنا چاہتا ہے۔''

''لیکن میں اس سے ایک بار بھی ملنا نہیں چاہتا۔''

''اوکے سر..... میں آپ کا پیغام اس تک پہنچا دوں گا۔'' وہ کہہ کر چلا گیا۔

''کیا حرج ہے ایک بار ملاقات کیوں نہیں کرلیتے آپ اس سے؟'' کچھ دیر قبل وہاں آئے نوفل نے کہا۔

''آپ ان لوگوں کی بیچر سے واقف نہیں یہ بھیڑوں کا وہ چھتہ ہے' جس پر ایک بار غلطی سے بھی ہاتھ لگ جائے تو



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

جان بچانا مشکل ہوتی ہے پھر یہ کوئی نیا کرائم رپورٹر ہے جو بلاوجہ فری ہونے کی سعی کررہا ہے۔'' وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر گویا ہوئے۔

''جی...... یہ آپ بالکل درست فرما رہے ہیں' کچھ لوگ راتوں رات پاپولر ہونے کے لیے ایسے ہی تعلقات بڑھانا چاہتے ہیں۔''

''گریکٹ مائی سن...... یہ نہیں پوچھیں گے یہاں بلانے کا آپ کو مقصد کیا ہے؟'' وہ ایزی انداز میں بیٹھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں گویا ہوئے۔

''آپ جب چاہیں' جہاں چاہیں مجھے بلا سکتے ہیں' آفٹر آل آپ میرے بڑے پاپا ہیں۔'' اس کے لہجے میں محبت بھری تابعداری تھی۔

''اللہ آپ کو ہماری عمر بھی لگادے آپ کی اسی محبت و فرماں برداری نے کبھی بھی ہمیں بے اولاد ہونے کا دکھ ہونے نہیں دیا۔ ہم تو سوچتے ہیں اگر ہماری اپنی اولاد بھی ہوتی تو آپ جیسی بالکل نہیں ہوتی۔''

''محبت ہی محبت کو مستحکم کرتی ہے۔'' وہ دھیمے سے مسکرایا۔

''گڈ...... یہ آپ کی پراپرٹی ڈاکومینٹس ہیں' میں چاہتا ہوں آپ یہ ساتھ لے جائیں اور اپنے روم میں اس کی اسٹڈی کریں۔ یہ عکرمہ کی پراپرٹی ہے اس میں عکرمہ کی ڈیتھ سے لے کر آج تک کا حساب موجود ہے۔''

''میں ان پراپرٹی پیپرز کو اسٹڈی کرکے کیا کروں گا؟ یہ آپ اپنے پاس ہی رکھیں مجھے ان چیزوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔'' اس نے سامنے رکھی فائل ان کے آگے رکھتے ہوئے کہا۔

''زر زمین بہت بڑا فتنہ ہے بیٹے...... اس فتنے کو پھیلنے سے پہلے ہی گرفت میں کرلینا دانش مندی ہے۔ کچھ عرصے بعد آپ کا ایم بی اے کمپلیٹ ہوجائے گا پھر یہ تمام بزنس اور پراپرٹی آپ کو ہی سنبھالنی ہے میں چاہتا ہوں آپ ابھی سے ان معاملات کو ہینڈل کرنا سیکھیں۔''

''یہ میری خواہش ہے کہ میں آپ کا سہارا بنوں' لیکن یہ نہیں کہ میں پراپرٹی کی خاطر آپ کے مقابل آجاؤں' میری پراپرٹی آپ اور ماما ہیں بس۔''

''میں آپ کے جذبات کی قدر کرتا ہوں بیٹا' آپ کی محبت سے بھی آگاہ ہوں لیکن اب میں چاہتا ہوں آپ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی سعی کریں۔''

''آپ کیوں چاہتے ہیں میں ابھی سے دو اور دو چار کے چکر میں لگ جاؤں۔'' وہ دلکشی سے مسکرایا...... وہ بھی ہنس پڑے تھے۔

''ٹھیک ہے آپ ہر بار چکنی مچھلی کی طرح ہاتھوں سے پھسل جاتے ہیں لیکن جس دن جال میں پھنس گئے پھر نکل نہیں پائیں گے' یاد رکھیے گا۔''

''ابھی تک ایسا کوئی جال نہیں بنا پاپا......''

''امید پر دنیا قائم ہے برخوردار۔''

''آپ کی امید کچھ زیادہ ہی میرے خلاف ہے پاپا۔'' اس کے برجستہ کہنے پر وہ بے ساختہ قہقہہ لگا بیٹھے۔

''نو نیور مائی سن...... میں آپ کے خلاف کبھی جا نہیں سکتا' میری تمام آرزوؤں کا محور آپ ہی ہیں اور زرقا کی تو جان آپ میں ہے۔''

''جی بالکل ماما کے بغیر جینے کا تصور میں کر نہیں ہی سکتا اور مجھے آپ سے ایک شکایت ہے۔'' اس کے لہجے میں



URDU SOFT BOOKS DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

سنجیدگی در آئی۔

”شکایت اور آپ کو...... کیا ہوا ہے؟“ وہ چونکے۔

”آپ ماما کے ساتھ کبھی ٹور پر نہیں گئے۔“ وہ سخت شکوہ کناں تھا۔

”اس میں میرا کوئی قصور نہیں...... میں ہر ٹور پر جانے سے قبل زرقا کو ہی آفر کرتا ہوں لیکن وہ کبھی راضی نہیں ہوتیں۔“

”او کے...... میں خود ماما کو راضی کروں گا۔“ اس نے رسٹ واچ دیکھتے ہوئے کہا۔

❀......❀......❀

انشراح کی شوخی وشرارتیں ختم ہوکر رہ گئی تھیں۔اس پر ایک عجیب سا جمود طاری تھا اور کل بابر کے ہاں سے واپسی پر وہ چپ ہوکر رہ گئی تھی۔نوفل کی شخصیت اس کو خود پر چھاتی ہوئی محسوس ہورہی تھی‘ وہ اس کے زیر بار کیا ہوئی وہ پوری طرح کسی آسیب کی مانند اس پر حاوی ہو چکا تھا۔وہ اس کے سامنے لاجواب ہوئے جاتی تھی‘ یہ جو کچھ بھی تھا اس کو بری طرح سے بے سکون و بے کل کیے ہوئے تھا۔

اس کو ہارنے کی عادت نہیں تھی کسی کے دباؤ میں نہیں آتی تھی اور اب آئی تھی تو ایک ایسے شخص کے سامنے جو بہت اکڑفوں‘ مغرور تھا۔اس کی ہابی ہی صنف مخالف کو قدموں تلے روند کر چلنے کی تھی۔یہی دکھ‘ یہی شکست اسے اندر ہی اندر بے کل کرنے لگی کیونکہ وہ ان لڑکیوں میں سے نہیں تھی۔جو اس کی وجاہت وظاہری رکھ رکھاؤ پر مرتی تھیں۔اس نے کبھی اس کو نگاہ بھر کر بھی نہ دیکھا تھا کہ ایسے بدتمیز و سر پھرے لوگ بھی اسے پسند نہیں رہے تھے‘ وہ چہرے کی خوب صورتی کی نہیں دل کی خوب صورتی کی شیدائی تھی اور وہ چہرہ جتنا خوب صورت دیکھتا تھا۔دل اتنا ہی بدصورت تھا‘ اس کے بدصورت رویے کی وہ شکار بن گئی تھی۔

”کب تک خود کو دکھ دیتی رہیں گی انشی...... میں کہتی ہوں ایسے کم ظرف اور بے حس لڑکے کو اس کی حرکتوں کا ایسا مزہ چکھائیں کہ وہ پھر خواب میں بھی آپ کے منہ لگنے کی کوشش نہ کرے۔“ بالی جو اس کی ہر بات سے آگاہ تھی رات سے ملول وافسردہ دیکھ کر اسے سمجھانے لگی۔

”تم جانتی ہو نہ بالی...... ایسے ٹیڑھے لوگوں کو سیدھا کرنا میرا بائیں ہاتھ کا کھیل تھا مگر یہاں نانی نے اس کی ہیلپ جو لی ہے وہ مجھے تہی دامن و تہی دست کر چکی ہے۔نا معلوم کیا ہوجاتا ہے نوفل کو سامنے دیکھ کر میرا اعتماد‘ میرا سکون‘ میری انا سب بھربھری دیوار کی مانند گر جاتی ہیں اور مجھے لگتا ہے میں کشکول لیے اس کے سامنے کھڑی ہوں۔“ وہ اضطرابی انداز میں ہاتھوں کو ایک دوسرے سے رگڑ رہی تھی۔

”بس...... بہت ہوگیا اب تم اس ندامت سے باہر نکل آؤ‘ ماسی نے جو کیا اسے سبق سکھانے کے لیے کیا تاکہ وہ آئندہ روڈ کو اپنے باپ کی جاگیر سمجھ کر نہ چلیں‘ گاڑی چلائیں‘ اڑائیں نہیں۔“

”وہ کسی سابقہ گورنر کی اولاد ہے ایسے لوگ کسی ایٹی کیٹس کو فالو نہیں کرتے ہیں یہ تمہاری اور نانی کی بھول ہے کہ تم نے اسے سبق سکھایا ہے۔“

”سبق تو بہرحال اسے سکھایا ہے بیٹا میں نے...... نت نئی فرمائشیں کر کر کے اس کو زچ کر دیا تھا۔ویسے ایکسیڈنٹ اس نے نہیں اس کے کزن لاریب سے ہوا تھا۔وہ شراب پی کر گاڑی چلا رہا تھا اور نوفل کو اس کا ساتھ دینے کی سزا ملی۔“ نانی بھی بڑے خوشگوار موڈ میں اس کے کمرے میں چلی آئی تھیں۔

”آپ کیا جانیں سزا اسے ملی ہے یا گرفت میں میں آئی ہوں۔“



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

"اب کیا رات سے روم میں بند ہو کر بیٹھ گئی ہو۔ چلو کسی پارک چلتے ہیں اور اب سب کچھ بھول جاؤ جو ہوا سو ہوا‘ تمہیں اس گھمنڈی دسر پھرے لڑکے سے ڈرنے کی بالکل بھی ضرورت نہیں...... یہ دنیا کا دستور ہے بیٹا جو اس سے ڈرتا ہے اسے ڈراتی ہے اور جو اس کے آگے شیر بن جائے اس سے ڈر جاتی ہے۔ تمہیں عزت وآبرو کے ساتھ رہنا ہے تو اس دنیا کے مغرور لوگوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر رہنا ہوگا۔"

DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS

❀ ...... ❀ ...... ❀

مائدہ کے بدلتے طور اطوار نے سودہ کو خاصا حیران و پریشان کردیا تھا پہلے وہ اس کے بغیر ایک پل نہیں رہتی تھی۔ کالج و گھر میں اس کا سایہ بنی رہتی تھی۔ عمرانہ کے سختی سے منع کرنے کے باوجود وہ اس سے دوستی دل وجان سے نبھاتی تھی لیکن اب کچھ عرصہ سے وہ سودہ سے دور رہنے لگی تھی اور سودہ کی زندگی میں دوستوں کے نام پر جو لوگ شامل تھے ان میں صرف دو نام مائدہ اور شاہ زیب کے تھے۔ کالج میں بھی اس نے کسی لڑکی سے دوستی نہیں کی تھی اور شاہ زیب کسی بزنس ڈپلومہ کے لیے کینیڈا گیا ہوا تھا چھ ماہ کے لیے لیکن وہ سمندر پار جا کر بھی اس سے رابطہ رکھے ہوئے تھا۔

جبکہ مائدہ قریب ہو کر بھی بہت دور ہوگئی تھی اور اس کی یہ دوری سودہ کو پریشان کررہی تھی۔ وہ ہولائی بولائی سی پورے گھر میں پھرا کرتی تھی اور اس کو دیکھ کر وہ جھنجھلا کر کہتی تھی۔

"کیا مصیبت ہے یار...... یہ تم کیوں ادھر سے اُدھر میرے پیچھے گھومتی رہتی ہو؟ ایک طرف سکون سے بیٹھ کیوں نہیں جاتیں؟" اس نے تیزی سے ہاتھ میں پکڑی کوئی چیز اپنے سوئٹر کی جیب میں ڈالی۔

"یہ تم نے کیا جیب میں رکھا ہے؟" اس نے قریب آ کر پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں‘ میں بھلا تم سے کیا چھپاؤں گی۔" وہ سراسیمہ ہوئی۔

"میں نے اکثر تمہیں دیکھا ہے کہ تم مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو۔"

"تم ایسا کیوں سمجھ رہی ہو‘ میں تم سے کیا اور کیوں چھپاؤں گی؟"

"بوا نے بھی دیکھا ہے تمہیں تنہائیوں میں بڑبڑاتے ہوئے وہ خوف زدہ ہوگئی تھیں یہ سوچ کر کہ تم پر کسی جنات کا سایہ ہوگیا ہے‘ جو تم سب سے الگ تھلگ رہنے لگی ہو اور سرگوشیوں میں باتیں کرتی ہو۔ وہ بڑے ماموں کو بتانے جارہی تھیں‘ میں نے ان کو روکا اور بتایا کہ تم پر کوئی سایہ وایہ نہیں ہوا ہے تم تنہائی میں بیٹھ کر نوٹس یاد کرتی ہو ایگزامز کے لیے۔"

"ہاں اس میں جھوٹ کیا ہے‘ میں ایگزامز کی تیاریوں میں ہی مگن ہوں۔"

"بنا کتابوں کے تیاری کررہی ہو؟ تب ہی اس بار ٹیسٹ میں فیل ہوئی ہو۔"

"اوہ پلیز سودہ...... دوبارہ میرے فیل ہونے کا ذکر زبان پر مت لانا۔ تم تو جانتی ہو زید بھائی کو معلوم ہوگیا تو وہ بری طرح سے پیش آئیں گے۔" وہ اپنے سابقہ انداز میں اس سے لپٹ کر گویا ہوئی تھی پھر اس کا رویہ پہلے جیسا ہی ہوگیا تھا گو کہ اس میں پہلے والی بات نہیں تھی۔ بوا اور سودہ کی نگاہوں سے بچنے کے لیے اس نے عمرانہ کے پورشن میں ٹائم گزارنا شروع کردیا تھا اور سودہ کے دل میں کسی بے نام سی بے چینی نے گھر کرلیا تھا۔

آج مائدہ نے کالج سے چھٹی کی تھی پیٹ کے درد کی وجہ سے‘ وہ کالج سے آئی تو وہ ہشاش بشاش سی تیار بیٹھی تھی اسے دیکھتے ہی چہک کر بولی۔

"اتنی دیر کردی تم نے آج میں کب سے انتظار کررہی ہوں۔"

"میرا انتظار کیوں کررہی ہو اور ممی اور تائی وغیرہ کہاں ہیں؟"

"وہ سب ریلیٹو کے گھر گئی ہیں‘ رات تک ہی آئیں گی۔ بوا کو میں نے پڑوس میں زبردستی بھیجا ہے وہ جانے کا نام

DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS



WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

ہی نہیں لے رہی تھیں۔‘‘
’’کیوں بھیجا ہے زبردستی بوا کو اور تم یہ تیار کس خوشی میں ہوئی ہو؟‘‘ وہ بیگ وہیں رکھ کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے گویا ہوئی۔
’’مائی گاڈ...... تم بیٹھ کیوں گئی' فٹافٹ چینج کر کے آؤ۔‘‘ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر بولی۔
’’کیوں؟‘‘ مائدہ اس کا ہاتھ پکڑ کر لے جارہی تھی' اس نے استفسار کیا۔
’’ہم گفٹ لینے جارہے ہیں عفرا کی برتھ ڈے آنے والی ہے میں اس کو گفٹ دینا چاہتی ہوں۔ تمہیں میرے ساتھ چلنا ہے جلدی سے چینج کر کے آؤ اگر بوا آ گئیں تو مسئلہ ہو جائے گا وہ ہم دونوں کو جانے نہیں دیں گی۔‘‘ وہ اس کو کمرے میں دھکیلتے عجلت میں کہہ رہی تھی۔
’’ہمارا اس طرح جانا مناسب نہیں ہے' ہمیں بوا کو ساتھ لے کر جانا ہوگا۔‘‘ وہ اس کے عجلت بھرے انداز پر گھبرا کر کہنے لگی۔
’’ہرگز نہیں' ہم دونوں ہی جائیں گے تم جلدی سے چینج کر کے آؤ۔‘‘
’’مائدہ...... جانتی ہو نا ہمیں اس طرح گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں۔‘‘
’’کالج بھی تو ہم دونوں ساتھ ہے جاتے ہیں اگر شاپنگ سینٹر چلے گئے تو کون سی قیامت آ جائے گی۔‘‘ وہ رسٹ واچ دیکھتی ہوئی تلخی لہجے میں گویا ہوئی۔
’’کالج جانے پر پابندی نہیں ہے پھر تم زید بھائی کو جانتی ہو وہ کسی قیامت سے کم ہیں کیا اگر ان کو معلوم ہو گیا تو......‘‘ لیکن مائدہ نے اس کی ایک نہ سنی' چوکیدار اور مالی بابا کو گھر کا خیال رکھنے کا کہہ کر وہ کیب میں بیٹھ کر مال آ گئی تھیں۔ دوپہر ہونے کے باوجود وہاں بہت رش تھا وجہ وہاں کئی اشیاء پر سیل لگی تھی۔
گارمنٹس' جیولری' شوز اینڈ سینڈلز' بیگز' کراکری غرض خواتین کی مرغوب اشیاء پر سیل ہی سیل تھی اور خواتین و لڑکیاں جوق در جوق وہاں ایسے آ رہی تھیں گویا مفت میں ہر چیز بٹ رہی ہو۔
’’یہ دکان دار بھی بہت چالاک ہوتے ہیں' جو اشیاء بکتی نہیں ان پر سیل کا بورڈ لگا کر خوب کماتے ہیں اور عورتیں سمجھتی ہیں وہ دکان دار کو بے وقوف بنا کر مال لوٹ کر جارہی ہیں۔‘‘ سودہ نے مسکرا کر مائدہ سے سرگوشی کی تھی لیکن مائدہ نامعلوم کن سوچوں میں گم تھی۔
’’مائدہ...... کیا ہوا تم اس قدر گھبرائی ہوئی کیوں ہو؟‘‘ قبل اس کے کہ مائدہ جواب دیتی پیچھے سے لوگوں کا ہجوم کسی سرکش لہر کی طرح ان تک آیا اور ایک دھکا سا ان دونوں کو لگا تھا۔ اسے لگا مائدہ نے ایک جھٹکے سے اس سے ہاتھ چھڑایا ہے اس دھکم پیل میں اس نے خود کو مشکل سے گرنے سے بچایا اور ساتھ ہی اپنے ذہن میں آنے والے خیال کو جھٹکا تھا کہ وہ کیوں ہاتھ چھڑائے گی۔
رش آگے پیچھے ہو گیا تھا اب وہاں زیادہ لوگ نہیں تھے لیکن اس کے قدموں سے زمین نکل گئی تھی' وہاں مائدہ کو نہ پا کر اس نے بدحواسی کے عالم میں ایک ایک شاپ اور اردگرد کی تمام جگہیں دیکھ لی تھیں مگر مائدہ تو ایسی غائب ہوئی تھی کہ ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل رہی تھی۔ کئی منزلہ مال کے وہ کئی چکر لگا چکی تھی' دل میں خدشات کے جھکڑ چل رہے تھے آنسو تھے کہ باہر نکلنے کو بے قرار تھے وہ گھر والوں سے اجازت لے کر نہیں آئی تھیں یہ خوف پہلے ہی کم تھا کہ مائدہ کا اس طرح گم ہو جانا اس کے دل کو سہمائے جارہا تھا۔ ایک گھنٹے سے زائد وقت گزر گیا تھا۔ لوگ اسے اوپر نیچے دائیں بائیں آتے جاتے دیکھ کر عجیب نگاہوں سے دیکھ رہے تھے مگر اسے اپنا تماشا بننے کی کوئی فکر نہیں تھی اگر فکر تھی تو صرف مائدہ


URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

کے گم ہونے کی‘ اسے زمین کھا گئی یا آسمان۔ وہ کوئی ننھی سی بچی نہیں تھی جو کوئی بھی اس کی انگلی تھام کر لے جاتا مگر سوال یہی تھا وہ کہاں گئی اور کیوں گئی...... وہ کیا کرے کہاں اور کس طرح اس کو تلاش کرے؟ وقت تیزی سے گزر رہا تھا‘ دوپہر شام میں ڈھل گئی تھی اور بہت سوچنے کے بعد وہ پبلک بوتھ کی طرف بڑھ گئی تھی۔

❁❁❁

''سیف فاروقی کی کال آئی تھی وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے ٹائم مانگ رہا تھا‘ میں نے بہت ٹالنا چاہا مگر وہ چیونگم کی طرح چپک گیا۔''

''سیف فاروقی...... کیا چاہتا ہے‘ کون ہے وہ شخص؟'' کئی دنوں سے اس کے نام کی گردان ان کو چونکا گئی تھی۔

''کوئی صحافی ہے آپ کا انٹرویو کرنا چاہتا ہے۔'' حمرہ نے مسکرا کر کہا۔

''میں نے بارہا اس کو انکار کروایا ہے کہ میں انٹرویو کسی کو نہیں دیتا پھر اس کے اس قدر اصرار کرنے کا مقصد میں سمجھ نہیں پارہا۔'' وہ بیڈ پر تکیوں کے سہارے نیم دراز ہو کر ناگواری سے کہہ رہے تھے۔

''آپ سلیبرٹی ہیں پورے ورلڈ میں آپ کی شہرت ہے‘ لوگ آپ کی دورِ وزارت میں کی گئی خدمات کے آج بھی معترف ہیں‘ وہ صحافی بھی آپ سے روابط بڑھا کر شہرت کی کشتی میں سوار ہونا چاہتا ہے۔'' حمرہ نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور ان کے چہرے پر پھیلی الجھن نے ان کو کچھ پریشان کردیا تھا۔ وہ ان کے قریب بیٹھ کر گویا ہوئیں۔

''کیا آپ اس صحافی سے پریشان ہیں؟''

''جس سے کبھی میری علیک سلیک نہیں ہوئی ہے میں کیوں خوف زدہ ہوں گا۔''

''پھر آپ اس قدر الجھے الجھے مضطرب سے کیوں ہیں؟'' وہ ان کے پروقار وجیہہ چہرے کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

''آج مجھے‘ مجھ سے کئی سال چھوٹے نوفل نے آئینہ دکھایا ہے۔''

''نوفل نے...... نوفل نے کبھی بھی آپ سے بدتمیزی یا گستاخی نہیں کی پھر آج ایسا کیا کہہ دیا اس نے جو آپ ڈسٹرب ہوگئے ہیں؟''

''وہ زرقا کا بیٹا بن کر آیا تھا میرے پاس‘ اپنی ماں کے حقوق مانگنے۔ مجھے میری زیادتیوں کا احساس دلانے سے پہلے کبھی یہ خیال آیا بھی نہیں تھا۔'' وہ بیٹھ کر اپنی کنپٹیاں مسلنے لگے۔

''کیا زیادتی کردی آپ نے زرقا آپا کے ساتھ؟ پورے گھر پر حکمرانی کرتی ہیں اس محل نما بنگلے میں ان کا حکم چلتا ہے۔ وہ ملکہ ہیں یہاں کی ان کی ہی حکمرانی ہے۔'' حمرہ کے لہجے میں سوکن کا حسد بول رہا تھا۔

''دل پر حکمرانی اور بے جان در و دیواروں و زر خرید ملازموں پر حکمرانی میں بہت فرق ہوتا ہے اور میں نے گھر کی حکمرانی تو اس کو دے دی مگر دل کی طرف آنے والی تمام راہوں کو میں نے مقفل ہی رکھا تھا۔''

''خود سے سولہ سال بڑی بیوی کے لیے کون دل کے دروازے وا کرتا ہے۔ آپ کا اور ان کا کوئی جوڑ ہی نہیں ہے‘ آپ نے جو کیا ٹھیک ہی کیا مرد خود سے سولہ سال چھوٹی بیوی کے ساتھ تو ایڈجسٹمنٹ کرسکتا ہے لیکن سولہ سال بڑی عورت کے ساتھ کوئی جوڑ ہی نہیں بنتا۔''

''اگر جوڑ نہیں بنتا تو پھر میں نے زرقا کی زندگی کیوں تباہ کی؟ مجھے کیا حق بنتا تھا میں نے اسے اپنا نام تو دے دیا مگر اپنا آپ نہیں سونپ سکا۔ وہ سولہ سال مجھ سے بڑی ہو کر میرے ہر فیصلے پر سر جھکاتی آئی تھی اس نے کبھی حق تلفی کی بات نہیں کی اور جب اسے یہ پتا چلا کہ میں تم کو پسند کرتا ہوں‘ کتنی خوشی سے اس نے تمہارے لیے جگہ چھوڑ دی خود ایک

طرف ہوگئی اور مجھے تمہارا بنادیا۔'' نوفل کی بات بظاہر انہوں نے عام سے انداز میں سنی تھی پھر نہ جانے اس کا لہجہ ایسا تھا یا دل میں چھپا کوئی چور ان کو بے کل کرنے لگا تھا۔

❀……❀……❀

انشراح خاصی حد تک نوفل کی ان دیکھی گرفت سے نکل آئی تھی اور کئی بار اس کی فضول باتوں اور طنز پر کرارے جواب دے چکی تھی۔ دو دن قبل ہی بزم ادب کی جانب سے نعت خوانی کی پرنور محفل کا انعقاد کیا گیا تھا۔ دعوت نامے بانٹے جارہے تھے بابر نے نعمان کے ہمراہ اس کو بھی کارڈ دیا تھا۔

''آپ سے التماس ہے محفل میں ضرور شرکت کیجیے گا۔'' بابر نے مروت بھرے لہجے میں کہا تھا تب ہی وہ پیچھے سے نمودار ہوا اور تمسخرانہ لہجے میں گویا ہوا۔

''ایسی محفل میں میک اپ الاؤ نہیں ہے خیال رکھیے گا۔''

''ایسی محفلوں میں میک اپ کر کے کون آتا ہے نوفل بھائی۔'' عاکفہ مسکرائی۔

''میں آپ کی بات نہیں کررہا سسٹر...... دوسرے لوگوں کی بات کررہا ہوں جو شاید کسی کی فوتگی پر بھی سادگی میں نہیں جاتے ہوں گے۔'' وہ انشراح پر اچٹتی نگاہ ڈال کر اسی لہجے میں کہہ رہا تھا۔

انشراح اندر ہی اندر بل کھا کر رہ گئی۔ وہ سمجھ گئی تھی وہ بابر کے بھائی کے ولیمے میں خوب تیار ہو کر گئی تھی تب وہ ایسا بن گیا تھا گویا نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھا ہو اور اب براہ راست اس پر طنز کررہا تھا۔

''کمینہ...... ذلیل، خبیث......'' دل ہی دل میں گالیوں سے نوازا۔ اس نے خاموش رہنا بہتر سمجھا اور وہ اپنے دوستوں کے ساتھ آگے بڑھ گیا پھر شاید اس کے فضول طنز سے اس کی طبیعت میں اتنی کبیدگی بھر گئی تھی کہ وہ محفل نعت میں نہیں گئی اور پھر دو تین دن مزید نہیں جاسکی تھی۔ آج وہ جامعہ آئی تو پہلی مڈبھیڑ اس سے ہی ہوئی تھی۔

''آپ محفل نعت میں کیوں نہیں آئی تھیں؟''

''بس...... آنا نہیں ہوا۔'' اس نے ادھر اُدھر دیکھا تین چار اسٹوڈنٹس کیفے کی طرف جارہے تھے ہر سو سردیوں کی نرم سنہری دھوپ پھیلی ہوئی تھی۔

''آپ ڈر گئیں کہ لوگ آپ کا اصلی خوف ناک روپ دیکھ لیں گے؟'' وہ اس کی کاجل سے سجی خوب صورت براؤن آنکھیں اور لائٹ لپ اسٹک سے پھولوں کی طرح نکھرے دلکش ہونٹوں کو دیکھتے ہوئے طنزاً گویا ہوا۔

''کیا مقصد ہے آپ کا دماغ درست نہیں ہے کیا یا آپ مجھ سے کیسی باتیں کررہے ہیں۔ کیا حق پہنچتا ہے آپ کو اس طرح کی باتیں کرنے کا؟'' اس کی بکواس نے اس کا دماغ گھما دیا تھا۔ اب اس نے بھی سوچ لیا تھا کہ وہ اس کی کوئی بکواس ہرگز برداشت نہیں کرے گی۔

''میری باتیں بھی درست ہیں اور میرا دماغ بھی۔ جامعہ میں میک اپ کر کے آنے کا مقصد تم جیسی گرلز کا یہی ہوتا ہے نہ...... تمہاری ان بازاری حرکتوں سے بوائز......'' وہ اپنے مخصوص انداز میں نہ جانے کیا کہنے جارہا تھا۔

''شٹ اپ...... جسٹ شٹ اپ، مجھے پہلے شک تھا کہ تم کسی سائیکولوجیکل پرابلم میں مبتلا ہو لیکن اب یقین ہوگیا ہے تم شدید ذہنی مرض میں مبتلا انسان ہو تمہیں یہاں نہیں پاگل خانے میں ہونا چاہیے۔'' وہ اس کی بات کاٹ کر غصے سے چیخی۔

''سچ اس طرح ہی چیخنے پر مجبور کردیتا ہے کبھی سوچا ہے تم نے، تم جیسی لڑکیاں جب چہرے کو رنگوں سے سجا کر اور اس طرح بے ہودہ ڈریسنگ کر کے باہر نکلتی ہیں تو کس قدر ارزاں و بے وقعت دکھائی دیتی ہیں۔'' وہ اس کے چہرے ہی نہیں



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

جینز اور شرٹ پر بھی طنز کر رہا تھا۔
''تم تو ان عورتوں سے بھی گئی گزری ہو جن کے پاس جانے کے لیے تماش بینوں کو رقم خرچ کرنی پڑتی ہے اور تم جیسی لڑکیاں مفت میں اپنے جلوے......''
''تم شاید نہ کسی ماں کے بیٹے ہو اور نہ کسی بہن کے بھائی ہو یا تمہاری ماں اس سوسائٹی سے تعلق رکھتی ہے جہاں عورت کو عزت و توقیر نہیں ملتی......اس لیے وہ تمہیں یہ تعلیم بھی نہ دے سکی کہ عورت کا مقام و مرتبہ کیا ہے۔'' لمحوں میں وہ بھی اپنے اشتعال پر قابو پا کر اس کے لہجے میں بولی۔
''مقام و مرتبہ......مائی فٹ......میں اچھی طرح جانتا ہوں تم جیسی تھرڈ کلاس لڑکیوں کو۔ میرے اختیار میں ہو تو تم سب کو شوٹ کردوں۔'' سامنے کھڑی انشراح کسی اور روپ میں ڈھل گئی تھی۔
سنہری بال......دودھیا گلابی مائل رنگت‘ پرکشش وجود کی مالک۔ ہر چہرے‘ ہر وجود پر اس کو اس عورت کا گمان ہوتا تھا اور یہ گمان ہی تھا جو ہر ماڈرن چہرے میں ایک ہی چہرہ دیکھتا تھا۔ ان کو جھگڑتے دیکھ کر اسٹوڈنٹس وہاں جمع ہونے لگے تھے‘ بابر و عاکفہ کو بھی خبر ہوئی تو وہ وہاں پہنچے تھے پھر عاکفہ انشراح کو اور بابر نوفل کو وہاں سے لے گیا کہ وہ دونوں ہی سخت غصے و اشتعال میں تھے۔

❋......❋......❋
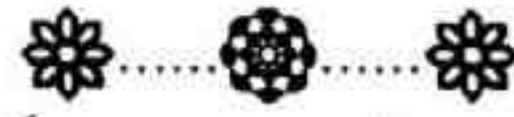
نہ وفا کا ذکر ہوگا نہ وفا کی بات ہوگی
اب محبت جس سے بھی ہوگی مطلب کے ساتھ ہوگی

اس کی کال پر زید نے وہاں پہنچنے میں ذرا دیر نہ کی تھی وہ اسے پارکنگ میں ہی کھڑی مل گئی تھی۔ اسے کار سے نکلتے دیکھ کر وہ بھاگ کر اس کے قریب آئی تھی اس کی حالت سخت دگرگوں تھی۔ چہرہ خوف و فکر سے لٹھے کی مانند سفید ہو رہا تھا‘ ہونٹوں کو بار بار کچلنے سے سرخی چھلک پڑی تھی اور آنکھیں شفاف موتی خاموشی سے برسا رہی تھیں۔ سسکیوں کے درمیان اس نے زید کو پوری روداد سنادی تھی اس کی حالت ایسی تھی کہ وہاں آتے جاتے لوگوں کی توجہ کا مرکز وہ بننے لگے تھے۔
''ٹیک اٹ ایزی......رومت‘ وہ کوئی ناسمجھ بچی نہیں ہے جو گم ہوجائے گی۔ ہوسکتا ہے اسے کچھ یاد آ گیا ہو اور وہ گھر چلی گئی ہو۔'' وہ اس کے سامنے خود کو کمپوز کیے ہوئے تھا وگرنہ مائدہ کی گمشدگی اس کے اعصاب پر ہتھوڑے برسا رہی تھی۔ ماں کے بعد بہن اس کی کل کائنات تھی۔
''وہ ایسے کیسے جاسکتی ہے ابھی تو ہم نے کچھ بھی شاپنگ نہیں کی تھی‘ ہم صرف اندر ہی آئے تھے۔ ایک دم رش ہونے کی وجہ سے میرا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکلا تھا اور جب رش قدرے کم ہوا تو مائدہ وہاں نہیں تھی۔'' زید کے ساتھ وہ پھر سے پورے مال کا چکر لگا چکی تھی اور پہلے کی طرح ہی ناکام و نامراد رہی تھی۔ زید کے چہرے پر چھائی سنجیدگی میں اضافہ ہوگیا تھا۔
''پانی پیو پھر گھر چلتے ہیں‘ وہ گھر پر ہوگی۔'' اس نے منرل واٹر اس کو تھمایا۔
''وہ مجھے چھوڑ کر گھر نہیں جاسکتی۔'' وہ بے اختیار روتی چلی گئی۔
''پلیز......میں پہلے ہی ڈسٹرب ہوں مزید مت کرو‘ چلو آؤ۔'' اس نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھاما اور کار کی طرف بڑھ گیا۔ سارا راستہ وہ دونوں ہی باہر دیکھتے ہوئے گھر پہنچے تھے‘ سودہ کار رکتے ہی اندر کی جانب بھاگی تھی اور زید بھی تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہاں پہنچ کر اس کی طرح مائدہ کو تلاش کرنے لگا تھا لیکن وہ کہیں نہیں تھی۔ چپہ چپہ دیکھ ڈالا تھا سودہ اپنے اور



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

مائدہ کے مشترکہ کمرے میں بیٹھ کر رونے لگی تھی' اس کا دل بری طرح گھبرا رہا تھا۔ زید کی بھی عجیب کیفیت تھی وہ بے قراری سے ٹہل رہا تھا سمجھ نہیں آرہا تھا کہ مائدہ کو کہاں تلاش کرے؟ وہ اس کی نگاہوں میں بے حد معصوم و بے ضرر لڑکی تھی جو کوئی ایسا ویسا قدم نہیں اٹھا سکتی تھی پھر کسی نے اسے اغواء نہ کرلیا ہو یہ وسوسہ اسے بے کل کرگیا تھا۔

''لیکن اغواء کوئی کرے گا تو اب تک اس کی کال آچکی ہوتی۔'' وہ بڑبڑایا اور پھر کسی خیال سے اٹھ کر سودہ کے کمرے میں ناک کرکے آیا۔

''سنو..... کالج جاتے وقت کوئی غیر معمولی بات دیکھی ہے تم نے؟''

''کیسی بات؟'' وہ چونک کر کھڑی ہوئی۔

''کوئی تم دونوں کو فالو تو نہیں کرتا تھا؟'' اس کی گہری نگاہیں سودہ کے چہرے پر تھیں مسلسل گریہ زاری سے اس کا چہرہ سرخ ہونے لگا تھا' بال بکھر کر چہرے کے گرد ہالہ کیے ہوئے تھے اور اسے اپنی طرف مسلسل دیکھتا پا کر وہ سراسیمہ ہوگئی تھی۔

''میں تم سے پوچھ رہا ہوں' تمہیں کوئی فالو تو نہیں کرتا تھا؟''

''نہ..... نہ..... نہیں..... ہم وین میں جاتے ہیں۔''

''مائدہ میں کوئی تبدیلی محسوس کی ہے تم نے؟'' اس کی آنکھیں اس کے چہرے پر تھیں وہ اتنا قریب تھا کہ اس کی سانس اس کے چہرے کو چھو رہی تھیں' اس کے استفسار پر وہ دہل گئی تھی۔

''دیکھو..... ڈرو نہیں' سچ سچ بتادو۔'' اس کے کرخت لہجے میں نرمی کا شائبہ تک نہیں تھا' اس کی زبان اکڑ کر رہ گئی' انکار میں گردن ہلا رہی تھی کہ اس کے سامنے سچ بولنے کی ہمت نہ تھی وگرنہ مائدہ میں تبدیلیاں بے حد اور تیزی سے آئی تھیں۔

''سچ بول رہی ہو نا تم؟'' اس کی غراہٹ کمرے میں گونجی تھی۔

''جی..... جی..... میں..... سچ کہہ رہی ہوں۔'' وہ کانپ گئی۔

''لیکن تمہارے سچ سے مجھے جھوٹ کی بو آرہی ہے۔'' وہ بھی کائیاں تھا' سودہ کے چہرے کے بدلتے رنگوں سے بہت کچھ اخذ کرچکا تھا اور اس ادراک نے اس کے اندر طوفان سا کھڑا کردیا تھا' وہ اس کے ڈر سے کانپ گئی تھی لیکن لبوں کو سختی سے بھینچ لیا تھا' وہ جانتی تھی اگر اسے معمولی سا بھی شک ہوا تو وہ اسے جان سے ماردے گا' عزت و غیرت کے معاملے میں وہ ازحد پکا تھا تب ہی باہر سے کچھ آوازیں ابھری تھیں۔

❀.....❀.....❀

انشراح سے ہونے والی جھڑپ نے اس کا موڈ بری طرح آف کردیا تھا۔ بابر' نعمان' فیصل وغیرہ اس کو زبردستی وہاں سے لے آئے تھے اس کا چہرہ آگ کی مانند بنا ہوا تھا اور آنکھیں خون چھلکا رہی تھیں۔

''کول ڈاؤن' تم ایک لڑکی سے فائٹ کررہے ہو؟''

''مجھے اکیلا چھوڑ دو' جاؤ تم لوگ یہاں سے کسی کی ضرورت نہیں ہے مجھے۔'' وہ ان کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے گویا ہوا۔

''ایسا کیا ہوگیا ہے یار..... تم خاصے ڈپریسڈ لگ رہے ہو؟'' فیصل نے کہا۔

''اپنی پرابلم ہم سے شیئر نہیں کرو گے؟'' نعمان نے بھی محبت سے کہا۔ وہ کچھ نہیں بولا گردن جھکائے گھاس کو گھورتا رہا۔ بابر نے ان کی طرف دیکھ کر انہیں جانے کا اشارہ کیا۔



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

''ابھی تم غصے میں ہو تمہیں تنہا چھوڑنا ہی بہتر ہے۔'' وہ کہہ کر چلے گئے۔

''کافی لے آؤں؟'' بابر نے پوچھا۔

''نہیں، تمہیں پینا ہے تو جاؤ۔'' سرد و سپاٹ لہجہ تھا۔

''میں تمہارے بغیر کافی نہیں پی سکتا۔''

''میں نے تمہیں اپنا پابند نہیں کیا، نخرے مت دکھاؤ۔''

''نخرے......'' اس کے بگڑے موڈ کے خیال سے قہقہہ ضبط کیا۔

''میں جارہا ہوں۔'' وہ ایک دم اٹھتا ہوا بولا۔

''کہاں...... ابھی پریڈز باقی ہیں تم کہاں جارہے ہو؟'' بابر بھی اس کے ساتھ کھڑا ہو کر گویا ہوا۔

''مجھے خود نہیں پتا کہاں جارہا ہوں۔'' وہ آگے بڑھتے ہوئے بولا۔

''میں بھی ساتھ چل رہا ہوں۔'' وہ پیچھے آیا۔

''میں تنہا جانا چاہتا ہوں۔''

''تم بے حد ڈسٹرب ہو اور ایسی حالت میں میں تمہیں تنہا جانے نہیں دوں گا۔'' اس نے آگے بڑھ کر اس سے کار کی چابی لینی چاہی۔

''مجھے کمزور مت سمجھو، میں مرنے نہیں جارہا......''

''فالتو بات نہیں کرو، میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔''

''انف از انف...... میرے پیچھے مت آنا اگر میری زندگی عزیز ہے۔'' اس نے شہادت کی انگلی اٹھا کر کہا تھا ایسا کچھ تھا اس لہجے میں بابر پھر اصرار نہ کرسکا۔ اس کے نگاہوں سے اوجھل ہونے تک وہیں کھڑا دیکھتا رہا تھا، نوفل پیچھے دیکھے بنا آگے بڑھتا چلا گیا تھا۔

❀......❀......❀

''عکرمہ کی برسی کل ہے کیا آپ نے تمام انتظامات کرلیے ہیں؟'' زرقا یوسف سے مخاطب ہوئیں۔

''ہوں...... میں نے سیکرٹری کو کہہ دیا ہے تمام انتظامات کرنے کو وہ کرچکا ہے۔ میں کل نوفل کے ساتھ قبرستان چلا جاؤں گا فاتحہ خوانی کے لیے۔''

''جیسے جیسے برسی کے دن قریب آنے لگتے ہیں، نوفل کے اندر کچھ عجیب سی کیفیات پیدا ہونے لگتی ہیں۔ وہ تنہائی پسند ہوجاتا ہے کھانے پینے سے رغبت نہیں رہتی اور اب میں اس کے اندر ایک نئی بات نوٹ کررہی ہوں۔''

''کیسی نئی بات؟'' وہ چونک کر استفسار کرنے لگے۔

''گرلز کو وہ شروع سے ہی لائک نہیں کرتا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس نفرت و بیگانگی میں شدت آتی جارہی ہے۔ کچھ دن قبل ساریہ کی کال آنے پر اس کی بری طرح انسلٹ کی کہ وہ بری طرح ہرٹ ہوئی اور کئی دن بیمار پڑی رہی تھی اور اس بات کو تنویر بھائی اور بھابی نے بھی بہت محسوس کیا ہے۔ اس کی گرلز کے خلاف انتہا کی شدت پسندی مجھے فکر مند رکھنے لگی ہے۔'' ان کے لہجے میں سخت تشویش و دکھ تھا۔

''وقت گزرنے کے ساتھ وہ بدلتا جائے گا آپ ٹینشن نہ لیں۔''

''یہی تو مسئلہ ہے جوں جوں وقت گزر رہا ہے اس کی نفرت بھی بڑھ رہی ہے اس رات کرنل حیٔ کے ہاں پارٹی میں زبردستی لے گئی تھی، ان کی اکلوتی بیٹی نیلوفر خاصی موہنی صورت کی مالک تھی اور اس بچی کی کمبختی آئی تھی جو موصوف پر فریفتہ

ہوکر فری ہونے کی سعی کرنے لگی تھی۔ نوفل میری وجہ سے اسے اگنور کرتا رہا تھا لیکن جیسے ہی میں آگے بڑھی نیلوفر کو صرف چند لمحوں میں ایسی بے بھاؤ کی سنائی تھیں کہ وہ پھر وہاں ٹھہر ہی نہیں سکی تھی اسی وقت چلی گئی تھی۔''
''یہاں سراسر ان لڑکیوں کی ہی غلطی ہے جب ایک شخص مکس ہونا نہیں چاہتا تو پھر کیوں زبردستی فری ہونے کی سعی کرتی ہیں اور تم جانتی ہو یہ سب صرف اس عورت کے کردار کی سیاہیاں ہیں جو بدقسمتی سے اس کی ماں تھی اور یہی تاریکی اور سیاہی نوفل کو ہر لڑکی کے چہرے پر دکھائی دیتی ہے۔''
''پلیز یوسف، نوفل کو ان سیاہ ٹھوکروں بھرے راستوں سے نکالنے کی سعی کریں ایک عرصہ ہوا ماں کو وہ بھول گیا اور اس کے کردار کو نہیں بھول سکا بلکہ وہ دنیا کو اسی نگاہ سے دیکھتا ہے۔''

❁......❁......❁
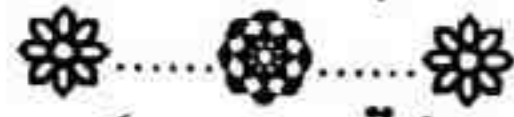
آہٹوں کی آواز پر سودہ تیزی سے کمرے سے باہر آئی تھی اور سامنے کھڑی مائدہ کو دیکھ کر مارے خوشی کے اس سے لپٹ گئی تھی۔
''تم کہاں چلی گئی تھیں مائدہ میں تو پریشانی سے پاگل ہوگئی تھی، وہ اس سے علیحدہ ہوتی ہوئی حیرت سے پوچھنے لگی تھی جبکہ زید خاموشی سے انڈور پلانٹ کی بیل کے پاس رک کر مائدہ کے چہرے کا جائزہ لے رہا تھا۔ خلاف عادت وہ اہتمام سے تیار ہوئی دکھائی دے رہی تھی نہ اس کی آنکھوں میں کوئی خوف تھا نہ چہرے پر ہراس وہ خاصی مطمئن و پرسکون نظر آرہی تھی۔
''میں کہاں جاتی بھئی تمہیں ہی ڈھونڈ رہی تھی اور تم تھیں کہ گدھے کے سینگوں کی طرح غائب ہوگئی تھیں تلاش کرتے کرتے میرا برا حال ہوگیا۔'' اس کی زبان کا ساتھ اس کی آنکھیں بالکل نہیں دے رہی تھیں۔
اس کے بچھڑنے پر سودہ کی جو حالت تھی وہ دیکھ چکا تھا لیکن مائدہ کی آواز بھی نم نہ تھی وہ دوپہر کو گم ہوئی تھی اب رات اپنے سیاہ پروں کو پھیلا چکی تھی وسوسوں کے طوفان اس کے اندر اٹھنے لگے تھے۔
''وہ اتنا ٹائم کہاں گزار کر آئی ہے اور کس کے ساتھ؟''
''شکر ہے ابھی کوئی نہیں آیا گھر میں اور بوا بھی نہیں آئی اور تم پلیز، کسی کو بھی نہیں بتانا جو ہمارے ساتھ ہوا ہے کسی کو پتا چل گیا تو بہت ڈانٹ پڑے گی۔'' وہ اپنی دھن میں کہہ رہی تھی۔
''زید بھائی کو بتادیا ہے میں نے......''
''وہاٹ...... زید بھائی کو بتادیا تم نے...... کہاں ہیں وہ؟'' ایک لمحے میں اس کا اطمینان وسکون غائب ہوگیا تھا چہرے پر زردی پھیل گئی تھی وہ متوحش انداز میں اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔
''یہاں ہوں میں۔'' وہ سخت لہجے میں کہتا ہوا وہاں آیا۔
''یہ گدھے کے سینگوں کی طرح غائب ہوگئی تھی اور تم نے کون سی سلیمانی ٹوپی پہن لی تھی جو مال کا چپہ چپہ دیکھنے کے بعد بھی تم دکھائی نہیں دی گھنٹوں کی خواری کے باوجود بھی۔'' اس کے لہجے میں پتھر کھنک رہے تھے پہلی بار اس سے وہ اس انداز میں بات کررہا تھا۔
''بھائی...... بھائی اس کی بات کا یقین نہیں کیجیے یہ جھوٹ بول رہی ہے مجھے وہاں چھوڑ کر یہ خود کسی کے ساتھ چلی گئی تھی۔'' سودہ کے سر پر کوئی دھماکہ ہوا تھا اور وہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔
''مجھے معلوم ہے جھوٹ کون بول رہا ہے۔'' اس نے غصے سے بے قابو ہو کر مائدہ کے رخسار پر طمانچہ جڑ دیا آخر کار وہی ہوا تھا جس کا اندیشہ تھا اسے بے کل و متوحش کیے ہوئے تھا وہ پلاننگ کے تحت وہاں گئی تھی۔

''بھائی آپ نے مجھ مارا...... آپ نے......!'' وہ گال پر ہاتھ رکھ کر رونے لگی، سودہ بھی ہک دک وہاں کھڑی رہ گئی تھی۔

''مارا...... میں تم کو جان سے ماردوں گا، تم نے کیا سوچ کر ایسی گھٹیا حرکت کی ہے میں سوچتا تھا میری بہن دنیا کی سب سے اچھی لڑکی ہے دنیا کی غلاظت سے کوسوں دور ہے اور تم نے میرے تمام فخر کو ساری خوشیوں کو آگ لگادی ہے۔''

اس کے لہجے سے چنگاریاں نکل رہی تھیں مارے غصے وصدمے سے دیوانگی ان پر طاری تھی اس کی حالت نے مائدہ کے ساتھ ساتھ اس کو بھی سہا کر رکھ دیا تھا وہ دعا کر رہی تھی کہ گھر والے جلدی سے آجائیں۔

''کون ہے وہ، کس کے ساتھ گئی تھیں تم؟''

''کوئی بھی نہیں...... میں نے کہا نہ میں کسی کے ساتھ نہیں گئی تھی مال میں اس کو ڈھونڈ رہی تھی آپ اس سے کیوں نہیں پوچھتے یہ کسی کے ساتھ گئی تھی؟'' خود کو بچانے کے لیے وہ ڈٹ گئی تھی۔

''یہ میرے ساتھ تھی وہاں کئی شاپ کیپرز نے مجھے بتایا تھا کہ یہ لڑکی پاگلوں کی طرح کئی گھنٹوں سے کسی کو تلاش کر رہی ہے اس کے بارے میں مجھے گواہی وہاں سے مل گئی تھی لیکن یہ کسی نے بھی نہیں بتایا کہ کوئی دوسری لڑکی بھی کسی کو ڈھونڈتی پھر رہی تھی۔'' مائدہ کا ڈھٹائی سے جھوٹ پر جھوٹ بولنا اس کے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر رہا تھا اس کی لاڈلی بہن نے کیا صلہ دیا تھا محبت وخلوص کا۔

''مجھے نہیں پتا آپ کو اعتبار کس طرح آئے گا۔'' اس نے کہا اور دانستہ طور قریب کھڑی سودہ کو زوردار دھکا دے کر وہاں سے بھاگتی ہوئی سیڑھیاں چڑھنے لگی تھی۔

''مائدہ...... مائدہ......!'' وہ اس کے پیچھے لپکا لیکن وہ بھاگتی ہوئی اپنے بیڈروم میں جا کر لاک لگا کر رہ گئی تھی۔

وہ بھاگتا ہوا واپس نیچے آیا جہاں مائدہ کے دھکا دینے سے سودہ بے اوسان ہوکر گری تھی اور وہاں رکھے ماربل کے گملے کا کونہ اس کے ماتھے پر اس زور سے لگا تھا کہ چکرا کر اٹھ نہ سکی تھی۔

''کم آن...... اٹھو...... زیادہ تو نہیں لگی؟'' اس نے دیکھا کہ وہ اٹھ نہیں پا رہی ہے تو آگے بڑھ کر نرمی سے اسے سہارا دے کر اٹھایا اور وہ کسی کانچ کی گڑیا کی مانند اس کا سہارا پا کر بڑھتی چلی آئی تھی حقیقت یہی تھی کہ صبح دیر ہونے کی وجہ سے وہ ناشتہ کر کے نہیں گئی تھی کالج کینٹین سے کچھ کھانا اچھا نہیں لگتا تھا۔ اس کا یہی خیال تھا وہ گھر جاتے ہی کھانا کھائے گی اور گھر آکر مائدہ نے کھانا نہیں کھانے دیا یہ کہہ کر وہ باہر ہی کچھ کھائیں گی۔ پھر جو ہوا اس نے بھوک و پیاس سب اڑادی تھی سارا دن گزر گیا تھا بنا کچھ کھائے بھوک کا احساس نہیں تھا مگر نقاہت تھی کہ بڑھتی ہی جا رہی تھی آنکھوں کے سامنے اندھیرے کی دبیز دیوار قائم تھی۔ گملے سے ٹکرانے کے بعد پیشانی سے خون تو نہیں نکلا تھا لیکن سوجن آگئی تھی زید نے اس کو صوفے پر بیٹھایا اور خود چلا گیا تھا۔ سودہ کا ذہن ماؤف ہوئے جا رہا تھا وہ ہاتھوں سے سر تھامے بیٹھی تھی۔

''یہ لو دودھ میں اوولٹین ڈالا ہے نیم گرم ہے پی لو۔'' وہ گلاس اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔

❀......❀......❀

بہت عجیب رشتہ تھا اس سے وہ جتنا اس سے دور جانا چاہتا تھا وقت اتنا ہی کسی بہانے سے قریب کر دیتا تھا۔ موسم میں گہری خنکی تھی۔ اس نے کار کی دونوں ونڈوز کھول دی تھیں، اس کے اندر ایک لاوا تھا جو برسوں سے پک رہا تھا اور تپش تھی کہ بڑھتی ہی جا رہی تھی گھٹن تھی کہ کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ ویسے بھی یہ ماہ اس پر بھاری گزرتا تھا اس ماہ کی آمد سے کئی ماہ قبل ہی وہ بے کل سا رہنے لگتا تھا بات بے بات اشتعال میں آجاتا تھا۔ اس کی ماں بے حد ماڈرن عورت تھی اور ہر ماڈرن عورت کو دیکھ کر اس پر جنون طاری ہو جاتا تھا انشراح بھی اسی جنون کی زد میں آئی تھی۔

حسب عادت وہ اس کو تیز کر کے اپنے اندر دہکتی آگ کچھ سرد کرنا چاہتا تھا کہ لڑکیوں کی توہین وتذلیل کر کے اس کو دلی



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

سکون ملتا تھا لڑکیاں روتی تھیں، معافیاں مانگتی تھیں محبت کی بھیک مانگتی تھی اور اس کی طرف سے جواباً ایسے ایسے طعنے سننے کو ملتے تھے کہ وہ کانچ کی مانند بکھر جایا کرتی تھیں۔ وہ اور اس کی انا جیت کا جشن مناتی تھی، لیکن آج پاسہ ہی پلٹ گیا تھا سیر کو سوا سیر مل گیا تھا۔ آج انا کو خوشی کی جگہ زخم ملے تھے سارے پرانے زخم پھر سے تازہ ہوگئے تھے۔

''شٹ اپ.... جسٹ شٹ اپ مجھے پہلے شک تھا کہ تم کسی سائیکولوجیکل پرابلم میں مبتلا ہو لیکن اب یقین ہوگیا ہے تم شدید ذہنی مرض میں مبتلا انسان ہو تمہیں یہاں نہیں پاگل خانے میں ہونا چاہیے۔'' انشراح کی غصے سے بھری آواز سماعتوں میں گونجنے لگی اور ساتھ ہی ماضی کی تصویریں بیدار ہوتی گئی تھیں۔

''سائیکو باپ کی سائیکو اولاد ہو نہ ابھی سے مجھ پر پابندیاں لگا رہا ہے عمر دیکھو اس کی اور آرڈرز دیکھو؟'' شعوانہ نے رولز لگے بالوں کو جھٹکتے ہوئے قریب کھڑے نوفل کو گھورتے ہوئے کہا تھا جو ناپسندیدگی سے اس کی نائٹی کو دیکھ رہا تھا۔

''مما راجو انکل آپ کو بیڈٹی دینے آئے تھے وہ کس طرح آپ کو دیکھ رہے تھے۔'' اسٹریپس والی نائٹی سے اس کے جسم کا اوپری حصہ اور پنڈلیاں صاف نظر آرہی تھیں ملازم راجو بیڈٹی لے کر آیا تھا وہ بالوں کو رولز کرنے میں مصروف تھی اور نوعمر راجو عجیب طرح سے اسے دیکھ رہا تھا نوفل کو آٹھ سال کی عمر میں جذبات کی پہچان نہ تھی مگر راجو کا مما کو اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا برا لگا تھا۔

''تم تو لکی ہو میری جان جو تم کو ایسی مما ملی ہیں کہ جہاں سے گزر جاؤں لوگ مڑ مڑ کر دیکھتے ہیں میرا انداز ہی ایسا ہے۔''

''میں بابا سے کہہ کر راجو انکل کو جاب سے نکلوا دوں گا وہ اچھے نہیں ہیں۔ آپ کو بیڈا آئز سے دیکھتے ہیں۔'' وہ راجو کی نگاہیں نہیں بھول رہا تھا۔

''تم آٹھ سال کے ہو مگر تمہارے اندر کسی بوڑھے خبیث کی اسی سالہ روح موجود ہے اس عمر میں بچوں کو کھیل کود سے فرصت نہیں ہوتی ہے اور تم ہو جو کسی آفت کی طرح میرے پیچھے لگے رہتے ہو۔'' وہ چائے پی کر آگے بڑھی تھی اور اس کے چہرے پر تھپڑ مارتے ہوئے چلائی۔

''اپنے باپ کو بتایا تو تمہاری زبان کاٹ دوں گی بڑا آیا راجو کو نکلوانے والا وہ بڑے کام کا آدمی ہے۔'' ایک تھپڑ مزید رسید کیا گیا تھا۔ اس نے گھبرا کر گاڑی روکی تھی۔

یہ سنسان علاقہ تھا سڑکیں ویران تھیں اچانک بریک لگنے کی تیز آواز ماحول میں گونج کر رہ گئی تھیں۔ نوفل نے دائیں رخسار سے چپک جانے والے ٹشو پیپر کو ہٹایا تھا جو تیز ہوا کے باعث ڈیش بورڈ پر رکھے ٹشو بیگ سے نکل کر اس کے چہرے پر آگیا تھا اور اس کو لگا مما کے لگائے گئے تھپڑوں کا درد اب بھی موجود ہے۔ وہ اسٹیرنگ پر سر رکھے لمبی لمبی سانس لیتا رہا تھا۔

دوپہر رات میں ڈھل چکی تھی وہ دل کی وحشتوں کو بھلانے کے لیے اِدھر اُدھر کار دوڑائے گھومتا رہا تھا پھر خود ہی اکتا کر گھر کی راہ لی تھی۔ موبائل فون یونیورسٹی سے نکلتے وقت اس نے آف کردیا تھا اب آن کیا تو ماما، پاپا کے علاوہ بابر کی کئی کالز موجود تھیں، ابھی اس نے فون آن ہی کیا تھا کہ بابر کی کال آنے لگی۔

''کیا ہے ہوگی ہے یہ ایک تو جامعہ سے چلے گئے اور پھر فون بھی بند کردیا۔ سارا دن کال کرکے میرا ٹینشن سے برا حال ہوگیا ہے کہاں ہو؟'' دوسری طرف سے آتی بابر کی آواز بتا رہی تھی وہ اس کے لیے سخت فکر مند ہے۔

''اسی دنیا میں ہوں۔'' وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔

''ماما کی کال آئی تھی وہ پوچھ رہی تھیں تم ابھی تک گھر نہیں گئے.... میں نے ان سے کہہ دیا تھا تم کسی کام سے گئے



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

ہوئے ہو رات تک گھر آ ؤ گے۔"

"فکر مت کرو۔ میں گھر ہی جا رہا ہوں۔"

❀ ❀ ❀

"عورتوں کی عزت وہ لوگ نہیں کرتے ہیں جو عورتوں کے قابل نہیں ہوتے...... کمزور ہوتے و بزدل ہوتے ہیں اپنی اس فرسٹریشن کو وہ اس طرح نفرت و بدتمیزی کے ذریعے زائل کرنے کی سعی کرتے ہیں۔" انشراح نے ساری بات بالی کو بتاتے ہوئے کمنٹس پاس کیے تھے۔

"لیکن تم نے بہت زبان درازی کی ہے تمہیں نوفل کو اس طرح سے نہیں کہنا چاہیے تھا۔" بالی کے لہجے میں خوف تھا۔

"اچھا زبان درازی میں نے کی ہے یا بدتمیزی اس نے کی تھی؟"

"وہ مرد ہے کچھ بھی کر سکتا ہے کچھ بھی کہہ سکتا ہے اور نوفل صاحب بہت خطرناک آدمی ہیں ان کے پاس ہر وقت پستول ہوتا ہے یاد ہے پہلی بار جب ان سے ملاقات ہوئی تھی اپنے دوست کی حمایت میں انہوں نے آپ پر پستول تان لیا تھا۔" بالی جھرجھری لے کر رہ گئی۔

"پستول نکالا ضرور تھا لیکن گولی ماری تو نہیں تھی۔"

"اگر اس کا دوست روک نہ لیتا تو خدانخواستہ گولی مار دیتا۔"

"ہونہہ ایسے ہی مار دیتا، اپنی وے آج تو میں نے اس کو ایسی کھری کھری سنائی ہے کہ نیکسٹ ٹائم میرے سامنے منہ کھولنے سے پہلے سو مرتبہ سوچے گا۔" ایک عرصے بعد وہ پرانی والی انشراح دکھائی دے رہی تھی نڈر و بے باک۔

"بے بی مجھے آپ کی فکر ہونے لگی ہے آپ نے اس سے دشمنی کر کے اچھا نہیں کیا ہے میں کہتی ہوں مٹی ڈالو ان چیزوں پر معافی مانگ لو دریا میں رہ کر مگرمچھ سے بیر کرنا مناسب نہیں...... آپ کہتی ہیں تو میں آپ کی طرف سے معافی مانگ لیتی ہوں۔" بالی اس کی طرف سے متفکر ہو کر گویا ہوئی۔

"نو نیور...... اس سے نہ میں معافی مانگوں گی نہ تم۔" وہ حتمی لہجے میں کہتی ہوئی بیڈ پر اوندھی لیٹ گئی۔

"جامعہ میں ایسی ہی باتیں عاکفہ کرتی رہی تھی۔ عاجزی، معافی و جھک جانے کے سبق محض عورت کو ہی کیوں پڑھائے جاتے ہیں۔"

"عورت کمزور ہوتی ہے اور مرد کو اللہ نے طاقتور پیدا کیا ہے۔"

"اللہ انصاف پسند ہے وہ کبھی بھی بے انصافی نہیں کرتا یہ محض مفروضے ہیں کہ عورت کمزور ہے اور مرد طاقتور ہے۔"

"میں کہتی ہوں......"

"کچھ بھی مت کہو بالی آپ جا کر کھانا لگاؤ میں آتی ہوں۔" وہ اس کی بات کاٹ کر چڑچڑے انداز میں گویا ہوئی۔

"تمہارے موڈ کی بھی مجھے سمجھ نہیں آتی ہے کل تک تم اس کے احسانوں تلے دبی ہوئی نگاہیں نہ اٹھا رہی تھیں اور کہاں آج دشمن بن گئی ہو۔" بالی جلے کٹے لہجے میں سنانے لگی۔

"وہ میری بے وقوفی تھی جو میں ایسا سمجھتی تھی ورنہ اس دنیا کے اصول مجھے سمجھ آ گئے ہیں یہاں انسان جتنا ہی احسان فراموش اور بدلحاظ ہوگا اتنی ہی عزت و ستائش اس کو حاصل ہوتی ہے۔" وہ دوبدو گویا ہوئی۔

نوفل کی باتوں نے اس کے دل پر چرکے لگا دیے تھے بلاوجہ اسے بازاری عورت سے زیادہ گرا ہوا ہونے کا طعنہ بھی دے ڈالا تھا اور یہی طعنہ اسے بدحواس کر بیٹھا تھا اس کی زندگی صاف ستھری تھی کسی مرد کی پرچھائی بھی اس کو چھو کر نہیں گزری تھی وہ بے حد ماڈرن و آزاد خیال تھی لیکن کسی مرد سے دوستی نہ کی تھی۔



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

## ثمرین شاہ

السلام علیکم! رائٹرز تمام معصوم سے قارئین کو معصوم سی بچی کا محبت سے لبریز سلام قبول ہو۔ میں پچھلے چار سال سے آنچل کی خاموش قاری ہوں اب سوچا کیوں نہ اسٹیج توڑ انٹری دوں۔ تاریخ پیدائش 8 اگست اور عمر لڑکیوں سے نہیں پوچھتے بھئی جناب کو ثمرین شاہ کہتے ہیں۔ ستاروں اور ہاتھوں کی لکیروں پر یقین نہیں کیونکہ قسمت تو ان کی بھی ہوتی جن کے ہاتھ نہیں ہوتے۔ موسم میں سردی و بارش کھانے میں بریانی مشروب میں سب اچھی چیزیں وھند میں اُف آئس کریم گرمیوں میں بجلی (جو نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے)۔ لباس میں ٹراؤزر لونگ شرٹ وددوپٹہ رائٹرز میں نازی کنول نازی سمیرا شریف طور دوستیں بہت بناتی ہوں زندگی کا اصول جیو اور جینے دو۔ بہترین دوست میری بہن سب سے بڑی نعمت امی ابو کو اللہ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دے آمین اب اجازت اللہ حافظ۔

''میں لگارہی ہوں کھانا تم کھانا کھا کر روشن باجی کو کال کر لینا وہ کئی بار تم کو کال کر چکی ہیں تم نے کافی دن ہو گئے ان سے بات نہیں کی۔'' وہ جاتے جاتے کہہ کر چلی گئی۔

''اوہ...... میں اپنے چکروں میں روشن آنٹی کو تو بھول ہی گئی تھی میں ابھی کمال کرتی ہوں۔'' وہ پرس سے موبائل نکالتی بڑبڑائی۔

❀......❀......❀

دودھ پی کر اس نے خاصی توانائی محسوس کی تھی لیکن سر میں درد کم نہیں ہوا تھا پھر مائدہ کے کمرہ مقفل کر کے بیٹھنے سے عجیب صورت حال پیدا ہوگئی تھی زید بار بار دروازہ ناک کر چکا تھا وہ نہ جواب دے رہی تھی نہ دروازہ کھول رہی تھی اور اس کی یہ سوچ سوچ کر جان نکل رہی تھی کہ وہ کچھ کر نہ بیٹھی ہو؟ پہلی بار زید نہ صرف اس کے ساتھ بری طرح پیش آیا تھا بلکہ وہ اسے تھپڑ بھی مار چکا تھا یہ سب مائدہ جیسی نازوں سے پلی بڑھی لڑکی کو کہاں برداشت تھا۔ عمرانہ کے کمرے کے لاک کی چابیاں گم ہو چکی تھی مائدہ نے بڑی چالاکی سے اس کمرے کا انتخاب کیا تھا زید نے تمام کمروں کے دروازوں کی چابیاں کی ہول میں آزمائی تھیں کہ کوئی بائی چانس لگ جائے مگر وہ ناکام رہا تھا۔

''مجھے ڈر لگ رہا ہے اس نے کچھ کر نہ لیا ہو؟'' وہ اوپر نیچے آتے جاتے زید سے مخاطب ہوئی تھی جس کا غصے وضبط سے برا حال تھا۔

''کچھ نہیں کرے گی وہ چھپ کر بیٹھ گئی ہے اندر، میں چھوڑوں گا نہیں۔'' وہ مشتعل انداز میں بالوں میں انگلیاں پھیرتا ہوا بولا۔

''معاف کر دیں زید بھائی اس سے غلطی ہو گئی ہے......'' وہ اس کے قریب آ کر بھرائی ہوئی آواز میں گویا ہوئی۔

''اسے معاف کر دوں چھوڑ دوں اسے۔ تم اتنی نادان نہیں ہو کہ اس کے جھوٹ کے پیچھے چھپی کہانی کو پڑھ نہ سکو، وہ کیا چھپانا چاہ رہی ہے اسے سمجھ نہ سکو، اتنی بھولی و معصوم نہیں ہو تم۔'' وہ اس پر بھی گرجنے، برسنے لگا تھا سو وہ خاموش ہوگئی تھی۔

''تم اپنے کمرے میں جاؤ، مما آ رہی ہوں گی، کال کی ہے میں نے انہیں ان کو دیکھ کر ہی وہ لاک کھولے گی۔'' وہ تحکم بھرے انداز میں گویا ہوا۔

اس کی مجال کہاں تھی کہ اس کے حکم کی پیروی نہ کرتی سو مرے مرے قدموں سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی کچھ دیر بعد عمرانہ آ گئی تھی۔



WWW.URDUSOFTBOOKS.COM
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS

”بیٹا..... زید ایسا کیا کام آ گیا جو آپ نے کال کی؟“ وہ مسکراتی ہوئی اس سے مخاطب ہوئیں۔
”اوپر چلیں کچھ بات کرنی ہے آپ سے۔“ اس کا چہرہ جھکا ہوا تھا۔
”ایسی کیا بات ہے جو اوپر جا کر ہی ہوگی، کوئی سیکریٹ ہے۔“ وہ مسکرا کر معنی خیز لہجے میں گویا ہوئیں۔
”آئیے اوپر چلتے ہیں۔“ وہ ان کا ہاتھ تھام کر آگے بڑھ گیا۔ وہ حیران و پریشان سی اس کے ساتھ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آ گئیں۔
”مائدہ اب دروازہ کھولو مما آ گئی ہیں۔“ وہ تیز لہجے میں گویا ہوا۔
”یہ کیا ہو رہا ہے.....! مائدہ میرے روم میں کیوں ہے؟“
”آپ اسے باہر آنے کا کہیں مما۔“ اس کا لہجہ انہیں کسی گڑبڑ کا احساس دلا رہا تھا انہوں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے دروازہ ناک کر کے کہا۔
”مائدہ باہر آؤ میری جان۔“ دروازہ کھلا اور وہ بھاگ کر ان سے لپٹ گئی۔
”مما..... مما مجھے بچالیں بھائی مجھے قتل کر دیں گے۔“ وہ بری طرح رونے لگی۔
”قتل.....!“ انہوں نے گھبرا کر زید کی طرف دیکھا۔
”ہاں مما قتل..... معلوم کریں اس سے ہماری عزت و شرافت یہ کہاں نیلام کر کے آئی ہے ایسا کرتے ہوئے اس کو ایک لمحے بھی ہمارا خیال نہیں آیا؟“ وہ کسی طوفانی سمندر کی مانند بپھرا ہوا تھا۔
”کس کی باتوں میں آ کر اپنی معصوم بہن پر الزام لگا رہے ہیں؟ میں اپنی بیٹی کو اچھی طرح جانتی ہوں یہ کبھی بھی ایسا نہیں کر سکتی۔“ وہ خود سے لپٹی مائدہ کے بال چوم کر سخت لہجے میں بولیں۔
”مما..... میں بھی بھائی سے یہی کہہ رہی ہوں اور یہ ہیں کہ.....“
”شٹ اپ..... کوئی بکواس کرنے کی ضرورت نہیں تم کو۔“ وہ پہلے ہی انگاروں پر لوٹ رہا تھا مما کے یقین اور مائدہ کی ڈھٹائی پر وہ چیخ کر گویا ہوا تو مائدہ مما سے بری طرح لپٹ گئی۔
”اندر چل کر بیٹھیں اور تسلی سے ساری بات بتائیں۔“ اس کو آگ بگولہ دیکھ کر وہ مائدہ کو لے کر اندر آ گئی تھیں ساتھ زید کو بھی اندر آنے کو کہا۔ زید نے ساری کہانی ان کو سنادی تھی سن کر وہ غرا کر گویا ہوئیں۔
”اوہ..... اب سمجھی یہ ساری آگ اس چلتر باز لڑکی کی لگائی ہوئی ہے۔“
”مما سودہ کا کوئی قصور نہیں۔“
”ہاں..... ہاں مجھے معلوم ہے سودہ کا کوئی قصور نہیں..... اس کا کوئی قصور ہو بھی کیسے سکتا ہے؟“ وہ لفظ لفظ جما کر بول رہی تھیں۔
”اس کے ساتھ گزری اس رات کا نشہ بول رہا ہے۔“
”مم..... ما.....“ بے حد آہستی سے اس کے ہونٹوں سے نکلا۔
”اس کی باتوں پر تم یقین کرو گے میں نہیں۔“
”میں سوچ رہا تھا آپ میری حمایت کریں گی لیکن آپ نے مجھے ہی کند چھری سے ذبح کر ڈالا..... کانوں پر گھسیٹا دیا۔“ اس کی حمیت اس کی خودداری تڑپ اٹھی تھی ایک ایسی نازیبا و اخلاق سے گری ہوئی بات اس کی سگی ماں نے کہی تھی کاش کوئی دوسرا ہوتا تو وہ اسے زمین میں زندہ دفن کر دیتا لیکن.....
”حد ہوتی ہے کچے کانوں کی بھی، ایک لڑکی نے تمہاری بہن کی طرف انگلی اٹھائی اور تم وہ انگلی کاٹنے کے بجائے
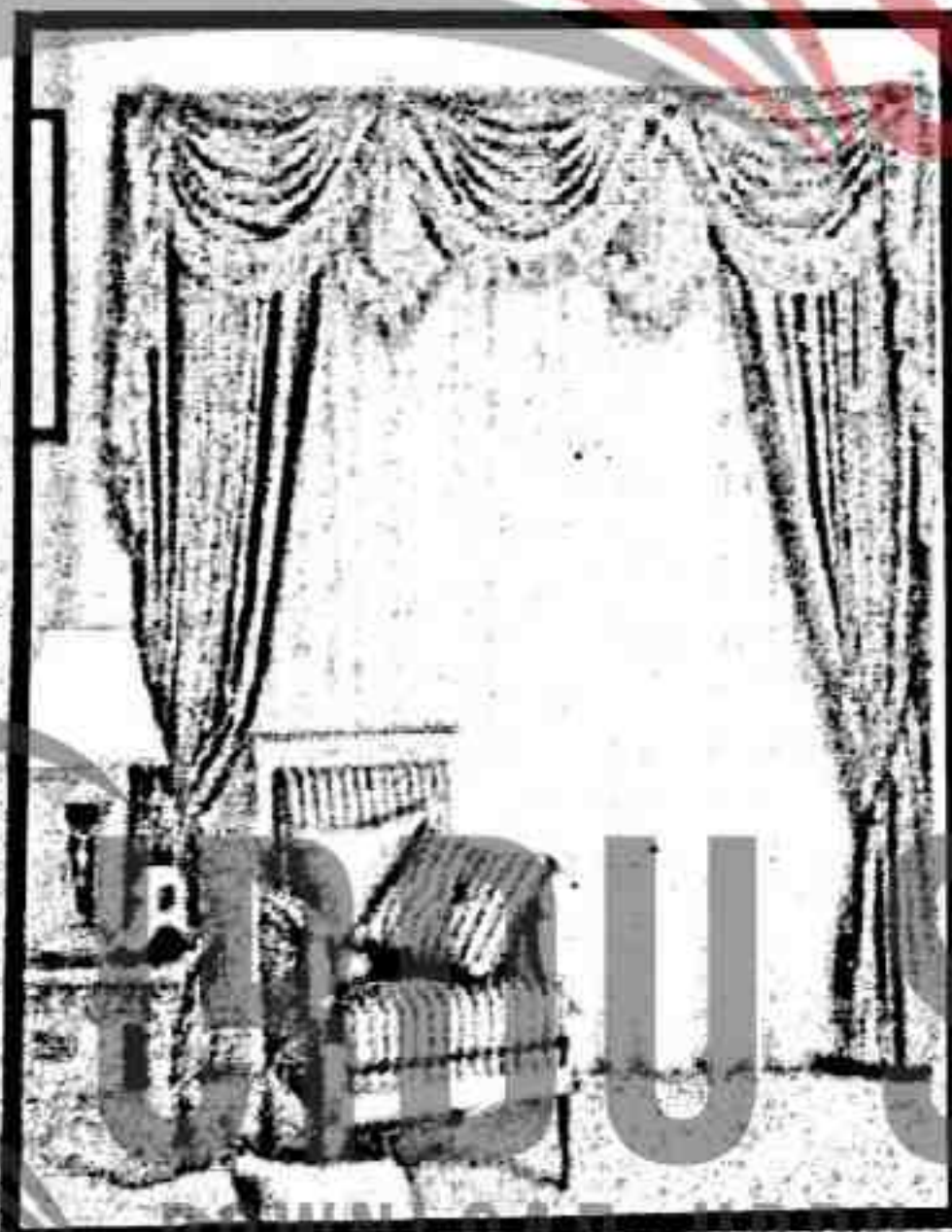
Watch Us On YouTube

چہرے کے فالتو بالوں کا
بہت ہی آسان علاج

YouTube

Health Care Club

چہرے کی جُھریوں کا
بہت ہی آسان علاج

YouTube

Health Care Club

بہن کی جان لینے پر تل گئے؟'' بہت سوچ کر انہوں نے پانسا پھینکا تھا جو کامیاب رہا تھا وہ جو ابھی چند لمحے قبل شعلوں کا الاؤ بنا ہوا تھا اور کچھ بعید نہ تھا کہ وہ مائدہ کی زندگی کا چراغ بجھا کر ہی دم لیتا انہوں نے اس کی دکھتی رگ بے رحمی سے نوچ ڈالی تھی۔

وہ ایک دم ہی شاکڈ ہو کر رہ گیا تھا۔ اس کی متحیر نگاہیں مما کی طرف تھیں جو اس سے نگاہیں چرا رہی تھیں۔

''بھائی میں مما کی قسم کھا کر کہتی ہوں میں بے گناہ ہوں۔''

''او کے مما کی قسم مت کھاؤ۔'' اس کے لہجے میں شکستگی آ گئی تھی۔

''چلو آ کر بہن کے سر پر ہاتھ رکھو، کیا حالت ہو گئی ہے اس کی۔'' وہ مسکرا کر اس سے تحکمانہ لہجے میں گویا ہوئیں۔

''سوری مما۔'' وہ کہہ کر تیزی سے وہاں سے نکل گیا۔

❀......❀......❀
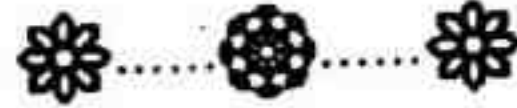
لاریب اپنی گاڑی میں میوزک سنتا ہوا جا رہا تھا یہ پورا ہفتہ اس نے مارشس سے آنے والی فرینڈ کے سنگ گزارا تھا وہ آج واپس گئی تھی ابھی ایئر پورٹ سے آ رہا تھا موڈ بہت اچھا تھا وہ شمرہ کے ساتھ گزرا وقت یاد کر رہا تھا۔ معاً اس کی نگاہ پارک میں واک کرتی ایک خاتون پر پڑی تھی اس کو وہ چہرہ کچھ شناسا محسوس ہوا تھا وہ سائیڈ میں کار روک کر رک گیا۔

وہ خاتون پھر ایک لمبا راؤنڈ کاٹ کر اس طرف آئی تھیں اور وہ ان کو پہچان گیا تھا فوراً ہی کار سے اتر کر پارک کی طرف بڑھا۔

''ہیلو آنٹی ہاؤ آر یو؟'' وہ قریب جا کر شوخی سے بولا۔

''اوہ...... لاریب ارے آپ کہاں سے آ گئے؟'' جہاں آرا نے اس سے بھی زیادہ گرم جوشی سے کہتے ہوئے ہاتھ ملایا۔

''دیکھ لیجیے ڈھونڈ لیا نا آپ کو آپ تو بنا بتائے غائب ہو گئی تھیں۔''

''غائب تو آپ ہو گئے تھے آپ نے پتہ بتانے کا موقع کہاں دیا تھا بچے؟''

''اب ہم مل گئے ہیں پتہ بتائیں گی نہ۔''

''پتہ نہیں بتاؤں گی۔'' وہ سنجیدگی سے کہہ اٹھیں۔

''جی......!'' وہ بوکھلا کر رہ گیا۔

''جی پتا نہیں بتاؤں گی، بلکہ ساتھ گھر لے کر جاؤں گی۔'' انہوں نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو ان کے ساتھ وہ بھی ہنس دیا۔

''ڈراپ کریں گے بیٹا۔'' وہ ہینڈ بیگ اٹھاتے ہوئے گویا ہوئیں۔

''نیکی اور پوچھ پوچھ آنٹی، موسٹ ویلکم۔'' اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا اس کی نگاہوں میں انشراح کا رعنائی سے بھرپور حسین چہرہ گھوم رہا تھا وہ اس کے حصول سے مایوس ہو چکا تھا مگر قسمت کی یاوری تھی کہ وہ پھر سے اس کا تصور نگاہوں میں سجائے اس کے در پر جا رہا تھا۔

(ان شاء اللہ باقی آئندہ ماہ)

❀



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

# چہرہ بنا لیتے ہیں

نزہت جبین ضیاء

جب بھی چاہیں اک نئی صورت بنا لیتے ہیں لوگ
اک چہرے پر کئی چہرے بنا لیتے ہیں لوگ
مل بھی لیتے ہیں گلے سے اپنے مطلب کے لیے
آپڑے مشکل تو نظریں بھی چرا لیتے ہیں لوگ

بہن کا بدلا ہوا لہجہ وانداز تو وہ کافی دنوں سے محسوس کررہی تھیں مگران کو یہ اندازہ نہیں تھا کہ قدسیہ بیگم رشتہ ہی ختم کرڈالیں گی وہ بھی اس طرح اچانک' ان کے تو ہاتھ پاؤں ہی پھول گئے تھے۔

"آپ...... آپا...... آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں؟ وہ فیصلہ بھی تو آپ کا اپنا ہی تھا ناں......؟" خدیجہ بیگم نے ان کی بات پر پریشان اور حیرت زدہ لہجے میں بہن سے سوال کیا۔

"ہاں مگراب مجھے احساس ہوا ہے کہ میں نے وہ فیصلہ جلد بازی میں کردیا تھا۔ رشتے یوں طے نہیں کیے جاتے۔" ان کا لہجہ سخت تھا۔

"آپا...... آپ کو کیا ہوگیا ہے؟ آپ ہمارے بچوں کی خواہش کو جانتے ہوئے بھی ایسا کیسے کرسکتی ہیں؟ ایک ماں بن کر سوچیں۔"

"ہاں...... ہاں ایک ماں بن کر ہی ٹھنڈے دل سے سوچا' سمجھا' بہت غور وفکر کرکے ہی اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ میری بیٹی کے لیے کیا بہتر ہوگا۔"

"آپا......! میرے بیٹے کے بارے میں بھی تو سوچیے ذرا...... وہ بہت چاہتا ہے...... اطروبہ بھی حاذر سے بہت پیار کرتی ہے۔ آپ یہ فیصلہ اطروبہ کی مرضی سے اس سے پوچھ کر کررہی ہیں کیا؟ مجھے بات کرنی ہے اطروبہ سے۔"

"دیکھو بی بی...... فضول میں بات کو طول مت دو۔"

"آپا یہ رشتہ ہم سب کی رضامندی اور بچوں کی پسند سے ہوا تھا اور اب جب اس رشتے کو دو سال ہونے کو آئے ہیں آپ ایسا کیسے کرسکتی ہیں......؟" خدیجہ بیگم ملتجی لہجے میں بولیں۔

"دیکھو خدیجہ اس بات پر میں زیادہ بحث نہیں کررہی' ہاں ہمارے درمیان بات ضرور ہوئی تھی اور بات کی کوئی اہمیت نہیں تم حاذر کا رشتہ کہیں اور کرلو ہم نے کون سا باقاعدہ رسم کرکے یہ رشتہ طے کیا تھا۔ زبان سے بات ہوئی اور زبان سے ہی ختم کررہی ہوں میں۔" قدسیہ بیگم کی لاتعلقی سرد مہری اور بیگانگی عروج پر تھی انہوں نے نخوت سے بہن کے چہرے کی جانب دیکھا۔



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

''جہاں دلوں کے رشتے طے ہوں' وہاں زبان کی اہمیت ہوتی ہے' زبان سے طے کرکے وہ رشتے دل سے قبول کیے جاتے ہیں' سچے کھرے اور پرخلوص رشتے ہوتے ہیں۔ وہاں ظاہری' رسموں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ یہ تو سب انسانوں کی بنائی ہوئی فضول اور غیر ضروری رسمیں ہیں' مجھے بتایئے کہ کہاں یہ لکھا ہے کہ رشتہ طے کرنے کے لیے ہار پھول پہنائے جائیں' انگوٹھیوں کے تبادلے ہوں' دلوں کے وعدے اقرار اور آپس کی محبت' چاہت' اپنائیت یہ سب رشتوں کو استوار کرنے کی بنیاد بنتے ہیں اور جو رشتے دلوں سے طے ہوجائیں ظاہری نمود ونمائش کے محتاج نہیں ہوتے' وہ امر اور پختہ ہوتے ہیں اور ہم نے بھی ایسا ہی رشتہ طے کیا تھا' جس میں ہم سب کی ہمارے بچوں کی چاہت اور خوشی شامل تھی اور آپا آپ...... چار دن کی دوستی کے سامنے پرانے رشتے ناطے توڑنے چلی ہیں۔ یہ مت بھولیں کہ اپنے اپنے ہوتے ہیں اگر وہ ماریں بھی ناں تو دھوپ میں نہیں چھاؤں میں پھینکتے ہیں...... آپ جانتی ہیں عقیل آپ لوگوں سے سارے رشتے ختم کردیں گے ہم بہنیں پھر آپس میں مل بھی نہ پائیں گے۔'' اتنا کہہ کر خدیجہ بیگ رونے لگی تھیں۔

''ہاں خدیجہ...... مگر مجھے اپنی اولاد سے زیادہ کوئی عزیز نہیں۔'' قدسیہ بیگم کے سفاک لہجے سے خدیجہ بیگم کا دماغ گھوم گیا۔

''آپا...... یہاں میری اولاد کا بھی سوال ہے...... لیکن آپ سے اس وقت کچھ کہنا فضول ہے کیونکہ آپ کو دولت کی چکاچوند نے اندھا کردیا ہے۔ آپ اپنی اولاد کا خیال نہیں کررہی تو دوسروں کی اولاد کا درد کیا جانیں گی۔ آپ دلوں سے زیادہ ظاہری چمک دمک کو اہمیت دے رہی ہیں۔ بہرحال میری دلی دعا ہے کہ اللہ پاک آپ کی بیٹی کو خوشیاں دے۔'' خدیجہ بیگم آنچل سے آنکھیں پونچھتی ہوئی گھر سے نکل گئیں۔

قدسیہ بیگم اور خدیجہ بیگم آپس میں بہنیں تھیں۔ قدسیہ بیگم کے شوہر ادریس صاحب تھے جو پرائیویٹ کمپنی میں جاب کرتے تھے دو بیٹیاں تھیں' بڑی بیٹی مطاہرہ تھی اور چھوٹی اطروبہ جبکہ خدیجہ بیگم کے شوہر عقیل صاحب بھی ایک کمپنی میں جاب کرتے تھے' دونوں فیملیاں ایک ہی محلے میں مگر تھوڑے فاصلے پر رہتی تھیں۔ متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والے ان لوگوں میں سے جو چادر دیکھ کر پیر پھیلاتے ہیں ایسے ہی بچے جوان ہوگئے تھے۔ مطاہرہ نے ابھی میٹرک ہی کیا تھا کہ ادریس صاحب نے اس کا رشتہ اپنے بھتیجے عاقب سے کردیا تھا۔ وہ لوگ بھی مالی لحاظ سے کافی کمزور تھے اس رشتے پر قدسیہ بیگم راضی نہ تھیں مگر ادریس صاحب کے آگے ان کی ایک نہ چلی۔ مطاہرہ شادی کے بعد سے کسمپرسی میں ہی رہی' مطاہرہ کی شادی کے وقت اطروبہ میٹرک میں تھی' بچپن سے ہی حاذر اور اطروبہ ساتھ ساتھ رہتے حاذر' اطروبہ سے چار پانچ سال بڑا تھا' کھیلنا' پڑھنا' ہر کام دونوں ساتھ ساتھ کرتے اور لڑائیاں بھی خوب ہوتی تھیں' ساتھ ہنستے کھیلتے نہ جانے کب بڑے ہوگئے اور ایک دوسرے کے لیے دلوں میں محبت کب سے پنپتی رہی دونوں کو اندازہ ہی نہ ہوسکا۔ اگر کبھی کسی بات پر حاذر ناراض ہوجاتا تو اطروبہ بے چین واداس ہوجاتی' ''کسی کام میں دل نہیں لگتا'' پاگلوں کی طرح ادھر ادھر گھوما کرتی جب تک سوری کرکے حاذر کو منا نہیں لیتی کھانا پینا حرام ہوجاتا حاذر کا حال بھی اس سے جدا نہ تھا۔

ایک روز ایسے ہی بیٹھے بیٹھے محبت پر بات ہونے لگی۔

''اچھا جی تم بتاؤ محبت کیا ہوتی ہے؟'' حاذر نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

''محبت......!'' اطروبہ نے دہرایا۔ ''محبت وہ لافانی جذبہ ہے جو بنا سوچے سمجھے ہوجاتا ہے۔ نہ ذات پات دیکھی جاتی ہے نہ ہی عمر اور اونچ نیچ دیکھی جاتی ہے یہی محبت کی سچائی ہے۔''

"اچھا......" حاذر نے اس کا سر پکڑ کر ہلایا۔
"تم اتنی سی تو ہو تمہیں یہ سب کیسے پتہ چلا؟ تم کیسے کہہ سکتی ہو محبت کے بارے میں کہ محبت کیا ہے؟ اور کیسے ہو جاتی ہے؟"
"مجھے پتہ ہے سب کچھ...... تمہیں پتہ ہے کہ محبت میں کیا کیا ہوتا ہے؟" معصوم لہجے میں کہہ کر الٹا حاذر سے سوال کرڈالا۔ حاذر کو اس کا انداز اچھا لگ رہا تھا۔
"نہیں بھئی مجھے تو کچھ پتہ نہیں۔" حاذر نے کاندھے اچکا کر لاعلمی کا اظہار کیا۔
"پتہ بھی ہے جس سے محبت ہو جائے ناں تو دل کرتا ہے ہر وقت وہ ساتھ ساتھ رہے، ہنسی مذاق، باتیں، چھوٹی چھوٹی باتیں، اسے بتائی جائیں اور کبھی کبھی لڑائی جھگڑے اور روٹھنے منانے کا نام بھی محبت ہے۔"
"اچھا......! مگر یہ سب تو ہم دونوں کے درمیان بھی ہوتا ہے سیم یہی سچویشن...... تو کیا ہم دونوں میں یہ سب ہو تو اس کا کیا مطلب ہوگا کہ......" حاذر نے شرارت سے کہہ کر جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑ کر اطروبہ کی خوبصورت آنکھوں میں دیکھا۔
"ہاں سچی حاذر...... اس کا مطلب کہ میں تم سے...... محبت کرتی ہوں تب ہی تو تمہاری ناراضگی برداشت نہیں کرپاتی۔"
"سچی......؟" حاذر نے بے ساختہ اس کے قریب آکر کہا۔
"ہائے اللہ۔" اطروبہ کو جب اپنی بے ساختگی کا احساس ہوا تو ہاتھ منہ پر رکھ کر گھبرا کر خاموش ہوگئی اس وقت حاذر نے زور سے قہقہہ لگایا۔ بڑی بڑی آنکھوں میں گھبراہٹ، حیا، معصومیت کا حسین امتزاج حاذر کے دل میں اترتا چلا گیا تھا۔
"ہائے...... ہائے کیا زمانہ آگیا اکیلے خوب صورت لڑکے کو دیکھ کر لڑکی کتنی بے باکی سے اظہار محبت کرنے لگی۔"
"چپ کرو بدتمیز......" حاذر کی شرارت پر اطروبہ نے جھینپ کر کہا بے دھیانی میں اطروبہ نے دل کی بات کتنی معصومیت سے بیان کردی تھی۔ حاذر محبت پاش نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔
"سچی بات تو یہ ہے اطروبہ میں بھی تم سے بہت محبت کرتا ہوں اور تمہارا ساتھ عمر بھر کے لیے چاہتا ہوں مگر میرے کہنے سے پہلے تم نے سب کچھ کہہ کر میری مشکل حل کردی۔ تھینک یو سوچ ڈیئر۔" اچانک ہی حاذر نے سنجیدہ لہجہ اپناتے ہوئے اظہار کر ڈالا۔ اطروبہ کے چہرے پر شرگیں مسکراہٹ پھیل گئی۔

☆☆☆......☆☆☆

"اوہ...... اچھا تو ہمارے صاحب زادے ماشاء اللہ سے بڑے ہوچکے ہیں۔" خدیجہ بیگم نے حاذر کی بات سنی تو مسکراتے ہوئے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔ "وہ ابھی انٹر میں ہے، چھوٹی سی تو ہے۔" خدیجہ بیگم نے کہا۔
"امی مجھے اپنے بڑے ہونے سے زیادہ ڈر اس بات کا ہے کہ ادریس خالو کہیں اس کا رشتہ بھی اپنے لوگوں میں نہ کردیں جیسے مطاہرہ آپی کا کردیا تھا میٹرک کے بعد ہی۔ اطروبہ تو پھر بھی انٹر میں ہے۔"
"ارے صاحب زادے آپ کہیں تو ہم ابھی بارات لے کر نہ چلے چلیں۔" عقیل صاحب نے جو دروازے کے باہر سے ماں بیٹے کی بات سن رہے تھے اندر آکر پر مزاح لہجے میں کہا۔ حاذر جھینپ گیا۔
"چلو بھئی خدیجہ حاذر کی بات میں دم تو ہے ادریس بھائی کہیں اطروبہ کا رشتہ طے نہ کردیں۔ حاذر میاں کی جاب بھی ماشاء اللہ سے پکی ہوگئی ہے ہمیں چل کر ادریس بھائی اور قدسیہ آپا سے رشتے کی بات کرنی چاہیے۔"
عقیل صاحب کو بھی اطروبہ بہت پسند تھی۔ معصوم سیدھی سادی، نرم اور دھیمے مزاج کی لڑکی تھی۔ پڑھائی کے ساتھ گھریلو امور میں ماہر بڑوں کی عزت اور قدر کرنے والی، ایسی لڑکیاں ہی اچھی بہو بھی بن کے دکھاتی ہیں۔
"واہ...... ابا جی۔" حاذر نے عقیل صاحب کو دیکھ کر



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

مسکراتے ہوئے کہا تو عقیل صاحب بھی مسکرا دیئے۔

مطاہرہ دو تین دن کے لیے میکے آئی ہوئی تھی' مطاہرہ آتی تو اطروبہ کے مزے ہوجاتے۔ اس کی کچن سے جان چھوٹ جاتی۔ ادریس صاحب بھی خاص طور پر مطاہرہ سے فرمائش کرکے کھانے پکواتے' آج بھی ان لوگوں کی پسند کے مطابق چکن پلاؤ' رائتہ اور کباب تیار کیے تھے اور ادریس صاحب مغرب کی نماز پڑھ کر آئے تو دسترخوان لگادیا گیا تھا۔

''واہ بھئی واہ...... آج تو مزے آگئے مطاہرہ بیٹی۔'' دسترخوان دیکھ کر ادریس صاحب نے مطاہرہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعائیں دیں۔ وہ لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو اطروبہ چائے لے لائی سب لوگ چائے سے لطف اندوز ہورہے تھے کہ عقیل صاحب اور خدیجہ بھی آگئے۔

''ارے آؤ عقیل میاں...... بھئی کافی دنوں بعد آئے ہو۔'' ادریس صاحب نے اٹھ کر ساڑو کو گلے لگالیا۔

''السلام علیکم خالہ' خالو۔'' دونوں لڑکیوں نے سلام کیا۔

''واہ بھئی مطاہرہ بیٹی بھی آئی ہوئی ہے۔ ہمارے یہاں بھی چکر لگالیا کرو جب یہاں آؤ تو......'' خدیجہ بیگم نے پہلے اطروبہ کو پھر مطاہرہ کو گلے لگا کر کہا۔

''جی خالہ اگلی بار آؤں گی۔'' مطاہرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بھئی مطاہرہ اپنے ہاتھ کا پکا کھانا اپنے خالو اور خالہ کو بھی کھلاؤ۔'' ادریس صاحب نے کہا۔

''نہیں...... نہیں بھائی صاحب' کھانا تو ہم کھا کر آئے ہیں ہاں اب اطروبہ بیٹی کے ہاتھ کی چائے ضرور پئیں گے۔'' خدیجہ نے پیار سے اطروبہ کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

''جی خالہ...... ابھی لے کر آتی ہوں۔'' اطروبہ نے ہنستے ہوئے کہا اور کمرے سے نکل کر کچن کی جانب چل دی۔

''اور سناؤ خدیجہ حاذر ٹھیک ہے ناں......؟ آیا نہیں کافی دن سے......؟'' قدسیہ بیگم بہن سے مخاطب ہوکر بولیں۔

''جی آپا...... نوکری کی وجہ سے بھی مصروف رہتا ہے اور آج ہم آپ کے پاس حاذر کے بارے میں درخواست لے کر آئیں ہیں۔'' خدیجہ بیگم نے کہا تو قدسیہ بیگم ان کی بات سمجھ نہ پائیں اور حیران نظروں سے بہن اور بہنوئی کی جانب دیکھا۔

''آپا دراصل ہم لوگ چاہتے ہیں کہ اطروبہ ہمارے حاذر کی دلہن بنے' یہ ہماری خواہش ہے اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو آپ ہمارے اس سوال پر سوچ سمجھ کر فیصلہ کرکے ہمیں بتادیجیے گا۔'' اس بار عقیل صاحب انتہائی لجاجت سے بولے۔

''ارے عقیل میاں...... یہ کیسی بات کررہے ہو سوچنا' سمجھنا کیسا......؟ کون سا حاذر ہمارے لیے اجنبی ہے' بچپن سے آج تک ہماری نظروں کے سامنے رہنے والا بچہ' شریف' اچھے خاندان سے تعلق ہے اور کیا چاہیے ہمیں۔ مجھے تو یہی بہتر لگتا ہے کہ گھر کے رشتے گھر میں ہی طے ہوجائیں۔'' ادریس صاحب نے نہایت خوش دلی کے ساتھ اسی وقت جواب دے دیا۔

''ارے واہ بھائی صاحب...... بہت بہت شکریہ۔'' خدیجہ بیگم کی آنکھوں میں خوشی کے مارے آنسو آگئے۔

''مبارک ہو آپا......'' وہ قدسیہ بیگم کے گلے لگ گئیں لگتا تھا جیسے قدسیہ بیگم کو اتنی خاص خوشی نہ ہوئی تھی۔

''مبارک ہو خدیجہ۔'' قدسیہ بیگم نے بہن کو گلے سے لگا کر کہا۔

''بہت شکریہ آپا' بھائی صاحب کہ آپ لوگوں نے میری جھولی میں میرے بیٹے کی خوشیاں ڈال دیں۔'' اسی وقت اطروبہ بھی چائے لے کر آگئی۔ کمرے کا ماحول بھی بدلا ہوا تھا سب ایک دوسرے کے گلے لگ کر مبارک باد دے رہے تھے۔ وہ حیرانی سے دیکھ رہی تھی۔

''لو جی دلہن بھی آگئی۔'' مطاہرہ نے اس کے سر پر

دوپٹہ ڈال کر فرج سے لائی ہوئی مٹھائی اطروبہ کے منہ میں ڈال دی۔

''یہ کیا ہے آپی؟'' وہ حیران سب کے کھلے کھلے چہروں کو دیکھ رہی تھی۔

''ارے بھئی تمہارا رشتہ پکا ہوگیا ہے معصوم حسینہ۔'' مطاہرہ نے شرارت بھرے لہجے میں کہتے ہوئے اس کا سر پکڑ کر ہلایا۔

''ہائیں......!'' اطروبہ نے حیرانی سے سب کو دیکھا تب ہی معاملے کی نزاکت کو سمجھی تو چائے کی ٹرے میز پر رکھ کر شرما کر کمرے سے بھاگ گئی۔ پیچھے ملے جلے قہقہے کی آواز سنائی دی۔

☆☆☆......☆☆☆

''ہیلو......بہت مبارک ہو بھئی ہمارا ساتھ ہمیشہ کے لیے پکا کر دیا گیا ہے۔'' کمرے میں آتے ہی حاذر کی کال آگئی۔

''تمہیں بہت مبارک ہو اللہ کا شکر ہے کہ ہم نے جو چاہا وہ مل گیا ہم ہمیشہ ساتھ رہیں گے۔'' اطروبہ بھی دھیرے سے بولی دونوں بہت خوش تھے۔

اطروبہ کے گریجویشن مکمل ہوجانے کے بعد شادی طے پائی۔ ادریس صاحب اس معاملے میں تھوڑے اسٹرک تھے کہ رشتہ طے ہوجانے کے بعد لڑکا لڑکی آپس میں ملیں یا گھومیں پھریں اس وجہ سے حاذر نے یہاں آنا بھی بہت کم کر دیا تھا۔ ملنے ملانے کا سلسلہ تو نہیں تھا لیکن دونوں کال پر گھنٹوں باتیں کرتے میسجز پر رابطے میں رہتے' نہ خاندانی مسائل آڑے آئے تھے نہ اور کوئی مسئلہ کھڑا ہوا تھا۔ ایک دوسرے کو چاہا' پسند کیا اور ایک دوسرے سے منسوب کر دیا بہت خوش اور مطمئن تھے دونوں' ایک دوسرے سے باتیں کر کے ان کو ٹائم کا اندازہ بھی نہ ہوتا۔ مستقبل کے سپنے بنتے بنتے وہ بہت دور نکل جاتے' زندگی ایک دم سے ہی حسین لگنے لگی تھی۔ آہستہ آہستہ دونوں جانب شادی کی تیاریاں بھی اسٹارٹ ہوچکی تھیں۔ ظاہر ہے دونوں ہی متوسط طبقے سے تھے اور تیاری قسطوں میں ہی کی جاسکتی تھی۔

قدسیہ بیگم کسی شادی پر گئی تھیں اطروبہ ان کے ساتھ تھی۔ وہاں ان کی ملاقات مسز فیروز سے ہوئی تھی۔ مسز فیروز بے حد امیر خاتون تھیں۔ بیش قیمت کپڑے پہنے بھاری اور قیمتی جیولری میں وہ سب سے نمایاں نظر آرہی تھیں۔ وہ دور سے چلتی ہوئی آئیں اور قدسیہ کی ٹیبل پر ہی آکر بیٹھ گئیں۔ ادھر ادھر کی باتیں شروع کر دیں بہت میٹھے لہجے میں بات کر رہی تھیں ان کے ساتھ ان کا بیٹا بھی تھا وجاہت خوب صورت اور ہینڈسم تھا۔ مسز فیروز بہت جلدی مکمل مل گئیں اور اپنے بارے میں سب کچھ بتا دیا کہ وہ بیوہ خاتون ہیں ان کا یہ بیٹا وجاہت اور اس کے علاوہ دو شادی شدہ بیٹیاں ہیں جو بیرون ملک رہتی ہیں۔ وجاہت کا اپنا کاروبار ہے اور وہ اب یہ کاروبار دوبئی میں بھی اسٹارٹ کر چکا ہے۔ پاکستان سے کافی لڑکے اس نے دوبئی بھیجے ہیں۔ بہت خدا ترس اور ہمدرد بیٹا ہے میرا لاکھوں میں کھیلتا ہے' مگر مجال ہے جو ذرا سا بھی غرور ہو اور شادی کے لیے بھی وہ کوئی فیشن ایبل اور امیر لڑکی پسند نہیں کرتا بلکہ عام سی اور متوسط طبقے کی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے اس کا کہنا ہے کہ امیر لڑکی تو بچپن سے ہی آسائشیں دیکھتی ہے میں ایسی لڑکی اور اس کے گھر والوں کو سپورٹ کروں گا جو متوسط فیملی کی ہو۔''

''ارے واہ ماشاء اللہ بہت اعلیٰ خیالات ہیں آپ کے بیٹے کے' اللہ پاک اس کی عمر دراز کرے۔''

قدسیہ بیگم' مسز فیروز اور ان کے بیٹے سے خاصی متاثر ہوئیں تھیں اور خاصی حیران بھی تھیں کہ ان کے اور ان کے بیٹے کے اتنے اچھے خیالات ہیں ورنہ آج کل امیر لوگ غریبوں کو کہاں پوچھتے ہیں امیر لوگ تو اپنے غریب رشتے داروں کو دیکھ کر راستہ بدل لیتے ہیں کہ کہیں یہ ہم سے کوئی سوال نہ کر دے۔ اپنی کوئی ضرورت لے کر ہم سے کچھ مانگ نہ لے وہ اپنے ایسے رشتے داروں سے ملنا چھوڑ دیتے ہیں مگر مسز فیروز اور ان کے بیٹے تو آج کے دور میں فرشتہ صفت لوگ تھے۔ جن کے خیالات

اتنے الگ اور اچھے تھے‘ مسز فیروز جاتے جاتے قدسیہ بیگم سے ان کا سیل نمبر بھی لے گئی تھیں۔

”مجھے آپ کی باتیں بہت اچھی لگی مجھے آپ جیسے سیدھے سادے اور سچے لوگ بہت اچھے لگتے ہیں جو اندر سے بھی وہی ہوتے ہیں جو باہر سے نظر آتے ہیں۔ جھوٹ اور سیاست سے پاک۔“ اور قدسیہ بیگم تو بہت خوش ہوگئیں تھیں۔

قدسیہ بیگم تو مسز فیروز سے اتنی مرعوب ہوئیں کہ آنے کے بعد بھی ان کا ہی ذکر کرتی رہیں۔

”ارے بھئی...... قدسیہ بیگم اگر یہ مسز فیروز نامہ ختم ہوجائے تو ایک کپ چائے پلوادیں۔“ آخر کار ادریس صاحب ان کے ذکر سے عاجز آگئے تو بول پڑے۔

اطروبہ زیرلب مسکرادی۔

”ابھی لائی ابو۔“ کہہ کر کچن کی طرف چل دی۔

اطروبہ اپنی پڑھائی میں مصروف ہوگئی۔ قدسیہ بیگم کی زبانی پتہ چلا تھا کہ دو تین بار مسز فیروز کی کال آچکی ہے اطروبہ نے کوئی خاص توجہ نہ دی‘ اسے ان امیر خاتون میں کوئی انٹرسٹ نہیں تھا۔ کچھ دن اور سرکے۔ شام کا وقت تھا اطروبہ کچن میں تھی اور رات کے کھانے کی تیاری کررہی تھی ادریس صاحب نے آج آلو کے پراٹھوں کی فرمائش کی تھی وہ آلو بوائل کرنے رکھ کر ہری مرچ اور پودینے کی چٹنی گرینڈر کررہی تھی۔ قدسیہ بیگم صحن میں لگے پودوں کو پانی دے رہی تھیں تب ہی مسز فیروز کی کال آگئی۔ قدسیہ بیگم نے کال اٹینڈ کی اور جب بند کی تو عجیب سی ٹینشن کا شکار تھیں۔

”اطروبہ...... اطروبہ۔“ انہوں نے آواز لگائی۔

”جی اماں کیا ہوا خیریت تو ہے؟“

”مسز فیروز آرہی ہیں ہمارے گھر۔“ کچھ خوشی اور کچھ حیرانی کے ملے جلے جذبات تھے۔

”ارے وہ کیوں آرہی ہیں بھئی؟“ نہ جانے کیوں اطروبہ کو وہ خاتون اتنی اچھائیوں کے باوجود بھی پسند نہیں آئی تھیں۔

”ہائے کہاں ہم؟ کہاں وہ۔ پتہ نہیں کیوں آرہی ہیں میں نے پتہ سمجھا دیا ہے۔ مجھے تو شرمندگی ہورہی ہے ہمارے گھر کا ڈرائنگ روم بھی تو ایسا ہی ہے۔“

”اماں اس قدر اتاؤلی کیوں ہورہی ہیں آپ؟ ہوں گی وہ امیر اپنے گھر کی‘ ہم بھی کسی سے کم نہیں ہیں اللہ پاک نے ہمیں بھی لاکھوں سے بہتر حالت میں رکھا ہے۔“ اطروبہ کو قدسیہ بیگم کی حرکتوں پر غصہ آ گیا تھا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد مسز فیروز اپنے ڈرائیور کے ساتھ لمبی سی چمکتی ہوئی بلیک کرولا میں دروازے پر آ گئیں۔ پھل‘ مٹھائی اور کچھ گفٹس بھی ساتھ تھے۔

”ارے بھئی ان سب چیزوں کی کیا ضرورت تھی بہن...... آپ ہمارے یہاں آ گئیں یہ ہمارے لیے بہت ہے۔“ قدسیہ بیگم آنکھیں پھاڑے ساری چیزوں کو دیکھتی ہوئی بولیں۔

”ارے بہن پہلی بار آ رہی تھی آپ کے گھر خالی ہاتھ آنا اچھا نہیں لگا۔“ انہوں نے قدسیہ بیگم کے گلے لگتے ہوئے محبت سے کہا۔ اطروبہ بس سلام کرکے کچن میں چلی گئی اسے کھانا پکانا تھا اور پھر لائٹ بھی جانے والی تھی۔

قدسیہ بیگم اور مسز فیروز ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر باتیں کرنے لگیں۔ ادھر ادھر کی باتیں کرکے مسز فیروز اپنے اصل مقصد پر آ گئیں۔

”میں وجاہت کے لیے لڑکیاں دیکھ رہی ہوں مجھے آپ کی بیٹی اطروبہ بہت پسند آئی ہے اور میں چاہتی ہوں کہ اطروبہ میری بہو بن جائے۔“

”ہائیں......!“ قدسیہ بیگم کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

”مگر...... مگر ہم نے تو اپنی بیٹی کا رشتہ طے کردیا ہے۔“ قدسیہ بیگم کے لہجے میں مایوسی تھی۔

”اوہو......!“ مسز فیروز کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑ گیا اور حاذر کے بارے میں معلومات کرنے لگیں۔

”ویسے بہن زبانی کہہ دینے سے رشتے طے نہیں ہوتے اور رشتے بنتے اور ٹوٹتے رہتے ہیں اور یہاں کون سا نکاح ہوگیا ہے رشتہ تو ختم بھی کیا جاسکتا ہے۔ اگر ہمیں

آگے کے لیے بہتری کے مواقع مل رہے ہیں تو بہتر یہی ہے کہ پیچھے جو کچھ ہوا اسے بھول جائیں اور آگے جو ہونے والا ہے اس پر نظر رکھیں۔‘‘

’’یہ...... کیا کہہ رہی ہیں آپ؟‘‘ قدسیہ بیگم ان کی بات کا مطلب سمجھ کر بری طرح چونک کر بولیں۔

’’آپ میری بات پر ایک بار غور ضرور کیجیے گا یہ صرف آپ کی بیٹی کے لیے نہیں پورے گھر کے لیے بھی فائدہ مند ہوگا۔‘‘ انہوں نے جاتے جاتے قدسیہ بیگم کے پورے گھر پر طائرانہ نظر ڈال کر سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔ قدسیہ بیگم ہونق بنی ان کی بات کی گہرائی تک جانے کی کوشش میں چپ کھڑی کی کھڑی رہیں۔

’’چلی گئیں۔ شکر ہے مجھے تو عجیب سی لگیں یہ خاتون۔‘‘

’’چپ کرو۔‘‘ قدسیہ بیگم نے اطروبہ کو گھور کر دیکھا۔ وہ رات تک عجیب سی الجھن کا شکار رہیں نہ جانے کیوں یوں لگ رہا تھا کہ جیسے اطروبہ کے رشتے میں جلدی کر دی گئی تھی۔

رات کو قدسیہ بیگم کی بات پر ادریس صاحب ایسے اچھلے جیسے کرنٹ لگ گیا ہو۔

’’ارے بھئی...... تم صاف کہہ دیتیں کہ رشتہ پکا ہو چکا ہے اور شادی ہونے والی ہے ہماری بچی کی۔‘‘ انہوں نے قدرے تیکھے لہجے میں کہا۔ ’’اور اتنی امیر ہو کر انہیں ہم جیسے لوگوں میں رشتہ کرنے کی کیا ضرورت ہے اس کی کوئی تو وجہ ہوگی ناں؟‘‘ تب قدسیہ بیگم نے مسز فیروز کی کہی ہوئی بات دھرا دی۔

’’وہ متوسط لوگوں میں رشتہ کرنا چاہتی ہیں اور پھر...... ان کی یہ بات بھی تو صحیح ہے ہم نے کون سا اطروبہ کا نکاح کر دیا ہے۔‘‘

’’ارے قدسیہ بیگم تم پاگل ہوگئی ہو کیا؟ ہم نے عقیل میاں اور خدیجہ کو زبان دی ہے بات طے کر چکے ہیں ہم۔‘‘ ادریس صاحب نے ان کی بات کاٹ کر قدرے تیز لہجے میں کہا۔ انہیں بیوی کی یہ بات بالکل اچھی نہیں لگی تھی۔

قدسیہ بیگم فی الحال چپ ہوگئیں مگر انہیں وجاہت ہر لحاظ سے حاذر سے بہتر لگا۔ ایسا لڑکا کہ جسے داماد بنانا فخر کی بات تھی انہوں نے اس بات کا ذکر کسی سے نہیں کیا مگر دل حاذر سے برا ہو گیا تھا۔ وجاہت پوری فیملی کو سپورٹ کر سکتا ہے‘ مطاہرہ کے شوہر کو بھی باہر سیٹ کر سکتا ہے۔ میری بیٹی کے دن بھی بدل سکتے ہیں۔ وہ عجیب و غریب الٹی سیدھی سوچوں کا شکار تھیں اس دوران اطروبہ کے پیپرز اسٹارٹ ہوگئے اور وہ پڑھائی میں مصروف ہوگئی۔ ادھر مسز فیروز تھیں کہ بار بار کال کر کے قدسیہ بیگم پر دباؤ ڈال رہی تھیں۔ سہانے مستقبل کے خواب دکھا رہی تھیں۔ حالات بدل جانے اور مالی سپورٹ کا یقین دلا رہی تھیں اور یہ بھی کہ ان کے لیے لڑکیوں کی کمی نہیں مگر نہ صرف اطروبہ بلکہ ان کو قدسیہ بیگم کی عادتیں بہت اچھی لگی تھیں وہ ایسے اچھے گھر کی سیدھی سادی بہو کی تلاش میں تھیں۔

’’آپ کی بیٹی لاکھوں میں کھیلے گی‘ گھر‘ بنگلہ‘ گاڑی کسی چیز کی کمی نہ ہوگی۔‘‘ قدسیہ بیگم بے حد ذہنی دباؤ کا شکار تھیں آخر کار دل و دماغ کی جنگ میں دل نے کامیابی حاصل کر لی اور انہوں نے وجاہت کے حق میں فیصلہ سنا دیا۔

’’قدسیہ بیگم...... تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے کیا؟ یہ کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہی ہو۔ مجھے تم سے اس حماقت کی قطعی امید نہ تھی۔ تم ہماری زبان کا پاس رکھنا بھی بھول گئی ہو۔ خون کے رشتے کو دولت کے رشتے کی خاطر ختم کرنا چاہتی ہو؟ ایسی چھوٹی اور بے وقوفانہ بات تم سوچ بھی کیسے سکتی ہو۔ کتنی آسانی سے تم نے اتنی بڑی بات کہہ دی بلا سوچے سمجھے۔‘‘ ادریس صاحب نے جب قدسیہ بیگم کی بات سنی تو انہیں زبردست دھچکا لگا وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ قدسیہ بیگم کے دل و دماغ میں کیسی سوچیں پل رہی ہیں۔

’’ہاں...... ہاں یہی سمجھ لیں آپ مگر میں غلط نہیں



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

ہوں، مجھے اپنی بیٹی کے لیے صحیح اور غلط فیصلہ کرنے کا پورا پورا حق ہے ادریس صاحب آپ کا فیصلہ دیکھ رہی ہوناں میں مطاہرہ کس حالت میں زندگی گزار رہی ہے آج تک میری بچی نے قیمتی جوڑا نہیں پہنا، کھاتی ہے تو پہننے کو نہیں...... کس کسمپرسی سے زندگی گزار رہی ہے وہ۔ آپ کے پسندیدہ داماد نے اس کو دیا ہی کیا ہے؟"

"بچوں والی باتیں مت کرو قدسیہ بیگم یہ تو سب قسمت کے کھیل ہیں ہر کوئی اپنے نصیب کا کھاتا ہے اور نصیب سے زندگی گزارتا ہے۔ آج مطاہرہ کے حالات بہتر نہیں ہیں تو کیا ہوا کل ان شاء اللہ وہ بھی خوش حال ہوجائے گی۔" ادریس صاحب کا لہجہ دکھی ہوگیا۔

"ہاں مگر اب ایک راستہ نظر آیا ہے تو میں دوسری بار جان بوجھ کر اپنی بیٹی کو حالات کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑ سکتی جب آپ نے اپنی مرضی چلائی تو انجام دیکھ رہی ہوں میں بھی اور آپ بھی لیکن اب...... دوسرا راستہ بھی موجود ہے اور اس بار اس بیٹی کے لیے آخری فیصلہ میرا ہوگا۔" قدسیہ بیگم نے قطعیت سے کہا۔

"چپ کرو قدسیہ بیگم یہ نادانی مت کرو اور اپنی فضول ضد چھوڑ دو۔ دو دن کی دوستی اور امارت سے مرعوب ہوکر اپنے سچے اور پرخلوص رشتوں کو مت ٹھکراؤ۔" اس بار ادریس صاحب کا لہجہ بے حد غصیلا تھا۔

"اماں...... پلیز آپ کو کیا ہوگیا ہے؟ کیوں ہم سب کو سولی پر لٹکا رکھا ہے۔ یہ رشتہ آپ کی پسند سے ہی طے ہوا تھا اور میں حاذر کو نہیں چھوڑ سکتی۔ آپ کو اپنا فیصلہ بدلنا ہوگا۔" اطروبہ جو اچانک آ گئی تھی قدسیہ بیگم کی بات سن کر اٹل لہجے میں بولی۔

"اطروبہ ابھی تم بچی ہو اور محبت میں اندھی ہوکر یہ سب کہہ رہی ہو لیکن کل جب دولت میں کھیلو گی آگے پیچھے دس دس نوکر ہوں گے گھومنے کے لیے گاڑی اور پرس میں لاکھوں روپے، جسم پر بیش قیمت کپڑے ہوں گے ناں تب تم یہ سب باتیں یاد کرکے اپنی بے وقوفی پر ہنسو گی۔"

"اماں مجھے کچھ نہیں چاہیے مجھے خالہ کا تین کمروں کا گھر، حاذر کی پرانی بائیک اور عام سے کپڑے پہننا منظور ہیں میں کبھی بھی شکایت نہیں کروں گی مگر آپ...... آپ کی بات کسی صورت نہیں مان سکتی...... میں صرف حاذر سے شادی کروں گی۔"

"اطروبہ......" قدسیہ بیگم کو اطروبہ کا انداز پسند نہیں آیا تھا۔ انہوں نے کھلی آنکھوں سے اطروبہ کی جانب دیکھا۔

اطروبہ کمرے سے جا چکی تھی۔ یہ خبر خدیجہ بیگم تک جا پہنچی انہیں یقین نہیں آیا تب ہی وہ بھاگی بھاگی آئی تھیں ان دنوں حاذر کسی کام سے شہر سے باہر گیا تھا اور قدسیہ بیگم نے انتہائی سرد مہری سے خدیجہ بیگم کو بھی جواب دے کر اپنا فیصلہ سنا دیا تھا۔ اطروبہ کا رو رو کر برا حال تھا۔

اماں اگر آپ نے میری بات نہ مانی تو میں کچھ کھا کر خودکشی کرلوں گی۔ اطروبہ نے اپنا فیصلہ سنایا۔

"اطروبہ تم...... ایسا کیسے کروگی...... میں تمہاری ماں ہوں...... تمہارے لیے......" قدسیہ بیگم کے دل پر اطروبہ کی بات کا اتنا گہرا اثر ہوا کہ وہ جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی چکرا کر زمین پر گر گئیں۔

"اماں...... اماں......" اطروبہ چیخ کر ان کی جانب بھاگی۔ ڈاکٹر نے کہا۔

"ان کو کوئی ذہنی دباؤ ہے اس لیے نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے پلیز ان کا خاص خیال رکھیے ورنہ یہ خطرناک بھی ثابت ہوسکتا ہے۔

"اباجی......" اطروبہ ادریس صاحب کے گلے لگ کر سسک پڑی۔ "اباجی اب کیا ہوگا؟" ادریس صاحب سر جھکا کر آنکھوں میں آئی نمی صاف کرنے لگے۔

قدسیہ بیگم نے فضول ضد کو اپنی زندگی اور موت کا سوال بنا دیا تھا اطروبہ کی حالت بھی غیر تھی۔ وہ کرتی تو کیا کرتی بالآخر اسے اماں کی بات ماننی پڑی کیونکہ وہ کسی صورت پیچھے ہٹنے کو تیار نہ تھیں۔

☆☆☆...... ☆☆☆



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

خدیجہ بیگم اس قدر بے عزت ہوکر گئیں تو ادھر حاذر کو سختی سے منع کردیا تھا کہ اب اگر اس گھر کے کسی فرد سے بات کی تو مجھے ماں مت کہنا وہ بھی آخر قدسیہ بیگم کی بہن تھیں۔ وہی خون ان کی رگوں میں بھی تھا، ضدی اور ہٹ دھرم۔ یوں ایک خوب صورت سا بندھن، پیار ا رشتہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہوگیا۔ اس رشتے کے ختم ہونے پر اطروبہ اور حاذر کی حالت دیوانوں جیسی ہوگئی تھی۔ وہ تو ایک دوسرے کے بنا جینے کا تصور بھی نہیں کرسکتے تھے کہ نہ جانے کہاں سے وجاہت نامی آسیب آکر اماں کے دل ودماغ سے چمٹ گیا تھا جس نے ہنستے بستے دودلوں کو دکھوں اور اداسی میں دھکیل دیا تھا۔ بقول مسز فیروز کے شادی جلدی کرنی ہے کیونکہ وجاہت کو بزنس کے سلسلے میں دبئی واپس جانا تھا نہ پوچھ گچھ نہ ہی کسی چیز کا موقع مل سکا مسز فیروز نے کہہ دیا تھا کہ ہمیں کچھ نہیں چاہیے آپ بالکل خود پر بوجھ مت ڈالیں ہمارے پاس کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ بس آپ خوشی خوشی بیٹی کو رخصت کردیں۔

''خوشی خوش ہنہ۔'' اطروبہ کی آنکھیں بھیگ گئیں اسے کوئی دلچسپی کوئی خواہش نہیں تھیں، وہ تو ایک زندہ لاش کی طرح ہوکر رہ گئی تھی۔ جبکہ مطاہرہ بھی بہت اداس تھی ادریس صاحب رنجیدہ تھے۔ قدسیہ بیگم نے سب کو افسردہ کرکے نیا رشتہ قائم کیا تھا۔ بس قدسیہ بیگم یہ سمجھتی تھیں کہ وہ بہت اچھا کرنے جارہی ہیں ان کا خیال تھا وقتی طور پر سب ناخوش ہیں مگر آگے چل کر سب ہی مطمئن ہوجائیں گے۔ اپنے احمقانہ فیصلے کو وہ صحیح سمجھ رہی تھیں۔

کیسی شادی تھی نہ زیادہ رشتے دار تھے کیونکہ رشتہ ختم ہوجانے پر اکثر رشتے دار ناراض ہوگئے تھے مگر قدسیہ بیگم کو کوئی پروا نہیں تھی۔ ان کے سامنے بے تحاشہ دولت اور عیش ہی عیش تھا۔ وہ مطاہرہ اور ادریس صاحب کے ساتھ جاکر وجاہت کا گھر وغیرہ دیکھ آئی تھیں۔

☆☆☆......☆☆☆

شادی سے ایک رات پہلے مطاہرہ اور اطروبہ ساری رات جاگ کر باتیں کرتے رہے اطروبہ کو رہ رہ کر حاذر کی یاد آرہی تھی۔ وہ تقریباً ساری رات روتی رہی تھی۔ نہ وجاہت سے ملی نہ غور سے دیکھا بس روبوٹ کی طرح اماں کے اشاروں پر چل رہی تھی۔ اسے نہ وجاہت سے لگاؤ تھا نہ اس کی دولت سے، وہ تو بس اماں کی پسند اور خواہش پر رسم پوری کرنے جارہی تھی۔

صبح اٹھی تو طبیعت کافی مضمحل تھی۔ مطاہرہ ناشتہ لے آئی، قدسیہ بیگم، ادریس صاحب مطاہرہ اور اطروبہ ناشتہ کرنے بیٹھے، ادریس صاحب نے حسب عادت نیوز چینل لگالیا وہ صبح ناشتے کے وقت ضرور خبریں دیکھا کرتے تھے۔ ناشتہ اسٹارٹ ہوا ہی تھا کہ اچانک ایک خبر پر سب کے سب چونک گئے اور اسکرین پر نگاہیں جم گئیں۔

''شہر کے پوش ایریا کے ایک بنگلے پر چھاپہ، لاکھوں روپے کی ہیروئن کے ساتھ گینگ کے کچھ افراد بھی حراست میں لے لیے گئے۔ وہاں پر بند کچھ لڑکیاں بھی برآمد ہوئیں جن کو وہ لوگ ہیروئن کی اسمگلنگ میں استعمال کرتے تھے اور ساتھ ہی مسز فیروز، وجاہت اور......'' ساتھ میں کھڑے چہرے جیسے گڈمڈ ہوگئے تھے۔

''یہ......یہ......'' اطروبہ، مطاہرہ اور ادریس صاحب کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں جب کہ قدسیہ بیگم کو لگا جیسے کہ ٹی وی کے اسکرین کے ساتھ ساتھ کمرے کی دیواریں اور چھت بھی زورزور سے ہلنے لگے ہوں، ہر چیز ارتعاش میں تھی خود کو سنبھالنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے پانی کا گلاس اٹھا کر لبوں سے لگانا چاہا مگر...... ہاتھ بری طرح کپکپا گئے اور گلاس چھوٹ کر زمین پر جاگرا اور وہ خود بھی چکرا کر گر پڑیں۔ ''قدسیہ بیگم......!'' ادریس صاحب نے آگے بڑھ کر ان کو سنبھالا مگر وہ بے ہوش ہوچکی تھیں۔ ظاہر ہے اتنی بڑی اور ہوش وحواس اڑا دینے والی خبر تھی ان سے برداشت کیسے ہوپاتی۔

☆☆☆......☆☆☆

آنکھیں کھولیں...... تب ہی سب کچھ ذہن میں



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

آ گیا، سامنے ہی ادریس صاحب کھڑے تھے ان کو دیکھا تو اٹھ کر بیٹھ گئیں۔ بری طرح رونا آ گیا۔

"یا اللہ......" دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بلک پڑیں۔ "یہ سب کیا ہو گیا؟ میں نے جلد بازی، نادانی میں آ کر کسی کی بات نہ مانی اور کتنا غلط فیصلہ کر بیٹھی...... میں بیٹی کے بہتر مستقبل کا سوچ کر یہ بھی بھول گئی کہ اس کے لیے کیا بہتری ہو سکتی ہے۔" ادریس صاحب ان کے قریب آئے وہ ادریس صاحب کا ہاتھ تھام کر شدت سے رو پڑیں۔

"ادریس میں کتنی بری ہوں، میں نے سب کی مرضی کے خلاف جا کر کتنا غلط فیصلہ کر لیا۔ نہ سوچا نہ سمجھا نہ ہی لڑکے کے بارے میں معلومات کی...... بس...... اس مکار عورت کی چکنی چپڑی باتوں میں آ کر کتنا غلط کر بیٹھی...... آج...... میری بیٹی کی بارات آنے والی تھی...... مہمان آنے والے تھے اور...... اور...... اب کیا ہوگا؟ میں نے خود ہی اپنی بدنامی مول لی، اپنی معصوم بچی کے ساتھ کتنا ظلم کر ڈالا میں نے...... آج...... میری بیٹی کی رخصتی تھی...... اب اس کی بارات......؟"

"اس کی بارات آج ہی آئے گی اور اسی وقت پر آئے گی آج ہی آپ کی بیٹی رخصت ہو کر سسرال جائے گی آپا۔" دفعتاً پیچھے سے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر خدیجہ بیگم نے کہا تو قدسیہ بیگم نے چونک کر پلٹ کر دیکھا۔ سامنے ہنستی ہوئی پراعتماد چہرہ لیے خدیجہ بیگم کھڑی تھیں۔ کچھ فاصلے پر حاذر، اطروبہ اور عقیل صاحب اور مطاہرہ بھی کھڑے تھے۔

"خدیجہ...... تم میری بہن۔" قدسیہ بیگم خدیجہ بیگم کے ہاتھ تھام کر رو پڑیں۔ ان کے چہرے پر بے حد شرمندگی تھی۔

"جی آپا...... آپ کی عزت ہماری عزت ہے۔"

"مجھے معاف کر دو میری بہن...... مجھے معاف کر دو تم بہت عظیم ہو اور میں...... بہت چھوٹی اور خود غرض...... میں نے ایک غیر اور اجنبی مکار عورت کے جھانسے میں آ کر کتنا غلط فیصلہ کر لیا تھا، میں اپنے پیاروں کو، اپنے خون کے رشتوں کو بھلا کر دولت کے نشے میں اندھی ہو گئی تھی۔ بھول گئی تھی سب کچھ...... میں تمہارا احسان زندگی بھر نہیں بھول سکتی خدیجہ، تم لوگ...... میرے لیے فرشتہ بن کر آئے ہو ورنہ تو آج...... میں مر ہی جاتی۔" وہ روتے ہوئے بولے جا رہی تھیں۔

"آپا بس کریں...... یہ کوئی احسان نہیں ہے۔ آپا ہم اپنے ہی ہیں جو ایک دوسرے کا سکھ درد بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں۔ اور اپنے جس طرح سے اپنوں کی تکلیف اور دکھ محسوس کرتے ہیں ناں وہ بھلا غیر کہاں کر سکتے ہیں اور یہ رشتے تو دلوں میں طے ہوتے ہیں آپا، بس اب آپ تیاریاں کریں شام کو ہم آ رہے ہیں دھوم دھام سے بارات لے کر...... ہمیں تو بہت سارے کام بھی کرنے ہیں، ابھی بازار جا کر حاذر کے لیے کپڑے بھی خریدنے ہیں، اطروبہ کے لیے چیزیں لینی ہیں اس لیے ہمارے پاس تو بہت کم وقت ہے۔" اس بار عقیل صاحب نے کہا تو قدسیہ بیگم نے نم آنکھوں سے اپنے پیاروں کی جانب دیکھا کتنے دن بعد آج اطروبہ کے چہرے پر رونق نظر آئی تھی وہ اور حاذر ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ کھڑے مسکراتے ہوئے کتنے پیارے لگ رہے تھے۔ ادریس صاحب بھی زیر لب مسکراتے ہوئے انہیں دیکھ رہے تھے۔ چہروں پر سے نقاب ہٹا کر اصلی چہرے سامنے آ گئے تھے۔

"یا اللہ...... مجھے معاف کر دینا، میں اپنوں کی خوشیاں چھیننے چلی تھی۔ آج مجھے احساس ہوا ہے کہ سچی خوشی تو اپنوں کے پیار، خلوص اور اپنائیت میں ہی ملتی ہے۔"

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

# میں تیرے حق میں

## عنبرین ولی

زندگی کی گھپ اندھیری رات میں
یاد کی ایک پھلجھڑی اچھی لگی
شہرِ دل اور اتنے لوگوں کا ہجوم
وہ الگ سب سے کھڑی اچھی لگی

"میں اکلوتا ہوں۔" کوئی زمانہ تھا جب وہ بے حد خوشی اور فخر کے ساتھ یہ جملہ بولا کرتا تھا۔ اکلوتی اولاد ہونے کے جتنے فائدے ہوتے ہیں وہ تمام فائدے اسے حاصل تھے۔ اماں ابا کا بے تحاشہ پیار اسے ملا تھا۔ اس کے ابا مزاجاً نرم خو انسان تھے۔ بچوں کے معاملے میں تو حد درجہ نرم۔ ہر طرح کی خواہش بنا سوچے سمجھے فوراً پوری کرنے والے لیکن اس کی اماں آمنہ بیگم اس معاملے میں مڈل کلاس ماؤں جیسی تھیں۔ پیار بھی خوب کرتیں لیکن ان کا ٹھیک ٹھاک رعب تھا صارم پر۔ وہ ان سے بہت ڈرتا تھا لیکن یہ بھی جانتا تھا کہ وہ اس سے بے تحاشہ محبت کرتی ہیں اور ان کا غصہ، ناراضگی بھی صرف اس کی بھلائی کے لیے ہے لیکن اس بار اسے ان کا غصہ، ان کی ناراضگی خود غرضانہ لگ رہی تھی۔ اسے اپنا اکلوتا ہونا دنیا کی سب سے بڑی مصیبت لگ رہا تھا۔

"میری سب سے بڑی خامی یہ اکلوتا ہونا ہے۔" وہ سر ہاتھوں میں تھامے سوچ رہا تھا۔ اگر میرے دو تین بھائی اور ہوتے تو یقیناً نمرہ جیسی مصیبت میرے متھے نہ ماری جارہی ہوتی اور امی...... وہ کتنی خود غرض ہوگئی ہیں کہ صرف اپنے بڑھاپے کو سنوارنے کے لیے اس لوئر مڈل کلاس کی لڑکی سے میری شادی کروانے پر تلی ہوئی ہیں وہ انتہا پر جا کر سوچ رہا تھا۔ آمنہ بیگم اگر اس کی سوچیں پڑھ لیتیں تو شاید صدمے سے انہیں کچھ ہو جاتا لیکن یہ بھی اللہ کا کرم ہے کہ ہر انسان کے پاس یہ صلاحیت نہیں ورنہ شاید یہ دنیا اب تک ختم ہو چکی ہوتی۔ اسے لگتا تھا کہ اگر وہ اکلوتا نہ ہوتا تو یقیناً اس کی امی ایک ناپسندیدہ بہو تو برداشت کر ہی لیتیں۔

صارم نے ان کی ناراضگی کا کوئی نوٹس نہیں لیا بلکہ وہ انہیں منانے کے بجائے خود کمرہ نشین ہوگیا۔ دروازہ، کھڑکیاں، لائٹ بند...... اور اس سب کے ساتھ اس کا دماغ بھی بند ہی تھا۔

کھانے کے وقت پہلے تو ملازمہ اسے بلانے آگئی ایک نہیں کتنی بار لیکن اس نے ملازمہ کو ڈانٹ کر بھگا دیا۔ آمنہ بیگم پھر خود آئیں۔ اسے لگا کہ اب وہ ذرا زیادہ نخرہ کرے گا اور امی اس کی بات مان لیں گی۔ انہوں نے دروازہ



DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

بجا کر اسے آوازیں دیں' وہ چپ رہا۔ صارم کی اس بدتمیزانہ ناراضگی سے انہیں بہت دکھ ہوا' ساتھ ہی بے تحاشہ غصہ بھی آیا۔ انہوں نے سوچ لیا تھا کہ چاہے وہ کئی دن بھوکا رہے اب وہ ایک بار بھی اس کے کمرے میں نہیں جائیں گی اور نہ ہی ملازمہ کو بھیجیں گی۔ صارم کا یہ پلان بھی فیل ہوگیا' بھوک سے بلبلا کر وہ خود ہی باہر آیا لیکن دونوں ماں بیٹے کے درمیان اب سرد جنگ جاری ہوچکی تھی۔

❀......❀......❀

صارم کو نمرہ بالکل پسند نہیں تھی' وہ اس جیسے لڑکے کو پسند آ بھی نہیں سکتی تھی۔ اس کا تعلق ہائی سوسائٹی سے تھا اور وہ اپنے ہی طبقے کے لوگوں کے ساتھ دوستی کرتا اور نبھاتا آیا تھا۔ بات یہ نہیں تھی کہ صارم کوئی اسٹیٹس کانشیس لڑکا تھا بلکہ اس کے شوق سارے ہی ایلیٹ کلاس والے تھے اور وہ ہمیشہ ایسے ہی دوست بناتا جس سے اس کے شوق ملتے۔ اس کی کئی لڑکیوں سے بھی دوستی رہ چکی تھی اور یہ دوستیاں ظاہر ہے ہر حد سے پار ہوا کرتی تھیں۔ وہ لڑکیاں بھی ایسی ہی تھیں جیسا وہ خود تھا' لبرل اور کچھ حد تک نیم سیکولر خیالات کا حامی۔

صارم کو ایسی بیوی چاہیے تھی جو بے حد طرح دار' ماڈرن اور جوشیلی ہو اس کے لیے بیوی کا نیک پروین ہونا ضروری نہیں تھا۔ صارم میں ایک خاصیت یا خامی ایسی تھی جو شاید ہی کسی مرد میں ہو اور وہ یہ کہ مرد عورت کے معاملے میں وہ انصاف کا حامی تھا۔ کردار سے لے کر ہر چھوٹی شے تک اس کا ماننا تھا کہ اگر اسے کسی لڑکی کے ساتھ فلرٹ کرنے کی اجازت ہے اور چھوٹ ہے تو یہی چھوٹ لڑکی کو بھی ہونی چاہیے اگر وہ شادی سے پہلے کسی سے محبت کرسکتا ہے تو لڑکی بھی محبت کرسکتی ہے کم از کم وہ کردار کو وجہ بنا کر کسی عورت کو ریجیکٹ کرنے کا قائل نہیں تھا البتہ یہ ضرور تھا کہ اگر وہ لڑکی صارم کے ساتھ منسلک ہوچکی ہے تو پھر اس پر رشتے کی پاسداری عائد ہوتی ہے دوسری صورت جب تک وہ کسی نام کے ساتھ نہیں بندھی وہ اپنی من مرضی کی زندگی گزار سکتی ہے جیسے وہ خود گزار رہا تھا۔

اس کی زندگی میں ماہم ایک دوست کی حیثیت سے آئی تھی اور حیرت انگیز طور پر ماہم کی ہر پسند' ہر خیال بالکل صارم جیسا تھا بلکہ اگر کبھی وہ بول رہی ہوتی یا کسی بارے میں اپنی رائے کا اظہار کررہی ہوتی تو صارم کو لگتا کہ وہ ماہم نہیں بلکہ صارم ہی بول رہا ہے۔ اس حیرت انگیز ہم آہنگی کی بدولت وہ جلد ہی اس کی پسند بن گئی۔ وہ اسے زندگی میں شامل کرنے کا سوچ رہا تھا ابھی تو اس نے ماہم سے اپنی پسندیدگی کا اظہار بھی نہیں کیا تھا کہ امینہ بیگم نے گھر میں اس کی شادی کا ذکر چھیڑ دیا۔

اس کی تعلیم مکمل ہوئے ابھی چند ہی ماہ ہوئے تھے' وہ چند سال زندگی کو انجوائے کرنے کے موڈ میں تھا لیکن ماہم کے آنے کے بعد اسے لگا کہ اب اسے جیون ساتھی کے حوالے سے پہلا قدم اٹھا لینا چاہیے۔ گھر میں شادی کا ذکر ہوا تو اس نے جھٹ سے ماہم کا نام لے لیا۔

امینہ بیگم ماہم سے اچھی طرح واقف تھیں' ماہم اور اس جیسے مزاج اور عادات رکھنے والی لڑکیاں انہیں کبھی بھی پسند نہیں رہی تھیں بلکہ ان جیسی لڑکیوں کے ناز و انداز دیکھ کر انہیں خلجان ہونے لگتا۔ ایسی کسی لڑکی کو بہو کے روپ میں تو وہ ہرگز قبول نہیں کرسکتی تھیں۔ امینہ بیگم کا تعلق جدی پشتی امیر خاندان سے تھا اور یہی وجہ تھی کہ وہ نو دولتیوں کو فوراً پہچان جاتی تھیں۔ ان کا ماننا تھا کہ پیسے کو دیکھ کر جو اپنے اطوار بدلے وہ کم اصل ہے۔ اپنے سرکل میں ہزاروں لوگوں کو وہ جانتی تھیں جن کے پاس اچانک ہی پیسہ آتا تھا اور پھر وہ سب ہوتا جو ایلیٹ کلاس کے ماتھے پر بدنما داغ ہے۔ عام لوگوں کے دماغوں میں اب ایلیٹ کلاس بے ہودہ کلاس کے طور پر متعارف تھی۔ امینہ بیگم کے خاندان کی لڑکیاں بھی کوئی برقع پہننے والی نہیں تھیں۔ جدید فیشن سے نہ صرف واقفیت تھی ان سب کو بلکہ وہ اپناتی بھی تھیں لیکن انہیں نمائشی یا اپنا آپ دکھانے والی نہیں کہا جاسکتا تھا۔ وہ صرف نام کے پڑھے لکھے نہیں تھے بلکہ ان کے ہر انداز اور طریقے سے یہ بات ظاہر بھی ہوتی تھی کہ تعلیم ان کے اندر بستی ہے۔

امینہ کی خواہش تھی کہ ان کی بہو ایسی ہو جو عورت کی تعریف پر کھری اترے جبکہ صارم کو صرف بیوی چاہیے تھی اور اسی اختلاف کی وجہ سے ان کے درمیان پہلی بار تلخ کلامی ہوئی اور اس تلخ کلامی میں ہی انہیں پہلی بار اندازہ ہوا کہ صارم کی تربیت میں بہت سی کمیاں رہ چکی ہیں اور سب سے بڑی کمزوری یا کمی اس کا کردار ہے۔ کتنے ہی لمحے وہ سن بیٹھی رہیں جیسے انہیں یقین ہی نہیں آیا ہو۔ اب یقین کرنے کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہیں تھا لیکن بہرحال وہ یہ طے کرچکی تھیں کہ آسمان چاہے زمین پرآ گرے لیکن وہ صارم کی شادی ماہم یا اس طرح کی کسی بھی لڑکی سے نہیں کروائیں گی۔

نمرہ انہیں شروع سے ہی اچھی لگتی تھی' یہ ضروری نہیں تھا کہ وہ نمرہ کو ہی اس گھر کی بہو بناتیں۔ صارم اگر کسی ڈھنگ کی لڑکی کو پسند کرتا تو وہ یقیناً خوشی خوشی اس کے گھر رشتہ لے جاتیں لیکن نمرہ کے رشتے سے انکار جن وجوہات کی بناء پر کیا گیا تھا' وہ انہیں پیچ پا کرنے کے لیے کافی تھا اور اب انہوں نے تہیہ کرلیا تھا کہ نمرہ ہی صارم کی بیوی بنے گی جبکہ صارم اس کا اگر بس چلتا تو وہ اس نمرہ کی گردن مروڑ دیتا۔ جس کی وجہ سے ان کے گھر میں فساد برپا تھا۔

بے چاری نمرہ کے تو فرشتوں کو بھی خبر نہیں تھی کہ امینہ بیگم کیا سوچ چکی ہیں اور اس کی قسمت کس تیزی سے پلٹا کھانے والی ہے۔ وہ جو ماسٹرز میں داخلہ نہ لینے دیئے جانے پر افسردہ تھی۔ وہ اپنے چھوٹے سے گھر کی چھت پر بیٹھی سوچ رہی تھی کہ شاید اس کی ساری زندگی اسی ڈھب پر گزرے گی جس پر وہ اب تک گزارتی آئی ہے' اسے کیا علم تھا کہ زندگی میں تبدیلی اس انداز میں بھی آتی ہے۔

❀......❀......❀
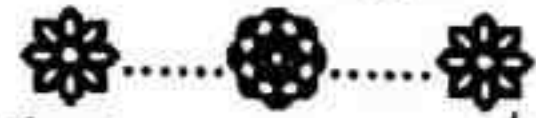
وہ چھت پر بیٹھی اڑتے پرندوں کو دیکھ رہی تھی جب عائشہ برابر والی چھت سے اسے موجود دیکھ کر اس کی طرف لپکی۔

''پرندوں کی گنتی کرلی' کتنے تھے؟'' وہ شرارت سے پوچھ رہی تھی' نمرہ مسکرادی۔

''شکر ہے تمہارے چہرے پر مسکان تو آئی ورنہ دو دن سے تمہاری روتی شکل دیکھ کر میرا بھی رونے والا منہ بن گیا تھا۔'' عائشہ بالکل ٹھیک ہی کہہ رہی تھی' دونوں بچپن سے پکی سہیلیاں تھیں۔

''میرا دل تو اب بھی رونے کو ہی چاہ رہا ہے' پتا نہیں میرے حصے میں ایسے اماں ابا کیوں آ گئے؟ آمنہ آنٹی جیسی اماں بھی تو ہوسکتی تھیں میری۔'' وہ شکوہ کررہی تھی عائشہ اس کے انداز پر زور سے ہنس دی۔

''لوگوں کو شوہروں پر اعتراض ہوتا ہے تمہیں ایسے اماں ابا پر اعتراض ہے۔'' وہ مسکراتے ہوئے بولی' نمرہ کا منہ بن گیا۔

''ابھی شوہر جیسی مخلوق سے پالا نہیں پڑا' جب پڑا تب کی تب دیکھی جائے گی۔'' اس نے ناک سے مکھی اڑائی۔

''اور جب پالا پڑے گا تب بھی آپ کا یہی رونا ہوگا کہ اللہ جی نے ایسا شوہر ہی میرے نصیب میں کیوں لکھا۔'' عاشی نے اس کی نقل اتارتے ہوئے کہا۔

''شبھ شبھ بولو...... مغرب کا وقت ہے۔'' اس نے جس بے تابی سے کہا تھا عاشی کا قہقہہ تو گونجنا ہی تھا وہ کھسیا کر رہ گئی۔

''میرا مطلب تھا کہ میری آخری امیدیں میرے ہونے والے شوہر سے ہی تو جڑی ہیں۔'' اب کی بار اس کا انداز سنجیدہ ہوگیا۔ عاشی کو بھی سنجیدہ ہونا پڑا لیکن کسی کم پڑھے لکھے شخص کو کیا پتا۔

''دیکھو نمرہ...... تم باشعور اور پڑھی لکھی لڑکی ہو' تمہیں تو اپنے والدین کی مجبوریوں کو سمجھنا چاہیے ناں۔ وہ کیوں ایک ایک پائی جمع کرتے ہیں...... کیوں تمہیں پروفیشنل ڈگری نہیں لینے دی' خالی خولی بی اے کروادیا؟ اور اب ایم اے میں بھی اس لیے داخلہ نہیں لینے دے رہے کہ لوگ تمہیں زیادہ عمر کا سمجھیں۔ جس برادری سے تمہارا تعلق ہے وہاں بیٹی کی عزت بڑھانے کے لیے ہر صورت ڈھیروں جہیز دینا پڑتا ہے' یہی روایت ہے تمہاری برادری



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

کی۔ اب تم خود سوچو اگر تمہاری اس فیشن ڈیزائننگ کی ڈگری کے لیے وہ پیسے خرچ کرنے لگ جائیں گے تو ان کے پاس پیچھے کیا بچے گا؟ تمہارے مستقبل کے لیے ایک مہنگا فلیٹ تک وہ خرید رہے ہیں اور اس کی بھاری قسطیں ادا کررہے ہیں اور تم ہو کہ رونا رو رہی ہو۔" آخر وہ ڈپٹتے ہوئے بولی۔

"تو میں نے کہا ہے ان سے کہ میرے جہیز کو جمع کرنے کے چکر میں میرے ارمانوں پر پانی ڈالیں؟ مجھ کچھ نہیں چاہیے۔" اس نے غصے سے کہا۔

"جس طرح کے لوگوں میں تم جاؤ گی وہاں تمہاری ڈگریاں نہیں دیکھی جائیں گی۔" وہ غصے سے بولی۔

"تمہارے دماغ میں بھوسا بھرا ہوا ہے یا پھر تم جان بوجھ کر یہ سب کررہی ہو۔ اللہ کا خوف کرو اور اپنے والدین پر رحم کرو اس مہنگائی کے دور میں وہ ہاتھی سے لے کر سوئی تک خرید رہے ہیں اور محترمہ کے تیور ہی نہیں مل رہے۔ اس وقت تو تمہیں یہ سب فضول اور بے تکا لگ رہا ہوگا، خوب لیکچر یاد کر رکھے ہوں گے کہ شادی کی کامیابی کی ضمانت جہیز کو نہیں سمجھنا چاہیے۔ جہیز ایک لعنت ہے وغیرہ وغیرہ لیکن جب خود ماں بنو گی اور رواج کو سمجھو گی تب عقل آئے گی۔ یہ رواج ناجائز ہی سہی لیکن انسان اپنی عزت بنانے کے لیے بہت کچھ ناجائز بھی کرتا ہے۔ کہنے کو تو میں اور بہت کچھ بھی کہہ سکتی ہوں اور سمجھا سکتی ہوں لیکن تمہیں یہی لگے گا کہ میں اس جہیز کی رسم کی تائید کررہی ہوں حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے، میں تمہارے والدین کا نقطہ نظر تمہیں سمجھا رہی ہوں۔ چاہے وہ خود بھی اس جہیز کے خلاف ہوں لیکن بہرحال انہیں اس چیز کو اپنانا ہے کیونکہ اس کے بغیر چارہ نہیں اور جہاں تک تمہارے شوق کی بات ہے تو اس کا بھی ایک حل ہے، کوئی آن لائن کورس کرلو ڈیزائننگ تو تم اب بھی کرتی ہو، بہتر ہوگا کہ کسی بوتیک والی سے رابطہ بھی کرلو۔ جب تک تمہارے لیے کوئی رشتہ نہیں مل جاتا تب تک تو تم لوکل ڈیزائنر تو بن ہی جاؤ گی۔"

وہ اب ہلکے پھلکے لہجے میں بول رہی تھی جبکہ نمرہ بالکل خاموش ہوگئی تھی۔

اسے یاد آرہا تھا کہ صوفیہ آپی کی شادی کے وقت اس کے والدین کس قدر پرسکون تھے کہ وہ ہر طرح کی رسم ہر طرح کے رواج کو پورا کرپائے تھے۔ اسے اپنی پڑوس کی شادی یاد آئی جہاں مہناز کی اماں اس کے سسرالیوں کی آمد پر اور بارات کو صرف دو طرح کا کھانا کھلانے پر کس قدر پریشان اور مضمحل تھیں، ان کا اداس چہرہ نمرہ کی آنکھوں میں گھوما تو وہ کانپ کر رہ گئی۔ کچھ رواج ہمارے لیے نقصان دہ سہی لیکن انہیں نبھانا ہماری مجبوری بن چکا ہے۔

آج وہ اس جملے سے سو فیصد اتفاق کرنے کے قابل ہوگئی تھی۔ اسے شرمندگی بھی ہوئی کہ پچھلے دو سال سے وہ جو اپنے والدین کو بلا جھجک "کنجوس" ہونے کا خطاب دے دیا کرتی تھی وہ کنجوسی دراصل اس کے مستقبل کی بہتری کی طرف ایک کوشش تھی۔

اولاد کبھی بھی ماں باپ کی محبت کو نہیں پہنچ پاتی۔

❀......❀......❀

وہ نمرہ کو دو سال سے جانتا تھا اور یہ جاننا بہت سرسری سا تھا۔ نمرہ اور اس کی فیملی امینہ کے کوئی پرانے جاننے والے تھے جن سے بہت پہلے رابطہ ختم ہوگیا تھا لیکن پھر ایک اتفاقی ملاقات میں پھر سے پرانے تعلقات بحال ہوگئے۔ امینہ بیگم خود ہی ہفتے دو ہفتے بعد ان کے گھر پہنچ جاتی تھیں۔ نمرہ کی والدہ اور ان کی خوب بنتی تھی، نمرہ خود بھی خوش مزاج سی تھی اور جب امینہ بیگم کو علم ہوا کہ اسے فیشن ڈیزائنر بننا ہے تو اس کی اس سوچ سے وہ متاثر ہوگئی تھیں لیکن عارفہ بیگم کے خیالات جان کر وہ خاموش ہوگئیں، ظاہر ہے تعلقات جتنے بھی اچھے تھے لیکن وہ اس معاملے میں زیادہ نہیں بول سکتی تھیں۔

البتہ نمرہ کو جلتے کڑھتے دیکھ کر انہیں دکھ ہوتا۔ وہ اسے باآسانی داخلہ دلواسکتی تھیں اور تمام اخراجات بھی برداشت کرسکتی تھیں لیکن ایسا کرنے سے ان کی عزت نفس مجروح ہوتی ہے اور وہ ایسا نہیں چاہتی تھیں۔ البتہ ایک کام انہوں نے ضرور کیا تھا، نمرہ نے ان کے ہی کہنے



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

پر سلائی سینٹر میں داخلہ لے لیا تھا۔ چھ ماہ میں ہی وہ بہترین اور ہر طرح کی سلائی سیکھ چکی تھی۔ اب وہ مختلف طرح کی کڑھائی سیکھ رہی تھی اور امینہ بیگم اس سے نت نئے ڈیزائن کری ایٹ کروانے کے لیے اپنے کپڑے پیش کرتیں۔ وہ اپنی مرضی سے ان پر طرح طرح کے تجربات کرتی' کبھی یہ تجربات کامیاب ہوتے تو کبھی ناکام۔ ان دو سال میں صارم کئی بار ان کے گھر آیا تھا لیکن یہ آنا محض ضرورت کے تحت تھا جب کبھی امینہ بیگم مصروف ہوتیں اور نمرہ کے گھر سے انہیں ارجنٹ کپڑے منگوانے ہوتے تو وہ اسے بھیج دیتیں۔ وہ ان سے زیادہ واقفیت نہیں رکھتا تھا' نہ ہی امینہ نے اس سے ان کے بارے میں کچھ زیادہ ڈسکس کیا تھا۔ اس نے اپنے طور پر سوچ لیا تھا کہ نمرہ کسی بے حد غریب خاندان کی لڑکی ہے جس سے اس کی امی ازراہ ہمدردی سلائی کڑھائی کروا کر کپڑے اپنی بھانجیوں بھتیجیوں میں بانٹ دیتی تھیں۔

اس کا یہ اندازہ راسخ کرنے میں نمرہ کا ہی ہاتھ تھا' وہ جب جب اس سے ملا اسے اول جلول گھسے پٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس دیکھا۔ الجھے بال' ماتھے پر تیوریاں حتیٰ کہ منہ تک نہ دھلا ہوتا تھا۔ یہ اتفاق ہی تھا کہ وہ بری طرح سے گھر کے کاموں میں الجھی ہوتی یا کپڑے دھو رہی ہوتی تو اسے امینہ بیگم کا پیغام ملتا کہ صارم آرہا ہے' کپڑے اسے دے دو۔

نمرہ نے جب پہلی بار صارم کو دیکھا تو اس وقت اسے اندازہ ہوگیا کہ موصوف کافی نک چڑھے ہیں' صارم کے چہرے پر بے زاری اور اکتاہٹ دیکھ کر اس نے مہمان نوازی کی سوچ کو بائے بائے کہہ کر لٹھ مارنے والے انداز میں اسے شاپر تھمائے تھے اور پھر یہ سلسلہ یونہی چل پڑا تھا۔ نمرہ کو کسی اور کے دروازے پر نخرے اور منہ بنا کر آنے والے لوگوں سے انتہا درجے کی کوفت ہوتی تھی اب یہی کوفت اسے صارم کو دیکھ کر بھی ہونے لگی تھی۔

صارم کا بھی یہی حال تھا' اسے اس طرح کے حلیے والی لڑکیاں رتی برابر بھی پسند نہیں تھیں۔ اس پر اس کا عجیب انداز' ایسی لڑکی کو دومنٹ دیکھنا بھی وہ گوارا نہ کرتا اور اس کی امی جان اسی لڑکی کو اس کے سر پر مسلط کرنا چاہ رہی تھیں اسے اپنے چاروں طرف گہرا اندھیرا محسوس ہورہا تھا۔

❀ ❀ ❀

صارم نے اپنے پاپا سے بات کی' وہ بھی امینہ بیگم کی اس زور زبردستی کے خلاف تھے۔ انہیں اندازہ ہی نہیں تھا کہ بات اتنی بڑھ گئی ہے۔ صارم کو دلاسہ دے کر وہ امینہ بیگم سے بات کرنے آئے تھے۔ وہ کمرے میں بیٹھی کپڑے تہہ کررہی تھیں' کچھ دیر پہلے وہ صارم کے کمرے کے سامنے سے گزری تھیں دونوں باپ بیٹے کو انتہائی سنجیدگی سے آہستہ آواز میں بات کرتے دیکھ کر وہ سمجھ گئی تھیں کہ اسی حوالے سے بات ہورہی ہوگی۔ وہ منتظر تھیں کہ کب مجتبیٰ صاحب ان سے بات کرتے ہیں' کچھ ہی دیر بعد وہ کمرے میں آگئے۔

"میں نے سنا ہے آپ نے صارم کے لیے لڑکی پسند کرلی ہے۔" وہ صوفے پر بیٹھتے ہی بولے' بیڈ پر کپڑے رکھے تھے جو وہ تہہ کررہی تھیں' ان کی بات سن کر انہوں نے کپڑے وہیں چھوڑ دیئے۔

"آپ نے بالکل ٹھیک سنا ہے۔" وہ انتہائی سنجیدہ لہجے میں بولیں۔

"لیکن صارم کسی اور کو پسند کرتا ہے' آپ یہ بات جانتی ہیں پھر بھی آپ زبردستی کررہی ہیں...... کیوں؟"

"کیونکہ اس کے لیے یہی بہتر ہے لیکن فی الحال وہ اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہے۔"

"وہ آپ کی پسند کردہ لڑکی کو اپنے اسٹینڈرڈ اور معیار کا نہیں سمجھتا۔" ان کا یہ کہنا ہی تھا کہ امینہ بیگم نے غصے سے ہاتھ میں پکڑی قمیص کو بستر پر پھینکا۔

"آپ کے بیٹے کو اور اس کے گھٹیا اسٹینڈرڈ کو بھی میں اچھی طرح سے دیکھ چکی ہوں' آپ نے ٹھیک کہا نمرہ اس کے اسٹینڈرڈ کی نہیں ہے۔ وہ اس کے اسٹینڈرڈ کی ہو بھی نہیں سکتی کیونکہ صارم جیسے چھوٹی اور محدود سوچ کا مرد اس جیسی لڑکی کے قابل ہو ہی نہیں سکتا' آپ کا بیٹا وہ مکھی بن

چکا ہے جسے گند پر بیٹھنے کی عادت ہوگئی ہے جو خود بھی گندگی کا ڈھیر ہے۔" یہ کہتے ہوئے خود امینہ بیگم کو جس کرب سے گزرنا پڑا تھا وہ ان کے چہرے پر رقم تھا۔ باہر کھڑا صارم بھی جیسے سن ہوگیا۔

"امینہ سوچ سمجھ کر بولا کریں' آپ کو اپنی اولاد سے زیادہ وہ لڑکی عزیز ہے جو آپ اپنی اولاد کے بارے میں یہ کہہ رہی ہیں۔" وہ غم و غصے سے بولے۔

"کسی بھی عورت کو اپنی اولاد سے عزیز کچھ نہیں ہوتا لیکن میں ان ماؤں میں سے نہیں ہوں جو اپنی اولاد کی غلطیوں پر آنکھیں اور کان بند کر کے انہیں بہترین ثابت کرنے کی کوشش کرتی ہیں...... جب میں نے صارم سے نمرہ کے حوالے سے بات کی تب آپ جانتے ہیں کہ آپ کے بیٹے نے مجھ سے کیا کہا تھا؟" ان کا لہجہ جیسے رندھ گیا تھا۔

"آپ کے بیٹے نے کہا کہ اسے نمرہ جیسی نیک پروین ٹائپ لڑکیوں میں کبھی بھی دلچسپی نہیں رہی' اسے ماہم جیسی لڑکیاں پسند ہیں کیونکہ وہ بھی اس کے جیسا ہی ہے۔ میں نمرہ کے لیے کوئی نیک مرد ہی ڈھونڈوں' اس بات کا مطلب سمجھتے ہیں آپ؟ کہ آپ کے بیٹے کے پاس کردار نہیں رہا۔ وہ نامحرم عورتوں کے ساتھ راتیں بسر کرتا رہا ہے۔ وہ سب سے بڑا گناہ کر کے بھی شرمندگی محسوس نہیں کرتا اسی لیے وہ اسی قماش کی عورت سے شادی کرے گا۔" اب ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے' دروازے کے پار کھڑا صارم اور صوفے پر بیٹھے مجتبیٰ دونوں ساکت تھے۔

"میں یہی سمجھتی رہی کہ بچپن کے پڑھائے گئے حلال وحرام کے فرق کو وہ کبھی نہیں بھولے گا لیکن میں غلط تھی۔ وہ تو سب کچھ بھول گیا' اسے تو کچھ بھی یاد نہیں اور اب وہ چاہ رہا ہے کہ وہ اسی بھولے ہوئے کو بھی یاد نہ کرے۔ وہ غلاظت کا ڈھیر ہے تو ویسے کا ویسا ہی رہے اور اپنی آنے والی نسل کو بھی اسی گندگی کا حصہ بنائے۔ آپ اس فعل میں صارم کے ساتھ ہوں گے لیکن میں نہیں ہوں۔ اسے ماہم سے شادی کرنی ہے کرے مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن نہ تو صارم اس گھر میں آئے گا نہ ہی وہ لڑکی۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے جو میں کسی صورت بھی نہیں بدل سکتی۔ میں اپنے ہاتھوں اس کے لیے مزید تباہیوں کے در نہیں کھول سکتی۔ میں اس کی ماں ہوں' مجھے جتنی فکر اس کی دنیا کی ہے اتنی ہی آخرت کی بھی ہے۔ مجھے اللہ کے سامنے جواب دہ ہونا ہے اور میں اس کے سامنے شرمندہ نہیں ہونا چاہتی۔"

ہمیشہ ہر بات کو ہلکا پھلکا لینے والی امینہ بیگم اس وقت گہرے صدمے میں تھیں۔ جیسے ان کے اندر صارم کی باتوں سے لاوا پک گیا تھا۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھیں کہ ان کا بیٹا ان کے سامنے ایسے اعترافات بھی کرے گا کہ ان کا دل پھٹنے کے قریب پہنچ جائے گا۔

باہر کھڑا صارم بھی کبھی یہ نہیں سوچ سکتا تھا کہ اس کی عزیز از جان ماں کے لیے وہ گندگی کا ڈھیر بن کر رہ جائے گا۔ اسے لگا جیسے اس کے وجود پر ہزاروں کی تعداد میں مکھیاں آن بیٹھی ہوں' وہ کانپ کر رہ گیا۔

❀......❀......❀

اس واقعے کے بعد وہ گم صم ہو کر رہ گیا تھا' ماہم سے بھی بہت کم ملتا' اب ماہم کے انداز واطوار میں بھی اس کے لیے ایک خاص دلچسپی پیدا ہوگئی تھی جس کا اظہار وہ کرتی رہتی۔ ماہم کی اس دلچسپی پر اس کا دل ماہم کی جانب ہمکنے لگتا۔ اس کے دل میں قربتوں کی خواہش انگڑائیاں لینے لگی لیکن امینہ بیگم کے الفاظ بے قابو رہتے جذبات پر بند باندھ دیتے لیکن وہ کب تک خود سے لڑ سکتا تھا۔ ماہم کی دن بہ دن بڑھتی بے باکیاں اور بے قراریاں صارم کے وجود میں بھی آگ لگا رہی تھیں۔ اس کا نفس ایک بار پھر اس پر حاوی ہونے لگا تھا' اس نے خود پر اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھا۔ ایک مزید ارڈنر کے بعد وہ دونوں ہاتھوں میں ہاتھ تھامے سڑک کے کنارے چل رہے تھے۔ ماہم کے لباس سے لے کر ہر چیز ہی اس وقت صارم کو اپنی طرف متوجہ کر رہی تھی۔ اس کے وجود سے اٹھتی مہک کو وہ اپنی سانسوں میں اتارنے کے لیے



URDUSOFTBOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

بے چین ہونے لگا تو وہیں اسے بازو سے پکڑ کر قدرے اندھیرے والی جگہ پر ہوگیا۔

''ماہم......'' اس کے لبوں سے ماہم کا نام سرسراتا ہوا ادا ہوا' اس سے پہلے کہ طوفان آتا اور سب کچھ بہالے جاتا' صارم کو اپنے قریب کسی کے بولنے کی آواز آئی۔

''ارے اماں بس ہم آرہے ہیں' آپ پریشان مت ہوں۔'' جانی پہچانی آواز مگر بے ترتیب سی شاید وہ دوڑ رہی تھی لیکن وہ ایک نہیں دو تھیں۔ اس سے پہلے کہ صارم ماہم سے الگ ہوتا' کوئی ٹھٹک کر وہیں رکا تھا وہ نمرہ تھی' سیاہ چادر لپیٹے دونوں ہاتھوں میں سامان سے بھرے شاپر تھے۔ نمرہ نے ایک نظر میں سامنے کھڑے صارم کو پہچان لیا اور انہی لمحوں میں صارم نے دیکھا تھا کہ نمرہ کی آنکھوں میں اس کے لیے کراہیت پیدا ہوئی تھی' جیسے اس نے غلاظت کے ڈھیر کو دیکھ لیا ہو' وہ حرکت کرنے کے قابل نہیں رہا۔

وہ دونوں بنا کچھ کہے وہاں سے گزر چکی تھیں' ماہم اسے پکار رہی تھی۔ اس کے چہرے کو اپنی طرف موڑتے ہوئے کہہ رہی تھی کہ ان دو اولڈ فیشن لڑکیوں نے سارا مزا کرکرا کردیا۔ وہ بت بن گیا تھا۔

❁......❁......❁
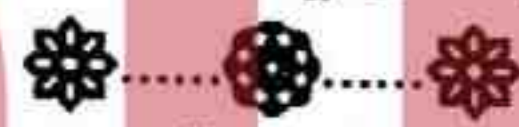
گھر واپس آنے کے بعد بھی اس کے ذہن میں صارم اور وہ لڑکی گھومتے رہے۔ اس کا دماغ چکرا کر رہ گیا تھا' وہ اور عاشی اپنے لیے کچھ کپڑے خریدنے شاپنگ مال آئی تھیں۔ انہیں وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا تھا' جب ہوش آیا تب رات ہوچکی تھی۔ اب جس جگہ وہ کھڑی تھیں وہاں سے ان کے روٹ کی بس تو آتی لیکن تل دھرنے کی بھی جگہ نہ ہوتی اس لیے دونوں نے فیصلہ کیا تھا کہ ذرا پیچھے چل کر کھڑا ہوا جائے۔ ہوسکتا ہے اس طرف بس آئے تو انہیں کھڑے ہونے کی ہی جگہ مل جائے اسی لیے وہ دوڑ رہی تھیں اور تب وہ ٹھٹک گئی جب جانا پہچانا صارم اسے ایک لڑکی کے بے حد قریب کھڑا دکھائی دیا۔ صد شکر کہ عاشی نے اس کا چہرہ نہیں دیکھا تھا' وہ اس کے پیچھے تھی اور اسی ایک لمحے میں نمرہ نے اپنی رفتار بڑھا کر عاشی کا بھی ہاتھ کھینچا تھا۔ عاشی خود بھی ان کی پشت دیکھ کر ہی کانپ کر رہ گئی اور سارے راستے استغفار پڑھتی رہی' یہ منظر دیکھ کر دونوں کے ہی رونگٹے کھڑے ہوگئے تھے۔

اور اب اپنے بستر پر لیٹنے کے بعد بھی وہ اسی کو سوچ رہی تھی' چند دن پہلے ہی امینہ بیگم نے اس کے گھر والوں سے صارم کے لیے نمرہ کا ہاتھ مانگا تھا۔ اسے صارم میں کبھی بھی کشش محسوس نہیں ہوئی حالانکہ وہ اچھا خاصا خوبرو تھا۔ رشتے کی بات سن کر بھی اس کے دل کے اندر جگنو نہیں جگمگائے تھے' البتہ اس بات کی امید ضرور تھی کہ وہ صارم سے شادی کے بعد اپنی خواہش پوری کرپائے گی۔ صارم اسے تک چڑھا اور نخریلا لگا تھا ایسے لوگ تو اسے ایک آنکھ نہیں بھاتے تھے لیکن اسے یہ اندازہ نہیں تھا کہ وہ کردار کے معاملے میں بھی پست ہوگا۔

''کیا امینہ بیگم کو اپنے بیٹے کے بارے میں علم نہیں ہوگا؟'' وہ چھت پر نگاہیں جمائے سوچ رہی تھی کہ اس کا موبائل بجا۔ اس نے دیکھا امینہ بیگم اسے فون کررہی تھیں' وہ اکثر اس سے فون پر باتیں کرتی تھیں ان کا نمبر دیکھ کر اس نے بے دلی سے فون اٹھایا۔ رسمی خیر خیریت کے بعد وہ اب اس سے کی گئی شاپنگ کا پوچھ رہی تھیں اور یہ بھی کہ وہ ان کپڑوں کو کس انداز میں سیے گی؟ لیکن وہ ہوں ہاں میں جواب دیتی رہی' وہ اس کی بے توجہی اور بے دلی بھانپ گئیں۔

''کیا بات ہے نمرہ......کوئی بات ہوئی ہے؟'' انہوں نے نرمی سے پوچھا۔

''جی بات تو ہوئی ہے' میں نے آج واپسی پر صارم کو کسی لڑکی کے ساتھ دیکھا تھا۔ وہ دونوں اندھیری سڑک پر ایک دوسرے کے قریب موجود تھے۔'' نمرہ کی صاف گوئی انہیں پسند تھی لیکن آج اس کا یوں بولنا انہیں تکلیف میں مبتلا کرگیا' کتنی ہی دیر وہ خاموش رہیں۔

''میں صرف آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ نے اپنے بیٹے کے لیے مجھے کیوں چنا؟ میں نے آپ کی نیت پر کبھی شک نہیں کیا اور نہ ہی میں ایسا سوچ سکتی

ہوں۔ میں یہ بھی جانتی ہوں کہ جس کلاس سے آپ کا تعلق ہے وہاں لڑکے تو لڑکے لڑکیوں کے بھی ایسے فعل پر انہیں کچھ نہیں کہا جاتا۔" (مطلب کہ نمرہ بھی ان کی کلاس کو غیرت سے عاری سمجھ رہی تھی) انہیں بہت دکھ ہوا۔

"ان کے لیے یہ سب بے حد معمولی ہے لیکن آپ کے لیے یہ سب باتیں معمولی نہیں۔ آپ کو ایسی بہو چاہیے جو آپ کی نسل کا مستقبل سنوار سکے لیکن......" وہ خاموش ہوگئی۔ اس کے کانوں میں امینہ بیگم کی گھٹی ہوئی سانس کی آواز آئی جیسے وہ ضبط کررہی ہوں۔

"میں تم سے کل بات کروں گی۔" انہوں نے یہ کہہ کر فون بند کردیا۔ نمرہ کو افسوس ہوا کہ اس نے کیوں ان سے یہ سب کہہ دیا۔ مائیں تو ہمیشہ اپنے بچوں کے لیے اچھا چاہتی ہیں، وہ اس کی بات سن کر کتنی دکھی ہوگئی ہوں گی، مختلف باتوں کو سوچتے سوچتے کب اس کی آنکھ لگی اسے علم نہ ہوسکا۔

اگلے روز امینہ بیگم خود ہی آگئیں، اس کی اماں گھر پر نہیں تھیں۔ ان کی غیر موجودگی امینہ بیگم کے لیے بہتر تھی کہ وہ اس سے کھل کر بات کرسکتی تھیں۔ وہ انہیں اپنے کمرے میں لے آئی، ہمیشہ کی طرح وہ ان سے اپنی چھوٹی چھوٹی باتیں شیئر کرنے لگی۔ ہر بار کی طرح وہ مسکرا مسکرا کر باتوں کے جواب نہیں دے رہی تھیں بلکہ چپ چاپ اس کا چہرہ دیکھ رہی تھیں۔ نمرہ خود ہی اس موضوع کی طرف آگئی۔

"آئی ایم سوری آنٹی......میں نے جو کچھ کل رات کہا وہ بنا سوچے سمجھے کہا تھا۔ آپ کو بہت دکھ ہوا ہوگا۔" وہ افسوس میں لگ رہی تھی، انہوں نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"تمہیں آج ایک بات بتاؤں میں؟ تم اچھی طرح جانتی ہو کہ میرا اور مجتبیٰ کا خاندان کتنا بڑا اور دوست احباب کا کتنا وسیع حلقہ ہے لیکن اس کے باوجود میں کثرت سے اس گھر میں کیوں آتی ہوں؟ کیونکہ یہاں تم رہتی ہو، تمہیں دیکھ کر تم سے بات کرکے مجھے لگا کہ اگر میری بیٹی ہوتی تو تم جیسی ہوتی۔ تمہاری سادگی، تمہارا کھرا پن ہی مجھے تمہاری طرف کھینچتا تھا، میں نے تم جیسی متوازن لڑکیاں بہت کم دیکھی ہیں۔ کوئی بھی انسان مکمل نہیں ہوتا تم بھی نہیں ہو لیکن تمہاری خوبیاں نظر انداز کرنے کے لائق نہیں ہیں۔ اسی لیے میں نے سوچ لیا تھا کہ تمہیں ہی اپنی بہو بناؤں گی کیونکہ تمہارے لیے بھی مذہب، اقدار و روایات بہت اہم ہے۔ تمہیں بہو بنانے کا خیال میرے دل میں آج کل میں نہیں بلکہ دو سال سے پل رہا ہے۔ اس کی ایک نہیں کئی وجوہات ہیں۔" وہ سانس لینے کو رکیں نمرہ پوری توجہ سے انہیں سن رہی تھی۔

"مجھے صارم کی دوستیوں کا اندازہ نہیں تھا جب میں نے اس سے تمہارے رشتے کی بات کی تب اس نے مجھے یہ بات بتائی۔ میں سن رہ گئی تھی، کوئی بھی ماں کبھی یہ نہیں چاہتی کہ اس کی اولاد بے راہ روی کا شکار ہو۔ میں نے بھی ایسا کبھی نہیں چاہا لیکن......لیکن صارم بہک گیا، وہ مرد ہے۔ مرد ذات کے جذبے منہ زور ہوتے ہیں، ان پر بندھ نہیں بندھتا کیونکہ مرد کو اس کی ضرورت نہیں ہے جبکہ عورت......عورت کے اندر قدرتی شرم و حیا ہوتی ہے وہ صرف اس مرد کی قربت چاہتی ہے، جس سے اسے محبت ہو۔ عورت صرف تخلیق کے کڑے مرحلے سے نہیں گزرتی بلکہ اولاد کی تربیت کے دوران بھی اس پر بہت بھاری مراحل آتے ہیں۔ مرد اولاد کی تربیت نہیں کرتا، وہ صرف کماتا ہے یہ ذمہ داری عورت کی ہے اور اس لیے ہے کیونکہ وہ نسلوں کی ضامن سمجھی جاتی ہے۔ سیانے کہتے ہیں ایک عورت سات نسلیں سنوارتی ہے اور عورت ہی سات نسلیں بگاڑتی ہے۔ تم خود سوچو مرد اگر بدکردار ہو تو وہ اکیلا اس کام میں ہوگا وہ اپنی اولاد پر کردار کے حوالے سے سختی رکھ سکتا ہے کیونکہ وہ حاکم ہے۔ حاکم جیسا بھی ہو وہ اپنی رعایا یا عوام کو اپنی مرضی کے اصولوں پر چلا سکتا ہے لیکن اگر عورت کردار کی کچی ہو تو سات نسلیں تباہ ہوجاتی ہیں، تم میری بات سمجھ رہی ہو ناں۔" اس نے اثبات میں سر ہلایا، وہ اس بوسیدہ مگر حقیقت پر مبنی فلسفے کو بچپن سے جانتی تھی۔

❁......❁......❁

وہ بہت سے ایسے لوگوں کو دیکھتی آئی تھی جو خود چاہے



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

پستیوں میں تھے لیکن ان مردوں میں سے اکثر کا اپنے گھر اور اولاد پر بہت کنٹرول تھا۔ اس نے ایسی عورتیں بھی دیکھی تھیں اور تب اسے اندازہ ہوا تھا کہ بری عورت کیسے نسل خراب کرتی ہے۔ وہ امینہ بیگم کا موقف اچھی طرح سمجھ چکی تھی لیکن اس کا دل چاہتا تھا کہ وہ صارم کو انکار کردے لیکن پھر امینہ بیگم کی محبت یاد آتی تو خاموشی کی چادر اوڑھ لیتی۔ وہ اپنے تئیں یہ سوچ چکی تھی کہ اس کی اور صارم کی کسی صورت نہیں نبھے گی اس نے پھر بھی انکار نہیں کیا' رشتہ طے کردیا گیا تھا۔

اسے رتی برابر بھی خوشی محسوس نہیں ہوئی' جس رات اس کی بات پکی ہوئی اسی رات صارم نے اسے پہلی بار فون کیا تھا۔ وہ بہت بے چین تھا لیکن اپنا اضطراب وہ اس معمولی لڑکی پر کبھی ظاہر نہیں کرتا' اسی لیے اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ اسے کھری کھری سنائے گا۔ وہ اس کے بارے میں کیا سوچتی ہے اسے فرق نہیں پڑتا تھا لیکن امینہ بیگم اسے کیا سمجھتی ہیں اس بات سے اس کی نیندیں حرام ہوگئی تھیں اور نمرہ نے جو اُن دونوں کو دیکھا تھا وہ بات بھی امینہ بیگم کے علم میں آگئی تھی۔ اسے دوسری بار بے تحاشا شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا تھا لیکن ایک طرح سے وہ مطمئن بھی تھا کہ نمرہ انکار کردے گی اسی لیے اس نے حامی بھری تھی لیکن اس کے اقرار سے پہلے ہی وہ بات کرچکی تھیں' وہاں سے ہونے والے اقرار نے اسے سیخ پا کردیا تھا۔

نمرہ اس کی کمزوری سے واقف ہوکر بھی اس سے شادی کررہی ہے۔ اس سے یہ بات ہضم نہیں ہورہی تھی' اس نے امینہ بیگم کے موبائل سے اس کا نمبر حاصل کرکے فون کیا اس وقت رات کے بارہ بج رہے تھے جب اس نے نمبر ملایا' پانچویں بیل پر فون اٹھالیا گیا۔

''ہیلو....'' نیند میں ڈوبی ہوئی آواز جیسے مشکل سے بولا جارہا ہو۔ مہارانی کتنے سکون سے سو رہی ہیں' اسے جی بھر کے غصہ آیا۔

''ہیلو میں صارم......'' اس نے سپاٹ لہجے میں کہا چند لمحوں کے لیے وہاں خاموشی چھاگئی۔


آنچل کی جانب سے ایک اور تحفہ

ماہنامہ
حجاب
کراچی

شائع ہوگیا ہے

ملک کی مشہور معروف قلمکاروں کے سلسلے وار ناول، ناولٹ اور افسانوں سے آراستہ ایک مکمل جریدہ گھر بھر کی دلچسپی صرف ایک ہی رسالے میں موجود جو آپ کی آسودگی کا باعث بنے گا اور وہ صرف ''حجاب''
آج ہی ہاکر سے کہہ کر اپنی کاپی بک کرالیں۔

اس کے علاوہ

خوب صورت اشعار منتخب غزلوں
اور اقتباسات پر مبنی مستقل سلسلے

اور بہت کچھ آپ کی پسند اور آرا کے مطابق

Infoohijab@gmail.com
info@aanchal.com.pk
کسی بھی قسم کی شکایت کی صورت میں
021-35620771/2
0300-8264242

"اب سوچ رہی ہوگی کہ آواز میں کتنی مٹھاس بھروں کہ صارم مجھ سے متاثر ہو جائے۔" غصے کی انتہا پر جا کر وہ اوٹ پٹانگ سوچ رہا تھا' وہ نمرہ سے ناواقف تھا۔

"آپ صارم ہیں یا کوئی اور' رات کے اس پہر فون کرنے کی کوئی تک نہیں بنتی۔ اگر آپ کو کوئی ضروری بات کرنی ہے تو دن کے کسی بھی حصے میں فون کرنے کی زحمت کر لیجیے گا میں آپ کا مسئلہ سن لوں گی اس وقت کے لیے معذرت۔" نمرہ کی تیز غصیلی آواز سن کر کئی لمحے تو وہ کچھ بولنے کے قابل نہیں رہا۔

"تم خود کو کیا سمجھتی ہو؟" وہ دھاڑ کر بولا تھا' نمرہ نے جواب دیئے بغیر فون کاٹ دیا' اس نے دوبارہ نمبر ملایا موبائل آف جا رہا تھا' وہ بلبلا کر رہ گیا۔

"ٹکے کی لڑکی کیا سمجھتی ہے خود کو؟" میں اس سے پیار بھری باتیں کرنے کے لیے فون کر رہا تھا؟ وہ سوچنے لگا مگر ایک دم چونک گیا۔

"دو ٹکے......؟" جیسے اندر سے کہیں آواز آئی اور پھر اس کے اردگرد امینہ بیگم کی آواز گونجی۔

"آپ کے بیٹے کو وہ ہیرے جیسی لڑکی دو ٹکے کی لگتی ہے کیونکہ وہ خود ٹکے بھر کا بھی نہیں رہا۔ انتہا درجے کا بے غیرت ہو گیا ہے' اب سڑکوں پر کھلے عام بے حیائی کر کے اس عمر میں ہمارے ماتھے پر کالک لگوا رہا ہے۔" ان کی آوازیں اس کے اعصاب پر ہتھوڑے کی طرح برس رہی تھی' وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

وہ جہاں جاتا اگر کسی لڑکی سے ہاتھ ملاتا تو اسے لگتا اس کے ہاتھوں پر غلاظت لگ گئی ہے۔ اس کے اردگرد اس کی امی کی نفرت اور تاسف میں ڈوبی آواز گونجتی اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کرے۔

"یہ سب نمرہ کی وجہ سے شروع ہوا ہے اس چڑیل نے یقیناً امی پر کالا جادو کیا ہے ورنہ وہ کبھی میرے خلاف نہ جاتیں۔ ایک بار شادی ہو جانے دو تم' ایسا مزہ چکھاؤں گا کہ یاد رکھو گی۔" وہ انتقام کی آگ میں جھلسنے لگا جبکہ نمرہ کے اردگرد جیسے ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگی تھیں۔ صارم کو اس نے اچھا مزہ چکھایا تھا' اسے اندازہ تھا کہ وہ اس وقت جل کڑھ رہا ہوگا اور یہی چیز نمرہ کے لیے سکون کا باعث بن رہی تھی۔ وہ مزے سے سو گئی جبکہ صارم اس سے انتقام کا سوچ رہا تھا حالانکہ وہ خود سے واقف تھا کہ وہ انتقام لینے والوں میں سے نہیں ہے۔

❁ ❁ ❁

چار ماہ بعد وہ دن بھی آ گیا جب نمرہ دلہن بن کر اس کے آنگن میں اتری۔ اس دن امینہ بیگم بے تحاشا خوش تھیں' انہیں یقین تھا کہ نمرہ ان کے بیٹے کی سوچ تبدیل کر دے گی۔ اس گھر کو روایات و اقدار کی پاسداری کرنے والا گھر بنا دے گی۔ نمرہ اصول پسند تھی اور اپنے ارادوں کی پکی' اس کی ان ہی دو خصوصیات پر امینہ بیگم کو مکمل بھروسہ تھا۔ اسے صارم کے کمرے میں بٹھا کر وہ خود اس کے پاس بیٹھ گئی تھیں۔ انہیں اندازہ تھا کہ نمرہ کے احساسات اس وقت کیا ہوں گے۔ اس نے ایک ایسے انسان کا ساتھ قبول کیا تھا جسے نہ چاہنے کے باوجود وہ آج اس کے کمرے میں تھی' یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ واقعی امینہ بیگم کو دل سے عزت دیتی ہے۔

"تم نے میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش پوری کر دی ہے' میں اب مطمئن ہوں کہ آنے والا وقت بہت اچھا ہوگا۔ میری ساری امیدوں کا مرکز تم ہو' مجھے صرف تم پر بھروسہ ہے کہ تم اس گھر کو خوشیاں دو گی' نہ صرف دو گی بلکہ خود بھی خوش رہو گی۔" وہ پرنم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے بولیں۔ نمرہ ہزار خدشوں کے باوجود مسکرا دی' ان کے ہاتھ میں رکھے اپنے ہاتھ کو اس نے دیکھا اور دوسرا ہاتھ بھی ان کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

"میں اپنی طرف سے پوری کوشش کروں گی۔" اس نے انہیں یقین دلایا' وہ اس کا ماتھا چوم کر اٹھ کھڑی ہوئیں' ان کے جانے کے کچھ دیر بعد صارم اندر آیا۔ نمرہ ریلیکس ہو کر ٹیک لگا کر آدھی بیٹھی اور آدھی لیٹی تھی۔ کھٹکے پر بھی سر اٹھا کر نہ دیکھا' اس کی آنکھیں بند تھیں۔ وہ آہستگی سے اس کے قریب بیٹھ گیا' اجڑے حلیے اور بکھرے بالوں والی

نمرہ تو شاید غائب ہوگئی تھی۔ یہاں تو صاف ستھری دنیا بھر کی رعنائی لیے گندم کی بالی جیسی چمکتی رنگت والی نمرہ تھی۔ وہ کچھ دیر اس کے نقوش پر غور کرتا رہا' اسے اندازہ ہوا کہ وہ کافی دیکھے تھے جیسے کہ نمرہ خود دیکھی تھی۔ اس کی نظریں اس کے چہرے سے پھسل کر گردن' ہاتھوں' پھر پاؤں پر آ گئیں۔ اس تفصیلی جائزے کے دوران ہی اس کی دھڑکنیں بڑھ گئی تھیں اس لیے نہیں کہ وہ اس پر عاشق ہوگیا تھا اس لیے کہ وہ اس پر حق رکھتا تھا۔ وہ اس کی بیوی بن چکی تھی' صارم نے اس کے اور اپنے درمیان فاصلہ ختم کیا۔ نمرہ کی یقیناً آنکھ لگ گئی تھی اسی لیے وہ اس کی موجودگی کو محسوس نہیں کرپائی تھی۔ صارم جب اس کے قریب ہوا وہ ایک دم نیند سے جاگی تھی اور بری طرح ڈر کر اس کے منہ سے چیخ نکلی۔ صارم نے گھبرا کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا' نمرہ نے طیش میں آ کر اس کا ہاتھ جھٹکا اور سیدھی ہو بیٹھی' اس کی دھڑکنیں بری طرح منتشر ہوگئی تھیں اور چہرہ زرد۔ صارم نہ چاہتے ہوئے بھی اٹھا اور اسے پانی کا گلاس تھمایا جسے وہ لمحے بھر میں خالی کرگئی' صارم نے دیکھا اب وہ پہلے سے نارمل تھی لیکن اس کے چہرے پر شرمندگی تھی۔

''اس طرح ڈر کر کیوں چیخیں تم؟'' وہ سخت لہجے میں بولا۔

''مجھے شوق ہے چلانے کا اس لیے۔'' وہی تند و تیز لہجہ اگر صارم نرمی سے پوچھتا تو وہ یقیناً بتادیتی کہ اگر کوئی اسے گہری نیند سے اس طرح جگائے تو وہ ہڑبڑا جاتی ہے۔ چیخی وہ اس لیے کہ صارم کا اس قدر قریب ہونا اس کے لیے غیر متوقع تھا اور نیند سے جاگ کر ایک دم ایک آفت کو اپنے سامنے دیکھ کر اسے خوف زدہ ہی ہونا تھا۔

''ایسے شوق تمہیں اپنے گھر پر پورے کرکے یہاں آنا چاہیے تھا۔'' اس نے بھی جوابی حملہ کیا۔

''آپ کی معلومات کے لیے عرض ہے کہ اب یہی میرا گھر ہے' اگر آپ کو کسی بات پر اعتراض ہے تو آپ جاسکتے ہیں۔'' نمرہ کے اطمینان بھرے لہجے پر وہ اچنبھے سے اسے دیکھنے لگا یعنی کہ چند گھنٹے پہلے آنے والی لڑکی اسے باہر کا راستہ دکھا رہی تھی مگر اسے خاموش ہونا پڑا۔ وہ اس وقت کسی بھی قسم کا جھگڑا نہیں چاہتا تھا اس پر نرم گرم سے جذبات حاوی تھے' نمرہ کا دوپٹہ ایک طرف سے ذرا ڈھلک گیا تھا اب اس کی لمبی گردن اور کندھا اس کے سامنے نمایاں تھے۔ وہ خود اس سے بے نیاز پرس میں سے کچھ ڈھونڈ رہی تھی جبکہ صارم اس کے وجود کی رعنائی سے اپنی آنکھوں کو گرما رہا تھا۔

''اس روم فریج میں کچھ کھانے کے لیے ہے کچھ نمکین؟'' اس نے نمکین پر زور دے کر پوچھا۔

''نمکین تو نہیں لیکن آئس کریم اور جوس موجود ہے اگر بھوک لگی ہے تو میں ملازم سے کھانا منگوا دیتا ہوں۔'' اس نے مصلحتاً نرمی اختیار کی۔

''پچھلے سات دن سے صرف میٹھا ہی کھا رہی ہوں میں' اب اگر میٹھا کھایا تو شاید مر جاؤں۔ مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے۔'' اس کی شکل رونے والی ہوگئی تھی' صارم نے گھڑی میں وقت دیکھا' رات کا دوسرا پہر شروع ہوچکا تھا۔ ملازم بھی یقیناً سو رہے ہوں گے وہ اٹھا اور خود ہی کچن میں آ گیا' ٹرے میں کھانا لے کر وہ اوپر آیا تو وہ اسے سادہ سے شلوار قمیص میں دکھائی دی۔ دوپٹہ اپنے گرد اچھی طرح لپیٹے اس نے چپ چاپ کھانا ٹیبل پر رکھ دیا۔ وہ شکر کرکے کھانے لگی' کھانے کے دوران صارم کی مطلبی نظروں کو وہ اچھی طرح خود پر محسوس کرچکی تھی۔ وہ آرام آرام سے لقمے لیتی رہی' بستر پر آڑھا ترچھا لیٹا صارم اسی کو تاڑ رہا تھا۔ نمرہ نے کھانا ختم کیا' ہاتھ دھوئے اور ڈریسنگ روم میں گھس کر اندر سے کنڈی لگادی' دل دھک دھک کررہا تھا۔ وہ تو یہی سوچتی آئی تھی کہ صارم چھونا تو دور اس کی طرف دیکھے گا بھی نہیں لیکن یہاں تو موصوف کے تیور ہی الگ تھے۔

جبکہ صارم ایک بار پھر غصے سے بلبلا کر رہ گیا' سارے جذبات کا ستیاناس ہوگیا تھا۔ وہ بے بسی سے کروٹ لے کر لیٹ گیا' دیر سے ہی سہی لیکن نیند نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا تھا۔

❀ ❀ ❀

اگلی صبح صارم کے جاگنے سے پہلے ہی وہ بیدار ہو چکی تھی۔ صارم نے آنکھیں کھول کر اِدھر اُدھر دیکھا' جاگتے ساتھ جو پہلا خیال اس کے دل میں نمرہ کا تھا' اسے وہ صوفے پر بیٹھی دکھائی دی۔ ہاتھ میں رسالہ تھا یقیناً وہ کچھ دیر پہلے نہا کر آئی تھی' اب گیلے بال اس کے اردگرد تھے۔ صاف شفاف چہرہ تروتازگی سمیٹے ہوئے تھا' نمرہ کے چہرے پر کوئی بھی مصنوعی چیز نہیں تھی وہ بالکل سادہ سے حلیے میں تھی وہ ایک بار پھر اس پر غور کرنے لگا۔

کسی کی نگاہوں کی تپش محسوس کر کے اس نے سر اٹھایا تو سامنے صارم کو خود پر نگاہیں جمائے پایا۔ اس کے دیکھنے پر بھی صارم نے زاویہ تبدیل نہیں کیا تھا' وہ گھبرا گئی تھی۔ اسے صارم کا رویہ سمجھ نہیں آیا' کہاں وہ اس کے لیے ناپسندیدہ ترین ہستی تھی اور اب وہ کل سے ہی اس کے بے تحاشا دلچسپی محسوس کر رہی تھی۔ وہ الجھ گئی تھی کہ آخر صارم چاہ کیا رہا ہے' کیا وہ بھی ان مردوں جیسا ہے جو عورت کو دسترس میں پا کر ناپسندیدگی ظاہر کر کے بھی اپنی خواہش پوری کرتے ہیں؟ اس سوچ کے آتے ہی اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ صارم اس کے چہرے کے بدلتے رنگ دیکھ رہا تھا' وہ سمجھ گیا کہ وہ اس کے اس طرح دیکھنے سے خائف ہو رہی ہے گھبرا رہی ہے۔ یہ صارم کے لیے پہلا تجربہ تھا کہ کوئی لڑکی اس کے دیکھنے سے ہی گھبرا جائے' اسے گدگدی سی ہوئی۔

"سنو......" صارم نے اسے پکارا۔ نمرہ نے فوراً ہی اس کی طرف دیکھا۔

"مجھے پیاس لگی ہے ایک گلاس پانی دے دو۔" وہ لیٹے لیٹے انگڑائی لیتے ہوئے بولا۔ نمرہ نہ چاہتے ہوئے بھی اٹھ گئی' روم فریج سے پانی کی بوتل نکالی' پانی اسے تھما کر وہ واپس پلٹنے لگی کہ صارم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا' نمرہ کی دھڑکنیں رک گئیں۔

"اپنی منہ دکھائی تو لے کر جاؤ' نہیں تو بعد میں امی مجھے ہی کوسیں گی۔" صارم نے عام سے لہجے میں کہا اور اس کا ہاتھ کھینچا تو وہ بیڈ پر بیٹھ گئی۔ صارم نے سائیڈ ٹیبل کے دراز سے ایک ڈبہ نکالا' وہ دم سادھے بیٹھی تھی۔ ڈبہ کھول کر اس کے سامنے کیا وہ بے حد خوب صورت پینڈنٹ تھا' نمرہ کو فوراً ہی وہ پسند آ گیا تھا لیکن اس نے اپنے تاثرات چھپائے اور ڈبہ تھامنے کے لیے ہاتھ بڑھائے' صارم نے فوراً ہاتھ پیچھے کر لیا' وہ سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"تحفہ میں لے کر آیا ہوں تو میں ہی پہناؤں گا ناں۔" وہ اس پر گہری نظریں جما کر بولا' نمرہ کی برداشت بس یہیں تک تھی۔

"آپ کیا چاہ رہے ہیں؟" اس کے سوال پر وہ حیران ہوا۔ "میں آپ کو ناپسند ہوں' میرے جیسی لڑکیاں بھی آپ کو پسند نہیں۔ شادی سے پہلے آپ کسی اور میں انٹرسٹڈ تھے یقیناً اب بھی ہوں گے تو پھر مجھ پر ایسی دلچسپیاں ظاہر کرنے کے پیچھے آپ کا کیا مقصد ہے؟" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بہت اعتماد سے پوچھ رہی تھی لیکن انداز سخت تھا۔

"تم میری بیوی ہو۔" اس نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"ناپسندیدہ بیوی۔" وہ بھی دوبدو ہوئی۔

"پسند بھی آ جاؤ گی۔" وہ مسکرایا' نمرہ کو زہر سے بھی برا لگا۔

"لیکن آپ مجھے کبھی پسند نہیں آئیں گے اور میں کسی بھی ناپسندیدہ شخص سے دوستی تو دور بات تک کرنا پسند نہیں کرتی۔" نمرہ کے جملوں نے صارم کے اندر باہر آگ لگا دی تھی' اسے بے تحاشا غصہ آیا۔

"تم خود کو کیا سمجھتی ہو؟" وہ دھاڑ کر بولا۔

"میں خود کو کچھ نہیں سمجھتی اسی لیے تو مطمئن رہتی ہوں۔"

"تمہاری یہ گل افشانیاں میں امی کو سناؤں گا' بہت بھروسہ تھا ناں انہیں تم پر۔" اس کا غصہ بڑھا۔

"شوق سے سنائیں میں جھوٹ نہیں بولتی اور نہ ہی بولوں گی اور نہ ہی آپ کی طرح دوغلے معیار رکھتی ہوں۔" نمرہ نے سلگتے لہجے میں کہا تھا' صارم خاموش ہو کر رہ گیا' وہ وہاں



URDU SOFT BOOKS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

سے اٹھ گئی۔

❁......❁......❁

ولیمہ بہت شاندار طریقے سے ہوا تھا، دلہن بنی وہ بہت ہی پیاری لگ رہی تھی۔ صارم بھی خوبرو تھا، تھری پیس سوٹ میں اس نے بھی سب کی توجہ کھینچ رکھی تھی البتہ اس کی اپنی توجہ نمرہ پر تھی۔ شرمائی شرمائی سی اس کے ننھیالی رشتہ داروں میں گھری وہ اسی کی طرف دیکھ رہا تھا جب کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا وہ چونک کر پلٹا اس کا دوست احتشام کھڑا تھا۔

”کیا بات ہے...... بھابی کو دیکھ دیکھ کر تھکتے نہیں؟“ وہ شرارت سے پوچھ رہا تھا، صارم ہنس پڑا۔

”اسے ٹھیک طرح سے دیکھنے کا موقع ہی کب ملا ہے ابھی تک۔“ وہ بھی جواباً اسی کے انداز میں بولا۔

”مجھے تو حیرت ہوئی تھی یہ بات سن کر کہ صارم شادی کر رہا ہے وہ بھی خالصتاً ارینج میرج لیکن اب بھابی کو دیکھ کر لگتا ہے کہ ارینج میرج ہوگی اس کے بعد لو ہوگیا ہوگا۔“ احتشام تکے لگا رہا تھا وہ مسکرا کر رہ گیا۔

”ماہم کے بارے میں پتا لگا؟“ کچھ ادھر اُدھر کی باتوں کے بعد اس نے اصل موضوع چھیڑا، وہ چونک گیا۔

”کیا ہوا اسے؟“ نمرہ سے رشتہ طے ہوجانے کے بعد اس نے ماہم سے کوئی رابطہ نہیں کیا تھا۔

”اگلے ہفتے اس کی شادی ہے حماد مرزا سے۔“ اس خبر کو سن کر بھی اس کے سکوت میں فرق نہ آیا، وہ کبھی اس کی پسند تھی اب تو اسے ماہم کا نام بھی یاد نہ آتا۔

”بڑا اونچا ہاتھ مارا ہے ماہم نے۔“ اب وہ اور بھی بہت کچھ کہہ رہا تھا ماہم کے ماضی کے قصے چھیڑ رہا تھا کہ اس کے تعلقات کس کس کے ساتھ رہ چکے ہیں۔ صارم کو اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا، آج اگر نمرہ کی جگہ ماہم اس کی بیوی ہوتی تو اس کے یہی دوست اس کے مشہور زمانہ قصے ایک دوسرے کو سنا رہے ہوتے اور اس کے آنے پر موضوع بدل دیتے، زندگی میں پہلی بار اس نے اس رخ کو بھی سوچا تھا۔

وہ خود کوئی نیک پارسا تھے اور نہ ہی ان کی بیویاں اکثر شادیوں میں وہ اسی قسم کی باتیں سنتا آیا تھا لیکن پہلی بار اسے بہت عجیب بہت برا محسوس ہوا، وہ ہوں ہاں میں جواب دیتا رہا۔ تقریب کے اختتام پر بھی وہ اسی کیفیت کا شکار رہا جب وہ کمرے میں آیا تو نمرہ اپنی چوڑیاں اتار رہی تھی۔ وہ صوفے پر بیٹھ کر اسے دیکھنے لگا اس کے یوں دیکھنے پر وہ پھر سے گھبرا گئی تھی۔ وہ کیا چیز تھی جو نمرہ کو اپنے شوہر سے بھی شرمانے پر مجبور کر رہی تھی؟ وہ سمجھ گیا، گہری سانس بھر کر وہ اٹھا اور الماری میں سے کپڑے نکال کر واش روم میں گھس گیا۔ اس کے باہر آنے تک نمرہ اپنا میک اپ صاف کرچکی تھی اور جیولری اتار کر ڈبوں میں رکھ رہی تھی، وہ اس کے پاس رکا۔

”مجھ سے خوف زدہ ہوکر ڈریسنگ روم میں سونے کی ضرورت نہیں، تم بغیر کسی ڈر کے بیڈ پر سوسکتی ہو، میں زبردستی کا قائل نہیں۔“ اس کے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہی گئی بات سے اس کا چہرہ سرخ ہوگیا۔

❁......❁......❁

صارم اُلجھ کر رہ گیا تھا جس شدت سے اس نے نمرہ کے حوالے سے ناپسندیدگی ظاہر کی تھی اور انکار کیا تھا اب اس سے بھی کہیں زیادہ شدت سے وہ اس کے حواسوں پر چھانے لگی تھی، ایسا کیا تھا اس لڑکی میں؟ وہ خوب صورت تھی سج سنور کے اور بھی حسین ہوجاتی لیکن اس کا حسن ایسا دیومالائی بھی نہیں تھا کہ وہ مبہوت ہوجاتا لیکن پھر بھی وہ مبہوت ہوا تھا۔ اس کی آواز کوئل جیسی نہیں تھی لیکن جب کبھی گھر میں گونجتی اس کا دل چاہتا وہ اس کو سنے۔ کیا یہ سب صرف اس لیے تھا کہ وہ اسے خود سے دور محسوس ہوتی تھی؟ یا پھر...... اس کی وجہ محبت ہے، دل سے آنے والی پکار پر وہ بری طرح چونکا تھا۔

”نہیں، میں اس لڑکی کے بارے میں آخر جانتا ہی کتنا ہوں کہ مجھے اس سے محبت ہوجائے؟ وہ مجھے صرف اس لیے پرکشش محسوس ہوتی ہے کیونکہ وہ مجھے توجہ نہیں دے رہی۔ اس نے اپنے دل کو تسلی دی یہ کوئی کہانی یا فلم تھوڑی



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

ہے کہ ہیروئن کو دیکھ کر محبت ہوجائے۔‘‘ اس نے خود سے ہنس کر کہا۔

’’چلو تمہارے دل نے اسے ہیروئن تو مانا اب یہ بتاؤ کہ ہیرو کون ہے؟‘‘ اس کے اندر سے شوخ سوال ابھرا تو وہ کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

❁.......❁.......❁

ولیمے کے فوراً بعد سے ہی دعوتوں کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا نمرہ ان روز روز کی دعوتوں سے گھبرا گئی تھی۔ رات گئے گھر واپسی ہوتی‘ وہ تو راستے میں ہی سوجایا کرتی تھی‘ خاندان کی دعوتیں اختتام پذیر ہوئیں تو اس کے دوستوں کا نمبر لگ گیا‘ نمرہ نے سنتے ہی انکار کردیا۔

’’میں تو ہرگز نہیں جاؤں گی۔‘‘

’’کیوں‘ کیا مسئلہ ہے؟‘‘ وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا۔ نمرہ نے اس کے رویے میں کافی تبدیلی محسوس کی تھی وہ اس سے اب آرام سے بات کرلیا کرتی تھی۔

’’آپ کے دوست مجھے اچھے نہیں لگتے۔‘‘ اس نے صاف گوئی سے کہا۔

’’اچھا تو میں بھی نہیں لگتا تمہیں پھر بھی میرے ساتھ رہ رہی ہو۔‘‘ وہ دھیمے سے مسکرا کر بولا۔

’’نہیں‘ پہلے برے لگتے تھے اب تو نہیں لگتے۔‘‘ اس نے سادگی سے سچائی بیان کی اس بار وہ کھل کر مسکرایا‘ اس کی ایک ٹینشن ختم ہوئی اسے اپنا آپ بہت ہلکا پھلکا محسوس ہوا۔

’’تو میرے دوستوں کے بارے میں بھی غلط اندازے مت لگاؤ‘ وہ بھی بہت اچھے ہیں اور مجھے تمہاری نیچر کا اندازہ ہے اسی لیے میں صرف ان ہی دوستوں کی دعوتیں قبول کررہا ہوں جہاں جاکے تم اچھا محسوس کرو گی۔‘‘ وہ اتنے پیار سے بات کررہا تھا نمرہ کو انکار کرنا مشکل ہوگیا‘ وہ جانے کو تیار ہوگئی۔

رات کو جب صارم نے اسے دیکھا تو حیران رہ گیا‘ گلابی رنگ کے لباس میں وہ بہت اچھی لگ رہی تھی‘ میک اپ کے نام پر صرف لپ اسٹک اور دوپٹہ ایسے انداز میں لیا تھا کہ سارا وجود ڈھک گیا تھا۔

’’بہت اچھی لگ رہی ہو۔‘‘ اس کی تعریف پر وہ مسکرادی‘ دونوں وقت پر پہنچ گئے وہاں جاکر صارم کو معلوم ہوا کہ ماہم بھی انوائٹڈ ہے۔ زین شکیل اس کا اور ماہم کا مشترکہ دوست تھا۔ کسی کو بھی اس بات کا علم نہیں تھا کہ ماہم صارم کو پسند ہے‘ سب یہی سمجھتے تھے کہ وہ دونوں دوست ہیں۔ نمرہ نے جب ماہم کو دیکھا تو وہ اسے فوراً پہچان گئی‘ اس کا چہرہ ایک دم تاریک ہوگیا تھا جسے صارم نے بے حد شدت سے محسوس کیا۔ اسے افسوس ہوا کہ وہ کیوں اسے ساتھ لے آیا‘ وہ ایک دم بجھ گئی تھی جبکہ ماہم اسے دیکھ کر چہک گئی ان دو کے علاوہ اور دوست بھی مدعو تھے‘ ہال اب گیٹ ٹوگیدر کا منظر پیش کررہا تھا۔

رسمی بات چیت کے بعد نمرہ ایک صوفے پر بیٹھ گئی‘ اس کا دل ہر چیز سے اچاٹ ہوگیا تھا۔ اتنے سارے لوگوں میں بھی اسے محسوس ہورہا تھا کہ وہ اکیلی ہے۔ وہ یونہی کھوئی کھوئی بیٹھی تھی۔ صارم اپنے دوستوں کے ساتھ مصروف ہونے کے باوجود اسی کی جانب متوجہ تھا‘ اس نے دیکھا کہ زین کھڑا نمرہ سے کچھ کہہ رہا تھا۔ وہ ہلکے سے مسکرائی اور تبھی زین بے تکلفی سے اس کے ساتھ بیٹھا ہی تھا کہ وہ ایک دم صوفے سے اٹھ گئی۔ اس کے چہرے پر ناگواری تھی‘ زین گھبرا گیا۔ اب وہ نمرہ سے کچھ معذرتی انداز میں کہہ رہا تھا‘ اسی وقت ماہم اس کے پاس آئی۔

’’مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے‘ باہر آؤ۔‘‘ وہ سنے بنا باہر نکل گئی ناچار صارم کو بھی جانا پڑا۔ نمرہ نے ان دونوں کو آگے پیچھے جاتا دیکھ لیا تھا‘ وہ زین سے معذرت کرتی باہر آئی‘ لان میں سامنے کے حصے میں وہ اسے دکھائی نہ دیئے وہ لڑکھڑاتے قدموں سے پچھلے حصے کی جانب آئی جہاں دو ہیولے موجود تھے۔

’’کہو کیا بات کرنی ہے؟‘‘ صارم کا خشک سا انداز نمرہ کو بھی محسوس ہوا۔

’’کتنے عرصے بعد ہم ملے ہیں صارم...... تم ایسے بات کیوں کررہے ہو؟‘‘ ماہم کا اداس لہجہ‘ نمرہ کا وجود

لرز گیا۔

”ماہم......“ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا‘ ماہم نے اپنی باہیں اس کے گلے میں ڈال دیں۔

”اشش...... یاد ہے تمہیں آخری بار جب ہم الگ ہوئے تھے تو یہ ادھورا رہ گیا تھا۔ اس روز کے بعد سے تو تم جیسے غائب ہی ہوگئے تھے آج تمہیں دیکھا تو تمہارے وجود کی خوشبو نے مجھے بے قابو کردیا‘ آؤ آج اس ادھورے کام کو پورا کرلیں۔“ ماہم اس کے کندھے پر سر ٹکائے کہہ رہی تھی۔ اس نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ دیا‘ مبادا کہیں کوئی سسکی نکل جائے اور تب وہ ہوا جو نہ نمرہ نے سوچا تھا اور نہ ہی ماہم نے‘ صارم نے اسے دھکا دے کر خود سے دور کیا‘ وہ لڑکھڑاتی ہوئی پیچھے گری اور وہ بنا کچھ کہے وہاں سے چلا گیا۔ اس کی نگاہ کونے میں دبکی نمرہ پر پڑی تھی‘ وہ کتنی ہی دیر ساکت کھڑی رہی‘ کچھ دیر بعد اس کا موبائل وائبریٹ ہوا۔

”کہاں ہو تم؟“ صارم کی تشویش بھری آواز پر وہ ہوش میں آئی۔

”میں واش روم گئی تھی‘ متلی ہورہی ہے اس لیے لان کی طرف آگئی ہوں۔“ اس نے جھوٹ گھڑا اور لان کے عقبی حصے سے نکل کر سامنے کے حصے میں آگئی‘ چند ہی لمحوں بعد وہ اس کے پاس تھا۔

”تم ٹھیک تو ہوناں؟“ وہ پریشان سا پوچھ رہا تھا‘ وہ بے اختیار اس سے لگ کر رونے لگی۔

”کیا ہوا...... کسی نے کچھ کہا ہے تم سے؟“ وہ گھبرا کر پوچھ رہا تھا‘ نمرہ نے نفی میں سر ہلایا۔

”میری طبیعت خراب ہورہی ہے چکر آرہے ہیں۔“ وہ پھر سے غلط بیانی کرگئی۔

”آؤ اندر آؤ‘ میں جوس کا کہتا ہوں پھر ہم گھر چلتے ہیں۔“ وہ اسے بازو کے حلقے میں لے کر آگے بڑھا‘ پیچھے کھڑی ماہم سرخ نگاہوں سے ان کو جاتا دیکھتی رہی۔

❀......❀......❀

زین کے گھر سے واپس آنے کے بعد وہ دونوں ہی خاموش تھے ایک ہی بستر پر لیکن دور دور اپنی اپنی سوچوں میں الجھے۔

صارم شروع سے لے کر تمام باتیں نہ چاہتے ہوئے بھی سوچ رہا تھا اور موازنہ کررہا تھا‘ اسے نمرہ صرف اس لیے ناپسند تھی کہ اس نے نمرہ کو جب بھی دیکھا بے ترتیب حلیے میں دیکھا اسے وہ معمولی سی سلائی کرنے والی سمجھتا رہا تھا جس سے اس کی امی کو ہمدردی تھی اور بس...... ماہم اسے کیوں پسند آئی تھی؟ اس لیے کیونکہ وہ حسین لگتی تھی‘ چھا جاتی تھی۔ اسے بولنے کا اور سب کو متوجہ کرنے کا فن آتا تھا...... کسی کو پسند اور ناپسند کرنے کے لیے کیا ان وجوہات کا ہونا کافی تھا...... وہ سوچ رہا تھا اور شرمندہ ہورہا تھا۔

ماہم کی اس حرکت کے لیے وہ بالکل بھی تیار نہ تھا جب وہ اس کے قریب آئی تو اس کے اردگرد جیسے بہت کچھ ٹوٹا تھا۔ کچھ بھی تھا اسے ماہم پر یقین سا تھا کہ وہ شادی کے بعد کم از کم پرانی روش نہیں اپنائے گی اسے چھوڑ دے گی لیکن اس کی ایسی پیش رفت نے صارم کے چودہ طبق روشن کردیئے تھے‘ اس کے اردگرد عجیب سا خوف رقص کررہا تھا۔ اگر نمرہ کی جگہ ماہم اس کی بیوی ہوتی تو......؟ اس سے آگے وہ سوچ ہی نہ پایا‘ اس کے رونگٹے کھڑے ہوگئے تھے‘ اسے کچھ ماہ پہلے کہی گئی امینہ بیگم کی باتیں بالکل درست لگ رہی تھیں‘ وہ گھبرا کر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ ماہم کو صحیح کہے یا غلط؟ وہ مکمل صحیح نہیں تھی تو غلط بھی نہیں تھی۔ ماہم کی تربیت‘ ماحول اور پھر خود اس کی فطرت‘ ان سب چیزوں کا برابر کا قصور تھا کہ وہ ایسی تھی اس کی اردگرد سارے لوگ ایسے ہی تو تھے لیکن فطرت تو سب کی الگ ہوتی ہے ناں؟ ماحول اور تربیت کی خرابی کے ساتھ اس کی فطرت میں بھی خرابی تھی جبکہ نمرہ اس نے کروٹ کے بل لیٹی نمرہ کی پشت کو دیکھا۔ اس کی تربیت میں اس کے والدین کا بہت بڑا ہاتھ تھا‘ اس کے محدود ماحول کا کردار تھا اور ساتھ ہی ساتھ اس کی فطرت کا بھی‘ اگر وہ فطرتاً آزاد ہوتی تو یقیناً تربیت اس کا کچھ بھی



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

بگاڑ نہ پاتی۔

بہت سی لڑکیاں ایسی ہوتی ہیں جو مذہبی گھرانے کی ہونے کے باوجود قلبی طور پر ان سب چیزوں سے بہت دور ہوتی ہیں اور گناہ کے راستے کی طرف با آسانی مائل ہوجاتی ہیں لیکن وہ ایسی نہیں تھی۔ اس نے بہت صاف ستھری زندگی گزاری تھی اس کی زندگی کا مقصد ڈیزائنر بننا تھا جو پورا نہیں ہوا تھا۔ وہ باقاعدہ طور پر اس پروفیشن کو اپنانا چاہتی تھی لیکن اس کا یہ ارمان پورا نہیں ہو پایا تھا۔ صارم کو بھی اس نے ناپسندیدہ قرار دے دیا تھا کیونکہ وہ نک چڑھا اور مغرور لگا تھا۔ کیا ان دو باتوں کو بنیاد بنا کر وہ کسی انسان کی باقی اچھائیوں کو نظر انداز کرسکتی تھی اور کیا یہ عمل درست تھا؟ نمرہ سوچ کر شرمندہ ہو رہی تھی؟ وہ دونوں پسند ناپسند کے معاملے میں ایک جیسے ہی تو تھے ان دونوں نے ہی اپنے اپنے معیار بنا رکھے تھے۔ اس سے آگے پیچھے ہونے والے انسان ان کی گڈ بکس میں نہیں آتے تھے اور پھر قسمت نے ان دونوں کو ایک ساتھ باندھ دیا۔ وہ ناپسندیدہ ہونے کے باوجود ایک چھت کے نیچے رہے اور اب ایک دوسرے کی ان خوبیوں سے واقف ہوئے جن کا انہیں ادراک ہی نہیں تھا۔

نمرہ اس کی بدکاری کو سوچ سوچ کر اس سے متنفر ہوتی رہی بلاشبہ یہ اس کی بہت بڑی خامی تھی لیکن اسے ہدایت بھی تو مل سکتی تھی اس نے کیوں نا صارم کا ہاتھ تھاما؟ اس نے اپنی بیگم سے کیے گئے وعدے کو کیوں نہ نبھایا؟

آج کے واقعہ نے اسے بری طرح خوف زدہ کردیا تھا اسے جب جب وہ لمحے یاد آتے وہ سسک پڑتی اگر آج صارم بہک جاتا تو اس کے بہکنے کا ذمہ کس کے سر ہوتا؟ ان دو عورتوں کے سر وہ اس کی بیوی تھی اس کے باوجود اس نے صارم کو خود سے دور رکھا اس کے رویے میں نرمی کے باوجود وہ اس سے بدگمان رہی۔ شیطان تو کبھی بھی کسی پر بھی حاوی ہوسکتا ہے تو پھر اس نے اپنا دل اتنا تنگ کیوں کردیا؟ وہ رو رہی تھی صارم کو محسوس ہوا تو وہ فوراً ہی اس کے قریب ہوا۔

"نمرہ..... کیا بات ہے کیوں رو رہی ہو؟" وہ پریشان سا پوچھ رہا تھا وہ اٹھ بیٹھی اور پہلے سے زیادہ شدت سے رونے لگی صارم نے اسے خود سے لگالیا وہ روتی رہی۔

"تم نے مجھے اور ماہم کو دیکھا تھا؟" اس کے درست اندازے پر اس نے چونک کر سر اٹھایا اور اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تو تمہیں کیا بات پریشان کر رہی ہے؟" وہ اس کے بالوں میں آہستہ آہستہ انگلیاں پھیرتے ہوئے اس سے پوچھ رہا تھا۔

"میں آپ کو اتنا برا سمجھتی رہی۔" وہ رندھی ہوئی آواز میں افسوس سے بولی وہ مسکرا دیا۔

"آپ بہت اچھے ہیں۔" وہ پھر سے رونے لگی صارم نے اس کے بہتے آنسو صاف کیے۔

"میں واقعی برا تھا برائیوں میں اٹا ہوا تھا اس کے باوجود اللہ نے مجھ پر رحمت کی اور مجھے تم جیسی پاک بیوی دی۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ میں اپنی باقی کی زندگی غلاظت میں ڈوب کر نہ گزاروں۔ آج اگر میں اپنی جیسی کسی عورت کا شوہر ہوتا تو ہم دونوں کی زندگی کیسی ہوتی؟ میں یہ سوچ کر کانپ جاتا ہوں۔" کمرے میں ان دونوں کی سسکیاں گونج رہی تھیں کچھ دیر بعد یہ طوفان رکا لیکن کوئی تباہی ان کے مقدر میں نہ آئی بلکہ ہر چیز صاف ہوگئی تھی وہ ایک دوسرے کی باہوں میں اپنی آنے والی زندگی کے لیے عہد و پیماں کر رہے تھے ایک کو گناہ سے اور دوسرے کو غرور سے بچالیا گیا تھا انہیں امید تھی کہ وہ دونوں مثالی زندگی گزاریں گے ان کی امید پر آسمان کے سارے ستاروں نے ان کے لیے دعائیں کی تھیں۔

✿



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

# شبِ ہجر کی پہلی بارش

نازیہ کنول نازی

URDU SOFT BOOKS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

Watch Us On

YouTube

چہرے کے فالتو بالوں کا

بہت ہی آسان علاج

YouTube

Health Care Club

چہرے کی جھُریوں کا

بہت ہی آسان علاج

YouTube

Health Care Club

## قسط نمبر 21

جو بات کبھی نہ کہنی تھی، وہ بات منہ سے نکل گئی
جو لفظ تجھ سے کہنے تھے، وہ دل کے گوشے میں رہ گئے
خواب خواب تھی زندگی، خواب خواب تھی ہر خوشی
میرے خواب مٹی کے گھر تھے، جو پہلی بارش میں بہہ گئے

### گزشتہ قسط کا خلاصہ

شہرزاد کو ایک خستہ حال کمرے میں بے ہوشی کی حالت میں ڈال دیا جاتا ہے وہ جولندن سے پرانی حویلی کا راز جاننے آئی تھی خود ایک کہانی بننے والی ہوتی ہے۔ ملک فیاض کے خاص آدمی شہرزاد کو اغوا کرنے کے بعد ملک فیاض کو آگاہ کردیتے ہیں تب ملک فیاض انہیں کچھ عرصے کے لیے روپوش ہونے کا کہتا ہے۔ ملک فیاض اپنے بھتیجے شیر دل کو شہرزاد کو اغوا کرنے اور اپنے دشمن عمر عباس کو بلیک میل کرنے کے حوالے سے بتاتا ہے۔ دوسری طرف عمر عباس درمکنون سے شہرزاد کے حوالے سے پوچھتا ہے جس پر درمکنون جھوٹ بولتی ہے اور مریہ کا نمبر بند ہونے کا بتاتی ہے جس پر عمر عباس پریشان ہوجاتا ہے ساتھ ہی عمر عباس درمکنون کو کرنل صاحب کی وفات کی خبر دیتا ہے۔ مریہ اور عبدالہادی کو حادثے کے بعد ہسپتال پہنچا دیا جاتا ہے۔ مریہ کا سارا سامان گاڑی میں ہونے کے باعث جل جاتا ہے جبکہ عبدالہادی کی پاکٹ سے ملنے والا موبائل فون اس کے ورثا کو اطلاع دینے کا ذریعہ بنتا ہے۔ کرنل صاحب کے جنازے کو دیکھ کر عائلہ کی آنکھیں پتھرا جاتی ہیں۔ محلے کی خواتین کے ساتھ سارا بیگم بھی اسے رلانے کی کوشش کرتی ہے۔ دوسری طرف زاویار کو آفس میں ہی کرنل صاحب کی رحلت کی اطلاع دی جاتی ہے تب وہ انسانیت کے ناطے آجاتا ہے۔ درمکنون صیام کی محبت کے حوالے سے سوچتی دکھ میں مبتلا ہوجاتی ہے۔ وہ شہرزاد کو کال ملاتی ہے لیکن اس کا نمبر مسلسل بند ہوتا ہے۔ شہرزاد کبھی اپنا نمبر بند نہیں رکھتی تھی اور یہ ہی بات اس کے لیے تشویش کا باعث ہوتی ہے۔ شہرزاد کو ہوش آجاتا ہے تب اسے اپنی ماں (شہربانو) کی باتیں یاد آتی ہیں۔ زاویار کو لگتا ہے کہ ہوزان اس کا پیچھا کرتی ہوئی پاکستان آئی تھی جبکہ دوسری طرف صمید حسن زاویار کے گلے لگ کر اپنا غم غلط کرتے ہیں۔ صمید حسن کو مریہ رحمان کا انتظار ہوتا ہے ان کا خیال تھا کہ مریہ کرنل صاحب کا آخری دیدار کرنے ضرور آئے گی مگر وہ نہیں آتی تب کرنل صاحب کی تدفین کردی جاتی ہیں۔

اب آگے پڑھیے

❀......❀......❀

مجھے یعنی محبت کو بھلا اس بات سے کیا ہے؟
کہ تم کیا تھے؟
کہاں کس سے ملے تھے؟
اور کہاں شامیں گزاری تھیں؟
تمہاری سرمگیں آنکھوں نے کس کے خواب دیکھے تھے؟



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

نہیں......
مجھ کو محبت کو
کسی ماضی کے لمحے سے کوئی مطلب نہیں رکھنا
محبت "ہے" کا صیغہ ہے
یہ تھا اور تھی نہیں ہوتی
یہ ہوتی ہے سدا ہونے کو ہوتی ہے
یہ وہ مٹی ہے جو پانی بھگوتی ہے
سو میں......یعنی محبت تم سے کیوں پوچھوں؟
کہ تم کس غم سے گھائل تھے؟
محبت پوچھتی کب ہے؟
کہاں سے آ رہے ہو؟ کون ہو؟ اور کس سے ملنا ہے؟
سوالوں میں نہیں پڑتی
یہ استقبال کرتی ہے
تھکے ہارے ہوؤں کو اپنا جیون دان کرتی ہے
گلے ملتی ہے اور آنکھوں پہ اپنا اسم پڑھتی ہے
تو پھر جیسا بھی ماضی ہو کوئی ماضی نہیں رہتا
سو میں بھی لمحہ موجود میں تم کو سنبھالوں گا
تمہاری مسکراہٹ سے ذرا پیچھے
جو ان دیکھی خراشیں ہیں
اگر میں بھر سکوں ان کو
تمہاری گفتگو میں سسکیوں کے ان کہے وقفے
ہنسی میں گر بدل پاؤں
تو پھر مانوں
کہ ہاں، مجھ کو محبت ہے
مجھے یعنی محبت کو کسی ماضی سے کیا لینا
مجھے یہ "حال" کافی ہے

❁......❁......❁

وہ پھٹی پھٹی نگاہوں کے ساتھ ان خواتین کو دیکھ رہی تھی جو حویلی کی خاص خادمائیں تھیں۔ پورے تین روز ہو گئے تھے اسے اغواء ہوئے اور ان تین روز میں اس نے وہاں سے فرار کے ایک سو ایک طریقے آزما لیے تھے مگر کامیاب نہیں ہو سکی تھی اور اب تین روز کی زیست آمیز قید کے بعد ایک دم سے سماعتوں پر یہ کیسا بم پھوڑ گیا تھا اسے لگا جیسے اس کا دل غم کی شدت سے پھٹ جائے گا۔ خود پر قطعی کنٹرول کھوتے ہوئے وہ ان خواتین پر جھپٹی اور ان کے ہاتھوں میں موجود سارا سامان چھین کر اس نے کمرے میں اچھال دیا تھا۔



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

"دماغ ٹھیک ہے تمہارا، میں لعنت بھی نہ بھیجوں اس بڈھے کھوسٹ پر۔ شادی تو بہت دور کی بات ہے۔" سارا سامان تتر بتر کرنے کے بعد وہ چلائی...... آنے والی خواتین خاموش کھڑی رہیں تبھی مکان کے باہر جیپ رکنے کی آواز آئی تھی۔ اگلے کچھ ہی لمحوں میں ملک فیاض اس کے مقابل کھڑا تھا۔ حویلی کی ملازم خواتین اسے دیکھتے ہی آہستہ سے سلام کرکے فوراً وہاں سے رفوچکر ہوگئیں۔ شہرزاد کی آنکھیں غصے سے سرخ ہورہی تھیں، ملک فیاض نے بے حد دلچسپی سے اسے دیکھا۔

وہ واقعی اس قابل تھی کہ اس کا خیال رکھا جاتا تبھی مونچھوں کو بل دیتا وہ اس کے قریب آیا۔

"کیا بات ہے، کیوں شور مچارہی ہو؟"

"تم کون ہو؟" وہ غرائی، ملک فیاض کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا تبھی وہ مسکراتے ہوئے نرمی سے بولا۔

"تمہارا ہونے والا مزاجی خدا۔"

"جسٹ شٹ اپ...... جا کے شکل دیکھو آئینے میں اپنی، تم جیسے گھٹیا شخص کو میں اپنا ملازم بھی نہ رکھوں شوہر تو دور کی بات ہے۔" اس وقت غصہ خوف پر غالب آ گیا تھا۔ ملک فیاض کی مسکراہٹ غائب ہوگئی۔

"تمیز سے بات کرو لڑکی...... تم بھول رہی ہو کہ اس وقت تمہارے مقابل کون کھڑا ہے؟"

"مجھے کوئی بھول نہیں ہے، بہت اچھی طرح سے جانتی ہوں میں کہ میرے مقابل اس وقت ایک درندہ کھڑا ہے جس نے میرے سارے خاندان کو نقصان پہنچایا تھا۔"

"ہاہاہا...... تو تم اپنے خاندان کو پہنچنے والے نقصان کا بدلہ لینے کے لیے یہاں اس گاؤں میں ماری ماری پھرتی رہی ہو، ہوں......" شہرزاد کی جرأت نے اسے متاثر کیا تھا تبھی وہ کھل کر ہنستے ہوئے بولا تو شہرزاد نے نفرت سے منہ پھیرلیا۔

"یہ گاؤں میرا گاؤں ہے، میرا اپنا گاؤں، میں یہاں گھوموں یا ماری ماری پھروں تمہیں اس سے کیا، تمہاری جاگیر نہیں ہے یہ۔"

"میری جاگیر ہی ہے، ابھی چند دن مزید یہاں رہو گی تو پتا چل جائے گا کہ میری جاگیر ہے یا نہیں۔"

"بھول ہے تمہاری، عمر انکل کو جیسے ہی میرے یہاں قید ہونے کا پتا چلا وہ تمہاری بوٹیاں نوچ کھائیں گے۔"

"اچھا......؟" ملک فیاض نے ایک مرتبہ پھر جیسے اس کے الفاظ کا لطف لیا۔

"یہ لو میرا موبائل فون اور بلاؤ اپنے عمر انکل کو یہاں۔ ہم تو کب سے اس کی راہیں دیکھ رہے ہیں مگر وہ چوہا ہے کہ دام میں پھنستا ہی نہیں، دیار غیر سے چپک کر رہ گیا ہے۔" واسکٹ کی جیب سے موبائل نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے اس نے ہنس کر اس کا مذاق اڑایا۔

شہرزاد نے موبائل تھامنے کے لیے ہاتھ آگے نہیں بڑھایا۔ وہ شخص اس وقت جو بھی کہہ رہا تھا بالکل صحیح کہہ رہا تھا۔ وہ اپنی جان بچانے کے لیے پرانی حویلی کے آخری وارث کو اس دشمنی کی آگ میں نہیں جھونک سکتی تھی۔

"کیا ہوا...... نکل گئی ساری اکڑ؟" اس کی خاموشی پر وہ پھر ہنسا تھا، شہرزاد لب بھینچے اپنا غصہ ضبط کرتی رہی۔

"شکر ادا کرو میرا کہ دشمنوں کی بیٹی ہونے کے باوجود عزت دے رہا ہوں تمہیں، وگرنہ میری جگہ کوئی اور ہوتا تو ساری حویلی کے ملازمین کو تحفتاً پیش کردیتا تمہیں، سوچو کیا بنتا پھر تمہارا؟" شکل کے ساتھ ساتھ اس کے الفاظ میں بھی گھٹیا پن تھا۔ شہرزاد جھنجھلا اٹھی۔

"تم جیسے غلیظ آدمی سے مجھے کسی بھلائی کی کوئی امید بھی نہیں۔"

"چلو ٹھیک ہے اب میں تمہیں غلاظت ہی دکھاؤں گا۔ ملک اظہار کی پوتی کو پتا تو چلے کہ وہ کہاں آگئی ہے۔" ملک
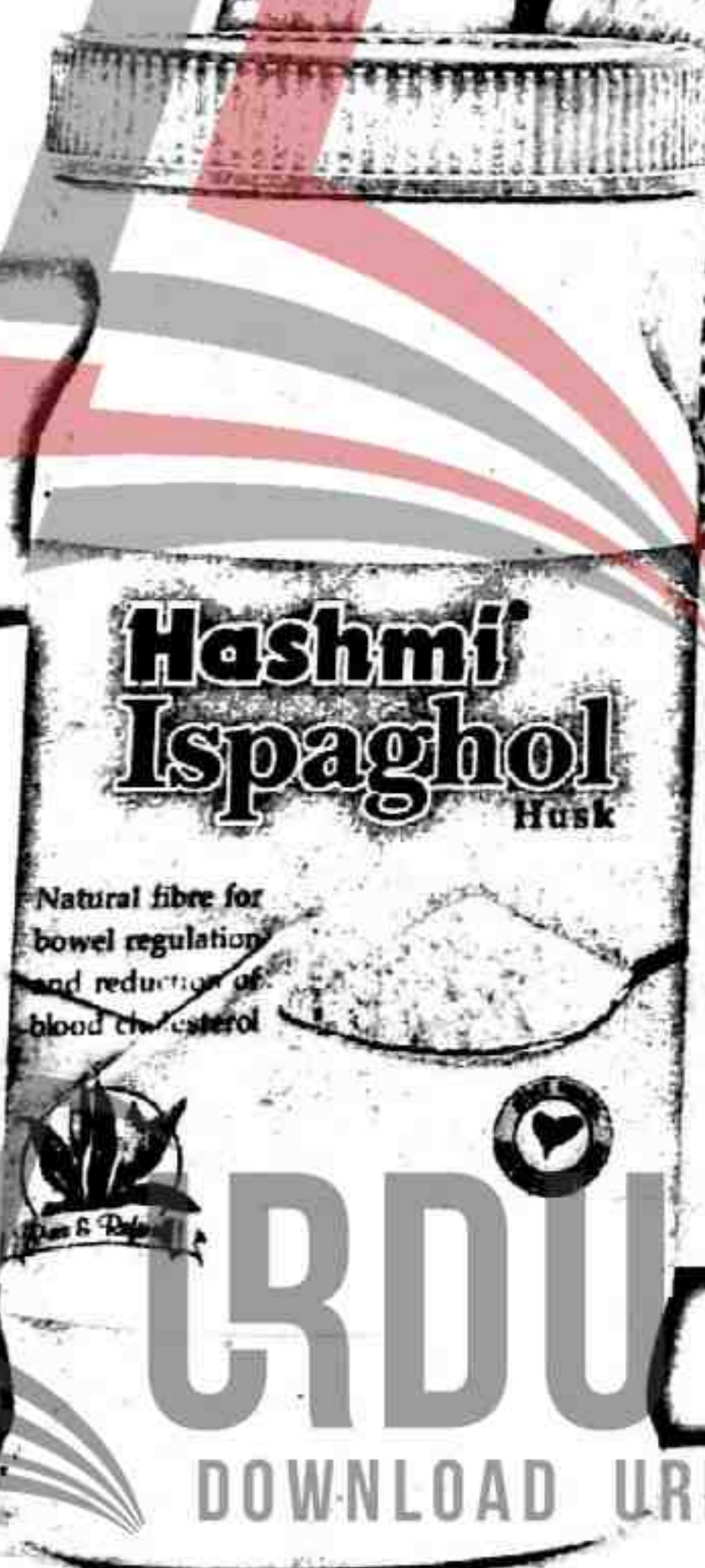


URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

فیاض کے لہجے میں اس وقت کوئی لچک نہیں تھی۔

شہرزاد بے بسی سے لب کاٹتی اپنے آنسو پی کر رہ گئی' ملک فیاض جیسے درندے سے کچھ بھی بعید نہیں تھا مگر اسے اپنے رب کی رحمت پر پورا یقین تھا۔ اس کا پروردگار یقیناً اس کی عزت کا سب سے مضبوط محافظ تھا۔ وہ اپنے آنسو پیتی اسی پاک ذات سے مدد کی دعائیں کرتی رہی تھی۔

❀.....❀.....❀

اگلی صبح بے حد روشن تھی۔ عائشہ بیگم نے رات جیسے کانٹوں کے بستر پر بسر کی ان کا دل ہی جانتا تھا۔ رات بھر انگاروں پر لوٹنے کے بعد صبح وہ دل کے ہاتھوں مجبور حویلی کے ڈرائیور کے ساتھ ہسپتال چلی آئی تھی۔ عبدالہادی اب ہوش میں تھا' عائشہ بیگم کو دیکھتے ہی اس کی آنکھیں ہلکی سی نم ہوئی تھیں۔ انہوں نے آگے بڑھ کر بے تابی سے اس کی روشن پیشانی چوم لی۔

''اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے' میرا لعل مجھے واپس لوٹا دیا اس نے۔'' جواب میں عبدالہادی نے کچھ کہنے کے لیے لب وا کرنے چاہے مگر اس کی آواز نہ نکل سکی' عائشہ بیگم کی آنکھ بھیگ گئیں۔

''کچھ کہنے کی ضرورت نہیں میرے بچے...... بس جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ۔'' نم آنکھوں کے ساتھ اس کے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ نرم لہجے میں بولیں۔

عبدالہادی نے سکون سے پلکیں موند لیں۔ ملک فیاض کو کسی ضروری کام سے ایبروڈ جانا پڑ گیا' اس نے اپنے خاص کارندوں کو شہرزاد کی نگرانی پر مامور کر کے خود نیویارک کی ٹکٹ کٹالی۔ عائشہ بیگم نے اس کی روانگی کی خبر کو اللہ کا کرم گردانتے ہوئے فوراً شکرانے کے نفل ادا کیے تھے۔ اب وہ رات اپنے جگر کے ٹکڑے کے ساتھ ہسپتال میں گزار سکتی تھیں۔

عبدالہادی کی حالت اب خطرے سے باہر تھی لہٰذا اسے آئی سی یو سے کمرے میں شفٹ کر دیا گیا' شیر دل حویلی واپس جا چکا تھا۔ واپس جانے کی جو وجہ تھی وہ صرف وہی جانتا تھا۔ ملک فیاض نے اسے عمر عباس کی بھتیجی کے بارے میں نہیں بتایا تھا کہ اسے کہاں قید رکھا گیا ہے لہٰذا اس کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ بھی اس لڑکی تک پہنچنا چاہتا تھا۔ رات تقریباً ساڑھے بارہ بجے حویلی واپس پہنچ کر اس نے اپنے وفادار ملازمین کو اسی کھوج میں لگا دیا تھا کہ وہ ہر ممکن طریقے سے اغواء ہونے والی لڑکی کا پتا لگائیں۔ اسے خبر ہی نہیں تھی کہ اس لڑکی کے لیے ملک فیاض کے جذبات اور ارادے کیا تھے۔

❀.....❀.....❀

رات سے دن اور دن سے پھر رات ہو گئی تھی مگر نہ مریہ کا نمبر آن ملا نہ شہرزاد کا۔ درمکنون کے اندر جیسے بے چینی نے ڈیرے ڈال لیے تھے۔ عمر کی بار بار کال آ رہی تھی وہ مریہ اور شہرزاد دونوں کے لیے بے حد فکر مند تھا تبھی کال کر رہا تھا۔ درمکنون نے اسے سب سچ بتانے کا فیصلہ کر لیا۔

''ہیلو!''

''بیٹا کہاں تھیں آپ' میں کب سے کال کر رہا ہوں مگر کوئی رسپانس نہیں۔'' وہ جھنجھلایا ہوا تھا' درمکنون کو فکر کے ساتھ ساتھ شرمندگی نے گھیر لیا۔

''ایم سوری انکل...... میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی' مما کا کچھ پتا چلا؟''

''نہیں کوئی خبر نہیں ہے اس کی' حمنہ کے بقول وہ کرنل صاحب کے جنازے کا سن کر پنڈی سے اپنی گاڑی پر روانہ ہوئی تھی' مجھے خود بھی بتایا تھا اس نے کہ وہ صمید کے گھر جا رہی ہے مگر وہ وہاں نہیں پہنچی کرنل انکل کی لاش کو امانتاً دفن

کر دیا گیا ہے۔‘‘
’’مگر...... مما کہاں جاسکتی ہیں؟ وہ کبھی بھی اتنی غیر ذمہ دار نہیں رہیں کہ یوں بتائے بغیر کہیں اور چلی جائیں اور موبائل بھی آف رکھیں۔‘‘
’’مجھے بھی یہی پریشانی ہے اوپر سے شہزاد کا نمبر بھی مسلسل بند مل رہا ہے‘ کیا زیادہ طبیعت خراب ہے اس کی؟‘‘
’’نہیں۔‘‘
’’نہیں تو مجھ سے بات کیوں نہیں کررہی وہ؟ اسے کہو وہ فوراً آ کر میری بات سنے بہت ضروری بات کرنی ہے مجھے اس سے شاباش۔‘‘ وہ پریشان بھی تھا اور خاصی عجلت میں بھی‘ درمکنون کو ہمت کرنی پڑی۔
’’وہ گھر پر نہیں ہے انکل......‘‘
’’کیوں......! کہاں گئی ہے؟‘‘
’’پتا نہیں۔ پچھلے پچیس گھنٹوں میں مما کے ساتھ ساتھ اس کا بھی کوئی پتا نہیں ہے‘ میں کل رات لیٹ گھر واپس آئی تھی۔ مجھے نہیں پتا تھا کہ وہ اپنے کمرے میں سو رہی ہے یا نہیں‘ صرف آپ کے اطمینان کے لیے میں نے یونہی جھوٹ بول دیا تھا۔‘‘
’’کیا......! کیا وہ بھی مریرہ کے ساتھ ہی گھر سے غائب ہے؟‘‘
’’جی ہاں‘ مما اور وہ دونوں ایک ساتھ گھر سے نکلی تھیں آگے پیچھے۔ شہزاد کہہ رہی تھی اسے گاؤں میں کوئی ضروری کام ہے۔‘‘
’’گاؤں میں ضروری کام اور وہ بھی اسے؟‘‘
’’جی انکل مجھ سے اس نے یہی کہا تھا کہ وہ گاؤں جارہی ہے اسے ضروری کام ہے۔‘‘
’’لیکن وہ گاؤں نہیں گئی‘ اگر وہ گاؤں گئی ہوتی تو مریرہ کے ساتھ لاپتہ نہ ہوتی‘ وہ دونوں جہاں بھی گئی ہیں اکٹھی گئی ہیں‘ یہ بات کنفرم ہے۔‘‘
’’شاید آپ صحیح کہہ رہے ہیں مگر مجھے لگتا ہے کہیں کچھ غلط ہے۔ کہیں ان دونوں کے ساتھ کوئی حادثہ نہ پیش آ گیا ہو۔‘‘
’’اللہ نہ کرے کہ ایسا ہو‘ میں پتا کرتا ہوں تم اپنا خیال رکھنا‘ اللہ حافظ۔‘‘ عجلت میں کہتے ہوئے عمر عباس نے کال کاٹ دی۔
درمکنون ریسیور ہاتھ میں تھامے کتنی ہی دیر گم صم سی بیٹھی رہی‘ اس کا دل رہ رہ کر اپنی ماں اور بے حد عزیز دوست کی سلامتی کی دعا کررہا تھا۔

❁......❁......❁

شگفتہ کی شادی کی تقریب بخیر و عافیت اختتام پذیر ہوگئی تھی۔ شادی سے فراغت کے پہلے ہی دن صیام نے اپنی ماں کو نگین کے گھر بھیج کر بچپن سے طے ہوئے نام نہاد رشتے سے معذرت کروائی تھی۔ نگین کی ماں نے بہت شور مچایا‘ بددعائیں دیں مگر وہ بیٹے کی ضد کے آگے مجبور تھیں لہٰذا سب کچھ خاموشی سے سن کر گھر واپس آ گئیں۔ اگلے روز صیام آفس آیا تو درمکنون چھٹی پر تھی‘ عبدالحنان سے دیکھتے ہی اس کی طرف لپکا۔
’’صیام......‘‘ وہ اس کی صدا پر پلٹا اور پھر عبدالحنان کو دیکھ کر اسی کے کیبن کی طرف چلا آیا۔
’’کیسے ہو؟‘‘
’’فائن...... تم سناؤ سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہوگیا ناں؟‘‘ عبدالحنان نے سلام کے لیے بڑھا اس کا ہاتھ تھام کر اسے



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

وہیں اپنے قریب بٹھالیا۔ صیام نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ہوں الحمدللہ...... سب ٹھیک ہوگیا' بچپن کے نام نہاد رشتے سے بھی جان چھڑالی ہے میں نے۔“

”ویری گڈ...... یہ تو تم نے بہت اچھا کیا' اب آگے کیا ارادے ہیں میرے یار کے۔“

”کچھ خاص نہیں' بس یہاں آفس کے قریب کوئی اچھا سا مناسب کرائے کا گھر ڈھونڈ رہا ہوں۔“

”کیوں' جس میں ابھی رہائش رکھی ہوئی ہے اس گھر کا کیا ہوا؟“

”اس گھر کا کیا ہونا ہے یار...... وہ آفس سے تھوڑا دور پڑتا ہے ویسے بھی وہ دری میم کا ذاتی فلیٹ ہے اور وہ شاید مجھ پر ترس کھا کر مجھ سے کرایہ نہیں لے رہی ہیں۔ میری مردانگی کو ان کا یہ احسان گوارہ نہیں۔“ وہ سنجیدہ تھا' عبدالحنان کو تائید میں سر ہلانا پڑا۔

”ہوں بات تو ٹھیک ہے تمہاری' میرے گھر کے قریب ایک گھر ابھی حال ہی میں خالی ہوا ہے۔ کرایہ بھی مناسب ہے اور گھر بنا بھی ابھی نیو ہے' تم چاہو تو آج تھوڑا وقت نکال کر دیکھ سکتے ہو۔“

”ٹھیک ہے تھینک یو...... آج دری میم چھٹی پر ہیں میں چاہوں گا ہاف ڈے میں تم میرے ساتھ چلو۔“

”ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن سب خیریت تو ہے ناں' تم یوں ایمرجنسی......“

”سب ٹھیک ہے یار...... فضول کے وہم پالنے کی ضرورت نہیں' میں کافی دنوں سے یہ کام کرنا چاہ رہا تھا مگر شگفتہ کی شادی کی وجہ سے رک گیا تھا۔ اب الحمدللہ یہ معاملہ نپٹ گیا ہے تو میں نے سوچا کیوں نہ جلد از جلد یہ مسئلہ بھی حل کرلیا جائے۔“

”ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔“

”چلو پھر تم جلدی جلدی اپنا کام نپٹالو' میں بھی ذرا فارغ ہوکر جوائن کرتا ہوں تمہیں۔“

”ٹھیک ہے۔“ تائیدی انداز میں سر ہلا کر عبدالحنان اپنے کام میں مصروف ہوگیا تو صیام وہاں سے نکل آیا۔ دولت کے زعم میں مبتلا جولڑکی اس کے احساسات کی قدر نہیں کرسکی تھی وہ اس کی دی ہوئی عنایات بھی کیوں قبول کرتا؟ بھیک میں تو محبت بھی قبول نہیں تھی اسے زندگی کی آسائشات تو بڑی معمولی چیز تھی' اسے اب درمکنون صمید حسن کو دکھانا تھا کہ وہ کیا ہے...... اس کی شخصیت' اس کی خودداری' اس کا وقار کیا ہے؟

یہ ٹھیک ہے کہ وہ اپنے دل سے اس کی محبت کے پودے کو نکال کر نہیں پھینک سکتا تھا مگر وہ اسے اتنا تو بتا ہی سکتا تھا کہ وہ اتنا بھی حقیر نہیں ہے جتنا اس نے سمجھ لیا تھا۔

❀......❀......❀

صیام کو عبدالحنان کے قرب و جوار میں' حال ہی میں خالی ہونے والا کرائے کا گھر پسند آ گیا تھا۔ اس روز وہ آفس سے گھر آیا تو اس نے ماں جی اور عشرت کو نئے گھر میں شفٹنگ کی اطلاع دے دی۔ عشرت نے اس اطلاع پر قدرے حیرانی سے اس کا منہ دیکھا تھا۔

”نئے گھر میں شفٹنگ......! لیکن ابھی تو ہم یہاں شفٹ ہوئے ہیں' یہاں کیا مسئلہ ہے اب؟“

”کوئی مسئلہ نہیں' بس میری خودداری کو زیب نہیں دیتا کہ میں مفت میں یہاں رہتا رہوں۔ یہ درمکنون میم کا ذاتی فلیٹ ہے عشرت...... میں غریب ضرور ہوں مگر بے غیرت نہیں ہوں۔“

”ہاں یہ تو ہے لیکن اس طرح ہم چپ چاپ ان کا گھر چھوڑیں گے تو انہیں برا لگے گا۔ صیام...... اگر تمہیں کوئی اعتراض نہ ہو تو میں ان سے بات کروں؟“



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

''نہیں اس کی ضرورت نہیں..... میں ان سے بات کر کے دیکھ چکا ہوں۔ وہ اس بات کو سیریس نہیں لیتیں میں بس شگفتہ کی شادی تک انتظار کررہا تھا' الحمدللہ اس کی شادی ہوگئی ہے اب کوئی مسئلہ نہیں جہاں تک انہیں برا لگنے کی بات ہے تو وہ میں خود ان سے بات کرلوں گا بس تم سامان سمیٹنے کا بندوبست کرو شاباش۔''

''ٹھیک ہے بھائی جیسے تمہاری خوشی۔'' عشرت نے زیادہ بحث و تکرار سے کام نہیں لیا تھا۔ صیام اس کا شکریہ ادا کرتا فریش ہونے چل دیا۔

اگلے روز اس نے آفس سے چھٹی کرلی تھی' وہ درمکنون کے فلیٹ کو چھوڑنے میں ایک دن بھی ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ عبدالحنان نے آفس سے واپسی پر اس کی بھرپور مدد کی۔ اس کام سے فارغ ہوکر دونوں بازار آئے اور جن جن چیزوں کی گھر میں ضرورت تھی وہ خرید لائے۔ درمکنون اس وقت بے حد نڈھال سی اپنے گھر کے لان میں بیٹھی تھی جب ملازم نے آ کر اطلاع دی۔

''دری میڈم..... صیام صاحب آئے ہیں' کہتے ہیں ضروری کام ہے آپ سے۔'' وہ جو اپنی ہی سوچوں میں گم بیٹھی تھی ملازم کی اطلاع پر چونک اٹھی۔

''ہوں..... بھیج دو انہیں۔''

''جی بہتر۔'' ملازم سر ہلا کر واپس پلٹ گیا' اس کی آنکھیں مسلسل رونے اور جاگنے سے خاصی سرخ ہورہی تھیں۔

اگلے پانچ منٹ کے بعد وائٹ ٹی شرٹ اور گرے ڈریس پینٹ میں ملبوس صیام حسن اس کے مقابل کھڑا تھا۔

''السلام علیکم!''

''وعلیکم السلام! تشریف رکھیے۔''

''نہیں میم ایم سوری..... میں بیٹھنے نہیں آیا' یہ ایک ضروری فائل تھی جو صرف آپ کے سائن کی وجہ سے رکی ہوئی ہے۔ آج ہر صورت اس فائل کو فارورڈ کرنا ہے پلیز اس کو دیکھ لیجیے اور یہ آپ کے فلیٹ کی چابی اور کرائے کے مد میں جمع ہونے والی رقم کا کیش ہے' میں نے آپ کا فلیٹ خالی کردیا ہے آپ ایک نظر ڈال لیجیے گا وہاں۔'' قطعی پروفیشنل لہجے میں کہتے ہوئے صیام نے جیسے اس کی سٹی گم کردی تھی۔

بے حد حیرانی سے ہونقوں کی طرح منہ اٹھائے وہ اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی جہاں کسی بھی گداز جذبے کے کوئی نشان نہیں تھے۔

''رکھ دیجیے میں دیکھ لوں گی۔'' بمشکل ہی سہی مگر اس نے فوراً خود کو سنبھال لیا تھا۔

''ٹھیک ہے' جلد آفس پہنچا دیجیے گا پلیز میں چلتا ہوں۔''

''ایک منٹ مسٹر صیام.....'' وہ پلٹ رہا تھا جب درمکنون نے اسے روک لیا۔

''آپ یہ سب اس لیے کررہے ہیں کہ میں نے آپ کا پرپوزل......''

''میں یہ سب اس لیے کررہا ہوں کیونکہ میں ایک خوددار انسان ہوں۔ حالات جیسے بھی رہے ہوں میں نے اپنی غیرت کا سودا نہیں کیا کبھی' باقی جو کچھ میں نے آپ سے کہا میں تہہ دل سے اس کے لیے معافی کا خواستگار ہوں آپ کی نوازش ہوگی اگر آپ ان سب باتوں کو میری نادانی سمجھ کر بھول جائیں پلیز۔'' قدرے خشک لہجے میں اپنی بات مکمل کرتے ہی وہ وہاں ٹھہرا نہیں تھا۔ درمکنون بے حد حیرانی سے اس کے قدموں کو واپس جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔ یہ اس شخص کا کون سا روپ تھا؟ ہر وقت مؤدب رہنے والے شخص میں اتنی جرأت اور بیگانگی کہاں سے آ گئی تھی۔ اس کے ساتھ تقدیر یہ سب کیا کررہی تھی اور کیوں؟



WWW.URDUSOFTBOOKS.COM
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS

اس نے تو دانستہ کبھی کسی کا دل دکھانے کی کوشش نہیں کی تھی تو پھر اس کا دل کیوں دکھ رہا تھا؟ شہزاد اور مریرہ کی ٹینشن ہی کم نہیں تھی کہ اب صیام بھی اسے ایک نئی اذیت کی انگلی تھما کر چلا گیا تھا۔ وہ کتنی ہی دیر وہیں بیٹھی اپنی انگلیوں کی پوروں پہ آنسو چنتی رہی تھی۔

DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS

✿......✿......✿

عمر عباس اپنی تمام تر کوششیں اور وسائل بروئے کار لا کر بھی مریرہ رحمان اور شہزاد کی گمشدگی کا پتا نہیں لگا سکا تھا، تھک ہار کر اس نے قریبی تھانے میں ان دونوں کی گمشدگی کی رپورٹ درج کروانے کے ساتھ ساتھ تمام نیوز پیپرز میں بھی اشتہار دے دیا تھا۔ صمید حسن جس کی انگلیاں مریرہ رحمان کا بند نمبر ڈائل کر کر کے تھک گئی تھیں ناشتے کی میز پر اخبار دیکھتے ہوئے اشتہار کو پڑھ کر چونک اٹھے تھے۔ مریرہ رحمان اور شہزاد دونوں کی تصاویر بھی اشتہار کے ساتھ منسلک تھی، رابطہ کے لیے عمر عباس کا نمبر بھی درج تھا ان کا دماغ جیسے چکرا گیا۔

عمر کے اس حصے میں بھلا وہ کہاں جاسکتی تھی وہ بھی بناء کسی کو بتائے تو کیا واقعی وہ کسی حادثے کی نذر ہوگئی تھی؟ انہیں لگا جیسے سینے میں دھڑکتا ان کا دل آہستہ آہستہ ساکت ہو رہا ہو۔

سارا بیگم ان سے کچھ کہہ رہی تھیں مگر صمید حسن کو کچھ سنائی ہی کہاں دے رہا تھا۔ اس کا دماغ تو آندھیوں کی زد میں آیا ہوا تھا تبھی غائب دماغی کے ساتھ بناء ایکسکیوز کیے وہ ناشتے کی ٹیبل سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آگئے تھے۔ سارا بیگم اور زاویار نے حیرانی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر وہ اٹھ کر صمید حسن کے پیچھے ہی کمرے میں چلی آئیں۔ زاویار بھی پیچھے ہی آیا تھا مگر وہ دہلیز پر ہی رک گیا کیونکہ وہ جانتا تھا صمید حسن اس کے سامنے کوئی بات نہیں کریں گے۔ سارا بیگم متفکر سی صمید حسن کے قریب آئی تھیں۔

"کیا بات ہے صمید...... آپ کچھ پریشان دکھائی دے رہے ہیں؟"

"کچھ نہیں۔" صمید حسن نے اس وقت ان کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا، وہ چونکیں۔

"کچھ تو ہے آپ بناء ناشتا کیے ٹیبل سے اٹھ آئے۔"

"مجھے ناشتا نہیں کرنا، اللہ کا واسطہ ہے جان چھوڑ دو میری۔" پہلی بار وہ ان پر اس طرح سے برہم ہوئے تھے، وہ شاکڈ کھڑی رہ گئیں۔

"صمید......!"

"مر گیا صمید...... اسی دن مر گیا تھا جب تمہاری وجہ سے میری مریرہ مجھے چھوڑ گئی تھی۔ پتا نہیں کہاں چلی گئی ہے وہ، پتا نہیں زندہ بھی ہے یا نہیں......" پہلی بار وہ بچوں کی طرح روئے تھے۔ سارا بیگم نے پہلی بار انہیں اس درجہ شکستہ و دل برداشتہ دیکھا تھا تبھی وہ متفکر ہوئیں۔

"کیا ہوا ہے مریرہ کو؟"

"پتا نہیں، کیا ہوا ہے اسے، کہاں چلی گئی ہے وہ۔ عمر عباس نے اخبارات میں اس کی گمشدگی کا اشتہار دیا ہے، میری بیٹی کتنی اکیلی ہوگی اپنی ماں کے بغیر۔" وہ روتے ہوئے بتا رہے تھے۔ سارا بیگم خاموش ہوگئیں جبکہ کمرے کی دہلیز کے باہر کھڑے زاویار نے بے حد دکھ سے اپنے باپ کی طرف دیکھا۔

ایسا کیا تھا مریرہ رحمان میں جو اس کی بے وفائی کے باوجود وہ اس کے لیے یوں پاگل تھے۔ اس کی نظر میں وہ عورت کبھی نہیں سدھر سکتی تھی۔ سالوں پہلے اس نے اپنی خواہشات کے لیے اپنے محبوب شوہر اور دو سال کے معصوم بچے کو چھوڑ دیا تھا اور اب...... اب اسے اپنی جوان بیٹی کی بھی پروا نہیں تھی۔


WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

کوئی حد نہیں تھی اس عورت کی بدکرداری..... جانے کیوں اسے مریرہ رحمان کے ساتھ ساتھ عمر عباس پر بھی بے تحاشہ غصہ آیا، جس کی وجہ سے اس کی ماں نے اس کے باپ کا دل دکھایا تھا اور آج تک دکھا رہی تھی۔ وہ پلٹا اور پھر تیز قدموں سے چلتا گھر سے باہر نکل گیا اسے عمر عباس سے ملنا تھا ہر صورت میں۔

❁.......❁.......❁

وہ ابھی نماز سے فارغ ہوئی تھی جب ہوزان اس کے کمرے میں چلی آئی۔ عائلہ نے اسے دیکھ کر جائے نماز لپیٹ کر رکھ دی۔

''کیسی ہو عائلہ؟'' وہ پوچھ رہی تھی، عائلہ صوفے پر اس کے قریب آ بیٹھی۔

''اللہ کا شکر ہے، میں ٹھیک ہوں تم کیسی ہو؟''

''فائن، تمہارے گرینڈ فادر کی ڈیتھ کا بہت دکھ ہوا خدا ان کی مغفرت فرمائے۔''

''آمین۔''

''مجھے تم سے کچھ پوچھنا تھا.....'' وہ قدرے اضطراب کا شکار نظر آ رہی تھی، عائلہ نے اس کے مومی ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

''ہاں پوچھو۔''

''تم برا محسوس تو نہیں کرو گی؟''

''نہیں۔'' عائلہ کے نہیں پر ہوزان نے چند لمحے خاموشی سے کچھ سوچا پھر بولی۔

''زاویار کے ساتھ تمہاری شادی ارینج میرج تھی یا لو.....؟''

''تم یہ کیوں پوچھ رہی ہو؟''

''بس یونہی، تم اگر جواب نہیں دینا چاہتی تو اٹس او کے۔''

''نہیں ایسی بات نہیں ہے، زاویار کے ساتھ میری کوئی انڈر سٹینڈنگ نہیں، محبت تو بہت دور کی بات ہے۔''

''کیوں.....! کیا وہ تمہیں خوش نہیں رکھتا؟''

''نہیں۔''

''تو پھر یہ شادی؟''

''یہ شادی ایک سمجھوتہ ہے ڈیئر..... ایک خاموش معاہدہ، وگرنہ حقیقت میں شاید میں اور زاویار ایک دوسرے کے لیے بنے ہی نہیں۔''

''اوہ..... مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تم دونوں کے درمیان ایسی کوئی صورت حال ہو سکتی ہے۔''

''اٹس او کے، کیا تم زاویار کو پسند کرتی ہو؟'' عائلہ کے ڈائریکٹ سوال پر اس نے قدرے کنفیوژ ہو کر اس کی طرف دیکھا۔

''اگر میں کہوں ہاں تو کیا تمہیں برا نہیں لگے گا؟''

''نہیں..... کیونکہ میرے اور زاویار کے درمیان ایسا کوئی تعلق نہیں ہے۔'' گہری سانس بھرتے ہوئے عائلہ نے اس کی کنفیوژن دور کی..... ہوزان نے کچھ سوچ کر اسے سب سچ بتانے کا فیصلہ کر لیا۔

''ہمم..... اصل میں میرا یہاں پاکستان آنے کا پہلا بڑا مقصد زاویار کے گھر والوں سے ملنا تھا تاکہ میں ان کا دل جیت سکوں، اور وہ مجھ سے خوش ہو کر مجھے اپنے گھر کی بہو بنا لیں چاہے جبراً ہی سہی۔ الحمدللہ..... میں اہل کتاب ہوں اور



URDU SOFT BOOKS DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

اسلام کی سچی تعلیمات سے متاثر ہو کر قبول اسلام کے لیے بھی تیار ہوں مگر...... یہاں آنے کے بعد جب مجھے پتا چلا کہ زاویار کی شادی ہو چکی ہے اور تم اس کی بیوی ہو تو مجھے لگا جیسے کسی نے مجھے اونچے پہاڑ سے نیچے دھکیل دیا ہو۔ پچھلے ایک ہفتے میں کوئی رات بھی ایسی نہیں جب میں رو کر نہ سوئی ہوں۔ میرا دل چاہتا تھا میں واپس پلٹ جاؤں مگر پھر جب میں نے زاویار کے ساتھ تمہارا رویہ دیکھا تو مجھے لگا شاید تم اتنی قصور وار نہیں ہو اسی لیے میں خود تمہارے قریب آنے سے نہ روک سکی اور اچھا ہی ہوا سب کلیئر ہو گیا ورنہ شاید میں جانے کب تک یونہی تم سے بدگمان رہتی۔'' دھیمے لہجے میں بولتی ہوزان نے سب کچھ واضح کر دیا تھا۔ عائلہ گہری سانس لے کر رہ گئی۔

''ہوں...... کیا زاویار کے جذبات بھی تمہارے لیے وہی ہیں جو تمہارے ہیں؟''

''نہیں...... اس کا دل پتھر ہے عائلہ...... وہ پگھلنے والوں میں سے نہیں ہے۔''

''تو پھر تم یک طرفہ طور پر کیوں سلگ رہی ہو جب اسے پروا ہی نہیں۔''

''بس یار...... دل بادشاہ کے آگے سبھی بے بس ہیں' خیر تم بہت اچھی لڑکی ہو۔ میری دعا ہے زاویار تمہیں دنیا کی ہر خوشی اور راحت دے۔ تم دونوں کے بیچ نفرت اور بے حسی کی ساری دیواریں خود بخود گر جائیں۔'' عائلہ کے گالوں کا بوسہ لیتے ہوئے ہوزان نے خلوص دل سے اسے دعا دی تھی' عائلہ مسکرا کر رہ گئی۔

❀......❀......❀
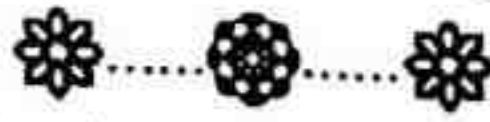
عمر عباس اس وقت پولیس اسٹیشن میں موجود تھا جب اسے ہسپتال والوں کی طرف سے کال آئی' اجنبی نمبر دیکھ کر اس نے فوراً کال پک کی تھی۔

''ہیلو...... عمر بول رہا ہوں۔''

''مسٹر عمر...... پنڈی ہسپتال سے بول رہی ہوں آپ نے اخبار میں جن خاتون کی گمشدگی کا اشتہار دیا ہے وہ خاتون اس وقت ہمارے ہسپتال میں موجود ہیں' بہتر ہوگا اگر آپ پہلی فرصت میں یہاں چلے آئیں۔'' اس کی کال پک کرتے ہی اطلاع دی گئی تھی' وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔

''جی شکریہ...... میں بس ابھی پہنچا۔'' کال کاٹ کر ڈیوٹی پر موجود انسپکٹر سے مصافحہ کرتے ہوئے وہ فوراً پنڈی کے لیے نکل گیا۔ تقریباً ایک گھنٹے میں وہ متعلقہ ہسپتال میں موجود تھا۔

''السلام علیکم!'' اس وقت ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹر ہی مریرہ کے معالج تھے عمر ریسپشن پر اپنا تعارف کروا کر متعلقہ ڈاکٹر کے کمرے میں چلا آیا۔

ریسپشن پر اسے صرف مریرہ کی موجودگی کی اطلاع دی گئی تھی جو زبردست روڈ ایکسیڈنٹ کے نتیجے میں شدید زخمی ہو کر مقامی افراد کی مدد سے وہاں پہنچی تھی۔ شہزاد کا وہاں کوئی نام و نشان نہیں تھا نہ ہی وہ ہسپتال لائی گئی تھی تبھی عمر سیدھا متعلقہ ڈاکٹر کے پاس چلا آیا۔ جواب میں ڈاکٹر سعد خاصی خندہ پیشانی سے ملے۔

''وعلیکم السلام...... تشریف رکھیے۔''

''مریرہ ٹھیک تو ہے ناں؟'' ڈاکٹر کی مقابل کرسی پر ٹکتے ہوئے وہ پوچھے بغیر نہ رہ سکا۔ ڈاکٹر سعد نے اس کے سوال پر اپنا چشمہ اتار کر سامنے میز پر رکھ دیا۔

''نہیں مسٹر عمر...... بدقسمتی سے آپ کی عزیزہ ٹھیک نہیں ہیں۔''

''کیا...... کیا ہوا ہے انہیں؟''

''ان کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے' بہت سیریس ایکسیڈنٹ کے نتیجے میں ان کا دماغ خاصا متاثر ہوا ہے فی الوقت وہ کومہ



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

میں ہیں اور جوان کی صورت حال ہے اس کنڈیشن میں بہت کم مریض دوبارہ زندگی کی طرف واپس پلٹتے ہیں۔ اکثر کئی کئی سال اسی کنڈیشن میں رہنے کے بعد وفات پا جاتے ہیں۔ ہم نے اپنی طرف سے انہیں بچانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے مگر...... اللہ کو شاید یہی منظور تھا' آپ چاہیں تو انہیں کسی دوسرے اچھے ہسپتال میں منتقل کر سکتے ہیں۔" ادھیڑ عمر ڈاکٹر سعد بہت سنجیدگی سے اسے بریف کر رہے تھے۔

عمر کو لگا جیسے اس کا وجود بالکل فریز ہو گیا ہو' ہاتھ پاؤں حرکت کرنے کے قابل ہی نہیں رہے تھے جبکہ دماغ الگ سائیں سائیں کر رہا تھا' یہ کیا ہو گیا تھا۔

دھوپ چھاؤں سی وہ لڑکی ایک سمجھ دار کامیاب خاتون تھی' یوں اتنی آسانی سے بالکل اچانک بناء کچھ کہے اس سے دور جا سکتی ہے اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ کالی سیاہ روشن آنکھیں کب اور کیسے بھیگ گئیں اسے پتا ہی نہ چلا۔ ڈاکٹر سعد نے اس کا چہرہ دیکھ کر خالص پروفیشنل انداز میں تسلی دی۔

"حوصلہ رکھیں مسٹر عمر...... قدرت کے قانون کے سامنے سارے انسان بے بس ہیں۔"

"میں مریرہ کو یہاں سے شفٹ کرنا چاہتا ہوں آپ پلیز جلد از جلد ان کے کاغذات تیار کر دیجیے۔"

"جی بہتر۔" شاید وہاں کے ڈاکٹر خود بھی یہی چاہتے تھے کہ وہ وہاں سے شفٹ ہو جائے تبھی عمر کی استدعا پر تمام ضروری کارروائی فوری عمل میں لا کر کاغذات تیار کر دیئے گئے۔ عمر ڈاکٹر سعد کے کمرے سے نکل کر ان کی ہمراہی میں مریرہ کے پاس آیا تو جیسے رہا سہا حوصلہ بھی جواب دے گیا۔

دودھ جیسی دمکتی رنگت والی وہ بے حد حسین عورت موم کا مجسمہ بنی ساکت لیٹی تھی وہ اس کے قریب بیٹھ گیا۔

"مریرہ......" آنسوؤں کی جھڑی میں جانے کن کن جذبات سے مغلوب ہو کر اس نے پکارا تھا مگر ہمیشہ اس کی پکار پر لبیک کہنے والی نے آج آنکھیں کھول کر اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا۔ عمر کا سینہ جیسے درد کی شدت سے پھٹ گیا' وہیں بیڈ پر اس کے چہرے پر جھکتے ہوئے چھوٹے بچوں کی طرح بلک بلک کر رو پڑا تھا۔ یہ تو اس نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا کہ اگر کبھی زندگی میں وہ نہ رہی تو وہ کیا کرے گا؟ کیسے جئے گا؟ اس وقت ہسپتال کے اس سرد کمرے میں جذبات سے مغلوب ہو کر صرف وہی نہیں رو رہا تھا بلکہ کمرے کی ہر چیز اس کا ساتھ دیتے ہوئے رو رہی تھی۔

❁......❁......❁

محبت ذات ہوتی ہے
محبت ذات کی تکمیل ہوتی ہے
کوئی جنگل میں جا ٹھہرے کسی بستی میں بس جائے
محبت ساتھ ہوتی ہے
محبت خوشبوؤں کی لے
محبت موسموں کا دھن
محبت آبشاروں کے نکھرے پانیوں کا من
محبت جنگلوں میں رقص کرتی مورنی کا تن
محبت برف پڑتی سردیوں میں دھوپ بنتی ہے
محبت دل' محبت جاں......
محبت روح کا درماں......



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

محبت مورتی ہے
فضاؤں میں کسی کے ہاتھ سے گر چھوٹ جائے تو
محبت آبلہ ہے کرب کا
اور پھوٹ جائے تو......
محبت روگ ہوتی ہے
محبت سوگ ہوتی ہے
محبت شام ہوتی ہے
محبت رات ہوتی ہے
محبت جھلملاتی آنکھ میں برسات ہوتی ہے
محبت نیند کی وادی میں حسیں خوابوں کے رستوں پر
سلگتے جاں کو آتے رتجگوں کی گھات ہوتی ہے
محبت جیت ہوتی ہے
محبت مات ہوتی ہے
محبت ذات ہوتی ہے

عمر عباس نے مریہ رحمان کو پنڈی سے اسلام آباد شفٹ کروادیا تھا۔ فی الوقت اس نے کسی سے بھی مریہ کی حالت کے بارے میں کوئی رابطہ نہیں کیا تھا۔ اس وقت رات کی سیاہی نے پورے ہسپتال کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا' باہر بارش ہو رہی تھی وہ شکستہ پا...... مریہ کے پاس سے اٹھ کر باہر روڈ کی جانب کھلنے والی گلاس ونڈو میں آ کر کھڑا ہوا۔ مریہ کا کمرا سیکنڈ فلور پر تھا' وہ ونڈو سے بارش کے قطروں کو زمین پر بکھرتے ہوئے دیکھتا رہا آسمان کے ساتھ ساتھ اس وقت خود اس کی اپنی آنکھیں بھی برس رہی تھیں۔

دل جہاں مریہ رحمان کو ہمیشہ کے لیے کھو دینے کے درد سے نڈھال ہو رہا تھا وہیں شہزاد کی مسلسل گمشدگی نے اس کی ساری توانائی نچوڑ کر رکھ لی تھی۔ اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ اس کے سختی سے منع کرنے کے بعد چوری چھپے وقتاً فوقتاً گاؤں جاتی رہی ہوگی یا گاؤں میں اس کے دیرینہ دشمنوں کی نظر میں آتی رہی ہوگی وہ تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ شہزاد نے پہلے روز جب گاؤں میں نئی حویلی اور پرانی حویلی کے بارے میں تحقیقات شروع کی تھیں تب ہی حویلی والوں کو اس کے وجود اور تحقیقات کے بارے میں خبر کردی گئی تھی۔

ملک فیاض کا اگر یہ کہنا تھا کہ گاؤں میں چڑیا بھی پر مارے تو اسے خبر ہو جاتی ہے غلط نہیں تھا مگر شہزاد یہ بات نہیں جانتی تھی تبھی دشمنوں کے جال میں پھنس گئی تھی۔ وہ ابھی اسی کے بارے میں سوچ رہا تھا جب اس کے سیل پر کوئی چھتیسویں دفعہ درمکنون کی پھر کال آ گئی۔ عمر کو اس بار نا چاہتے ہوئے بھی اس کی کال پک کرنی پڑی تھی۔

"ہیلو عمر انکل...... آپ ٹھیک تو ہیں ناں؟" اس کے کال پک کرتے ہی اس نے بے تابی سے پوچھا تھا' عمر نے خود پر قابو پالیا تھا۔

"ہاں میں ٹھیک ہوں' تھوڑا مصروف تھا اس لیے تمہاری کال پک نہ کرسکا سوری......"

"نہیں سوری کی ضرورت نہیں ہے' مما کا کچھ پتا چلا؟"

"ہوں۔"



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

"کہاں ہیں مما؟ آپ نے بتایا کیوں نہیں کہ آپ کو مما کا پتا چل گیا ہے......!" دوسری طرف وہ بے چینی کی انتہا پر تھی۔ عمر عباس کے لیے خود پر ضبط رکھنا دشوار ہو گیا۔

"بتایا تو ہے کہ تھوڑا بہت مصروف تھا' مریرہ ٹھیک ہے میں اس کے پاس ہی ہوں۔"

"تھینک گاڈ' پلیز میری بات کروائیں ناں مما سے۔"

"وہ اس وقت بات کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے سو رہی ہے۔"

"کیوں......! مما تو ٹھیک ہیں ناں؟"

"ہوں۔"

"آپ کہاں ہیں اس وقت؟"

"میں تھوڑی دیر میں کال کر کے سب بتاتا ہوں بیٹا بلکہ ایسا کریں ابھی آپ سکون سے سو جائیں' صبح میں آپ کو لینے آ رہا ہوں۔"

"مجھے لینے مگر کیوں؟ کیا مما گھر نہیں آ رہیں' کیا آپ دونوں پاپا کے پاس رکے ہیں؟"

"ہوں۔"

"ٹھیک ہے میں آپ کا شدت سے ویٹ کر رہی ہوں۔"

"چلو ٹھیک ہے اللہ حافظ۔" فوراً سے پیشتر کال کاٹتے ہی وہ پھر رو پڑا تھا۔

دل کا درد تھا کہ سانسوں کا گلہ گھونٹ دینے پر تلا ہوا تھا' وہ کہاں تک ضبط کا دامن ہاتھ میں تھامے رکھتا؟ کرنل صاحب کی موت ہی کم صدمے کا باعث نہیں تھی کہ اوپر سے مریرہ رحمان کی حالت نے اسے اندر سے ہلا کر رکھ دیا تھا۔ وہ کتنا ضبط کرتا کہاں تک صبر کرتا؟ گھڑی کی ٹک ٹک کے ساتھ جیسے اس کی سانس سینے میں الجھ رہی تھی۔ کھینچ کھینچ کر سانس لیتے وہ اب تھک گیا تھا تبھی کھڑکی سے پلٹ کر پھر سے موم کا خاموش مجسمہ بنی مریرہ رحمان کے بیڈ کے پاس آ بیٹھا۔

اسلام آباد کے ڈاکٹرز کی رائے بھی پنڈی کے ڈاکٹرز کی رائے سے مختلف نہیں تھی۔ روڈ پر ہونے والے خطرناک حادثے سے زیادہ کسی صدمے نے مریرہ کا دماغ مفلوج کیا تھا اور عمر جانتا تھا کرنل صاحب کی اچانک موت کے علاوہ اسے اور کوئی صدمہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اسے خبر ہی نہیں تھی وہ کتنے طوفانوں سے گزری تھی۔

❀......❀......❀

ہوزان اس وقت کسی اسلامی کتاب کے مطالعہ میں مصروف تھی جب تھکن سے چور زاویار اس کے کمرے کے سامنے سے گزرتے ہوئے جانے کیا سوچ کر رک گیا۔ سارے گھر پر ایک عجیب سی خاموشی کا راج تھا' اس نے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا اور اگلے ہی پل بناء دستک دیئے کمرے کے اندر چلا آیا۔ ہوزان جو مطالعہ میں غرق تھی' آہٹ پر چونک کر دروازے کی طرف متوجہ ہوئی پھر زاویار پر نگاہ پڑتے ہی بے حد حیران رہ گئی۔ رات کے اس پہر بناء دستک دیئے وہ شخص بھلا اس کے کمرے میں کیا کر رہا تھا۔

"آپ یہاں؟" بلآخر وہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکی تھی۔ زاویار اس کی حیرانی اور سوال دونوں کو نظر انداز کرتا اس کے قریب آ کھڑا ہوا۔

"کیوں آئی ہو یہاں؟" اس کے تیور بے حد جارحانہ تھے وہ ڈر گئی۔

"کہاں؟"

"یہاں' میرے ملک' میرے شہر' میرے گھر میں؟" وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے پوچھ رہا تھا' ہوزان نے رخ



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

پھیر لیا۔
"پاکستان دیکھنے آئی ہوں پر ہیان نے اپنے گھر کی آفر دی تو میں نے قبول کر لی بس۔"
"جس کی بچی...... جلد از جلد یہاں سے رفو چکر ہونے کی تیاری کرو ورنہ میں بہت برا پیش آنے والوں میں سے ہوں۔"
"سو واٹ...... آپ کی اس خوبی کا تو مجھے بہت پہلے سے پتا ہے۔"
"میں اس وقت یہاں تمہاری بکواس سننے نہیں آیا۔"
"میں بکواس کر بھی نہیں رہی بہتر ہے آپ اپنے کام سے کام رکھیں۔"
"تم یہاں سے دفع ہو جاؤ بس۔"
"میں یہاں آپ کے لیے نہیں آئی جو آپ کے کہنے سے دفع ہو جاؤں گی جب میرا دل یہاں سے بھر گیا میں چلی جاؤں گی۔"
"بھاڑ میں جاؤ تم۔" ہوزان کی ہٹ دھرمی پر غصے سے لب بھینچتا وہ سیدھا اپنے کمرے میں چلا آیا تھا۔
عائلہ کو بخار تھا وہ صوفے پر کمبل لیے سو رہی تھی زاویار کے غصے کا پارہ پھر چڑھ گیا۔
"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ میں نے منع کیا تھا ناں کہ میرے کمرے میں قدم نہیں رکھنا پھر۔" وہ جو سکون سے سو رہی تھی اس چنگھاڑ پر ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ ایک لمحے کے لیے تو اسے سمجھ میں ہی نہیں آیا کہ کیا ہوا ہے پھر حواس قدرے بیدار ہوئے تو اس نے زاویار کی طرف دیکھ کر اس کے برہم ہونے کا اندازہ لگایا۔
"مجھ سے کچھ کہا آپ نے؟"
"نکلو یہاں سے فوراً۔" بجائے اس کے سوال کا جواب دینے کے اس نے حکم صادر کیا تھا وہ سر جھکا گئی۔
"سوری میں اس وقت کہیں نکل کر نہیں جا سکتی صمید انکل اس وقت ذہنی طور پر بہت پریشان ہیں میں انہیں مزید پریشان نہیں کر سکتی۔" اور صمید حسن کی پریشانی کا تو اسے بھی علم تھا تبھی غصہ ضبط کرتا دروازے کو زور سے ٹھوکر مار کر وہ خود کمرے سے باہر نکل گیا۔
عائلہ آج کل مختلف کمپنیز کے ساتھ مسلسل رابطے میں تھی۔ زاویار کا اس کے ساتھ جو سلوک تھا اس کے بعد وہ اس کے ساتھ کام کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی مگر فی الحال وہ صمید حسن کو اس بارے میں مطلع نہیں کر سکتی تھی تبھی خاموش تھی۔
اگلی صبح صمید حسن بنا کسی کو بتائے گھر سے نکل گئے تھے۔ عائلہ کو ایک معروف کمپنی میں انٹرویو کے لیے جانا تھا لہٰذا صمید حسن صاحب کے گھر سے نکلنے کے بعد وہ بھی برائے نام ناشتا کر کے گھر سے نکل گئی۔
ہوزان کو اکیلے گھر میں بوریت ہو رہی تھی تبھی وہ سارا بیگم کو بتا کر گھر سے نکل آئی تھی۔ یہ ملک شہر اور یہ علاقہ اس کے لیے اجنبی ضرور تھا مگر غیر دلچسپ نہیں...... یہ وہ سرزمین تھی جو اس کی ماں کا عشق تھی۔ یہ کرۂ ارض کا وہ حصہ تھا جہاں آنے کا اس کی ماں نے ہمیشہ خواب دیکھا تھا مگر یہ خواب کبھی پورا نہیں ہو سکا تھا۔ سب سے بڑھ کر یہ وہ ملک تھا جہاں وہ شخص رہتا تھا جو اس کی ماں کی محبت تھا جو زندگی کی آخری سانس تک ایک حسرت بن کر اس کی ماں کی زندگی کے ساتھ جڑا رہا تھا۔ وہ گھومتی رہی بے مقصد بے سمت...... اور پھر جیسے یہ اس کا معمول بن گیا صبح ناشتے کے بعد وہ سارا بیگم کو بتا کر گھر سے نکل جاتی تھی اور مختلف جگہوں پر گھومتی رہتی تھی۔ اس روز بھی وہ یونہی گھوم رہی تھی جب ایک شاپنگ مال سے نکلتے ہوئے غیر دانستگی میں اس کی نگاہ عمر عباس پر جا پڑی۔ موبائل فون کان سے لگائے قدرے رف حلیے میں ملبوس وہ اپنی گاڑی کا دروازہ



URDU SOFT BOOKS DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

کھول رہا تھا۔
ہوزان کو لگا جیسے اس کا وجود ہوا میں معلق ہوگیا ہو۔ پلک جھپکنے سے بھی پہلے اپنے وجود کو حرکت میں لاکر وہ اس کے قریب آئی تھی مگر...... اس سے پہلے ہی گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے نکل چکا تھا۔ ہوزان کی جان پر بن گئی فوراً سے پیشتر ٹیکسی ہائر کرکے وہ اس کے پیچھے روانہ ہوگئی تھی۔

DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS

❀......❀......❀
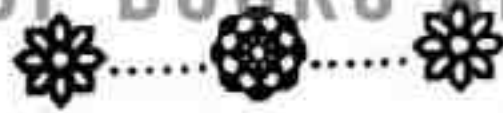
عمر عباس اس وقت ہسپتال کی فارمیسی پر کچھ ضروری ادویات سے متعلق ڈسکس کر رہا تھا جب وہ پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ ریسپشن پر آئی۔

WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

''ایکسکیوزمی......'' عمر نے پکار سنی مگر پلٹ کر نہیں دیکھا اسے گمان ہی نہیں تھا کہ کوئی اسے بھی یوں پکار سکتا ہے تبھی وہ اس کی صدا پر غور کیے بغیر اپنی باتوں میں مصروف رہا۔ ہوزان اپنی سانسوں کو بمشکل اعتدال پر لاتی اس کے قریب آئی تھی۔
''ایکسکیوزمی......'' اس بار اسے متوجہ ہونا پڑا کیونکہ ہوزان اس کے بالکل قریب کھڑی اسے دیکھ رہی تھی وہ قدرے حیرانی کے ساتھ اس کی طرف پلٹا۔
''جی......''
''آپ...... آپ عمر عباس ہیں ناں؟'' اس کی سانس اب بھی نارمل نہیں تھی عمر نے اثبات میں سر ہلایا۔
''جی ہاں۔''
''میرا نام ہوزان ہے کیا آپ صرف پانچ منٹ کے لیے میری بات سن سکتے ہیں۔'' وہ لڑکی کہیں دیکھی دیکھی سی لگ رہی تھی تبھی اس کی التجا پر اثبات میں سر ہلاتا وہ قدرے سائیڈ پر چلا آیا۔
''جی فرمائیے......'' ہوزان اس کے چہرے پر تحریر پریشانی دیکھ سکتی تھی تبھی اس نے کسی بھی قسم کی تمہید باندھنے کی بجائے مختصر الفاظ میں اپنا مدعا بیان کیا۔
''میں آپ کے لیے ضرور اجنبی ہوں مگر آپ میرے لیے اجنبی نہیں ہیں میں نے اپنی ماں کے پاس آپ کی تصاویر دیکھی تھیں بہت سال پہلے تب سے ہی آپ کی شکل میرے حافظے میں محفوظ ہے۔ ایلن کو تو جانتے ہوں گے آپ لندن میں آپ کی بہت قریبی دوست رہ چکی ہیں میں انہی کی بیٹی ہوں۔'' ایک ہی سانس میں اس نے ساری داستانِ امیر حمزہ بیان کر ڈالی تھی۔ عمر نے ذرا سا ذہن پر زور دیتے ہوئے گہری سانس بھری۔
''ہوں...... ایلن واقعی بہت اچھی دوست تھی میری کیا وہ بھی پاکستان آئی ہے۔''
''نہیں وہ اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔'' سر جھکا کر کہتے ہوئے اس کا لہجہ بھرا گیا تھا۔ عمر کے دل کو بے حد تکلیف ہوئی۔
''بہت دکھ ہوا سن کر کب ڈیتھ ہوئی اس کی؟''
''ابھی کچھ ماہ پہلے۔''
''ہوں...... آپ یہاں کس کے پاس ٹھہری ہیں؟''
''ایک دوست کی فیملی کے پاس رہ رہی ہوں مگر اب آپ سے ملنے کے بعد میری خواہش ہے کہ میں آپ کے ساتھ رہوں۔''
''میرے ساتھ رہنا آسان نہیں......''
''مجھے آسانیوں کی عادت بھی نہیں ہے آپ ایک ملازمہ کی حیثیت سے تو رکھ ہی سکتے ہیں مجھے۔'' وہ بضد تھی عمر پھر گہری سانس بھر کر رہ گیا۔

DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS



WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

تندرستی کی حفاظت، حسن کی بقا اور جوانی کے دوام کیلئے نباتاتی مرکبات سب سے بہترین ہیں (یورپین ہیلتھ کونسل)

پاکستان میں قدرتی جڑی بوٹیوں پر تحقیق کرنیوالے ادارے کے نامور اور
سینئر ترین ماہرین کی شبانہ روز کاوش کی بدولت سائنسی اصولوں پر تیار کردہ
خالص نباتاتی مرکبات، قدرت کی تخلیق اور ہماری تحقیق کا شاندار نتیجہ

اب...... پُرمسرت اور صحت مند زندگی
سب کیلئے ...... سدا کیلئے

بھریئے اپنی بے رنگ زندگی میں قوس قزح کے
رنگ اور پھیکی زندگی میں گھولئے خوشیوں کا رس

پھیلایئے مسکراہٹوں کی خوشبو اور گزاریئے خوش وخرم زندگی۔ حسن وصحت کے تمام مسائل کے حل، ادویات کی ترسیل اور آن لائن مشورہ کی سہولت

# نباتاتی نکھار کورس

قدرتی فارمولا جس سے رنگت گوری چٹی اور داغ دھبے، کیل مہاسے، چھائیاں، فالتو بال ہمیشہ کے لئے ختم، سانولی رنگت بنے حسن گلاب اور آپ نظر آئیں حسین، شگفتہ جلد کے ساتھ اپنی طبعی عمر سے کہیں کم، جاذب نظر، تندرست وتوانا، چاک وچوبند کھلا کھلا چہرہ رنگ ونور کی برسات کیساتھ کہ آپ خود شرما جائیں۔

قیمت دوا 1 ماہ -/4000 روپے
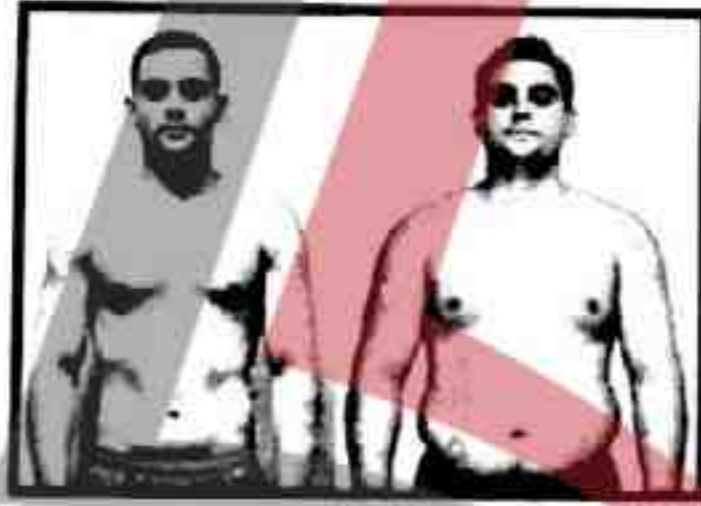
# نباتاتی اکسیر موٹاپا کورس

موٹاپے کا کامیاب ترین علاج لٹکے ہوئے پیٹ کو کم کرنے، کمر کو پتلا کرنے کولہوں وجسم کے موٹے حصوں سے فاضل چربی کے اخراج کی خصوصی دوا

قیمت دوا 1 ماہ -/5000 روپے

بعد میں
پہلے

# نباتاتی فگر اپ کورس

نسوانی حسن کی حفاظت، نشوونما، سڈول اور صحت مند بنانے کی خاص دوا

اب نسوانی حسن جتنا آپ چاہیں

قیمت دوا 1 ماہ -/4000 روپے

نوٹ: خواتین کے حسن وصحت سے متعلق علاج ومشورہ کیلئے شعبہ تشخیص وتجویز سے رابطہ کریں
یہ کورس صرف ہمارے ادارہ سے ہی دستیاب ہو سکتے ہیں۔ ہوم ڈلیوری کیلئے ابھی رابطہ کریں
کتاب "صحت مند زندگی سب کے لئے، سدا کے لئے" ادارہ سے منگوائی جا سکتی ہے

Idara Tehqeeq-e-nabataat

ادارہ تحقیق نباتات پاکستان

ادارہ تحقیق نباتات

چوک کمہار انوالہ علی پلازہ معصوم شاہ روڈ ملتان۔ فون: 061-677193 موبائل: 0345-888193

WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

''فی الحال یہ بھی ممکن نہیں ہے کیونکہ میں خود بہت مشکلات میں پھنسا ہوا ہوں۔ میری ایک عزیزہ یہاں کومہ میں ہیں' ڈاکٹرز ان کی زندگی کے بارے میں زیادہ پرامید نہیں...... اسی کے ساتھ میری سگی بھتیجی پچھلے ایک ہفتہ سے لاپتا ہے' کچھ خبر نہیں کہ وہ زندہ ہے یا مردہ۔''

''اوہ یہ تو واقعی بہت تکلیف دہ ہے' کیا آپ مجھے اپنا نمبر دے سکتے ہیں' اصل میں' میں آپ کو کسی بھی قیمت پر دوبارہ نہیں کھونا چاہتی۔''

''ٹھیک ہے' مجھے خود بھی آپ سے بہت کچھ جاننا ہے مگر فی الحال میں واقعی بہت اپ سیٹ ہوں۔''

''کوئی بات نہیں' شکریہ آپ نے میری ریکوسٹ ریجکٹ نہیں کی' کیا میں آپ کی عزیزہ کی عیادت کرسکتی ہوں؟''

''ہوں...... کیوں نہیں۔'' اثبات میں سر ہلا کر وہ مریرہ کے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔ ہوزان نے فوری اس کے قدموں کی تقلید کی' بہت سے کمروں کو کراس کرنے کے بعد بالآخر عمر عباس کے قدم ایک کمرے کے سامنے رک گئے تھے۔ اندر سفید بستر پر دودھ سی سفید رنگت والی ایک بے حد حسین عورت ساکت لیٹی تھی' ہوزان کو لگا جیسے اس نے وہ چہرہ کہیں دیکھا ہے مگر کہاں یہ اسے فی الوقت یاد نہیں آرہا تھا۔ اگلے چند منٹ کے بعد وہ ہسپتال سے نکلی تو اس کا دل بے حد عجیب سے سکون کے حصار میں تھا۔ وہ ٹیکسی روک کر اندر بیٹھ رہی تھی جب اسے یاد آیا کہ اس نے وہ موی مجسمے جیسی عورت کہاں دیکھی ہے اور یاد آتے ہی اس کی انگلیوں نے فوراً پریہان عذیر کا نمبر ڈائل کیا تھا۔

''ہیلو پری......'' اس کی آواز میں ہلکا سا جوش تھا' پریہان جو نیند کے خمار میں تھی اٹھ کر بیٹھ گئی۔

''ہوں...... کیسی ہو؟''

''میں ٹھیک ہوں' تمہارے لیے ایک گڈ نیوز ہے۔''

''کیا؟''

''اس عورت کا پتا چل گیا ہے جس کی تلاش میں تم پاکستان سے لندن جا پہنچی تھیں؟''

''مطلب؟''

''تمہاری اسٹیپ مدر کا پتا چل گیا ہے یار...... وہ یہاں عمر عباس کے پاس ہیں اسی عمر عباس کے پاس جو میری ماں کی آنکھوں کا خواب تھا۔ میں ابھی ان دونوں سے مل کر آرہی ہوں' وہ یہاں کومہ میں ہیں پری؟''

''کون...... مریرہ آنٹی؟''

''ہاں...... ہاں وہی۔''

''مگر کیوں؟''

''پتا نہیں' میں نے وجہ نہیں پوچھی۔''

''اوکے' میں پاکستان آرہی ہوں' پلیز تم ان سے رابطے میں رہنا۔''

''ٹھیک ہے۔'' پری کی نیند اڑ چکی تھی' ہوزان نے آہستگی سے کال ڈس کنکٹ کردی تھی۔

❀......❀......❀
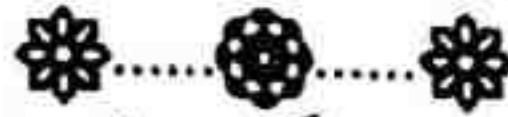
صمید حسن پچھلے تین روز سے گھر نہیں آئے تھے' سارا بیگم کا رو رو کر برا حال تھا۔ ایک ہاری ہوئی عورت کی طرح وہ جتنا بھی گزرے ہوئے وقت پر ماتم کرتیں کم تھا۔ صمید حسن پچیس سال ان کی رفاقت میں رہ کر بھی مریرہ رحمان کی پانچ سالہ رفاقت کو کبھی نہیں بھول پائے تھے۔ گزرے ہوئے پچیس سالوں میں ان کی بے تحاشا محبت' خدمت' فرماں برداری' وفا کچھ بھی اس شخص کو ان کا نہیں کرپائی تھی جو کسی اور کا نصیب تھا۔


URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

## مائرہ جٹ

السلام علیکم جی! مابدولت 3 مئی 1996ء کو اس دنیا کو روشن و منور کرنے تشریف لائیں۔ مابدولت کو مائرہ جٹ کہتے
ہیں، میں بی ایس سی کی اسٹوڈنٹ ہوں۔ ہم ماشاءاللہ سے سات بہن بھائی ہیں، مجھے اپنے والدین سے خاص طور پر اپنی
امی جی سے بہت پیار ہے میں نے ہمیشہ اپنے والدین کے لیے یہ دعا کی ہے اللہ تعالیٰ میرے والدین کو کبھی بھی کسی کا
بھی محتاج نہ کرے۔ میرا پسندیدہ کلر وائٹ ہے کھانے میں بریانی، کباب، جلیبیاں (ہائے میری جان) بہت پسند ہے
اور جی خوبیوں اور خامیوں کا تو سوچنا پڑے گا۔ بہت کوشش کرتی ہوں کہ کبھی کسی کو بھی مجھ سے شکایت نہ ہو مجھے اپنی سب
سے بڑی خامی یہ لگتی ہے کہ میں بہت بولتی ہوں۔ قسمت پر یقین تو رکھتی ہوں پر قسمت سے زیادہ دعا پر۔ پسندیدہ
شخصیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت بلالؓ ہیں، حضرت فاطمہ زہرہؓ میری آئیڈیل ہیں۔ سویٹ دوست فیضہ
ہے اللہ اس کو ہمیشہ خوش رکھے، ہم ہر بات شیئر کرتی ہیں۔ میں پانچ ٹائم اپنے رب کے حضور سربسجود ہوتی ہوں، رسالے
پڑھنے کا بہت شوق ہے یہ شوق بھی فیضہ سے لیا ہے۔ میری فیورٹ رائٹر کنیز بنوی اور نازیہ کنول نازی، نمرہ احمد ہیں اور
آخر میں اس بات کے ساتھ اجازت چاہوں گی کہ اگر یہ دیکھنا ہو کہ کسی کے دل میں آپ کے لیے کتنا خلوص ہے تو پہلے
اپنے دل میں دیکھو کہ آپ کے دل میں اس کے لیے کتنا خلوص ہے، اللہ حافظ۔

زندگی نے انہیں صرف ایک ہی سبق سکھایا تھا، کسی کی خوشیاں چھین کر، خواب نوچ کر، اپنی آنکھوں میں خوشی کے
خواب سجانے کی امید رکھنا محض ایک خود فریبی کے سوا اور کچھ نہیں۔ کسی کے حق پر ڈاکہ ڈال کر، خود خوش رہنا، کسی کے پاؤں
تلے سے زمین کھینچ کر وہاں اپنے خوابوں کا محل تعمیر کرنا، شرمناک فعل کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ وقت نے ثابت کر دیا تھا
پچیس سال پہلے جو چال انہوں نے چلی تھی، اس چال میں شکست مریہ رحمان کا نہیں خود ان کا اپنا نصیب بنی تھی۔ وہ روتی
ناں تو اور کیا کرتیں؟ ان کے ہاتھ خالی رہ گئے تھے۔

زاویار خود بھی صمید حسن کی گمشدگی پر پریشان تھا، انہیں روتا ہوا دیکھ کر مزید پریشان ہو گیا، اس کا بس نہ چلتا تھا کہ وہ
مریہ رحمان کو شوٹ کر ڈالتا جو اس کی نظر میں ایک عظیم عورت کی دل آزاری کا باعث بن رہی تھی۔ اس کے عظیم آئیڈیل
باپ کو تکلیف دے رہی تھی، سارا گھر صرف اس ایک عورت کی وجہ سے اپ سیٹ تھا۔ آفس الگ متاثر ہو رہا تھا، وہ کیا کرتا
کیا نہ کرتا۔ جس عورت نے اس کی سگی ماں کی بے وفائی کے بعد پچیس سال اسے ایک سگی ماں کی محبت دے کر پالا تھا اور
کبھی اس کی سگی ماں کے حوالے سے کوئی طعنہ نہیں دیا بھلا وہ اس عورت کی آنکھ میں آنسو کیسے برداشت کر سکتا تھا؟ وہ باپ
جس نے بے تحاشا محبت کے بعد دل پر بے وفائی کی چوٹ کھا کر بھی کبھی اس کی زندگی پر اپنی تکلیف کا سایہ نہیں پڑنے دیا
تھا بھلا وہ اس باپ کی تکلیف اور دربدری کیسے برداشت کر سکتا تھا اس کا دماغ جیسے ابل رہا تھا۔

مریہ رحمان ہی تھی جس کی وجہ سے اس کی جان سے پیاری بہن، اپنی ماں سے بدگمان ہو کر پرائے دیس میں رل گئی
تھی۔ وہ جتنا سوچتا اس کے دماغ کی نسیں پھٹنے کو تیار ہو جاتیں۔ آج کل اسے اپنا وجود کسی گالی سے کم نہیں لگ رہا تھا۔

اس روز آفس سے واپسی کے بعد وہ سارا بیگم کے پاس رکے بنا سیدھا اپنے کمرے میں چلا آیا تھا، جہاں عائلہ لیپ
ٹاپ گود میں رکھے نیچے قالین پر بیٹھی کچھ ٹائپ کر رہی تھی۔ زاویار نے بریف کیس سائیڈ پر اچھال کر اس سے لیپ ٹاپ
چھین لیا۔

"کیا سمجھتی ہو تم اپنے آپ کو ہاں...... ہماری کمپنی کو لات مار کر تم ٹکے ٹکے کے لوگوں کے پاس ہمارے حوالے سے جاؤ
گی اور مجھے یعنی زاویار صمید حسن کو پتا نہیں چلے گا۔ کیا چاہتی ہو تم؟ میرے نام سے منسوب ہو کر تم مجھے ذلیل کرو گی اور



WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

Watch Us On YouTube

چہرے کے فالتو بالوں کا
بہت ہی آسان علاج

YouTube

Health Care Club

چہرے کی جھُریوں کا
بہت ہی آسان علاج

YouTube

Health Care Club

میں...... میں چپ چاپ کھڑا تماشہ دیکھتا رہوں گا' بولو۔" اس نے غصہ سے لیپ ٹاپ دیوار پر کھینچ مارا تھا' عائلہ ہکا بکا سی اس کی غصے سے سرخ شکل دیکھتی رہ گئی۔

"شرم آنی چاہیے تمہیں صمید حسن جیسے منجھے ہوئے بزنس ٹائیکون کی بہو ہو کر چند ہزار کی نوکری کے لیے دھکے کھاتے ہوئے۔ تم گھٹیا عورت...... تم اس قابل ہی نہیں ہو کہ تمہیں عزت دی جائے' چھت دی جائے۔ سالوں پہلے تمہاری بدکردار پھوپو نے میرے عظیم باپ کی بے تحاشا' بے لوث محبت کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کی پیٹھ میں چھرا گھونپ دیا تھا اور آج...... سالوں بعد اسی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے تم میرے باپ کے ساتھ ساتھ میری عزت بھی مٹی میں ملانے پر تلی ہوئی ہو مگر...... تم بھول رہی ہو کہ میں صمید حسن نہیں ہوں' میں زاویار ہوں زاویار صمید حسن...... اپنی پیٹھ میں چھرا گھونپنے والوں کو دھول چٹانا بہت اچھی طرح سے آتا ہے مجھے۔" قدرے نخوت سے کہتے ہوئے اس نے عائلہ کا بازو پکڑ کر اسے اپنے ساتھ گھسیٹنا شروع کر دیا تھا۔

"نکلو یہاں سے' یہ گھر آوارہ لوگوں کے لیے کوئی ایدھی سینٹر نہیں ہے' سمجھی تم؟" چبا چبا کر کہتے ہوئے وہ اسے اپنے ساتھ گھسیٹتا کمرے سے باہر لے آیا تھا' عائلہ کو لگا جیسے اس کی قوت گویائی کہیں گم ہو گئی ہو۔ وہ بولنا چاہتی تھی' احتجاج کرنا چاہتی تھی مگر...... اس سے کچھ بولا ہی نہیں گیا' پلاسٹک کی بے جان گڑیا کی طرح وہ اس کے ساتھ کھنچتی رہی تھی۔ نیچے ہال میں بیٹھی سارا بیگم نے یہ منظر دیکھا تھا مگر عائلہ کی طرح ان کے لبوں سے بھی ایک نقطہ تک نہ نکل سکا۔

زاویار اس وقت وہی کر رہا تھا جو وہ چاہتی تھیں مگر...... وہ کیا چاہتی تھیں یہ انہیں سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ زاویار نے عائلہ کو گھسیٹتے ہوئے گھر سے باہر نکال دیا تھا' وہ چپ چاپ کسی تماش بین کی طرح تماشہ دیکھتی رہیں۔ باہر اس وقت زوروں کی بارش ہو رہی تھی بالکل ویسی ہی بارش' جیسی سالوں پہلے مریہ رحمان کے اس گھر سے نکلتے وقت ہو رہی تھی۔ تو کیا تاریخ پھر سے خود کو دہرا رہی تھی؟ ایک نئی کہانی' چند نئے کرداروں کے ساتھ رقم کرنے جا رہی تھی؟

انہیں لگا جیسے بولنے کے ساتھ ساتھ ان کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بھی مفقود ہو گئی ہو۔ زاویار نے برستی بارش میں دھکے دے کر عائلہ علوی کو اس گھر سے نکالنے کے بعد اپنے کمرے میں آ کر اپنا ذاتی پسٹل الماری سے نکالا اور پوری طرح لوڈ کر کے کوٹ کی جیب میں اڑس لیا۔ آج احتساب کا دن تھا اور آج کے دن اس کی عدالت میں کسی گناہ گار کو معمولی سی رعایت کے ملنے کا بھی امکان نہیں تھا۔

برستی بارش میں جارحانہ موڈ کے ساتھ وہ بہت تیزی سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا اور اگلے ہی پل گھر سے نکل گیا۔ تاریخ واقعی نئے کرداروں کے ساتھ ایک نئی کہانی رقم کرنے جا رہی تھی۔

(ان شاء اللہ باقی اگلے شمارے میں)

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

# اپنا گھر

شازیہ الطاف

بہت فرسودہ لگتے ہیں مجھے اب پیار کے قصے
گل و گلزار کی باتیں، لب و رخسار کے قصے
بھلا عشق و محبت سے کسی کا پیٹ بھرتا ہے
سنو تم کو سناتا ہوں، میں کاروبار کے قصے

"رکو...... زری بھائی کو تو آ لینے دو ساتھ چلتے ہیں۔" عشنا کلس کر رہ گئی یہ منحوس زری بھائی کہاں نہیں تھے لاؤنج میں کچن میں برآمدے میں اوپر والے پورشن میں غرض ہر جگہ ہر سو۔ وہ دور سے گھسے دانت نکالے بدشکلی کا نمونہ بنے تشریف لا رہے تھے۔ عشنا کو ان کے دانتوں سے ہمیشہ ہی گھن آتی تھی‘ دوسری طرف عامر اس کا شوہر اس کا دیوانہ تھا۔ دیوانہ مستانہ پروانہ (صرف عشنا کے لیے) باقی سب کچھ بڑی بہن کا اکلوتا نازوں پلا گھر جمائی زریاب عرف زری بھائی سارے گھر پر چھائے ہوئے تھے۔

اور کیوں نہ چھائے ہوتے سسرال میں پہلے ہی جھگڑے پر آپا جی زری بھائی کو لیے اماں جی کے پاس آئیں تو پھر واپس نہیں گئیں۔ زری بھائی کے بھائیوں اور بیوہ ماں نے بہت بار بلایا مگر وہ نہیں گئے۔ آپا جی کی ساس نے اماں جی کو کتنے فون کیے مگر آپا جی نے نہ زری بھائی کو جانے دیا نہ خود گئیں۔ عشنا کا رشتہ ہوا تو ہونے والی ساس نے کہا۔

"اوپر والا پورشن پورے کا پورا عشنا اور عامر کو ملے گا‘ گیس کا بل آدھا آدھا۔" عشنا کے ابو اور خود عشنا اور امی نے اس خوش حال گھرانے کی تمام باتوں پر آنکھیں بند کر کے اعتبار کیا پھر وہی ہوا جو سسرالی کرتے آئے ہیں‘ ہمیشہ سے اوپر والے پورشن میں بھی آپا جی اور زری بھائی کا ہی راج تھا۔ شادی کی پہلی رات ہی عامر زری بھائی کا ذکر کرتے تھک رہا تھا‘ نہ لمحے بھر کو رک رہا تھا۔ آپا نے زریاب نامہ پورے گھر پر پھوک مارا تھا۔ آپا کو برداشت کرنا ہے‘ غصے والی ہیں دل کی اچھی ہیں‘ یہ ہیں وہ ہیں‘ زریاب بھائی کی خدمت کرنی ہے جیٹھ سمجھنا ہے بھائی سمجھنا ہے اور تمہیں کیا سمجھنا ہے۔ عشنا کے لپ اسٹک سجے ہونٹ کچھ نہ کہہ سکے۔

پہلی ہی رات اسے زریاب نامہ سنا سنا کر دل توڑا گیا تھا‘ جب کہ اپنے نام کی بازگشت سننے کو وہ منتظر ہی رہی۔ اگلی صبح بھی ساس نے دلہنوں کی طرح کھانا پانی زری بھائی کو دیا تھا اور عامر پیش پیش تھا اور آپا کسی ملکہ کی طرح موڑھے پر جلوہ افروز تھیں اس کے بھاری کامدار سوٹ سے سجے بدن پر لرزہ طاری تھا ساتھ آنکھوں میں ہلکی سی نمی تیر گئی تھی مگر کسی نے دیکھا تک نہیں عامر نے بھی نہیں۔ وہ خاموشی سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی آئی۔



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

"عشنا کیا کر رہی ہو یہاں وہ بھی اکیلی؟" عامر زری بھائی سے فارغ تھا شاید تشویش سے پوچھنے لگا۔

"اپنا سر پیٹ رہی ہوں۔" بے اختیار اس کا جی چاہا کہہ دے ابھی وہ آنکھوں میں آنسو بھرے ناز و ادا کا سیشن شروع کرنے ہی والی تھی کہ وہ آپا کی پکار پر لبیک کہتا پھر چل پڑا۔

"ابھی آیا۔" یعنی وہ فارغ ابھی بھی نہیں تھا بلکہ چند لمحے اس کی خبر لینے آیا تھا۔

"یا اللہ یہ سب کیا ہے؟" وہ ڈریسنگ ٹیبل میں لگے شیشے میں خود کو ہی گھور رہی تھی۔

"بہت دن ہوئے یہی روٹین رہی تھی، زری بھائی...... آپا جی...... کاش وہ عشنا...... عشنا بھی کرے، دل معصوم بچے کی طرح ضد پکڑتا کبھی وہ سوچتی آپا جی کو ہسپتال لے جانا ہے، عامر جائے گا۔ امی جی کی ٹانگیں دبانی ہیں، عامر ہے ناں زری بھائی کو کمپنی دینی ہے فضول مغز ماری ہونہہ۔" وہ انگلی میں سجی رنگ گھمانے لگتی ہتھیلیوں پر سجی مہندی منحوس لگنے لگتی۔

"بہنوئی نہ ہوا رشک شوئی ہو گیا، لیچڑ نہ ہو تو وہ......" دن بھر میں ایسے کتنے ہی الفاظ وہ نظروں سے زریاب کے منہ پر مارتی۔ کھڑے کھڑے ہی تھکنے لگتی اور بیٹھے بیٹھے اکتانے، کھڑکی میں موجود چاند سہیلی کی طرح جما کھڑا تھا، کتنا خوب صورت ہے حسین ٹھنڈا بڑا گول اور عامر۔ "ہاں وہ بھی بہت پیارا ہے مونچھوں تلے مسکراتے لب اور بھی پیارے ہیں۔" پھر اسے غصہ آنے لگا تھا، لاونج نہیں بلکہ اب وہ امی کے کمرے میں گل افشانیاں فرما رہا تھا، مہینے ڈیڑھ مہینے نئی بیگم کو کمپنی دینے کے بجائے وہاں بیٹھے رہنے کی وجہ بھلا بتائے کوئی اور وہ اکیلی ان کے درمیان بیٹھی بھی تنہا ہی تھی۔ ماں بیٹی اس کے سجے سجائے سراپے کو گھورتی رہتیں اب اس کے سارے جوڑے ایسے تھے تو وہ کیا کرے۔ موڈ خراب ہوا تو بے اختیار چوڑیاں اتارنے لگی پھر کمبل اوڑھ کے لیٹ گئی۔ دل جل رہا تھا یا پھر وہ خود سوکھی لکڑی کی طرح پیا ملن کو ترس رہی تھی۔ پھر بھی نیند نہیں آرہی تھی۔

"عشنا جی اپنا کوئی تازہ کلام عنایت فرماؤ ناں؟" جس دن مس نہیں آتی تھیں وہ کلاس روم کو محفل مشاعرہ میں تبدیل کر لیا کرتی تھی جلدی سے رجسٹر کھولا اور

نظر میں بھرا رہے گا کب تک
ہم سے چھپاؤ گے پیار کب تک

اور ستمگر ستمبر کا موسم پڑھنا شروع کی ہر طرف واہ واہ گونج رہی تھی، واہ عشنا واہ...... واہ...... ہر طرف واہ واہ کی گونج میں وہ خراٹے لے رہی تھی۔

"سو رہی ہو...... کیا سو گئیں؟" کوئی جواب نہیں آیا تھا۔

"عامر ساری لائٹیں بند کر کے سونا۔" امی کی آواز پر وہ پھر بھاگ پڑا، تمام کام سے فراغت کے بعد جب کمرے میں آیا تو اس کی کلائی کمبل سے نکل کر چغلی کھا رہی تھی۔ اتری چوڑیاں اور خاموشی وہ چپ سا ہو گیا تھا۔

☆☆☆......☆☆☆

"یہ کیا کر رہی ہو؟"

"ناشتا تیار کر رہی ہوں۔"

"تو پہلے زریاب کے لیے تیار کرو ناں۔" آپا جی ٹھیک ٹھاک غصے میں تھیں، ہمیشہ کی طرح حکم صادر کیا اس نے چار پراٹھے پکائے اور اوپر کمرے میں چلی آئی۔ نیچے حکم کی حق تلفی ہونے پر آپا نے طوفان برپا کر دیا تھا۔

"بالشت بھر کی چھوکری کی یہ مجال۔" روز وہ ناشتا پکاتی اور آپا جی صرف کھاتی تھیں آج اس نے بھی سوچ لیا تھا اور جو سوچا تھا وہ کر کے دکھایا تھا۔ عامر کو انہوں نے صبح ہی صبح اٹھا لیا تھا وہ منے کی دکان سے تازہ دہی اور مرغ چھولے لینے آپا کی فرمائش پر گیا تھا جو اسی کو نہیں ملنے تھے باقی سب کا بچا کھچا وہ خوشی خوشی کھاتا تھا مگر عشنا سردار علی نہیں۔ اس نے سنہرے نرم گرم پراٹھوں کے سنگ ہری مرچوں والے آملیٹ بنائے تھے اب ڈٹ کے ناشتا خود بھی کرنا تھا اور اس دشمنِ جان کو بھی کروانا تھا۔ ابھی پہلا پراٹھا ہی ہڑپ کیا تھا کہ وہ بھی آ گیا آپا جی نے داستانِ غم کہہ سنائی تھی اور وہ دھپ دھپ کرتا سیڑھیوں چڑھ رہا تھا۔ اس نے جی کڑا کر لیا اب ایک نیا ڈرامہ شروع ہونا تھا آج سے۔

"یہ کیا حرکت کی ہے" وہ بولنے ہی والا تھا عشنا بیڈ پر

پڑی نقاہت بھرے لہجے میں بولنے کے لیے الفاظ ڈھونڈ رہی تھی۔ وہ یک دم نرم پڑا...... اس کی گال پر پڑنے والا گڑھا بھنور بحر الکاہل تھا اور اسے خبر بھی نہیں تھی۔

''کیا ہوا ہے تمہیں؟'' وہ بیڈ پر بیٹھ گیا۔

''صبح سے طبیعت اچھی نہیں تھی تو اوپر آ گئی۔'' اس کے ہاتھ اس کے مضبوط ہاتھوں میں تھے۔

''ہوں...... کمزور لگ رہی ہو کچھ کھایا نہیں۔'' وہ ٹرے گھسیٹ کر نوالے بنانے لگا اور وہ منہ کھول کر اس کے ہاتھ سے بھی کھانے لگی تھی' اندر اندر ہنس رہی تھی مگر گلا پھاڑ کر نہیں ہنسی۔ جب کہ دل تو اس بے وقوف مرد پر بے تحاشہ ہنسنے کو چاہا تھا۔ ڈیڑھ پراٹھا وہ کھا چکی تھی۔

''آپ بھی لیں ناں۔''

''نقاہت کچھ کم ہوئی۔'' وہ بھی کھانے لگا تھا۔

''ہوں...... مزے دار ہے۔'' ایک نوالہ بنا کر شرارت سے عشنا کے منہ میں دیا ہی تھا کہ آپا جی اوپر چلی آئیں' اوپر آنے کے لیے کون سا بس درکار تھی اور عشنا کو کھانا کھلاتے دیکھ کر مزید آگ بگولہ ہو گئیں۔ کتنی دیر انتظار کرتیں آخر نہ کوئی اُنخ پنخ' نہ چیخ پکار' وہ اس امید پر تھیں کہ عامر ابھی اس کی چٹیا پکڑے نیچے آئے گا۔ وہ بے تاب خود اوپر آئی اور دیکھا تو یہ روح فرساں منظر۔

''یہ لڑکی خطرناک ہے میں تو پہلے ہی کہتی تھی۔'' انہوں نے عامر کو سنانا شروع کیں' انہیں نہیں معلوم تھا کہ یہ نافرمانیوں کا سلسلہ بہت آگے تک جانے والا تھا۔

''ہونہہ...... فراڈ عورت۔'' عشنا نے جتنی کمر سیدھی کرنی تھی کر لی۔

''بھئی آخر شوہر ہے کسی کو کیا تکلیف۔'' عامر نے آپا جی کو عشنا کی طبیعت کا بتا کر مزید آگ بگولہ کیا تھا اور وہ موٹی موٹی آنکھوں میں خفگی بھرے انہیں دیکھتا رہا تھا بس۔ آپا جی اور زری بھائی کے نخرے عامر اور اماں ہر وقت اٹھاتے تھے مگر نہ آپا کا منہ سیدھا ہوتا نہ زری بھائی کا۔

''بھئی اتنی اکڑ ہے تو اپنے گھر رہو ناں' یہاں کیا جھک مارنے آئے ہو۔''

''میں تو بس اماں کی خدمت کے خیال سے اپنی خدمت کروا رہی ہوں۔'' عشنا دل میں جملہ مکمل کرتی۔ وہ الیول ڈیڈو دیکھنے میں مصروف تھی کہ زری بھائی چلے آئے وہ نصیبوں جی کو سنتے تھے دیکھتے تھے' تاڑتے تھے۔ شوق سے دیکھتے' کسی کو کیا فرق پڑتا شاید نصیبوں جی کو بھی نہیں مگر یوں کسی کو ڈسٹرب کرنا کہاں کا انصاف ہے۔ کرنل کا چینل بھی بدلا چینل بدلا جا چکا تھا مگر ادھر عشنا کے دل کا چینل بدلا جا چکا تھا۔ فریج سے کھیر کے باؤل غائب' نہ کیلے بچے نہ سیب اور رات کا قیمہ اور شملہ مرچ کا سالن بھی صفاچٹ صفحہ فریج سے مٹ چکا تھا۔ کرنا کیا تھا اس گھر کو اپنا گھر سمجھنا ہے بس' اپنے گھر میں کیسی شرم۔ اس نے محسوس کیا تھا کہ اماں جی روز روز کے چٹورپن اور بے ہنگم خرچوں سے تنگ تھیں اور وہ کون سا خوش تھی' کچھ بچت بھی تو کرنا تھی۔ زری بھائی بلا کے چٹورے تھے اور عامر بے چارے کو تو خدمتوں سے ہی فرصت نہیں تھی جو مل گیا شکر کر کے کھا لیتا تھا بس اور محسوس بھی نہیں کرتا تھا۔ بہن بیٹیاں بیاہی جاتی ہیں اور اپنے گھروں کو جاتی ہیں مگر یہاں الٹا حساب تھا' بیاہی بیٹی دو لہے سمیت اپنے میکے میں براجمان تھی یک شد نہ دو شد۔ عشنا نے اماں جی کو پھانسنے کا پروگرام بنایا تھا' وہ نہیں پھانستی تو آپا کے نجانے کب تک انہیں یونہی بیٹے سمیت پھانسے رکھتیں۔

''اماں جی آج چنے کی دال پکا لیں۔'' وہ فرمائشی انداز میں پوچھ رہی تھی آپا جی کو چنے کی دال بلکہ کسی بھی قسم کی دال سے دشمنی تھی۔

''ایک پیکٹ چکن بھی فریج میں رکھا ہے' شاہینہ دال نہیں کھاتی......'' اماں جی کو پتا تھا' پتا تو عشنا کو بھی تھا مگر پتہ پھینکنے کا وقت بھی یہی تھا۔

''ایسی دال پکاؤں گی کہ آپا انگلیاں چاٹتی رہ جائیں گی۔'' وہ دل ہی دل میں آپا کو تڑکا لگاتے بولی۔

''اچھا پکا لیں...... آج چکھیں تو سہی۔'' اماں جی اجازت دے بیٹھیں اور وہ چل پڑی تھی کچن میں دال پکانے۔



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

ایک پیکٹ چنے کی دال خوب دل لگا کر پکائی اور ساتھ پھلکے پکا پکا کر ہاٹ پاٹ میں رکھتی گئی۔ رائتہ اور سلاد فریج میں پہلے سے ہی ریڈی تھا' آپا جی ابھی ابھی نیند پوری فرما کر اٹھی تھیں' یہ ان کا روز کا معمول تھا' صبح جلدی بیدار ہوتیں لیکن دن کے درمیانی حصے میں کام سے بچنے کے لیے بستر پر جا پڑتی تھیں۔ اگلا حکم دینے سے پہلے وہ کھانا لگنے کی اطلاع دینے آ گئی۔ زری بھائی اور آپا جی نے جس طرح دال کو دیکھا تھا' عشنا نے خود کو داد دی تھی' اب وہ سبزیوں اور دالوں کی اہمیت پر لیکچر دینے میں مصروف تھی۔ عامر تو ویسے ہی صبر شکر کے اتنے عادی ہو چکے تھے جو ہے جہاں ہے جتنا ہے سو ہے۔ اماں بھی دال سے کھا کے الگ ہو گئیں بس زری بھائی اور شاہینہ آپی نے نہاری اور قورمہ کو بہت مس کیا تھا۔ ان کے لاڈ بھرے منہ سے کچھ نکلنے سے پہلے ہی عامر عشنا کے کھانے کی تعریف کرنے لگا تھا اور عشنا نے شرمانے کا سین شروع کر دیا تھا۔ آپا جی اسے گھور کر رہ گئیں' پروا کسے تھی عشنا کو تو ہرگز نہیں اور اب عامر کو بھی نہیں رہی تھی۔

خرچہ ہاتھ لگا تو وہ دال سبزی کا بھاؤ تاؤ کرنے لگی' کتنی دالیں آئیں گی۔ کتنا گوشت آئے گا کتنی سبزی کس بھاؤ کہاں سے ملے گی' وہ چند ہی مہینوں بعد ایک اچھا اماؤنٹ جمع کر چکی تھی جسے دیکھ کر عامر آنکھیں پٹپٹا کر رہ گیا تھا اور اماں کچن اسے تھما کر ہر کام سے بری الذمہ ہو گئی۔ گھر میں نئی نئی چیزیں آنے لگیں' آج نئی بیڈ شیٹ آئے گی کل نئے تولیے اور پھر بات سونے کے زیور تک آ گئی تھی۔

اماں جی جو ہمیشہ ہاتھ تنگ ہونے کا رونا روتی تھیں' بہو کو دعائیں دینے لگیں' آپا اور زری بھائی پس منظر میں چلے گئے بلکہ کھو سے گئے تھے۔ ماں اور عامر عشنا...... عشنا کرتے پھرتے تھے' اب گھر میں ٹھیک ٹھاک بچت کے ساتھ اچھا بہترین سیٹ اپ بھی نظر آنے لگا تھا اور یہ عشنا نے بغیر کسی لڑائی جھگڑے کے کیا تھا' آپا جی پھیکا سا ہنستی تھیں۔ اماں جی کے کمرے میں بھی بوکھلائی سی بیٹھی رہتیں کیونکہ عشنا وہاں بھی چھائی ہوئی تھی۔ زری بھائی توجہ نہ ملنے کے باعث کملا سے گئے تھے کیونکہ عامر کی ساری توجہ عشنا نے خود پر کرلی تھی ایک سمجھدار بیوی کا ثبوت دیتے ہوئے۔

آپا جی اندر بڑے کمرے میں ٹیلی فون سیٹ پر محو گفتگو تھیں۔ عشنا ڈسٹنگ میں مصروف تھی' اس کا اس طرح دندناتے پھرنا شاہینہ کے دل پر چھریاں سی چلا گیا تھا۔ وہ پیچھے ہٹ گئی تھی آپا جی اپنی ساس سے باتیں کر رہی تھیں اور یہ باتیں عشنا کے خود ساختہ مظالم سے متعلق تھیں۔ دال پکاتی ہے کوئی سنتا نہیں' عامر بدل گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ عشنا دوسروں کی باتیں سنتی تو نہیں تھی چھپ کر' مگر آج یہ مجبوری سی تھی۔ آپا جی کے لاڈ دور ہونا ضروری تھے اس نے آہستہ سے فون رکھ دیا۔ آپا جی نے واپس گوجرانوالہ جانے کا فیصلہ کر لیا تھا اپنے گھر' تو کون روک سکتا تھا بھلا' ویسے ہی بیٹیاں اپنے گھر میں بستی اچھی لگتی ہیں اماں جی کا خیال تھا۔

عامر بھی دل گرفتہ ہونے کے بجائے مطمئن نظر آیا تھا' پرائیویسی چاہیے تھی جو مل رہی تھی اور کیا چاہیے تھا آپا کی آنکھیں گم صم تھیں۔ ماں جی نے خود انہیں رخصت کیا تھا۔ عشنا ماں کو بیٹی سے باتیں کرتا چھوڑ کر اوپر اپنے روم میں آ گئی تھی جواب صرف اس کا تھا۔ وہ محویت سے بری گھڑی کو ساز و سامان سمیت رخصت ہوتا دیکھ رہی تھی اور یقین نہیں آ رہا تھا وہ مسکرائی گاڑی موڑ مڑ چکی تھی' مطلب سارے راستے خالی۔ پیچھے نجانے کب سے کھڑے عامر نے اسے بانہوں میں بھر لیا اور وہ خود کو چھڑاتی نیچے کی طرف بھاگی کیونکہ ایک خوش خبری اور بھی تھی' سارے گھر کے لیے اپنے گھر کے لیے سامان سے تو گھر کو بھر لیا تھا اب قلقاریوں کی گونج باقی تھی۔

آپا جی کار میں بیٹھی سوچ رہی تھیں کہ انہیں بھی گھر کو اپنا گھر بنانا ہے جیسے عشنا نے بنایا تھا' ان کی آنکھوں میں عزم تھا' منزل صاف تھی صرف راستے خود بنانے تھے۔

❁

# بنام مارچ

حرا قریشی

کب نکلتا ہے کوئی دل میں اتر جانے کے بعد
اس گلی کے دوسری جانب کوئی رستہ نہیں
تم سمجھتے ہو بچھڑ جانے سے مٹ جاتا ہے عشق
تم کو اس دریا کی گہرائی کا انداز نہیں

اب جب تم نے مارچ کا ذکر چھیڑ ہی دیا ہے تو میں تمہیں بتاتا ہوں کہ مارچ جب بھی آتا ہے تو کتنی ہی ہوا کی آہٹیں بصورت دستک میرے دل کو بے چین کرنے لگتی ہیں کہ یہ وہ ماہ ہے جس میں می (میری محبوبہ) پیدا ہوئی۔ یہ وہ ماہ ہے جس میں مجھے می کا پہلا اور آخری محبت نامہ موصول ہوا۔ یہ وہ ماہ ہے جو سرما سی یخ بستگی گرما سی حدت بہار سی کھلکھلاہٹیں اور خزاں کے زرد پتوں سی سینکڑوں یادیں سمیٹے ہوئے ہے۔ میرا رب بخوبی جانتا ہے می...... مارچ میرے لیے کتنے دکھ اور کتنے مژدہ بے مسرت ایک ساتھ اکٹھے اٹھالاتا ہے...... ویسے اس ایک بات کا عقدہ میں آج بھی حل نہیں کر پایا اور شاید کبھی کر بھی نہیں پاؤں گا۔

(اب تم اپنی ہتھیلی ٹھوڑی تلے رکھے سوچ رہی ہوں گی کہ جانے میں کیا کہنے لگا ہوں؟) کہ می...... مجھے بس مارچ میں ہی کیوں خط لکھتی ہے اور مارچ میں ہی کیوں ہر خط کا جواب دیتی ہے؟

می...... جانے کیوں یہ خیال تمہارے تخیل پر نہیں طلوع ہوتا کہ وہ شخص جو سال کے ہر ماہ تمہیں ایک عدد خط لکھتا ہے اس کو بس مارچ میں ہی جواب ملتا ہے کیوں؟ کیا یہ بالکل ایسا نہیں ہے جیسے کسی بے گناہ کو قید بامشقت دے دی جائے۔

چلو مان لیا جنوری اور فروری میں تحریر کردہ خطوط کے جواب کے لیے انتظار طویل نہیں ہوتا مگر پھر جو محبت نامے مارچ سے لے کر دسمبر تک قرطاس کی زینت بنائے جاتے ہیں ان سب کا جواب بس آنے والے مارچ میں ہی ملتا ہے۔ یہ تو پھر ایک لمبی پاداش ہوئی نا جو بغیر کسی جرم کے میرے حصے میں رکھ دی جاتی ہے۔ می...... مگر میں کیا کروں اب میرا یہ دل بھی اب میرا نہیں رہا یہ بھی تمہارا ہو گیا ہے۔ اسے یہ سزا سہنے کی عادت ہو گئی ہے بلکہ اگر کہوں کہ اس کلفت کو اس نے اپنی فطرت بنا لیا ہے تو بھی غلط نہ ہوگا۔ طویل اور گہری خاموشی کے سرب رنگ اس نے



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

خوشی خوشی اپنا لیے ہیں۔
جانتی ہو؟ می...... میں گھنٹوں سر پکڑ کر بھی بیٹھا رہوں تو ایک آدھی ادھوری نظم بھی تخلیق نہیں کر پاتا مگر تمہاری بس ایک ''مسکراہٹ'' نظم پل بھر میں لکھوا لیتی ہے' ابھی مارچ کی آخری تاریخوں میں لکھی ایک نظم یہاں رقم کر رہا ہوں جسے تمہاری رو پہلی مسکراہٹ نے نقش کیا تھا۔

نظم ''الہام......!''

خدا کے حضور جو کھڑی ہے......
دعا اس دوشیزہ کے لبوں پہ ''محبت'' سے
جڑی ہے......
یک سو' سجادہ بدوش' مجذوب......
قلب مصحف سے آیتیں لے کر
بید مجنوں کے من پر لکھتی رہی ہے......
ایک ہی فکر میں گم
ایک ہی نظر میں گم
ایسے محو بیٹھی ہوئی ہے......
گویا ''وحی'' کوئی
اس پر اتر رہی ہے......!

می...... میری پیاری مخلص دوست تمہاری اور میری گفتگو بالکل ایسی ہے جیسے ہیر کو رانجھے کی رفاقت میں آرام میسر آئے جیسے کوئی روتا ہوا بچہ ماں کی گود میں آجائے جیسے کوئی معبد مندر میں بت کے آگے جھک جائے می...... تم یہ اکثر پوچھتی تھی نا کہ تمہارے اور میرے درمیان کتنا فاصلہ ہے تو جانم جواب اس کا بہت سیدھا سا ہے۔ ''دو آنکھوں کے بیچ جتنا فاصلہ ہے'' یہ جو دو آنکھیں ہیں یہ تخیل میں جب چار ہوتی ہیں تو گھنٹوں کے بل بیٹھ کر ''محبت'' کی مناجات کرتی ہیں اور وہ سب صدائیں سنا دیتی ہیں جو ہونٹ اور زبان پیدا کرنے کی ابھی کوشش ہی کر رہے ہوتے ہیں۔

آنکھوں' میرے ہونٹوں اور میرے سنہری بالوں پر کوئی خصوصی تحریر لکھو مگر پھر میں نفی کر دیتا ہوں اپنے ہی ''جی'' کی کہ ان آنکھوں میں ویسا خمار کہاں جو تمہاری آنکھوں سے نکلنے والی پُراسرار تیز روشنی میں ہے اگر کبھی حسن مجھ سے ان کے بارے میں استفسار کرے تو میں بلاجھجک کہہ دوں گا یہ تو باری تعالیٰ کا نور ہے جس میں بس سرور ہی سرور ہے۔ ہائے تمہارے یہ مرمریں آتشی لب گویا کسی آب رواں آب جو کے دو کنارے جن پہ خوش رنگ قطار اندر قطار' شاداب پھولوں کے دیدہ زیب سلسلے ہیں۔ تمہارے گیسو جن کا رنگ سنہرے سکوں' چاندی اور بلور کے بنے محلات کا سا ہے' جن کی چمک بوقت شب کافوری شمعوں کی طرح ہے جو پل بھر میں نگاہوں کو خیرہ کر دیتی ہے یہ کوئی تعریفی مسودہ نہیں ہے یہ تو بس ''وہ'' ہے جو تمہاری موجودگی میں مجھے محسوس ہوتا ہے۔ آج کل جب مارچ مجھ سے غیروں سا رویہ برتنے لگتا ہے تو میں لفظ ''محبت'' کے گرد گہری سرخ روشنائی سے دائرے بنا دیتا ہوں تاکہ اس لہو کی دلدوز کیفیت کی بابت تمہیں بتا سکوں جو سن کر ''مارچ'' کا نام ہی اپنی گردش بھرپور کر دیتا ہے۔ می...... جب میں تمہیں خط لکھتا ہوں تو کوئی آغاز ترتیب نہیں دیتا۔ مجھے نہیں معلوم ہوتا کہ وسط میں کیا لکھوں گا' میں اس تشویش میں نہیں ہوتا کہ اختتام کیسے کروں گا' میں تو بس لکھ دیتا ہوں کہ تمہارا وجود وہ منطقہ ہے جس کی جانب تمام نفیس قلب ارواح جمع رہتی ہیں۔

میری پیاری می...... کبھی کبھی مجھے اپنی زندگی ایک مکالمہ لگتی ہے۔ وہ مکالمہ جو برسوں سے میرا ''مارچ'' کے ساتھ ہے جو برسوں سے میرا ''می'' کے ساتھ ہے۔

می...... میرا بڑا جی چاہتا ہے کہ تم بھی میری بخدا...... سچ کہہ رہا ہوں کتنے ماہ کے جاں گسل



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

## کرن

السلام وعلیکم دوستوں' سجنوں کیسے ہیں آپ سب۔ میرا نام کرن ہے۔ پہلی بار انٹری دی ہے۔ میں 14 اپریل 1994 کو کراچی میں پیدا ہوئی۔ تعلق تو کشمیر سے ہے۔ مگر پیدائش' رہائش سب کراچی روشنیوں کے شہر کی ہے۔ ہم دو بہنیں اور ایک بھائی ہے۔ میرا نمبر آخری ہے۔ کاسٹ ہماری عباسی ہے۔ بڑی بہن عینی Bsc کر چکی ہے اور بھائی عاقب سول انجینئر ہیں۔ جب کے MA میں ایڈمیشن لے چکے ہیں۔ ساتھ ہی مارکیٹنگ جاب بھی کرتے ہیں۔ خاندان ہمارا کشمیر میں ہے۔ اور یہاں ہم اکیلے ہیں۔ کوئی خاص دوست بھی نہیں۔ سو کوئی دوستی کرنا چاہے تو ویلکم۔ اپنی مشرقی روایات بہت پسند ہیں۔ آنچل سے وابستگی کو پانچ سال ہو چکے ہیں۔ خوبیاں تو چند ہیں۔ حد سے زیادہ صاف گو ہوں۔ بلاجھجک ہر بات کہنا' کچھ مردانہ خصوصیات جن میں تائی کوانڈو بلیک بیلٹ ہونا۔ خامیاں جن میں میرا غصہ سرفہرست ہے۔ جذباتی اور بہت چھوٹا دل ہے۔ کچھ زیادہ ہی صفائی پسند ہوں۔ مطالعہ کرنا بہت پسند ہے۔ ماہنامہ کرن' شعاع' خواتین' آنچل' سرگزشت' جاسوسی' سسپنس' نونہال اور ڈر کے ہم پکے قاری ہیں۔ جب کہ سچی کہانیاں کے لکھاری بھی ہیں۔ لباس میں ویسٹرن ڈریسز پہنتی ہوں اور پسند بھی وہی کرتی ہوں۔ البتہ فراک بھی اٹریکٹ کرتی ہے۔ فیشن ایبل ہوں۔ ماڈلنگ کی فیلڈ سے وابستہ رہ چکی ہوں۔ خوب صورت آواز کی مالکہ ہوں۔ جس کے لیے خدا کی شکر گزار ہوں۔ ہوٹلنگ کرنا بہت پسند ہے۔ شاپنگ کا کچھ خاص شوق نہیں۔ کھانے میں سوئیٹ ڈشز نہ صرف پسند ہیں بلکہ کوکنگ بھی اچھی کرلیتی ہوں۔ ایک حساس دل کی مالک ہوں۔ سگنل پر چند چھوٹے بچوں کو مانگتی دیکھتی ہوں تو ان کے لیے بہت کچھ کرنے کو دل چاہتا ہے۔

پودے بہت پسند ہیں۔ خاص طور پر سرخ گلاب' رنگوں میں سیاہ رنگ بہت پسند ہے۔ فطری طور پر رومانٹک ہوں۔ کشمیر' سوات' مری' ناران' کاغان کی خوب صورتی مبہوت کردیتی ہے۔ ناردرن ایریا کی دیوانی ہوں۔ بارش میں مورنی بن کرنا چنا پسند ہے۔ مگر ہم کراچی والوں پر رحمت کبھی کبھی ہی ہوتی ہے۔ چودھویں کا چاند اور رات سمندر پر گزارنا سب سے حسین پل تھا۔ افسانہ نگاروں میں نازیہ کنول' سیما غزل' رخسانہ نگار' سائرہ رضا کا انداز تحریر بہت پسند ہے۔ اور ناہید شبیر کی فین ہوں۔ جب کہ انڈیا میں مادھوری دکشٹ' رانی مکرجی بہت پسند ہے۔ تعارف لمبا ہوگیا ہے۔ اس لیے الوداع کہتے ہیں۔ جہاں رہیں خوش رہیں۔ دوسروں کو بھی خوش رہنے دیں۔ اور جب بھی دعا کریں اس میں آنچل اور مجھے بھی یاد رکھیں۔ شکریہ۔ خدا حافظ۔

انتظار کے بعد ملنے والا تمہارا خط اتنا دلکش اتنا پیارا اتنا تسکین بخش ہوتا ہے کہ میں پہروں اس ایک محبت نامے کو پڑھتا رہتا ہوں۔ کب سورج کی کرنوں کا لطف ختم ہوا۔ کب شبنم نے سحر کو غسل دیا۔ کب ہوا جھولا جھلاتی مرغان چمن تک پہنچی۔ کب چاند کا تبسم معدوم ہوا۔ کب ستارے رخصت ہوئے...... مجھے کچھ بھی نہیں پتہ چلتا۔ سب فراموش ہو جاتا ہے' بس یاد رہتا ہے تو ایک مختصر خط جو مارچ میں می کی جانب سے ملتا ہے۔

رفیقہ من...... تمہیں میرے ہر خط کے آخر میں رقم تین نقطوں کے بعد سوالیہ نشان کا جواز بھی چاہیے تو جناب من اس کا سبب یہی ہے کہ میں تم سے تاعمر گفتگو جاری رکھنا چاہتا ہوں میرے دل کی حالتیں اس موئے قلم کے بس کی بات نہیں۔ اس کی ساری سیاہی ختم ہو جائے گی' پر میری بات جاری رہے گی۔ پس جب ایسا ہو تو می تم سمجھ لیا کرو وہ سب از خود جو ان کہا رہ گیا ہو......

دلربا...... وہ مسرت ہائے مبارک مجھے کسی پہاڑ کی چوٹی پر بٹھا دیتی ہے جب مارچ میں تمہارا خط آتا ہے۔ وہ دن میرا اس قدر مسرور گزرتا ہے کہ



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

میرے محبت کے قفس کے گرد وصل کی سلاخیں اور مضبوط ہوجاتی ہیں...... می!

آج تم سے باتیں کرتے میں تمہارے غیر مرئی وجود کو اپنے پہلو میں محسوس کررہا ہوں۔ کیا تم نے کیمیائی تعاملات کو ہوتے دیکھا ہے؟ مجھے آج ہم دونوں میں ایک ایسا ہی کیمیائی تعامل محسوس ہورہا ہے۔ جس میں تمہارے دل کی جگہ پر میرا دل آگیا ہے۔ روحیں باہم مل گئیں ہیں' جسم جدا ہوگئے ہیں۔

ہاں می! اس بار مارچ میں آنے والے تمہارے خط میں تمہارا نہیں' تمہاری موت کا ذکر آیا ہے' اس لیے تو قلب و روح کے ایسے تاثرات ہوگئے ہیں۔ آج اکیلے اس خط کے ساتھ کتنے گھنٹے میں نے یونہی گزار دیئے ہیں۔ تم سے باتیں کرتے' تمہارے جسم سے ربط توڑ کر تمہاری روح سے تعلق قائم کرتے اور تمہاری ہر ہر شرارت' ہر ہر حرکت پر رائے دیتے۔ آج مارچ سے میں نے معاہدہ پکا کرلیا ہے کہ اب اس ماہ میں' کوئی خط نہ لکھوں گا مگر سوائے مارچ کے ہر ماہ خط لکھ کر تمہاری قبر کے پاس رکھ آؤں گا۔ اے کاش...... !

پیاری می! تم جان سکو کہ اس پہر میں کس قدر اذیت میں ہوں۔ میری روح کس قدر زخموں سے چھلنی ہے...... میرے کان اب بہرے ہوگئے ہیں۔ میری بصارت می تمہاری پیاری آنکھیں لے گئیں ہیں' میرا وجود اب یخ اور پژمردہ ہے' میری سانسیں بس اب تمہارے وجود کی مہک اپنے اندر سموتی ہیں' میرے ہونٹوں پر جو تبسم تمہیں سوچتے ہی نمودار ہوجایا کرتا تھا اب وہ روتا رہتا ہے' اتنا کہ اب اس کے آنسوؤں سے میں بالکل پریشان نہیں ہوتا۔ اب میں جاگتا رہتا ہوں اور تم بس سوتی رہتی ہو۔ پیاری می! جانتی ہو ایسا کیوں ہے ایسا بس اس لیے ہے کہ می! ہم نے سدا ایک دوسرے کے قالبوں پر روح کو فوقیت دی ہے اور جن کی نسبت روح سے ہو وہ کبھی مرا نہیں کرتے۔ اے کاش کہ می تم جان سکو۔

می زندہ ہے' می زندہ تھی اور می زندہ رہے گی...... !

کہ جسد خاکی ہی جدا ہوا کرتے ہیں' وہ روحیں جن کا مطلق ہی خدا کا نور ہو وہ تا ابد زندہ رہتی ہیں کہ آب بقائے ایسے ہی آدمی زادوں کو ودیعت کیا گیا ہے۔

می سوگئی تو سدا کے لیے......
مگر اے پیاری شریر لڑکی!
میری بیتاب آنکھیں
نیند میں بھی تجھے بوسہ دیتی ہیں......
چومتے ہوئے خواب میں بھی
تجھے یہ کہتی ہیں......
کرم کرے رب تیری شب بیداری پر
رحم کرے میری آہ وزاری پر
میں جاگتا رہوں تیری حفاظت کے لیے......
تو منتظر رہے میری محبت کے لیے......
جنت میں مقام تیرا ارفع ہو
جہاں بس نور ہی
برستا ہو
کہ اثر ہوتا ہے
بس اس دعا کا
ہو نور مطلق
جس میں خدا کا...... !
تمہارا اور صرف تمہارا ایشا!



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

اب عمر نہ وہ رستے نہ وہ موسم کہ پلٹے
اس دل کی مگر خام خیالی نہیں جاتی
ہم جاں سے جائیں گے تب ہی بات بنے گی
تم سے تو کوئی راہ نکالی نہیں جاتی

## ﴿گزشتہ قسط کا خلاصہ﴾

اربش کو سکندر صاحب کا رویہ شدید الجھن میں مبتلا کردیتا ہے جب ہی اجیہ سے بات کرکے اصل صورت حال جاننا چاہتا ہے لیکن اجیہ اس کی کال ریسیو نہیں کرتی حنین اس سے سخت ناراض ہوتی ہے اسے یہی لگتا ہے کہ یہ سب اجیہ کی وجہ سے ہی ہوا ہے وہ اجیہ کی وضاحتوں کو سنے اور سمجھے بغیر بدگمانی کی انتہا کردیتی ہے، سکندر صاحب سب پر اپنا فیصلہ مسلط کرنے کے بعد ایک بار پھر سے اپنے خول میں بند ہوجاتے ہیں اور اجیہ سے ان کی لاتعلقی برقرار رہتی ہے۔ اجیہ اپنی دلی کیفیات کا اظہار اربش سے کردیتی ہے اور دوسری طرف اربش بھی اس کے رشتے کے متعلق جان کر دنگ رہ جاتا ہے جب ہی وہ غزنی کے متعلق اس کی پسندیدگی جاننا چاہتا ہے جس پر اجیہ اس رشتے کو صرف ایک سمجھوتہ قرار دیتی ہے ایسے میں اربش اجیہ کی مدد کرنے کا وعدہ کرتا ہے اور اسے وقتی ٹینشن سے نکالنے میں کامیاب ہوجاتا ہے۔ دوسری طرف غزنی کے لیے اجیہ کی سردمہری بے حد تکلیف دہ ہوتی ہے جب ہی وہ اجیہ کو بار بار اپنی منگیتر ہونے کا احساس دلاتا ہے غزنی کی یہ شک والی عادت اجیہ کو شدید مشتعل کردیتی ہے غزنی اپنے رویے کی بدصورتی پر معذرت کرتا ہے مگر اجیہ اس سے بیزار ہوجاتی ہے۔ شرمین بوا اور اربش کی والدہ شرمین کے حسن اخلاق سے بے حد متاثر نظر آتے ہیں ایسے میں وہ شرمین کے گھرانے سے رابطہ بڑھانے کی خاطر اپنے گھر قرآن خوانی کا اہتمام کرتی ہیں اور بطور خاص شرمین اور دیگر گھر والوں کو مدعو کرتی ہیں شرمین کے لیے یہ بلاوا بہت خوش آئند ہوتا ہے جب ہی وہ اپنے سابقہ رویوں کو بھلا کر بھابی کے ساتھ وہاں جانے کی تیاریاں کرتی ہے اور وقت سے پہلے وہاں پہنچ کر گھریلو امور میں بوا کا ہاتھ بھی بٹاتی ہے۔ اربش حنین کے نمبر پر رابطہ کرکے اجیہ سے اپنی پسندیدگی کا ذکر کرتا ہے اور جلد اپنے رشتہ لانے کا بھی تذکرہ کرتا ہے دوسری طرف حنین کے دل سے یہ بدگمانی بھی دور کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے کہ اس رشتے میں اجیہ کی خوشی شامل نہیں ہے حنین یہ سب جان کر شاکڈ رہ جاتی ہے۔ اجیہ بھی اربش کے گھر قرآن خوانی میں جاتی ہے اور وہیں اس کی ملاقات شرمین سے ہوتی ہے شرمین کو دیکھ کر اربش کے گھر میں اجیہ دنگ رہ جاتی ہے۔

## ﴿اب آگے پڑھیے﴾

بھری پری میری دنیا میں ایک مدت سے
کسی کی اتنی کمی ہے کہ کچھ نہ پوچھو تم
تمہاری یاد سے پہلو بچانے والوں کی
کچھ ایسی جاں پر بنی ہے کہ کچھ نہ پوچھو تم

اربش کی فون کال اور اس کے بعد امی کی بیان کردہ صورت حال کے بعد حنین جیسے درمیان میں معلق سی ہوکر رہ گئی تھی۔ اسے لگا جیسے اس نے اجیہ کے سامنے ردعمل بہت جلدی میں اور بہت شدید دیا کم از کم پہلے اسے سنتی



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

اس کی طرف سے کوئی وضاحت، دلیل یا کم از کم اسے صفائی پیش کرنے کا موقع تو دیتی امی کی طرف سے بیان کردہ معاملہ شاید اس کے نزدیک اس حد تک قابل یقین نہ ہوتا اور وہ سمجھتی کہ ہوسکتا ہے امی صرف اجیہ کی سائیڈ لیتے ہوئے ایسا کہہ رہی ہیں لیکن اربش کی فون کال اس کے نزدیک ایک ٹھوس دلیل تھی جس پر یقین کرنے میں اسے لحہ نہیں لگا اور وہ یہ بات بھی تسلیم کررہی تھی کہ یقینی طور پر اربش اور اجیہ ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں اسی بنیاد پر وہ رشتہ لانے کی بات کررہا تھا اور ظاہر ہے کہ اجیہ کی بھی مکمل رائے اور مرضی شامل ہوگی اور اس صورت حال میں تو اجیہ کبھی بھی غزنیٰ کے ساتھ شادی کرنا تو دور اس میں دلچسپی تک نہیں لے گی۔ حنین کے لیے یہ امر قابل تسکین تھا کہ اس صورت میں وہ اپنی محبت پاسکتی ہے لیکن پھر یہ سوچ اسے بوجھل کردیتی کہ غزنیٰ نے خود اس کی طرف نگاہ الفت کیوں نہ کی؟ وہ اب تک اس کی محبت کو محسوس کیوں نہ کرپایا؟

یہ سب باتیں ذہن میں آتے ہی جیسے سر میں ٹیسیں اٹھنے لگی تھیں ایک غبار سا تھا جو دل و دماغ میں بھرتا چلا جارہا تھا کس سے کہے کہ وہ اس وقت جذبات کی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے ہر مشکل پریشانی یا ٹینشن میں سب سے پہلے جو نام ذہن میں آتا تھا وہ اجیہ کا ہی تو تھا وہی تو تھی جس سے وہ اپنی ہر خوشی پریشانی شیئر کرتی تھی اجیہ کی اس کے علاوہ اور اس کی اجیہ کے علاوہ کوئی دوست ہی نہیں گھر کے ماحول نے انہیں کسی کے اس حد تک قریب آنے ہی نہیں دیا تھا کہ اسے اپنا گہرا دوست مان سکیں ایسا دوست جس کے سامنے بندہ اپنا دل کھول کر رکھ دے۔ ان دونوں بہنوں کا ایک دوسرے کے علاوہ کسی کے ساتھ بھی ایسا رشتہ اور ایسا تعلق نہیں بنا تھا جہاں پڑھا لکھا وہاں کی سب دوستیاں گھر کے دروازے سے باہر اور کالج و اسکول کے گیٹ تک چھوڑنے کی ہدایت تھی سو سر جھکا کر عمل ہوتا رہا۔

''میرا اتنا دل چاہتا ہے کہ میرے گھر پر سہیلیاں آئیں میں ان کے گھر جاؤں، ہم سب مل کر کھیلیں، اسکول کا کام کریں، اسکول کے بعد اسکول کی باتیں کیا کریں لیکن بابا جانی کہتے ہیں بس اسکول کی باتیں اسکول تک اور گھر کی گھر تک۔'' نانا ابو کے پاس دائیں اور بائیں حنین اور اجیہ بیٹھی تھیں جب حنین نے منہ بسورتے ہوئے کہا حنین کے سامنے ان کا تعارف پرنسپل صاحب کے دوست کا تھا ورنہ سکندر صاحب کے سامنے راز افشا کرکے وہ اپنی بیٹی کے لیے کسی مصیبت کا باعث بھی بن سکتے ہیں۔

''تو آپ کے بابا جانی ٹھیک ہی تو کہتے ہیں ناں، اس میں غلط کیا ہے؟'' نانا ابو نے حنین کو بولنے کا موقع دیا تھا۔

''غلط تو نہیں لیکن دل چاہتا ہے ناں کہ بہت سارے لوگ ہوں کیونکہ ہمارے گھر میں کبھی کوئی آتا ہی نہیں ہے ناں، ہم کسی کے گھر جاتے ہیں، بس بالکل تھوڑی سی دیر کے لیے کبھی گلی میں کھیل لیتے ہیں اور وہ صرف تب جب غزنیٰ آتا ہے اور پتا ہے اسی لیے ناں میں اسے روز روز بلا لیتی ہوں۔'' اپنی دانست میں کی گئی اس چالاکی پر حنین نے اپنی مسکراہٹ چھپاتے ہوئے خود کو ذہین تصور کیا۔

''ہمم......!'' نانا ابو نے گہرا سانس لیا۔

''بات تو آپ کی بھی ٹھیک ہے اور آپ کے بابا جانی کی بھی لیکن خیر گھر میں آپ ہو، اجیہ اور آپ کی امی ہیں آپ تینوں بھی تو بہت ساری باتیں کرسکتے ہیں ناں اور پھر اجیہ تو اسکول میں بھی ساتھ ہوتی ہے آپ کی دوستوں اور اساتذہ کو جانتی ہے اس کے ساتھ تو اسکول کی بہت ساری باتیں بھی ہوسکتی ہیں اور کھیل کود بھی۔''

''ہاں یہ تو ٹھیک ہے اور ہم دونوں کرتی بھی ہیں، ہے ناں اجیہ؟'' حنین نے ذرا سا آگے کی طرف ہوکر براہ راست اجیہ کو دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔ اجیہ نے بھی ہاں میں گردن ہلائی تھی۔

''تو بس پھر اجیہ اور آپ آپس میں ہر چھوٹی بڑی بات کیا کرو، دکھ کی بھی یعنی اگر اسکول میں یا پھر دوستوں سے کوئی مسئلہ ہوجائے تو بھی اور سکھ کی بھی کیونکہ پتا ہے جن لڑکیوں کی اپنی امی اور بہنوں سے بہت اچھی بلکہ پکی والی دوستی ہوجائے ناں تو انہیں باہر کسی اور کی ضرورت ہی نہیں

رہتی کہ وہ کسی اور کو اپنا دوست بنانے کی حسرت کریں۔‘‘ نانا ابو نے ہمیشہ کی طرح ان دونوں کی ذہنی سطح پر جا کر بات کی تھی اسی لیے وہ فوراً سمجھ بھی گئی تھیں۔

’’امی آپ کہتی ہیں ناں کہ گھر سے بندہ پیٹ بھر کر کھانا کھا کر نکلے تو کسی کے پاس کھانے کی اشیاء دیکھ کر دل نہیں مچلتا ہے ناں امی، آپ کہتی ہیں ناں؟‘‘ پچھلی بات بھول کر حنین نیا قصہ چھیڑنے کو تھی امی نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔

’’میں بھی آج صبح چینی والا پراٹھا ناشتے میں کھا کر آئی تھی تو دوسروں کا لنچ دیکھ کر مجھے بھوک ہی نہیں لگی۔‘‘

’’بالکل یہی بات اس طرح بھی سوچ سکتے ہیں ناں کہ اگر گھر میں اپنی والدہ اور بہنوں کے ساتھ ہی گہری دوستی ہو جائے تو پھر باہر کسی دوست کی تلاش نہیں رہتی۔‘‘ نانا ابو نے بڑی عمدگی سے اس کی ہی بات کو اس کے کیے گئے سوال کے جواب کے طور پر پیش کیا تو وہ مزید سمجھ گئی۔

یہی وجہ تھی کہ دنیا کی کوئی ایسی بات ایسا موضوع نہ تھا جس پر وہ دونوں آپس میں بات نہ کرتی ہوں کسی بھی اور دوست کی پھر ان کی زندگیوں میں کوئی گنجائش رہی تھی نہ طلب لیکن اب وہ اس موڑ پر تھی کہ اجیہ کے سامنے سر اٹھا کر بات کرنا بھی مشکل لگ رہا تھا غصے کا پردہ دماغ سے ہٹا تو اجیہ کی محبت اور کیئر نے ایک مرتبہ پھر اس کے دل میں اپنا احساس جگایا تھا اور غزنیٰ......

اس معاملے میں وہ بے بس تھی کہ چاہ کر بھی اس سے ناراض نہیں ہو پا رہی تھی وہ اس پر غصہ بھی نہیں تھی بس افسوس تھا اور اسی افسوس کا اظہار اس نے اپنی ڈائری میں کیا۔

ڈیئر غزنیٰ!

آج سے پہلے تو میں یہی سمجھتی رہی تھی کہ محبت اپنا آپ منوا ہی لیتی ہے مجھے لگتا تھا کہ شاید محبت اتنی طاقت ور ہوتی ہے کہ بغیر کہے ہی اپنے ہونے کا احساس دلا سکتی ہے دلوں پر کسی الہام کی طرح نازل ہو سکتی ہے ایک خوش بو کی طرح الفاظ کے بغیر اپنا وجود ظاہر کر دیتی ہے لیکن...... لیکن شاید میں غلط تھی ایسا نہیں ہے مجھے اب سمجھ آئی ہے کہ اظہار کے بغیر محبت کا شاید کوئی وجود نہیں ہے اب مجھے لگتا ہے کہ اظہار کے بغیر تو محبت میں تالے رکھے ان جواہرات کی مانند ہے جو تالے میں ہونے کے باعث دنیا والوں سے مخفی ہیں جو سراہے جانے کے لیے بھی اس چابی کے منتظر ہیں جس سے تجوری کھولی جائے تاکہ ان کی موجودگی آشکار ہو۔ اور ہاں یہ بھی سچ ہے کہ زندگی کی تجوری میں رکھی محبت بھی الفاظ کی چابی کی محتاج ہے اور اظہار کے بغیر شاید اسی جذبے کی کوئی اہمیت ہی نہیں۔

لیکن اب میں نے سبق سیکھ لیا ہے غزنیٰ!

اور اب میں تمہیں حاصل کرنے میں بالکل بھی تاخیر نہیں کروں گی کیونکہ تمہارے بغیر میری زندگی بے رنگ بھی رہے گی اور بے نور بھی اور ایسا میں ہونے نہیں دوں گی تم میرے ہی تھے ہمیشہ سے اور میں تمہیں اپنا بناؤں گی کسی بھی قیمت پر۔‘‘

پین ڈائری میں رکھ کر ڈائری بند کرتے ہوئے اس نے ساتھ ہی آنکھیں بھی بند کرلی تھیں دل اس قدر بوجھل تھا کہ لگتا سانس لینا بھی شاید مشکل ہو جائے عجیب سی گھٹن تھی جس میں لگتا جیسے دم نکل جائے گا لیکن پھر اچانک اندھیرے گھپ میں روشنی کی کرن کی طرح یہ خیال ذہن میں اترتا کہ اجیہ، غزنیٰ کو پسند نہیں کرتی بلکہ ارتش کے لیے اپنے دل میں نرم گوشہ رکھتی ہے اور اس کے لیے غزنیٰ کا عمر بھر کا ساتھ خارج از امکان ہرگز نہیں۔ یہی سوچ ذہن میں آتے ہی اس نے ہاتھ اٹھا کر دعا میں غزنیٰ کی محبت ایک بار پھر مانگ لی تھی۔

❁......❁......❁

کروں گا کیا جو محبت میں ہو گیا ناکام
مجھے تو اور کوئی کام بھی نہیں آتا

ارتش پرسکون تھا کہ اپنے حصے کا کام اس نے کر دیا تھا اور اسے مکمل یقین تھا کہ حنین یہ سب کچھ جاننے کے بعد اجیہ سے اپنے رویے پر ضرور معافی مانگے گی اور شرمندہ ہوگی جس سے اجیہ کی کم از کم وہ پریشانی تو ختم ہوگی جو اسے

DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

حنین کے روپے کی طرف سے ہوئی تھی اور اس کے بعد وہ حنین ہی کی مدد سے اجیہ کے گھر جانے اور اس کے والدین سے بات چیت کرنے اور پھر ممی کو لے جانے کا سوچ رہا تھا لیکن شاید وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ جس کام کو وہ اتنا آسان سمجھ رہا ہے وہ انتہائی مشکل ہے لیکن اسے یہ کام کرنا تھا تو کرنا تھا۔

آج ممی نے گھر میں قرآن خوانی کا اہتمام کر رکھا تھا ورنہ وہ چاہتا تھا کہ ممی اور بوا کے سامنے تمام صورت حال رکھے اور انہیں بتاتے کہ وہ اجیہ کو کس قدر پسند کرتا ہے اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہے لہٰذا اب فی الحال اسے انتظار کرنا تھا اسی دوران حسن کا فون آیا وہ بھی آج کل بیرون ملک جانے کی تیاریوں میں تھا اور چاہتا تھا کہ وہاں جا کر قسمت آزمائی کرے۔

"اربش یار کہاں ہو؟" اس کی آواز سے ظاہر ہوتا کہ شاید عجلت میں ہے۔

"کیوں کیا ہوا، خیر تو ہے نا؟"

"ہاں...... ہاں خیر ہے، سب خیر ہے بس ایک کام تھا۔"

"حکم۔" وہ دوستوں کا دوست اور بڑے دل کا مالک تھا اس لیے فوراً کہا۔

"یار میرے ڈاکومنٹس پورے کرنے کے لیے اسٹیٹمنٹ چاہیے میں سوچ رہا تھا کہ اگر تم کچھ کر سکو تو......!"

"میری بینک اسٹیٹمنٹ چاہیے یا پھر پیسے ٹرانسفر کردوں۔" بغیر کسی اگر مگر اور لیکن کے اربش نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے تم مجھے کیش دو اور وہ میں اپنے اکاؤنٹ میں خود سے جمع کرا دیتا ہوں کیونکہ ایسا نہ ہو ناں کہ کوئی اعتراض ہو جائے ایمبیسی والوں کو یہ پیسے صرف اور صرف شو کرنے کے لیے کسی اور اکاؤنٹ سے ٹرانسفر کرائے گئے ہیں۔"

"ہمم، چلو پھر تو ٹھیک ہے میں ابھی فارغ ہی تھا تم ایسا کرو بینک میں ہی آ جاؤ، وہیں سے پیسے نکلوا کر تمہارے اکاؤنٹ میں جمع بھی کرا آئیں گے اور پھر مل کر کھانا بھی کھائیں گے۔" اس نے فوراً سے پروگرام ترتیب دے ڈالا۔

"اکٹھے کھانا، خیر تو ہے ناں یہ ریکارڈ کیوں ٹوٹ رہا ہے آج۔" حسن کا حیران ہونا لازمی تھا کیونکہ آج سے پہلے کبھی بھی ایسا نہ ہوا تھا کہ اربش نے اپنی ممی کے بغیر کھانا کھایا ہو یہ شاید اس کے لیے دنیا کے چند ناممکنات میں سے تھا اگر کبھی کسی تقریب میں یا دوستوں کے ساتھ باہر کھانا بھی پڑتا تو وہ بھی انتہائی معمولی مقدار میں تھوڑا چکھنے کے برابر کھا کر دوسروں کا ساتھ دیتا کیونکہ ممی کے بغیر اس کے حلق سے نوالہ اترنے کا نام ہی نہ لیتا، یوں تو ماں بیٹوں کی محبت انوکھی ہوتی ہی ہے لیکن ان کا رشتہ اور تعلق مثالی تھا اور دونوں ایک دوسرے کے بغیر کوئی کام انجوائے نہیں کرتے تھے۔

"ارے نہیں کچھ ایسی خاص بات نہیں، بس ایک ساتھ وقت گزارنے کا بہانہ ہے اور پھر ویسے بھی جب تم بیرون ملک چلے جاؤ گے پھر کہاں یہ ملاقاتیں اور باتیں۔"

"ہاں یہ تو ہے۔" وہ دونوں ساتھ ساتھ اپنی گاڑیاں ڈرائیو کرتے ہوئے مقررہ جگہ کی طرف سفر میں تھے اور ساتھ ہی باتیں بھی جاری تھیں۔

"اور دوسری بات یہ ہے کہ آج ممی نے گھر میں قرآن خوانی کا اہتمام کر رکھا ہے ممی کے اسکول اسٹاف کے ساتھ ساتھ باقی خواتین بھی مدعو ہیں اور وہ سب لاؤنج میں بیٹھ کر ہی قرآن پاک پڑھیں گے اس لیے مجھے لگا کہ شاید اتنی خواتین کی موجودگی میں وہاں سے گزر کر دوسرے کمرے میں جانا یا اوپر والے پورشن میں جانا شاید انہیں عجیب لگے چاہے اوپر جانے کی سیڑھیاں بالکل ایک طرف ہیں پھر بھی۔"

وہ خواتین کے معاملے میں ہمیشہ سے محتاط رہتا تھا اور بس یہی سوچ کر آج اس کا خیال تھا کہ قرآن خوانی مکمل ہونے تک اسے گھر نہیں جانا چاہیے اور پھر کچھ دیر بعد وہ دونوں بینک منیجر کے سامنے بیٹھے تھے۔

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

اسی بینک میں ممی کے اسکول کے اکاؤنٹ تھا جس میں بچے اپنی فیس جمع کرایا کرتے تھے بصورت دیگر اربش کا اپنا کوئی بھی ذاتی اکاؤنٹ تھا نہ ممی کا اور پھر چونکہ یہ ان دونوں کا جوائنٹ اکاؤنٹ تھا اس لیے کسی بھی خاص ضرورت کے تحت اگر پیسوں کی ضرورت پڑتی تو یہی اکاؤنٹ استعمال میں لایا جاتا۔ حسن کو کم از کم آٹھ لاکھ روپے کی ضرورت تھی باقی اس کے پاس موجود تھے لیکن بینک کی طرف سے بھی آٹھ لاکھ روپے کی فوری طور پر فراہمی سے معذوری ظاہر کی گئی تھی۔

"دراصل دو تین لاکھ روپے تک کا فوری کیش ہوتا تو وہ بخوشی ادا کردیتے لیکن آٹھ لاکھ روپے کی یکمشت ادائیگی ہمارے لیے اس لیے بھی مشکل ہے کہ ہم پہلے سے اس کے بارے میں مطلع نہیں تھے اگر آپ آنے سے پہلے ہم سے بات کرلیتے تو ذرا آسانی ہوجاتی۔" بینک منیجر نے اپنی مجبوری سے آگاہ کیا۔

"کم از کم تین چار دن تک بھی مل جائیں تو ٹھیک ہے۔" حسن نے اربش سے کہا تو وہ بینک منیجر سے مخاطب ہوا۔

"چلیں ٹھیک ہے ایسا کرتے ہیں کہ آپ تین لاکھ آج ہمیں دے دیں اور باقی کا پانچ لاکھ ہم کل یا پرسوں تک لے جائیں گے۔" بات کرتے ہوئے اس نے حسن کی طرف دیکھا جس نے تائید میں سر ہلا دیا اور جب تک باضابطہ طریقہ اپنایا جاتا بینک منیجر نے ان کے لیے کولڈ ڈرنکس منگوالیں۔

❁......❁......❁

مجھ کو فرشتہ ہونے کا دعویٰ نہیں مگر
جتنا برا سمجھتے ہو اتنا نہیں ہوں میں

شرمین اور اجیہ دونوں ہی ایک دوسرے کو دیکھ کر گنگ رہ گئی تھیں کیونکہ ان دونوں کے ہی وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ان کی آپس میں دوبارہ ملاقات ہوگی اور اگر ہوگی تو یوں اور اس جگہ پر لہٰذا اپنی اپنی جگہ دونوں کا ٹھٹک جانا لازمی تھا۔

"تم...... یہاں؟" شرمین نے اسے دیکھا تو اپنی جگہ پر ہی رک گئی جبکہ اجیہ کے لیے حیرت دگنی اس لیے بھی تھی کہ اربش کا گھر، قرآن خوانی میں شرمین کی موجودگی اور اس کا بے تکلفانہ انداز۔

"ہاں...... میں یہاں تم یہاں کیا کررہی ہو؟" اجیہ نے اس کے سامنے اپنی حیرت کا اظہار کرنے کے بجائے بڑے اعتماد سے جواب دیا تو وہ بھی سنبھل گئی۔

"میں وہی کررہی ہوں جو کوئی بھی لڑکی اپنے گھر میں کرتی ہے۔" وہ مسکرائی، دل جلا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ اب وہ بھی اپنی حیرت کو چھپا چکی تھی۔

"دراصل ممی نے اچانک ہی قرآن خوانی کا پروگرام بنالیا ناں، کل پرسوں تک نہ تو ان کا ایسا کوئی ارادہ تھا نہ مجھ سے اس بارے میں کوئی بات کی تو بس اسی لیے آج انتظامات میں میرے ہاتھ پاؤں پھول رہے ہیں پہلے جلدی جلدی لاؤنج ارینج کیا پھر کچن میں کھانا پکانے میں لگ گئی ابھی اچانک خیال آیا کہ اربش پتا نہیں آج کھانا کھانے آئیں گے بس یہی پوچھنے کے لیے ممی کے پاس جارہی تھی کہ تم پر نظر پڑگئی۔" کچھ سچ میں زیادہ جھوٹ کی آمیزش کرتی شرمین کے لہجے میں اتراہٹ نمایاں تھی، وہ جان بوجھ کر جھوٹ بول رہی تھی یہ بات ثابت کرنا چاہتی تھی کہ اس کا اس گھر میں ایک اہم مقام اور حیثیت ہے اور اس میں وہ کامیاب بھی رہی تھی لیکن اجیہ نے پھر بھی اپنے تاثرات سنبھالے رکھے وہ کسی طور پر اس کی باتوں پر اس کے سامنے حیران نہیں ہونا چاہتی تھی۔

"کیا تم ممی کے اسکول میں جاب کررہی ہو آج کل؟" شرمین اجیہ کا اس گھر میں مقام طے کرنا چاہتی تھی اس لیے اندازے کی بنیاد پر بات کی جسے اجیہ نے جھٹلائے بغیر بڑے آرام سے مسکراتے ہوئے تسلیم کیا۔

"ہاں میں وہیں جاب کررہی ہوں اور اسٹاف کے ساتھ قرآن خوانی میں آئی تھی۔" بات کرنے کے بعد اجیہ مزید اس کے سامنے نہیں رکی بلکہ ظاہراً مسکراتے ہوئے ایک نظر اربش کی تصویر کو دیکھ کر آگے بڑھ گئی اس کے

مطمئن انداز نے شرمین کو جلا کر راکھ کر دیا تھا۔

اتنے بڑے گھر میں اتنی مالدار خاتون کو بے تکلفی سے ممی کہنے اور اس کے جواں سال بیٹے کے کھانے کے لیے فکر مند ہونا بھی اجیہ کو اگر اس سے جیلس نہیں کر پایا تھا تو اس سے بڑھ کر اس کے لیے تکلیف کی کیا بات تھی وہ تو سوچ رہی تھی کہ اس کے یوں اترا کر ساری واقفیت بیان کرنے سے اجیہ کے چہرے پر حیرت اور دل میں حسد کے تاثرات ابھریں گے لیکن اس کی توقعات کے برعکس اجیہ پرسکون اور مسکراتے ہوئے اس کے سامنے سے گزر گئی تھی اور اس نے یہ بتانے میں بھی کوئی شرم محسوس نہیں کی تھی کہ وہ اس کے ہی اسکول میں ملازمت کر رہی ہے جبکہ دوسری طرف اجیہ کے لیے شرمین کا یہاں اس قدر بے تکلفانہ انداز یقینی طور پر حیرت کا باعث تھا۔

کہیں شرمین اور ارتش آپس میں......

مجھ سے محبت کا اظہار کر کے کہیں ارتش مجھے بے وقوف تو نہیں بنا رہا؟

اگر شرمین سامنے نہ آتی تو وہ اس وقت خود کو دنیا کی خوش قسمت ترین لڑکی سمجھ رہی ہوتی جسے اس کے معاشرتی اسٹیٹس کو نظر انداز کر کے چاہا گیا اور چاہنے والا بھی جس کی مالی حالت اس سے سوگنا بڑھ کر تھی۔

اس کے بعد وہ جب تک وہاں موجود رہی خیالات کی جنگ اور کشمکش کا شکار رہی کس وقت قرآن خوانی مکمل ہوئی کھانا کھایا گیا اسے مکمل طور پر یاد نہ تھا ہاں مگر وہ دیکھ رہی تھی تو صرف یہ کہ شرمین واقعی اس گھر میں اپنے ہی گھر جیسا برتاؤ کر رہی تھی۔ ممی اور بوا کے ساتھ بات چیت کا انداز بھی ایسا ہی تھا جیسے ان کے بہت قریب ہو اور پھر کھانا کھلانے کے وقت جس طرح وہ سب کو ایک ایک کر کے توجہ دیتی رہی فرداً فرداً سب کو اچھی طرح کھانے کا کہتی رہی وہ یقیناً کوئی گھر کا فرد ہی کر سکتا تھا۔

شرمین نے ممی کو سہولت سے یہ کہہ کر بٹھا دیا کہ ”ممی میں ہوں نا اور جب گھر میں سب کام کرنے کے لیے بیٹیاں موجود ہوں تو مائیں سکون سے بیٹھ کر صرف انہیں پیار سے دیکھتی ہیں اور سراہتی ہیں۔“

قرآن خوانی کے بعد شرمین نے اشارے سے اپنی بھابی کو بھی وہاں سے اٹھا کر کھانا دینے میں اپنے ساتھ لگا لیا تھا اور بوا کو بھی سب کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے کو کہا۔ بھابی تو کچن تک آتے آتے بھی در و دیوار کو دیکھتیں اور کبھی شرمین کو، اتنے خوب صورت سجے سجائے اور محل نما گھر تو انہوں نے ٹی وی ڈراموں میں دیکھے تھے ورنہ حقیقت میں تو وہ کبھی اتنے نفیس اور عالیشان گھروں کے سامنے سے بھی نہیں گزری تھی لہٰذا جھٹ سے اپنا موبائل نکال کر شرمین کی طرف بڑھایا۔

”میری دو تین فوٹوز تو بناؤ پیچھے والا گھر کا بیک گراؤنڈ ضرور نظر آئے فریم کروا کر گھر میں لگاؤں گی۔“ وہ اتاولی ہو رہی تھی۔

”ارے بھابی یہ سب چھوڑیں اور دعا کریں کہ ایسا وقت آئے جب صرف آپ نہیں ہمارے سب رشتے دار اس گھر میں موبائل اور کیمرے لیے حسرت سے گھوم رہے ہوں۔“ شرمین کی آنکھوں میں مستقبل کے خواب تھے۔

”ہائے اللہ شرمین ایسا ہو جائے ناں تو قسم سے محلے کے بچوں میں موتی چور کے لڈو بانٹوں گی۔“ بھابی کے منہ میں پانی آ رہا تھا اور اگر ان کا بس چلتا تو جادوئی چھڑی سے وقت کو نہ صرف یہ کہ آگے لے جاتیں بلکہ اپنی مرضی کے حالات بھی پیدا کر لیتیں۔

”وہ بھی ہو جائے گا آپ فکر ہی نہ کریں بس فی الحال تو میرے ساتھ کچن میں آئیں تاکہ کھانا لگایا جائے یہ گھر اب آپ اپنا ہی سمجھیں۔“ شرمین مسکرائی۔

”کھانا تو چلو میں لگواتی ہوں لیکن دیکھو تم ناں بعد میں سب سے پہلے ایک دو ملازم رکھنا یہ کیا کہ اتنے بڑے گھر میں بھی بندہ خود ہی کام کرے کچن سے لاؤنج تک آتے ہی بندہ تھک جائے۔“ بھابی نے شرمین کو دیکھا جو تین منزلہ ٹرالی پر سب سے اوپر سالن اور رائتے کا ڈونگا، چاول اور سلاد کے ساتھ کباب کی ٹرے اور ہاٹ پاٹ رکھ رہی تھی دوسری منزل میں دہی، کچپ اور چٹنیوں کے ساتھ تازہ



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

فروٹ اور ٹشو باکس جبکہ سب سے نیچے پانی کی بوتلیں گلاس پلیٹیں چمچ اور نیپکن رکھے تھے بیٹھے میں بنائی ہوئی ڈشز اور چائے وغیرہ بعد میں سروکی جانی تھی۔

بھابی نے بھی اس کی تقلید میں دوسری ٹرالی سجائی اور لاؤنج میں سب کے آگے کھانا چن دیا، ممی اور بوا ان دونوں کے خلوص اور محبت کے سامنے خود کو مقروض تصور کررہی تھیں سب نے کھانا اچھی طرح کھایا اور کھانے کے لذیذ ہونے کی تعریف بھی کی تھی۔

ممی نے شرمین کا تعارف کرانے کی فی الحال ضرورت محسوس نہیں کی تھی لیکن سبھی جانتے تھے کہ اس کا یقینی طور پر اس گھر میں کوئی خاص مقام ہے ورنہ باہر سے آنے والوں اور گھر میں رہنے والوں کے طریقہ کار بہت مختلف ہوتے ہیں۔ اجیہ بہت گہری مگر نامحسوس نظروں سے اس کا جائزہ لے رہی تھی اسے کبھی لگتا کہ ارتش کے حوالے سے وہ جو کچھ سوچ رہی تھی وہ شاید غلط ہے لیکن پھر اس کا دل گواہی دیتا کہ ارتش عام لڑکوں کی طرح دل پھینک یا ہر ایک کے ساتھ اظہار محبت کرنے والوں کی طرح نہیں ہے۔

''بیٹا آؤ تم بھی کھاؤ ناں۔'' ممی نے شرمین کو کہا جو سب سے اچھی طرح کھانا کھانے کا کہہ رہی تھی بھابی سب کو کھانا دینے کے بعد خود بھی کھانے کے لیے نیچے قالین پر بیٹھ چکی تھیں لیکن وہ صرف انتظام پر دھیان دے رہی تھی۔

''ارے نہیں ممی...... میں بعد میں آپ کے ساتھ کھالوں گی فی الحال یہ سب کھالیں۔'' وہ مسکرائی۔

''ٹھیک ہے لیکن پھر جانے کی جلدی نہ کرنا۔'' بوا نے کہا۔

''نہیں...... نہیں بالکل بھی نہیں بھابی چلی جائیں گی کیونکہ بھائی کو ٹائم دیا ہوا ہے میں بعد میں آرام سے یہ تمام کام نمٹا کر ہی جاؤں گی۔'' شرمین کے اس قدر خیال کرنے پر ممی کا دل چاہا اسے لپٹا کر پیار کریں انہیں لگ رہا تھا کہ ان کی زندگی میں موجود بیٹی کی کمی شاید اب پوری ہونے والی ہے۔

''چلو ٹھیک ہے میں ارتش سے کہوں گی بعد میں تمہیں چھوڑ آئے گا۔'' ممی نے کہا تو شرمین کا دل خوشی سے اچھلنے لگا منزل قریب بلکہ بہت ہی قریب محسوس ہونے لگی تھی۔

اسی دوران اجیہ کا فون بجا کھانا کھانے کے دوران سب آپس میں بات چیت کررہی تھیں لیکن اس کا دھیان شرمین کی طرف تھا اسی دوران جب اچانک فون پر گھنٹی بجی تو سب اس کی طرف متوجہ ہوئیں ویسے بھی سب کھانا تو کھا ہی چکی تھیں اور اب الوداعی کلمات کہے جارہے تھے۔

اجیہ نے دیکھا اسکرین پر غزنی کا نمبر اس کے نام کے ساتھ موجود تھا۔

اکیلی ہوتی تو یقینی طور پر اس وقت اس کا فون نہ اٹھاتی لیکن سب کی موجودگی میں اسے فون ریسیو کرنا ہی پڑا۔

''کیسی ہو اجیہ تم ابھی تک گھر نہیں آئیں۔''

''آج ہماری پرنسپل کے گھر قرآن خوانی تھی میں باقی تمام ٹیچرز کے ساتھ ان کے گھر آئی ہوئی ہوں۔'' اجیہ لاؤنج سے اٹھ کر ذرا سائیڈ پر ہوکر بات کررہی تھی۔

''ہاں پتا چلا تھا مجھے کہ آج تم اسکول بس میں ان کے گھر چلی گئی تھیں سب کے ساتھ۔'' غزنی کی اس اطلاع پر وہ چونکی تھی۔

''کیا مطلب تمہیں کیسے پتا چلا تھا۔''

''دراصل ابھی میں تمہارے گھر گیا تھا لیکن پھر یہ سوچ کر رستے سے ہی پلٹ آیا کہ کیوں ناں تمہیں تمہارے اسکول گیٹ پر نظر آ کر سرپرائز دوں اور پھر ہم دونوں اکٹھے گھر آئیں بس اسی لیے میں نے سڑک سے ہی موٹر سائیکل واپس موڑی اور تمہارے اسکول جا پہنچا وہیں پر چوکیدار نے بتایا کہ آج سب ٹیچرز پرنسپل کے گھر قرآن خوانی پر گئی ہیں اور اسکول بس ہی سب کو ان کے گھر پر چھوڑنے آئے گی اجیہ آج تو ٹھیک لیکن آئندہ کہیں جانا ہو تو مجھ سے پوچھ لیا کرو پہلے۔'' وہ بولا۔

''لیکن آخر تمہیں کیا ضرورت تھی اسکول جانے کی؟'' اسے بالکل اچھا نہیں لگا تھا یہ سب۔

''نہیں جانا چاہیے تھا کیا مجھے؟'' وہ سمجھ رہا تھا شاید یہ دیا



URDUSOFTBOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

جانے والا سرپرائز اجیہ کو حیران کردے گا لیکن ایسا نہیں ہوا تھا بلکہ اسے اجیہ کی آواز میں ناراضگی محسوس ہوئی تھی شاید یہی وجہ تھی کہ وہ تو شاید ابھی اسے مزید کچھ کہتا لیکن اس نے فون ہی بند کردیا تب تک تمام ٹیچرز ممی کے ساتھ ہی اٹھ کھڑی ہوئی تھیں کھانے کی تعریف، قرآن کریم کی تلاوت کی قبولیت کے ساتھ ساتھ اللہ حافظ کہا جارہا تھا شرمین بھی ممی اور بوا کے ساتھ میزبانی کے فرائض سرانجام دے رہی تھی۔

اجیہ تو ویسے بھی ابھی اسکول میں نئی تھی اور ممی کے ساتھ اس کا انفرادی رابطہ بھی بہت زیادہ نہیں رہا تھا اس لیے وہ بس دور سے ہی ان کو اللہ حافظ کہنے اور پھر سب کے ملنے کے ساتھ آخر میں ہاتھ ہلاتے ہوئے دیواروں پر لگی اربش کی تصاویر دیکھتی باہر نکل آئی تصاویر اتنی بہترین اور اربش کے تاثرات اس قدر جاندار تھے کہ لگتا ابھی اگلے ہی پل وہ تصویر سے باہر نکل آئے گا بات کرنے لگے گا اور پھر اربش کے حوالے سے اسے ممی میں بھی ایک الگ ہی کشش محسوس ہوئی تھی آج سے نہیں بلکہ پہلے ہی دن ان سے ملنے کے وقت سے۔ اور وہ سمجھ نہیں پائی تھی کہ کیوں اس کا دل ان کی طرف کھنچتا ہے جبکہ آج حقیقت سے پردہ ہٹا تو وہ سمجھی کہ ان کی ذات میں کشش اربش سے تعلق کی وجہ سے تھی اور اگر شرمین موجود نہ ہوتی تو یقیناً وہ ان سے الوداع ہوتے وقت گرم جوشی کا مظاہرہ کرتی لیکن شرمین کی موجودگی نے اسے الجھا دیا تھا اور وہ اس کے سامنے ہلکا ہونے کا کوئی رسک لینا نہیں چاہتی تھی اس صورت میں کہ ممی کی طرف سے اسی گرم جوشی کا اظہار نہ ہوتا۔

اور جب تمام ٹیچرز ممی کے خودکار گیٹ کے کھلنے کے بعد باہر نکلیں تو بس کے عین سامنے غزنیٰ کا موٹر سائیکل دیکھ کر اسے جیسے آگ لگ گئی غزنی اس وقت بس ڈرائیور کے ساتھ کھڑا باتیں کرتے ہوئے ٹائم پاس کررہا تھا جیسے ہی ٹیچرز باہر نکلیں بس ڈرائیور نے برق رفتاری سے اپنی سیٹ سنبھالی اور وہ بھی موٹر سائیکل اسٹارٹ کرنے لگا۔ تمام ٹیچرز ایک ایک کرکے بس میں بیٹھ رہی تھیں وہ غزنیٰ کے ساتھ اس کے موٹر سائیکل پر نہیں بیٹھنا چاہتی تھی لیکن سب کے سامنے منع کرکے خود اپنا تماشا بنانے والی بات تھی لہٰذا چپ چاپ بڑی خاموشی سے اس کے پیچھے جا بیٹھی اور اس سے پہلے کہ بس چلتی وہ موٹر سائیکل چلاتا وہاں سے نکل آیا۔

”مجھے چچا جان نے کہا تھا کہ تمہیں بے شک اسکول لینے چلا جاؤں ان سے پوچھ کر گیا تھا میں۔“ اجیہ کے تیور دیکھ کر غزنیٰ نے بغیر کچھ پوچھنے کے خود ہی وضاحت دینا شروع کردی تھی۔

”کیا تمہیں میرا اسکول جانا برا لگا؟“ غزنی نے گردن موڑ کر پوچھا۔

”نہیں مجھے تمہارا اسکول جانا برا نہیں لگا بلکہ بہت برا لگا ہے۔“ اجیہ اس وقت سخت غصے میں تھی اور پھر موٹر سائیکل پر غزنیٰ کے ساتھ اس کے اس قدر قریب بیٹھنا گو کہ اس نے اپنے اور اس کے درمیان اپنا پرس رکھا ہوا تھا لیکن پھر بھی آخر تھا تو وہ محض ایک پرس ناں اس کے اور غزنیٰ کے درمیان کتنا فاصلہ برقرار رکھ سکتا تھا۔

غزنیٰ کے لگائے گئے پرفیوم کی خوش بو ہوا کے دوش پر اجیہ کی سانسوں میں اتر رہی تھی اور وہ سکندر صاحب کی اس دوغلی عادت پر حیران تھی کہ کہاں تو ان کی سہیلیوں کو بھی گھر آنے کی اجازت نہ تھی اور نہ ہی وہ اور حنین کسی کے گھر جاسکتی تھی اور کہاں تو بخوشی غزنیٰ کو اسے موٹر سائیکل پر اپنے پیچھے بٹھا کر گھر لانے کی اجازت دے دی۔ اس کی تلملاہٹ اپنے عروج پر تھی۔

”میں جانتا ہوں اجیہ تم رشتوں اور تعلقات میں انتہائی محتاط رہنا چاہتی ہوں اور یقین کرو میں تمہارے اس عمل کو دل سے سراہتا ہوں اور مجھے فخر ہے کہ میری بیوی یونیورسٹی تک لڑکوں کے ساتھ بھی پڑھتی رہی لیکن اس کی آنکھوں میں سجنے والے خواب میرے سوا اور کسی کے نہیں تھے۔“

اسی دوران اچانک اسپیڈ بریکر پر سے گزرنے کے باعث موٹر سائیکل کی رفتار متوازن نہ رہ سکی اور بے اختیاری طور پر نیچے گرنے سے بچنے کے لیے اجیہ نے غزنیٰ کے کندھے کو



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

مضبوطی سے تھام لیا اور وہی وقت تھا جب غزنیٰ نے اپنے کندھے پر موجود اجیہ کے نرم و نازک ہاتھ کو تھام لیا۔

”تم فکر مت کرو اجیہ، میں تمہیں کبھی گرنے نہیں دوں گا۔“ قریب سے گزرتی گاڑی میں ارتش نے غزنیٰ کے کندھے پر ہاتھ رکھی اجیہ اور اس کا ہاتھ تھام کر دوسرے ہاتھ سے موٹر سائیکل چلاتے غزنیٰ کو دیکھا اور دیکھتا ہی رہ گیا۔ وہ اس وقت گھر کی طرف روانہ تھا۔

اجیہ کا لمس محسوس کرنا غزنیٰ کے لیے جیسے ایک خواب تھا جو آج پورا ہوا تھا اس کا بس چلتا تو ابھی اور اسی وقت اپنی موٹر سائیکل اجیہ کے بجائے اپنے گھر کی طرف موڑ کر اسے گھر لے جاتا اجیہ نے کسمسا کر ہاتھ چھڑانا چاہا لیکن اس کی گرفت مضبوط تھی۔

”غزنیٰ چھوڑو میرا ہاتھ لوگ دیکھ لیں گے تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے۔“

”دیکھ لیں گے ناں تو کوئی بات نہیں یہی سوچیں گے کہ میاں بیوی میں اس قدر پیار ہے کہ موٹر سائیکل چلاتے ہوئے بھی ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے رکھتے ہیں۔“ غزنیٰ نے جان بوجھ کر موٹر سائیکل کی رفتار سست کردی تھی وہ چاہتا تھا کہ اجیہ کے ساتھ گزرنے والا یہ خوب صورت وقت اور حسین پل اگر رک نہیں سکتے تو کم از کم سست روی سے تو گزریں۔

”میں کہتی ہوں چھوڑو میرا ہاتھ ورنہ دوسرا ہاتھ میں تمہارے منہ پر دے ماروں گی۔“ غصے سے بات کرتی ہوئی اجیہ بات کرتے ہوئے موٹر سائیکل کی سست رفتاری کا فائدہ اٹھا کر ایک دم نیچے اتر گئی تھی اس کے اس قدر جارحانہ رویے نے خود غزنیٰ کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا تھا۔

”یہ کیا ہوا ہے تمہیں ایک دم، ٹھیک تو ہو ناں؟“ غزنیٰ نے موٹر سائیکل کی بریک لگا کر خود نیچے اترتے ہوئے پوچھا۔

”میری کوئی بات بری لگی تمہیں؟“ غزنیٰ کی بات کے جواب میں اجیہ نے نفرت سے منہ پھیر لیا تھا۔

”ہوا کیا ہے مجھے بتاؤ تو سہی آؤ گھر جا کے آرام سے بات کرتے ہیں۔“ آگے بڑھ کر اس نے ایک مرتبہ پھر اجیہ کا ہاتھ پکڑ کر موٹر سائیکل پر بٹھانا چاہا لیکن اجیہ نے اس کا ہاتھ بری طرح جھٹک دیا۔ اس مرتبہ اس کے رویے نے غزنیٰ کو چونکایا تھا اسے لگا تھا کہ جس عمل کو وہ محتاط ہونا سمجھ رہا تھا وہاں معاملہ کچھ اور تھا اور یقیناً سنجیدہ بھی جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا تھا۔

”نہیں جانا مجھے تمہارے ساتھ کہیں بھی اور نہ ہی میں تمہارے ساتھ تمہاری اس موٹر سائیکل پر بیٹھنا چاہتی ہوں سمجھے تم۔“ اجیہ کا ضبط جواب دے گیا تھا سو بالآخر پھٹ پڑی۔

”کیا مطلب ہے...... کیا ہوا ہے تمہیں ابھی کچھ دیر پہلے تک تو ٹھیک تھیں تم۔“ اجیہ کا رویہ اس کے لیے انتہائی غیر متوقع تھا جبھی حیران پریشان کھڑا تھا۔

”کچھ دیر پہلے تک میرا دماغ خراب تھا اب ٹھیک ہوئی ہوں اور اسی لیے تمہیں بتا دینا چاہتی ہوں کہ میں نہیں جانا چاہتی تمہارے ساتھ۔“

”آخر کیوں میرا قصور تو بتاؤ میں نے ایسا کیا، کیا جو تمہیں برا لگا میں تم سے معافی مانگنے کو تیار ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ ایسا کچھ نہیں کروں گا جو تمہیں ناپسند ہو۔“ اجیہ نے سامنے سڑک پر آتی جاتی ٹریفک کو بے بسی سے دیکھا۔

وہ مجبور تھی لیکن جانتی تھی کہ وہ غزنیٰ کے ساتھ کبھی خوش نہیں رہ پائے گی اور نہ ہی اس کے دل میں غزنیٰ کے لیے کسی قسم کے جذبات تھے۔

”میں تمہاری خاطر کچھ بھی کرسکتا ہوں اجیہ۔“ وہ دونوں اس وقت آمنے سامنے کھڑے تھے جب غزنیٰ نے اجیہ کو دیکھتے ہوئے اسے اپنی محبت کا یقین دلانا چاہا۔ اجیہ نے لحہ بھر کے لیے اسے دیکھا ہاتھ میں پکڑا پرس اپنے کندھے پر ڈالا اور خود کو مطمئن ظاہر کرتے ہوئے اسے دیکھ کر بولی۔

”اگر تم میری خاطر کچھ بھی کرسکتے ہو تو...... اس رشتے سے انکار کردو۔“ ایک پل بھی شاید جو اجیہ نے ہٹائی تھی جبھی



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

جملہ پورا کرتے ہی گہرا سانس لے کر اس کے جواب کا انتظار کرنے لگی۔

"انکار کردوں، اپنے اور تمہارے اس نئے بننے والے رشتے سے؟" غزنیٰ پر تو حیرتوں کے کئی پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے وہ اپنی سماعتوں کے فعال ہونے پر بھی یقین نہیں کر رہا تھا۔

"ہاں اسی رشتے سے۔"

"لیکن کیوں آخر وجہ کیا ہے؟"

"اس لیے کہ میں تم سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔" اجیہ نے لب بھینچ لیے۔

"وہاٹ......! تم مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتی تو پھر میرے ہاتھ سے اپنی انگلی میں انگوٹھی کیوں پہنی۔" وہ ضبط کی آخری حد پر تھا ایسا لگتا جیسے جسم کا سارا خون اس کے چہرے پر سمٹ آیا ہے جبکہ اس کے برعکس اجیہ کو دیکھ کر لگتا جیسے اس کے جسم کا سارا خون ہی نچوڑ لیا گیا ہو۔

اپنے کہے ہوئے الفاظ کے ردعمل کے طور پر سکندر صاحب کچھ بھی کر سکتے تھے یہ سوچ کر اس کا چہرہ زرد ہو رہا تھا لیکن اسے احساس تھا کہ سکندر صاحب کی بات کو اس وقت مان کر اس نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی تھی نہ اس کا دل مطمئن تھا اور نہ ہی بہن خوش اور سکندر صاحب کے نزدیک بھی اس کی قربانی کی کوئی اہمیت نہ تھی تو بھلا وہ کیوں گھٹ گھٹ کر جئے اپنی خواہشات کو مارے، احساسات کا گلا گھونٹے کیا اسے اپنی زندگی میں خوشیوں کی خواہش اور کوشش کا کوئی حق نہیں؟

یہ سبھی باتیں وہ آج ممی کے گھر میں سوچتی رہی تھی اور بالآخر اس نے ہی فیصلہ کیا تھا کہ وہ غزنیٰ کو بتا دے گی کہ وہ اس کے ساتھ زندگی گزارنے کی خواہش نہیں رکھتی لیکن اپنی سوچ پر اتنی جلدی عمل کرے گی یہ خود اس کے بھی وہم و گمان میں نہیں تھا۔

"وہ سب میں نے صرف بابا کی خواہش پر کیا ورنہ میری کبھی بھی ایسی خواہش نہیں رہی...... اس لیے میں چاہوں گی کہ تم خود اس رشتے سے انکار کردو۔"

"کیا تم خود انکار نہیں کر سکتیں؟" غزنیٰ کی آنکھوں میں خون اتر رہا تھا اپنی اور اپنے جذبات کی توہین اسے سلگا کر رکھ گئی تھی اس کی مردانگی پر اجیہ کی ناپسندیدگی نے گہری ضرب لگائی تھی۔

"شاید نہیں...... لیکن تم چاہو تو یہ رشتہ ختم کر سکتے ہو تاکہ......"

"ہونہہ...... تم نے کیا سوچا تھا کہ تم کہوگی اور میں اسی وقت اس رشتے سے انکار کردوں گا۔" انتہائی سرد لہجے میں اس نے اجیہ سے کہا تو اس کے لہجے کی سردی اجیہ کو اپنی نس نس میں دوڑتی محسوس ہوئی اب تک اسے سرسری سا دیکھنے والی اجیہ نے بغور اس کو دیکھا تو غزنیٰ کے چہرے کے تاثرات میں اسے ایک ایسے خونخوار شیر کی جھلک نظر آئی جس سے سخت بھوک میں اس کا شکار چھین لیا گیا ہو کوئی مسکراہٹ، محبت، رشتے داری یا لحاظ نام کا کوئی احساس یا کوئی جذبہ ایسا نہ تھا جو اس کے چہرے پر نظر آنے والے تاثرات سے جوڑا جا سکتا کیونکہ اس وقت اس کے چہرے پر وحشت رقصاں تھی گھمنڈ تھا انتقام تھا۔

خود کو ٹھکرائے جانے کا احساس اسے اپنی ہی نظروں میں بے وقعت کر گیا تھا اب جبکہ وہ اجیہ کے سامنے اپنے تمام تر جذبات کا اظہار کر چکا تھا اسے بتا چکا تھا کہ وہ اسے دنیا کی کسی بھی چیز سے زیادہ محبت کرتا ہے سکندر صاحب کے گھر جانے کی واحد وجہ ان در و دیوار میں محسوس ہونے والی اکلوتی کشش صرف اور صرف وہ تھی تو اس نے کتنے آرام سے بتایا تھا کہ وہ تو اسے پسند ہی نہیں کرتی۔

"یعنی کیا میں سیل میں سے لیا گیا لان کا جوڑا ہوں جو ابا اماں کے کہنے پر لے تو لیا لیکن چونکہ پسند نہیں تھا اس لیے گھر لاتے ہی ڈسٹ بن کی نذر کر دیا؟" غزنیٰ نے خود ہی سے سوال کیا اور پھر بولا۔

"اگر تم چاہتی ہو کہ میں اس رشتے سے انکار کردوں تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے کیونکہ میں جس بھی چیز کو پسند کرتا ہوں ناں اسے حاصل کر کے رہتا ہوں اور آسانی سے ہاتھ نہ آئے تو پھر یہ تو تم جانتی ہو کہ چھیننا میرے لیے کوئی بڑی



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

بات نہیں ہے کسی سے بھی اور کچھ بھی......'' مسکرا کر اس نے اپنے اندر کے طوفان کو کم کرنے کی کوشش کی۔

''اور ہاں لیکن تمہاری بات سے اتنا ضرور ہوا ہے کہ تمہیں حاصل کرنے اور دلہن بنا کر اپنے گھر لانے کا جو خواب میں نے دیکھا تھا اس کی تعبیر کا وقت مزید نزدیک آ گیا ہے پہلے خیال تھا کہ تمہاری یونیورسٹی لائف ختم ہو تو اپنی پرسنل لائف شروع کریں لیکن اب میرا ارادہ بدل گیا ہے یونیورسٹی چاہے مہینوں میں ختم ہو لیکن پرسنل لائف اب دنوں میں شروع ہو گی سمجھیں تم؟'' غزنی نے اجیہ کی توقعات سے بڑھ کر جارحانہ رویہ دکھایا تھا اور اس سے پہلے کہ اجیہ مزید کچھ بھی کہتی اس نے ہاتھ بڑھا کر سامنے سے آتا رکشہ روکا اسے پتا بتا کر ایڈوانس کرایہ ادا کیا اور اجیہ کو مخاطب کیے بغیر موٹر سائیکل اسٹارٹ کیا۔ تب تک اجیہ اپنی جگہ پر ہی کھڑی رہی۔

''رکشے میں بیٹھ کر گھر چلی جاؤ تم میری ذمہ داری ہو اور تمہیں گھر پہنچانا میرا فرض۔'' اجیہ نے کچھ بھی مزید کہنے کے بجائے رکشے میں بیٹھنا مناسب خیال کیا۔

''او...... بھائی رکشے کا نمبر بھی میں نے نوٹ کر لیا ہے اور تمہاری فوٹو بھی کھینچ لی ہے اس لیے دھیان سے گھر پہنچانا سمجھے کہ نہیں؟'' غزنی نے ہاتھ میں پکڑا موبائل جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور رکشہ سڑک کی ٹریفک میں گم ہوتے ہی خود بھی موٹر سائیکل پر گھر روانہ ہوا۔

❁......❁......❁

دل کعبہ

دل مسجد مندر

دل دربار فقیراں

دل دنیا

دل اڑن کھٹولا

دل زندان اسیراں

شرمین کی بھابی، گھر جا چکی تھیں جبکہ شرمین دانستہ طور پر وہیں رک گئی تھی مہمان خواتین کے جانے کے بعد اس نے تمام برتن سمیت کر ڈش واشر میں ڈال کر اب سے آن کیا خود لاؤنج میں آ کر دستر خوان اٹھایا جو کہ کھانا سرو کرنے سے پہلے اس نے بچھایا تھا پھر سفید چادروں کو تہہ کر کے رکھا چاروں طرف جلائی گئی موم بتیاں، درمیان میں رکھی اگر بتیاں اور پھولوں کی پتیوں والی پلیٹیں سمیٹیں اس دوران اس کے ہزار منع کرنے کے باوجود بوا اور ممی بھی اس کے ساتھ ہاتھ بٹاتی رہی تھیں۔ اور اب اربش کے آنے تک لاؤنج اسی طرح معمول کی حالت میں تھا محسوس ہی نہ ہوتا کہ ابھی کچھ دیر پہلے تک یہاں اتنی ساری خواتین آئی ہوں گی اربش گھر آیا تو انتہائی تھکا ہوا معلوم ہوتا تھا۔

اترا ہوا چہرہ اور کسی خیال میں گم فکرمند آنکھیں......

اسے یقین تھا کہ موٹر سائیکل پر بیٹھا ہوا وہ لڑکا غزنی کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا اور چونکہ گھر والوں کی رضامندی اور موجودگی میں ان دونوں کی منگنی ہوئی تھی لہٰذا کوئی بھی ان دونوں کے یوں اکٹھا آنے جانے پر کسی قسم کا کوئی اعتراض اٹھا ہی نہیں سکتا تھا لیکن کیا وہ غزنی سے اس کا اجیہ پر اس قسم کا استحقاق ختم کروا پائے گا کیا اجیہ اس کی بن پائے گی اجیہ کے گھر والے یہ رشتہ توڑ کر اس کا رشتہ قبول کر لیں گے اپنی ممی کی طرف سے تو اسے کوئی شکوک و شبہات نہیں تھے۔ وہ جانتا تھا کہ جیسے وہ کہے گا ممی اس کی بات مان جائیں گی لیکن اجیہ کے گھر والے۔ یہ سوچ اس وقت اس کے ذہن میں گھوم رہی تھی اور وہ آج ہی ممی سے اس معاملے کو ڈسکس کرنا چاہتا تھا۔

''کیا بات ہے اربش بہت تھکے ہوئے لگ رہے ہو؟'' لاؤنج میں داخل ہوتے ہی وہ صوفے پر ڈھے گیا تھا ہمیشہ کے خوش مزاج اور تازہ دم اربش کو یوں تھکاوٹ کا شکار جان کر ممی اور بوا کا پریشان ہونا ایک لازمی امر تھا اسی لیے دونوں اس کی طرف لپکی تھیں۔

''ممی آج میں آپ سے ایک بہت اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔'' سیدھا بیٹھتے ہوئے اس نے وقت ضائع کیے بغیر بات شروع کی وہ فوراً ممی کے علم میں تمام واقعہ لانا چاہتا تھا لیکن اس کی کوئی نوبت آنے سے پہلے ہی شرمین لاؤنج میں داخل ہوئی۔

"ممی...... کھانا لگ گیا ہے اور اربش بھی آ گئے ہیں تو مل کر کھانا کھا لیتے ہیں پھر مجھے جانا بھی ہے۔" اچانک شرمین کی آمد نے اربش کو چونکا دیا تھا اس سے پہلے وہ شرمین کی موجودگی سے قطعی طور پر لاعلم تھا لہٰذا اس کے اچانک سامنے آنے پر فوراً اپنی پھیلی ہوئی ٹانگیں سمیٹ کر مہذب طریقے سے بیٹھا لیکن اس کے اس گھریلو اور بے تکلفانہ انداز کے ساتھ ممی کو مخاطب کرنا اسے اچھا نہیں لگا تھا۔

"ہاں...... ہاں کیوں نہیں، تم بھی کب سے کاموں میں لگی ہوئی ہو، تھک بھی گئی ہوگی۔" ممی نے پیار لٹاتی نظروں سے اسے دیکھا پھر اربش کے بالوں میں انگلیاں پھیرتی ہوئی مسکرائیں۔

"اٹھو ہاتھ منہ دھو کر پہلے کھانا کھا لو، باقی باتیں پھر آرام سے بیٹھ کر کرتے ہیں۔" کھانا کھانے کے دوران میزبانوں کی طرح شرمین کا ان تینوں کا مختلف ڈشز دینا اور اچھی طرح کھانا کھانے پر اصرار کرنا بھی اربش کو کچھ عجیب لگ رہا تھا۔ کھانا کھا چکے تو شرمین کے ہزار منع کرنے کے باوجود ممی نے بھائی کے لیے کھانا پیک کروایا اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر اربش سے درخواست کی کہ وہ اسے گھر چھوڑ آئے۔

"ممی...... میں انہیں گھر چھوڑ آؤں میں نے تو ان کا گھر دیکھا تک نہیں ہے۔" وہ کسی طور اس وقت کہیں جانے کے موڈ میں نہیں تھا اور پھر شرمین کو چھوڑنے تو بالکل بھی نہیں کہ جس کے ساتھ نہ اس کی جان نہ پہچان لیکن پھر بھی اگر ممی دوبارہ کہتیں تو انکار کرنے کا تو اس کا نزدیک سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

"تمہیں شرمین کے گھر کا نہیں پتا تو کیا ہوا اسے تو اپنے گھر کا پتا ہے ناں، وہ سمجھا دے گی تمہیں سارا ایڈریس۔" ممی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور پھر اچھا ہے ناں کہ شرمین کے گھر کا پتا معلوم ہو اگلے چند روز میں ہوسکتا ہے ہمیں ان کے گھر جانا پڑے تو کم از کم کسی سے پوچھنا تو نہیں پڑے گا ناں۔" اور نے بھی ممی کی بات کی تائید کرتے ہوئے بات آگے بڑھائی لہٰذا چار و ناچار اسے اٹھنا ہی تھا لیکن اتفاق سے اسی وقت شرمین کے بھائی اسے لینے آ پہنچے اور اربش کی گلوخلاصی تو ہوئی لیکن بھائی کے آنے پر شرمین بڑی بدمزہ ہوئی تھی وہ جو یہ سوچ رہی تھی کہ جان بوجھ کر اربش کو لمبے والے رستے سے گھر لے کر جائے گی تاکہ اس کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزارنے اور اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کا موقع مل سکے تو وہ اپنی اس سوچ میں ناکام رہی تھی۔

لہٰذا بادل ناخواستہ ان تینوں سے اجازت لے کر اور جلد دوبارہ ملنے کا کہہ کر بھائی کی گاڑی میں آ بیٹھی۔

❀ ...... ❀ ...... ❀

جانے کیوں روٹھ گیا مجھ سے وہ کم فہم ندیم
میں تو مخلص تھا کسی ماں کی دعاؤں کی طرح

اجیہ گھر پہنچی تو حنین نے ہی گیٹ کھولا تھا لیکن شرمندگی اس قدر تھی کہ وہ چاہنے کے باوجود بھی اجیہ سے بات نہیں کر پائی تھی بس گیٹ کھولا اور ایک طرف ہوگئی اجیہ نے اسے لحہ بھر کے لیے رک کر دیکھا ضرور لیکن ذہنی طور پر وہ اتنی الجھی ہوئی تھی کہ حنین سے بات کرنے کا کوئی خیال بھی اس کے ذہن میں نہیں آیا تھا اور یوں بھی وہ گیٹ پر بات کرکے کوئی تماشا نہیں لگانا چاہتی تھی کہ اجیہ اور حنین دونوں کے بات کرتے وقت آواز کی تیزی متوقع تھی۔ اجیہ کی آواز اس کے اختیار میں اور مدہم تھی جبکہ حنین کی آواز قدرتی طور پر بلند تھی یہی وجہ تھی کہ نہ تو سردیوں میں دھوپ سینکنے کے لیے وہ دونوں صحن میں بیٹھتیں اور نہ ہی گرمیوں کی شاموں میں مزا لینے کے لیے کیونکہ حنین کی صحن میں بیٹھ کر کی گئی تمام باتوں کی آواز گلی سے گزرتے تمام لوگوں کو بغیر کسی مشقت کے ملتیں اور یہ بات سکندر صاحب کو پسند نہیں تھی اور یہی وجہ تھی کہ اجیہ نہیں چاہتی تھی کہ گیٹ کے قریب یا صحن میں ہی کھڑے ہو کر حنین کچھ ایسا بولنے لگے جس سے گلی اور محلے کے تمام لوگوں کو ان کے گھر کے معاملات کی خبر ہو اور تماشا بنے۔

"نہیں ایسا تو نہیں کہ میری زندگی بس تماشا بننے سے



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

بچنے کے لیے ہی گزرے گی۔" اجیہ نے گیٹ سے گزر کر صحن کراس کرتے ہوئے گھر کے اندرونی حصے میں قدم رکھتے ہوئے سوچا۔

"چھوٹی سی تھی تو بابا کے روکھے پھیکے رویے کے باعث بھی جب رونے لگتی تو امی کیا کرتیں چپ کر جاؤ اجیہ بیٹا برداشت کر جایا کرو کیا ضرورت ہے دنیا کے سامنے رو رو کر تماشا بنوانے کی۔" بچپن میں کبھی نانا ابو سے شکایت کرتی تو وہ کہتے۔

"اپنے مسائل اپنے تک رکھنے کی عادت ڈالو میری جان، کل کو اگر میں نہیں رہا تو اپنے دکھ کس سے کہوگی کس کا کندھا ڈھونڈوں گی کیونکہ لوگ ہمارے دکھ درد جان کر ہمارا تماشا دیکھتے ہیں۔" اور وہ سوچتی کہ بھلا وہ کوئی تفریح کا سامان تھوڑی ہے جو لوگ اس کا تماشہ دیکھیں اور وہ کبھی ایسا وقت نہیں آنے دے گی جب دنیا اس کا تماشا مزے لے لے کر دیکھے پھر اس گھر میں کتنے ہی اتار چڑھاؤ آئے لیکن گھر کے باہر کسی کو خبر تک نہ ہو پائی۔

منگنی والے دن بھی اسی ممکنہ تماشے سے بچنے کے لیے اس نے سکندر صاحب کی درخواست پر خاموشی سے سر جھکا دیا تھا اور خود اپنی ذات کو تمام عمر کے لیے اپنے ہی ضمیر کے آگے تماشہ بننے کے لیے لا کھڑا کیا تھا لیکن پھر آخر کب تک اور آج جب غزنی کو رشتے سے انکار کرنے کے بعد وہ اس کے روکے ہوئے رکشے میں گھر کے گیٹ کے سامنے اتری تھی تو محض اسی لیے کہ وہ وہاں سڑک پر اپنا تماشا دنیا والوں کو نہیں دکھانا چاہتی تھی۔ لیکن اسے اس بات کا بھی اعتراف تھا کہ جس چیز کا خوف اسے عمر بھر رہا وہی اب ہونے والا تھا اور صرف گھر نہیں بلکہ شاید اب دنیا بھر میں اس کا تماشا بننا تھا۔

امی نماز پڑھ رہی تھیں لہٰذا وہ سیدھی اپنے کمرے میں چلی آئی تھی پرس ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا جوتے اتارے اور پاؤں نیچے لٹکائے بیڈ کی ٹیک کے ساتھ ٹیک لگا کر آنکھیں بند کیے بیٹھ گئی۔

"غزنی اب یقینی طور پر بابا سے میرے رویوں اور باتوں کی شکایات کرے گا یہ بھی بتائے گا کہ میں نے رشتے سے انکار کر دیا ہے اس کے بعد اب کیا ہونے والا ہے۔" وہ آئندہ آنے والے دنوں کے تمام متوقع معاملات کے بارے میں سوچ رہی تھی اسے یقین تھا کہ غزنی اس کی طرف سے کیے گئے انکار کو اپنی انا کا مسئلہ بناتے ہوئے منگنی توڑ کر انگوٹھی اس کے منہ پر مار دے گا اور پھر؟ ابھی وہ اپنی گتھیوں کو سلجھا نہیں سکی تھی کہ اسے اپنے پاؤں پر کسی کے چھونے کا احساس ہوا اس نے ایک جھٹکے سے اپنے پاؤں اپنی طرف سمیٹتے ہوئے آنکھیں کھولیں۔ سامنے حنین سر جھکائے ہوئے فرش پر بیٹھی تھی۔ اجیہ نے فوری ردعمل کے طور پر اپنے پاؤں تو کھینچے تھے لیکن حنین نے دوبارہ اس کے پاؤں پکڑ لیے تھے وہ خود تو خاموش تھی لیکن آنکھوں سے متواتر آنسو بہہ رہے تھے اجیہ حیران پریشان اس کے انداز کو سمجھنے سے قاصر تھی حنین کی آنکھوں کے آنسو اس کے پاؤں پر گرے تو اجیہ نے فوراً سے آگے بڑھ کر اسے کندھوں سے پکڑ کر اوپر اپنے پاس بٹھایا۔

"کیا ہوا ہنی...... سب ٹھیک تو ہے ناں، کیا ہوا ہے تمہیں؟" اجیہ کے اتنا کہنے کی دیر تھی کہ بغیر آواز کے روتی حنین کے آنسوؤں میں شدت آ گئی اور اب وہ آواز سے رو رہی تھی اور روتے روتے اجیہ کے گلے لگ گئی تھی۔

"اوہو...... کیوں رو رہی ہو، کچھ بتاؤ بھی تو سہی ناں۔" اجیہ واقعی اس کے رونے کی وجہ سمجھنے سے قاصر تھی بلکہ اس وقت تو چند لمحوں کے لیے وہ ان چند روز میں پیش آئے تمام حالات و واقعات بھول کر صرف حنین کے لیے پریشان تھی۔

"مجھے معاف کر دو اجیہ...... میں نے تمہیں غلط سمجھا مجھے تمہیں وہ سب کچھ نہیں کہنا چاہیے تھا جو میں نے کہا تم بہت اچھی ہو...... پلیز مجھے معاف کر دو۔" روتی ہوئی حنین نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ لیے تھے اجیہ حیران اس بات پر بھی تھی کہ یہ ایک دم اس کا ذہن بدل کیسے گیا رات تک اس سے اتنی بدظن کہ دیکھنا تک گوارا نہیں کر رہی تھی اور اب اتنی ڈاؤن کہ اس سے ہاتھ جوڑ کر روتے ہوئے معافیاں



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

مانگ رہی ہے اسی دوران امی کمرے میں داخل ہوئیں وہ زیرلب کچھ پڑھ رہی تھیں قریب آ کر پہلے اجیہ اور پھر حنین پر پھونک ماری اور پھر شفقت بھرا ہاتھ دونوں کے سر پر رکھتے ہوئے بولیں۔

"جو کچھ بھی تم دونوں بہنوں کے بیچ ہوا وہ صرف اور ایک غلط فہمی کا نتیجہ تھا اور بس اس لیے دونوں اچھی بیٹیوں کی طرح ایک دوسرے کے لیے دل صاف کرلو۔"

"امی میں حنین کے لیے اپنے دل میں کبھی بھی کچھ نہیں رکھتی مجھے اس سے کل جتنا پیار تھا اتنا ہی آج بھی ہے بلکہ اس کی روتی شکل اور بہتی ناک دیکھ کر تو اور بھی پیار ہو گیا ہے۔" مسکراتی ہوئی اجیہ نے جان بوجھ کر حنین کو چھیڑا۔

گو کہ وہ ابھی تک ورطہ حیرت سے نہیں نکل پائی تھی لیکن تفصیل سننے اور پوچھنے کے لیے بہت وقت باقی تھا فی الحال تو اسے اس چیز کی خوشی تھی کہ اسے اپنی دوست اپنی بہن اور اپنی پارٹنر واپس مل گئی تھی جون جولائی کے حبس زدہ دنوں میں بادل گھر آنے اور ٹھنڈی نرم اور سبک ہوا کے چلنے کا احساس کیا ہوتا ہے ابھی محسوس ہوا تھا۔

اجیہ کو ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے اجنبیوں کی اس بھیڑ میں کوئی اپنا قریبی کوئی شناسا سا نظر آ گیا ہو پچھلے کچھ دنوں سے جاری اعصاب اور خیالات کی اس مسلسل جنگ میں عین اس وقت جب وہ تھک کر گرنے ہی والی تھی کہ اللہ نے اسے ساتھ چلنے کے لیے حنین جیسی پیاری بہن اور دوست لوٹا دی تھی جو اسے سمجھتی تھی اور اس سے بے حد پیار بھی کرتی تھی۔

"میں بہت بری ہوں ناں اجیہ؟" آنسو پونچھتے ہوئے اس نے نم آلود آواز میں پوچھا آنسوؤں کی شدت سے اس کا چہرہ اب تک سرخ ہو رہا تھا۔

"ہاں اس میں تو خیر کوئی شک نہیں ہے کہ تم بہت نہیں بلکہ بہت ہی زیادہ بری ہو، لیکن چلو خیر ہے کوئی بات نہیں، چلے گا اب تم جیسے ڈیفیکٹڈ پیس کو ہم برداشت نہیں کریں گے تو کون کرے گا۔" اجیہ نے شرارت سے امی کو دیکھتے ہوئے کہا تو بس یہ الفاظ حنین کے کانوں سے ٹکرانے کی دیر تھی کہ وہی پرانی حنین چنگھاڑتی ہوئی لوٹ آئی۔

"توبہ...... توبہ، اپنے آپ کو دیکھا ہے کبھی اتنا مرجھایا ہوا ہے منہ دیکھ کر لگتا ہے کسی نے کیلے کا چھلکا کھا کر پھینکا ہوا ہے ہاں یہ الگ بات ہے کہ اس چھلکے کا رنگ سفید ہے۔" اسے خود ہی محسوس ہوا تھا کہ بات بنی نہیں ہے اس لیے ناک چڑھا کر بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی۔

"چلو خیر ہے ہنی تم پیار سے کہو تو مجھے کچھ بھی منظور ہے۔" اجیہ نے محبت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تو حنین ایک بار پھر اس کے گلے لگ گئی۔

"تم جیسا کوئی نہیں ہے اجیہ...... میں نے تمہارا اتنا دل دکھایا برا بھلا کہا لیکن پھر بھی تمہارے پیار اور محبت میں کوئی کمی نہیں آئی۔"

"بس اب چھوڑ ہی دو یہ جذباتی اور رونے دھونے والے دن تھے یوں سمجھو کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔" امی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور یہ بتاؤ کہ کھانا کھا کر آئی ہو یا کھاؤ گی ابھی؟"

"امی کھانا تو قرآن خوانی کے بعد کھالیا تھا اب بھوک نہیں ہے۔" اجیہ بولی۔

"چلو ٹھیک ہے میں تمہارے بابا کے آنے تک تھوڑی دیر لیٹ رہی ہوں سونے کا ٹائم تو نہیں ہے اس وقت لیکن بس ذرا آرام کرنا چاہتی ہوں۔"

"امی آپ تو ٹھیک تو ہیں ناں، طبیعت تو بہتر ہے ناں آپ کی؟" اجیہ لمحہ بھر میں پریشان ہوئی اور اسے مزید پریشان نہ کرنے کا سوچ کر ہی وہ مسکرا کر بات ٹالتے ہوئے باہر نکل آئیں تھیں جبکہ حقیقت تو یہی تھی کہ پچھلے ایک دو دن میں ہونے والے ان غیر متوقع اور اعصاب شکن واقعات کے باعث ان میں جسمانی توانائی کی بہت کمی محسوس ہو رہی تھی اور دماغ اس حد تک کمزوری کا شکار ہو گیا تھا کہ وہ خود اپنی ہی حالت سے پریشان تھیں لیکن جانتی تھیں کہ اجیہ ذہنی طور پر بہت بکھری ہوئی ہے لہٰذا چاہتی تھیں کہ اگر وہ اس کی خوشی لوٹانے کا انتظام نہیں کر سکتی تو اس کی پریشانیوں میں اضافے کا سبب بھی نہ بنیں، بس

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

اسی سوچ نے انہیں اجیہ کے سامنے اپنی کیفیت بیان کرنے سے روکے رکھا۔ اور اب دونوں بہنوں کا ایک بار پھر پیار دیکھ کر وہ شکر گزار تھیں کہ گھر میں موجود ایک بڑی ٹینشن کا کچھ حصہ تو کسی قدر زائل ہوتا نظر آنے لگا تھا۔

❁....❁....❁

مجھے معجزوں پہ یقین نہیں
مگر آرزو ہے کہ جب فقط
مجھے بزم دہر سے لے چلے
تو پھر ایک بار یہ اذن دے
کہ لحد سے لوٹ کر آ سکوں
تیرے در پہ آ کر صدا کروں
تجھے غمگسار کی ہو طلب
تو تیرے حضور میں آ رہوں
یہ نہ ہو تو سوئے رہ عدم
میں پھر ایک بار روانہ ہوں

اجیہ، غزنی کا پہلا پیار تھی اور پہلا پیار بھی وہ جو لڑکپن کی عمر میں اس پر آشکار ہوا تھا اور پھر اسکول کالج کی ہر لڑکی میں اسے اجیہ ہی نظر آتی، بہانے بہانے سے سکندر صاحب کے گھر جانا بھی اس کا معمول تھا اور سکندر صاحب جیسے سخت گیر انسان جنہیں گھر میں محلے کی خواتین کے آنے پر اعتراض ہوتا کبھی بھی غزنی کے آنے پر برا محسوس نہ کرتے بلکہ اس کے برعکس اس کے آنے پر خوشی کا اظہار کرتے اسے پروٹوکول دیتے اور دوبارہ آنے کی بھی تاکید کیا کرتے۔

یہی وجہ تھی کہ غزنی اکثر وہیں پایا جاتا اجیہ لفٹ نہ کراتی تو ہر وقت حنین کے ساتھ باتوں اور ان ڈور گیمز میں مصروف رہتا کبھی کبھی حنین زبردستی اجیہ کو بھی کھیل میں شریک کر لیتی لیکن ایسا کبھی کبھار ہی ہوتا تھا ورنہ اجیہ زیادہ تر پڑھتے ہوئے یا پھر اپنی امی کے ساتھ ہی نظر آتی لیکن غزنی کے لیے اجیہ کا صرف نظر آتے رہنا بھی غنیمت تھا۔ پھر جیسے جیسے وہ میچور ہوتا گیا جان بوجھ کر ان کے گھر آنا جانا پہلے کی نسبت کم کر دیا۔

پڑھنے لکھنے میں اس کی کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی اور پڑھائی سے اس کی دلچسپی محض اتنی ہی تھی کہ ایک کلاس سے پاس ہو کر دوسری میں چلا جائے اکلوتا تھا لہٰذا یہ فکر نہیں تھی کہ مستقبل میں پڑھائی کے بغیر کیا کرے گا کیونکہ ظاہر ہے کہ جو تھا وہ سب اسی کا ہی تو تھا جیسے تیسے یونیورسٹی مکمل کی ڈگری حاصل کی اور اپنی ٹریول ایجنسی کھول لی وقت بدل گیا تھا لیکن اس کا دل نہیں بدلا تھا اجیہ کے لیے اس کے جذبات اب بھی وہی تھے جو لڑکپن میں تھے لیکن ہاں اتنا ضرور تھا کہ اب ان میں پختگی آ گئی تھی۔

اسی لیے اجیہ کی انگلی میں اپنے نام کی انگوٹھی پہنانے کے بعد وہ خود کو دنیا کا خوش قسمت ترین فرد ہی تو سمجھنے لگا تھا۔ لیکن سمجھنے اور ہونے میں بہت فرق ہوتا ہے اور یہی فرق آج اجیہ نے اس پر واضح کیا تو اسے ایسا لگا تھا جیسے کسی نے اسے آسمان سے زمین پر لا پٹخا ہو اسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ اجیہ نے کسی دباؤ میں آ کر انگوٹھی پہنی تھی اور اگر ایسا ہوا بھی تھا تو اسے اس کے جذبات کے ساتھ کھیلنے بلکہ انہیں روندنے کی اجازت کس نے دی تھی کیونکہ وہ کسی کو بھی اپنے خواب چھیننے کی اجازت نہیں دے سکتا تھا اپنے خواب آنکھوں میں سجانے اور انہیں سنبھالنے کی طاقت تھی اس میں یہی وجہ تھی کہ اس وقت اس کی حالت کسی زخمی سانپ سے کم نہیں تھی کہ بہرحال تازیانہ اس کی انا اور اس کی مردانگی پر لگا تھا۔

"ارے بیٹا...... خیر تو ہے آج تم اتنی جلدی کیسے آ گئے سب ٹھیک تو ہے ناں؟" غزنی اجیہ کو رکشے میں بٹھا کر اپنی ٹریول ایجنسی جانے کے بجائے سیدھا گھر چلا آیا تھا ورنہ عام طور پر وہ رات کو ہی گھر واپس آتا تھا آج سر شام لوٹا تو اماں کی تشویش لازم تھی۔

"ہاں اماں سب ٹھیک ہے ابا نہیں آئے کیا ابھی تک؟" موٹر سائیکل کیاریوں کی طرف کھڑی کر کے اس نے اماں سے پوچھا۔

"ہاں ابھی تک تو نہیں آئے۔"

"پتا نہیں آج اتنی دیر کیوں ہو گئی؟" آہستہ آواز میں

اماں سے بات کرتے ہوئے اس نے فکر مندی سے سوچا اس دوران اماں اس کے چہرے کے تاثرات کا بغور جائزہ لیتی رہی تھیں۔

”کیا ہوا ہے بیٹا، کوئی مسئلہ ہوگیا ہے باہر؟“ اس کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے اندر ڈرائنگ روم میں داخل ہوکر اماں نے غزنیٰ کے چہرے کو کھوجتے ہوئے پوچھا۔

”ہوا تو کچھ بھی نہیں ہے لیکن آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟“ صوفے پر بیٹھ کر اس نے جوتے اتارتے ہوئے چونک کر پوچھا۔

”میں اس لیے پوچھ رہی ہوں کہ آج سے پہلے نہ تو تم خود کبھی اس وقت گھر آئے ہو اور نہ کبھی تمہارے ابا اس وقت گھر آئے ہیں اور یہ بات تم اچھی طرح جانتے بھی ہو، اس کے باوجود تمہارے پوچھنے کا انداز ہ ایسا ہے جیسے کہ وہ معمول میں اس وقت گھر پر ہی موجود ہوتے ہیں۔“ اماں کی بات پر وہ واقعی شرمندہ ہوگیا تھا کیونکہ وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھیں۔

”اسی لیے میرا خیال ہے کہ ضرور آج باہر کوئی مسئلہ ہوا ہے جس کی وجہ سے تم مجھے پریشان لگ رہے ہو۔“

”ارے نہیں اماں، پریشان تو خیر میں نہیں ہوں اور اگر ایسا ہوا بھی تو آپ جانتی ہیں ناں کہ بچپن سے لے کر اب تک کبھی گھر پر کسی کی شکایت لے کر پا روتا ہوا نہیں آیا اپنے بدلے خود لینا آتے ہیں مجھے۔“ غزنیٰ نے الفاظ چباتے ہوئے آنکھیں سکیڑتے ہوئے کہا۔ ”اس لیے میری پیاری اماں، آپ یہ فکر ہر گز نہ کریں کہ ایسا کوئی پرابلم ہے۔“ اس نے مسکراتے ہوئے اماں کے پریشان چہرے کو دیکھا تو وہ بھی مدہم سے انداز میں مسکرانے تو لگیں لیکن الجھن اب تک ان کے ذہن میں تھی اور وہ کسی طور مطمئن نہیں ہو پائی تھیں یہ بات غزنیٰ نے محسوس کرلی تھی لہٰذا اس نے اصل بات کرنے کا فیصلہ کیا۔

”ہمم...... لگتا ہے اب آپ پریشان ہوگئی ہیں، ہے ناں؟“

”سچ کہوں تو ہاں مجھے لگتا ہے کہ تم مجھ سے کوئی بات چھپا رہے ہو۔“ انہوں نے سادگی سے اعتراف کیا تو وہ مسکراتے ہوئے اٹھ کر ان کے قریب جا بیٹھا اور ان کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولا۔

”ماں کو خوامخواہ تو اتنا رتبہ نہیں ملا ہے ناں۔“ وہ مسکرایا۔ ”اولاد کا چہرہ پڑھ کر پتا لگا لیتی ہے کہ دل میں خوشی کا تناسب کتنا ہے اور پریشانی کا کتنا۔“

”تو بس اب جبکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہاری ممکنہ پریشانی کی وجہ سے پریشان ہوں پھر ساری بات تفصیل سے بتا کیوں نہیں دیتے۔“ لاڈ سے اس کے بال بناتے ہوئے انہوں نے کہا۔

”ارے اماں دراصل مسئلہ یہ ہے کہ بات پریشانی والی ہے ہی نہیں بلکہ بات تو خوشی والی ہے جسے سوچ سوچ کر میں پریشان ہو رہا ہوں۔“

”کیا مطلب ایسی کون سی خوشی کی بات ہے جس پر تم خوش ہونے کے بجائے پریشان ہو رہے ہو؟“

”دراصل اماں...... میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔“ غزنیٰ نے بہت سوچ سمجھ کر یہ الفاظ ادا کیے۔

”ہاں تو بھئی شادی کرنے کی طرف پہلا قدم اٹھاتے ہوئے ہی تو تمہاری اجیہ کے ساتھ منگنی کی ہے ناں۔“ اماں بے ساختہ ہنسیں تھیں اور ہنستے ہنستے انہوں نے سامنے بیٹھے غزنیٰ کے سر پر چپت بھی لگادی تھی مگر وہ سنجیدہ رہا۔

”نہیں اماں، ایک ایک قدم چلتے تو بہت دیر ہوجائے گی میں بس ایک جست میں ہی اپنی زندگی کو ایک نئے ڈھب سے شروع کرنا چاہتا ہوں۔“

”اتنی جلد بازی کس بات کی ہے؟“ وہ بھی سنجیدہ ہوگئیں۔

”بس اماں میں جلد از جلد اجیہ سے شادی کرکے اسے اس گھر میں لانا چاہتا ہوں پتا نہیں میری زندگی کتنی ہے بس اب میں ہر پل اجیہ کے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں۔“ اماں کے ساتھ بڑی بے تکلفی سے بات کرتے ہوئے انہیں ذرا جذباتی کرنے کی ابھی کوشش کی تھی لیکن اب کی بار انہوں نے غصے سے اس کی کمر پر دھموکا جڑ دیا۔

"دماغ ٹھیک ہے تمہارا، میرا اپنا ہے تمہیں کہ میں نے کب مرنا ہے نہیں ناں، حالانکہ اتنی عمر جی چکی ہوں میں لیکن پھر بھی کبھی ایسی بات نہیں کی اور تم ابھی اس عمر میں ہی مجھے زندگی کے بے اعتبار ہونے کی اطلاع دے رہے ہو میں جو ہر نماز میں چلتے پھر ہر وقت تمہاری درازی عمر کی دعا کرتی ہوں کیسے آسانی سے تم نے کہہ دیا کہ پتا نہیں کتنی زندگی ہے میری۔ جانتے ہو تمہاری اس بات سے کیسے اس وقت میری دھڑکن تھم گئی تھی کیا اس طرح بات کیے بغیر تم بات نہیں کر سکتے۔" اسے اندازہ نہیں تھا کہ اس کے منہ سے نکلا ہوا ایک چھوٹا سا جملہ انہیں اس قدر ہرٹ کردے گا کہ وہ اتنی پریشان نظر آئیں گی اور پھر اس نے تو صرف مذاق میں کہا تھا لیکن وہ آخر ماں تھیں اور ماں کے دل کو کون سمجھا تا آخر۔ وہ پچھتاوے کا شکار تھا اور شرمندہ بھی۔

"سوری اماں میں نے تو مذاق کیا تھا آج کے بعد کبھی میرے منہ سے ایسی بات سنی تو جو چور کی سزا وہ میری۔" اس نے سر جھکا کر اپنے کان پکڑ لیے تھے تب اماں کو اس پر بہت پیار آیا تھا۔

"باقی باتیں تو چلو ٹھیک لیکن شادی کی اتنی جلدی...... پوچھ سکتی ہوں کیوں؟"

"ارے اماں، نہیں بتا سکتا ناں آپ کو پتا ہونا چاہیے ناں اماں کہ ہوتی ہیں کچھ باتیں جو میں آپ کے سامنے بھی نہیں کہہ سکتا۔" اس نے شرمانے کی اداکاری کی تو اماں کے اپنے رخسار سرخ ہو گئے لاکھ پچھتائیں کہ بھلا یہ کوئی پوچھنے کی بات تھی جو انہوں نے جوان بیٹے سے اتنا فضول سوال کیا۔

"نہیں بیٹا میرا مطلب تو یہ تھا کہ ابھی منگنی کو دو دن نہیں گزرے اور شادی کا سوچ بھی لیا دراصل اگر پہلے ارادہ ہوتا کہ اتنی جلدی شادی کرنی ہے تو ہم منگنی پر ہی ان سے بات کر آتے۔" اماں نے اپنی بات سنبھالی۔

"تو کوئی بات نہیں اماں...... آپ اور ابا پھر چلے جائیں اور بلکہ جا کر تاریخ لے آئیں شادی کی۔"

"بیٹا یہ کوئی گڑیا گڈے کی شادی نہیں ہے کہ بیٹھے بٹھائے دل چاہا تو شادی کرلی بلکہ سچ پوچھو تو گڑیا گڈے کی شادی بھی یوں نہیں ہوتی اور پھر یہ تو ہمارے گھر کے اکلوتے بیٹے اور ان کی بڑی بیٹی کی شادی ہے لاکھ انتظامات کرنے ہوتے ہیں پھر رسم و رواج بھی اگر ہم بہت جلدی بھی کرنا چاہیں تو میرا خیال ہے چھ ماہ سال تو لگ ہی جائے گا تب تک اجیہ کی یونیورسٹی کی کلاسز بھی ختم ہو جائیں گی اب کہاں شادی کے فوراً بعد کلاسز لینے جائے گی۔" انہوں نے بڑی تفصیل سے غزنی کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ سمجھنا نہیں چاہتا تھا لہٰذا بات کو دوبارہ وہیں سے شروع کردیا۔

"آپ کی سب باتیں ٹھیک ہے اماں لیکن چٹ منگنی پٹ بیاہ والی مثالیں بھی تو ہمارے سامنے ہیں اور پھر زیادہ دور کیوں جائیں یہ ہمارے ہی محلے میں صفیہ خالہ نے بیٹے کی منگنی کی اور پانچویں دن بہو بھی گھر لے آئیں۔" وہ اپنی بات پر مصر تھا۔

"اور رہ گئے رسم و رواج دھوم دھڑکا اور ہلہ گلا تو کیا ضرورت ہے ان کاموں کی بس رشتہ داروں کو دعوت دیں اور سادگی سے نکاح کر کے گھر لے آئیں۔" اس نے فوراً حل پیش کیا۔

"لیکن تمہیں تو خود بہت شوق ہے اس طرح کی رسمیں کرنے کا آج سے پہلے تو ہمیشہ تم یہی کہا کرتے تھے ناں کہ اپنی مہندی پر خوب دھوم دھڑکا کرو گے اور اپنے ابا سے تم نے کہا تھا کہ میری بارات پر آپ نے خاص فوجی بینڈ منگوانا ہے یہ اور اس طرح کے کتنے پروگرام بنائے تھے پھر اب اچانک تم نے سارے ارادے کیوں توڑ دیے۔"

"ہاں تھا تو سبھی یہ سارا پروگرام...... لیکن......" اماں کی بات پر وہ گڑبڑا گیا تھا۔

"لیکن؟" اماں اس کے جواب کی منتظر تھیں۔

"لیکن دراصل اب میں پہلے کے مقابلے میں میچور ہوں اور میرا خیال ہے تھوڑا بہت سمجھدار بھی ہو گیا ہوں اور اب میرا یہ سوچنا ہے کہ جتنے پیسے میں اپنی شادی میں ضائع کروں گا تو کیا یہ بہتر نہیں کہ سادگی سے اسلامی طرز پر

شادی کروں اور وہ پیسے کسی غریب کو دے دوں جس کی بیٹی صرف جہیز کے لیے پیسے نہ ہونے کی وجہ سے اب تک باپ کی دہلیز پر بیٹھی ہے۔" غزنی نے اماں کو مطمئن کرنے کے لیے ایک انوکھی توجیہہ پیش کی تھی جس سے وہ انکار تو کیا کرتیں البتہ حیران ضرور رہ گئی تھیں۔

"مجھے تو یقین نہیں آرہا کہ یہ تم کہہ رہے ہو۔" ان کے لہجے میں حیرت ضرور تھی مگر چہرے کے تاثرات ظاہر کرتے تھے کہ انہیں غزنی کی سوچ پر فخر ہے۔

"اور واقعی مجھے تو پتا بھی نہیں چلا کہ میرا بیٹا کب ماشاء اللہ اتنا بڑا ہوا کہ اتنی سمجھداری کی باتیں کرنے لگا اور اتنا حساس دل کہ دوسروں کے لیے بھی فکر مند اللہ تمہیں ہر بری نظر سے بچائے آمین۔" فرط جذبات سے انہوں نے دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ لے کر اس کی پیشانی چوم لی تھی۔ "تمہارے ابا آجائیں تو میں آج ہی ان سے بات کر کے دیکھتی ہوں کہ وہ اس معاملے میں کیا کہتے ہیں اور جہاں تک میری رائے کی بات ہے تو وہ تم جانتے ہی ہو کہ میں تو چاہتی ہوں کہ اگر کل شادی ہونی ہے تو ابھی ہو جائے اس طرح میرے بیٹے کو تو خوشی ملے گی ہی لیکن خود مجھے بھی سارے دن لیے اس کا ساتھ مل جائے گا۔" اماں بہت خوش تھیں۔

اجیہ کو اس گھر میں بہو کی صورت میں دیکھنا تو خود ان کی بھی دیرینہ خواہش تھی اور جب ہی خواہش انہوں نے غزنی کے منہ سے بھی سنی تو خوشی سے جھوم گئی تھیں اور اسی وقت انہوں نے شکرانے کے نوافل ادا کیے تھے کیونکہ شادی زندگی کا ایک اہم ترین فیصلہ ہوتا ہے اور اسی فیصلے پر آنے والی زندگی کے جنت اور جہنم بننے کا دارومدار ہوتا ہے اور خوش قسمتی اسی زندگی میں داخل ہوتی ہے جہاں شادی بیاہ کے معاملات میں والدین اور اولاد دونوں خوش ہوں رضامند ہوں اور اپنے کیے جانے والے فیصلے پر دل سے مطمئن بھی ہوں۔

کیونکہ شادی شدہ زندگی کا جو سفر والدین کی دعاؤں کے بغیر شروع ہوتا ہے اس کے ہر موڑ پر کئی مشکلات منتظر رہتی ہیں اور ان کے حل کے لیے والدین کا مشورہ ان کا ساتھ اور سب سے بڑھ کر ان کی دعائیں ساتھ نہ ہوں تو اس سے بڑھ کر بدقسمتی بھلا اور کیا ہوگی۔

❁ ❁ ❁

"بوا کیا آپ بھی وہی سوچ رہی ہیں جو میں سوچ رہی ہوں۔" اربش اپنے کمرے میں ڈریس چینج کرنے گیا تو ممی نے چائے لاتی بوا کو مخاطب کیا۔ میز پر اپنا اور ممی کا کپ رکھ کر وہ ان کے قریب ہی بیٹھ گئی تھیں۔

"اگر تم شرمین کی بات کر رہی ہو تو ہاں یہ سچ ہے کہ چائے لانے کے ساتھ ساتھ اس کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی۔"

"اگر ہم اربش کے لیے اس کا رشتہ مانگ لیں تو آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہوگی؟"

"بھئی سچ پوچھو تو مجھے تو شرمین بہت پسند آئی ہے با اخلاق اور ملنسار تو ہے ہی لیکن ساتھ ہی سلیقہ مند اور سگھڑ بھی ہے جس طرح آج اتنے سارے لوگوں کا کھانا بغیر کسی بوکھلاہٹ یا بدنظمی کے اس نے پکایا پھر سب کو کھلایا بھی واقعی ایک بہترین کردار کی عکاسی کرتا ہے یہ سب ورنہ تم خود دیکھو فی زمانہ کہاں ایسی لڑکیاں ملتی ہیں۔" بوا نے بغیر کسی لگی لپٹی کے اپنا تجزیہ پیش کیا۔

"نہ غرور نہ نخرہ اور پھر بڑوں کا ادب کیسے کرتی ہے جیسے خون کا رشتہ ہو۔"

"بات تو آپ کی ٹھیک ہے لیکن بعض اوقات تعلق رشتوں سے آگے نکل جاتے ہیں ناں اور پھر مجھے جو بات سب سے اچھی لگی کہ اس کی اپنی بھابی اس کے بہترین اخلاق اور رویے کی تعریف کر رہی تھی ورنہ یہی رشتہ سب سے زیادہ خرابیاں پیدا کرتا ہے کبھی کبھی۔" ممی ہنسیں اسی دوران ٹراؤزر اور ٹی شرٹ پہنے اربش بھی ان کے ساتھ شامل گفتگو ہوا، اس کے ہاتھ میں موبائل تھا اور وقتاً فوقتاً اس کی نظر فون کی اسکرین پر پڑتی تھی کہ ہوسکتا ہے اجیہ اس کی فون کالز کو دیکھ کر جوابی فون کرے۔

"کون اور کس کے لیے خرابیاں کر رہا ہے۔"



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

”بس یونہی اِدھر اُدھر کے لوگوں کی باتیں کر رہے تھے۔“ بوا نے مسکرا کر کہا اور ممی کو بات کرنے کا اشارہ دیا لیکن ان سے پہلے اربش بولنے لگا۔

”ممی مجھے آپ سے ایک بات کرنا تھی۔“

”ارے واہ بھئی اتفاق ہے کہ میں نے بھی تم سے ایک ضروری بات کرنا تھی۔“ ممی نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

”جی کہیے ممی آپ مجھ سے کون سی بات کرنا چاہ رہی تھیں۔“

”میری بات تو شاید طویل ہو جائے اس لیے بہتر ہے کہ تم کہو، کیا کہنا چاہتے ہو؟“

”وہ ممی دراصل میں آپ سے اپنے بارے میں بات کرنا چاہتا تھا۔“

”ہاں......ہاں تم بات کرو بیٹا میں اور تمہاری بوا دونوں سن رہے ہیں تم مکمل اعتماد کے ساتھ بولو۔“

”میں اپنی یونیورسٹی فیلو اجیہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں یہ تو آپ کو پتا ہی ہے ناں لیکن اتفاق سے اس دن ہم ان کے گھر نہیں جا سکے تھے اب مسئلہ یہ ہے کہ اس کے ابا نے اس کی منگنی اس کے تایازاد سے کردی ہے۔“

”لیکن اب تو اس کی منگنی ہو چکی ناں بیٹا اب کیا ہو سکتا ہے۔“ ممی نے فی الحال اسے کول ڈاؤن کرنے کا سوچتے ہوئے بات کی۔

”بہت کچھ ہو سکتا ہے ممی کیونکہ وہ بھی اس رشتے پر خوش نہیں ہے وہ شادی نہیں کرنا چاہتی اس کے ساتھ۔“

”تو بیٹا یہ سب تو اسے منگنی کی انگوٹھی پہننے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا ناں، اب تو ظاہر ہے کہ اسے اسی کے ساتھ شادی کرنی پڑے گی جس کے ساتھ اس کی منگنی ہوئی ہے۔“

”لیکن منگنی ٹوٹ بھی تو سکتی ہے ناں میں اسی وجہ سے کچھ الجھا ہوا بھی ہوں اور آپ دونوں سے یہ مسئلہ سلجھانے کے لیے مشورہ چاہتا ہوں۔“ اربش نے ہمیشہ کی طرح اپنی پرابلم ان دونوں خواتین کے سامنے رکھ دی تھی تاکہ وہ دونوں اسے بہترین حل بتا کر ایک اچھا اور قابل عمل مشورہ دیں اور یہی اس کی بچپن سے عادت تھی۔

ممی اور بوا نے ایک دوسرے کو دیکھا، ممی نے آنکھ کے اشارے سے بوا کو بولنے کا کہا لیکن انہوں نے نفی میں گردن ہلا کر خاموشی اختیار کی کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھیں کہ اس معاملے پر ان کے منہ سے کچھ ایسی بات نکلے جو اربش یا ممی کو بری لگے یا ان کے درمیان شکایت کا باعث بنے۔

”تم یہ کیوں نہیں سوچتے کہ اس دن اگر ہم ان کے گھر نہیں گئے اور اس کی منگنی ہو گئی تو اس میں ضرور ہمارے لیے کوئی بہتری ہوگی۔“

”بہتری؟“ وہ حیران ہوا کہ بھلا اس میں کیا بہتری بلکہ اس دن وہاں جانے سے صرف نقصان ہی نقصان تو ہوا تھا۔

”ہاں بیٹا بہتری......ٹھنڈے دماغ سے سوچو، اسی دن ہماری ملاقات حادثاتی طور پر ہی سہی لیکن شرمین اور اس کے گھر والوں سے ہو گئی اور سچ پوچھو تو شرمین میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو میں اپنے ہونے والی بہو میں دیکھنا چاہتی ہوں۔“ ممی کی بات پر اربش بری طرح چونکا۔

”لیکن ممی یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟“ وہ انتہائی حیران ہوا تھا کہ باوجود اس کے کہ ممی جانتی ہیں کہ وہ اجیہ کو پسند کرتا ہے پھر بھی وہ اجیہ کے بجائے شرمین کو بہو بنانے کا سوچ رہی ہیں۔

”میں ٹھیک کہہ رہی ہوں بیٹا اجیہ کو اگر تم پسند کر رہے ہو تو وہ شاید کل کو تمہارا جذباتی پن ثابت ہو، لیکن شرمین حقیقتاً بہت اچھی اور محبت کرنے والی لڑکی ہے جو تمہیں بہت خوش رکھے گی۔“

”لیکن کیسے خوش رکھے گی مجھے جبکہ میری خوشی صرف اور صرف اجیہ کے ساتھ رہنے میں ہے۔“ وہ ممی سے اس طرح کی بات سننے کی ہرگز توقع نہیں کر رہا تھا اس لیے ان کے جواب اسے مزید پریشانی کی طرف دھکیل رہے تھے۔

”لیکن اجیہ کی منگنی ہو چکی ہے ابھی تم نے خود مجھے بتایا ہے ناں۔“

"لیکن منگنی ٹوٹ بھی تو سکتی ہے یہ بات بھی تو میں نے ہی کہی ہے ناں۔"

"اگر اس لڑکی میں منگنی توڑنے کی جرأت ہوتی تو بھلا وہ پہلے زبردستی منگنی کرتی؟"

"ممی، وہ سب اچانک ہوا تھا اور پھر اس کے بابا نے اس کے سامنے درخواست کرکے زبردستی اپنی بات منوائی آپ پلیز میری بات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔" اربش ممی کے سوالات کے سامنے خود کو بے بس محسوس کررہا تھا اور خود اس کے لیے بھی یہ سب کچھ غیر متوقع ہی تو تھا کیونکہ اس نے بھلا کب سوچا تھا کہ ممی اس سے اجیہ کے معاملے میں اتنے سوال کریں گی وہ تو یہ ہی سمجھا تھا کہ وہ کہے گا کہ میں اجیہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں اور ممی بوا کو ساتھ لے کر فوراً سے پہلے اجیہ کے گھر پہنچ جائیں گی اس کی خوشی حاصل کرنے کی خاطر اجیہ کے والدین کی منت سماجت کریں گی اجیہ کو ہر ممکن سکھ اور خوشیاں فراہم کیے جانے کی گارنٹی دیں گی اور بلاآخر ان سے ہاں کروا کر ہی اٹھیں گی۔ لیکن یہاں تو پہلا قدم ہی اس قدر مشکل اور پیچیدہ ہوگیا تھا کہ اسے منزل کی طرف پہلا فاصلہ کئی گنا بڑھتا ہوا محسوس ہوا۔

"میں تمہاری بات مکمل طور پر سمجھ چکی ہوں اربش بیٹا لیکن مجھے ایک بات یہ سمجھ نہیں آرہی کہ اگر تب اس کے بابا نے زبردستی منگنی کرائی تھی تو کیا تمہارا خیال ہے کہ تمہارے جانے پر وہ فوراً منگنی توڑ کر تمہارے گلے میں پھولوں کے ہار پہنا دیں گے اور یقین کرو کہ اگر تم ایسا سوچ رہے ہو تو انتہائی غلط ہے۔"

"ممی غلط ہے یا صحیح لیکن میں نے کرنا یہی کچھ ہے۔" اس نے سر جھکا لیا تھا پھر ایک دم بوا کی طرف متوجہ ہوا جو خاموشی سے دونوں کا مکالمہ سن رہی تھیں اور ان کا آج نہیں بلکہ شروع سے ہی یہ طریقہ کار تھا کہ ماں اور بیٹے کے معاملات میں کبھی کوئی بھی بات یا کسی بھی قسم کا مشورہ دینے کی عادت نہیں رکھتی تھیں اور یہ عقل مندی کی علامت بھی ہے۔

"بوا اجیہ سے بہتر لڑکی اور کوئی بھی نہیں ہے۔" اور اس سے پہلے کہ بوا کچھ کہتیں ممی فوراً بولیں۔

"صرف اجیہ ہی نہیں ہے اس دنیا میں شرمین ہر لحاظ سے اس سے بہتر ہے اور میں تم سے اسی معاملے میں بات بھی کرنا چاہتی تھی۔" ممی کی بات پر اربش نے چونک کر انہیں دیکھا۔ اس کے انداز میں شکایت بھی تھی اور بے یقینی بھی۔

"دیکھو بیٹا تم اس وقت جذباتی ہورہے ہو، ٹھنڈے دماغ سے سوچو گے تو مجھے یقین ہے کہ تم بھی میری تائید کرو گے۔"

"ممی یہ آپ کیسے کہہ سکتی ہیں۔"

"میں نے اجیہ کو دیکھا تو نہیں لیکن پھر بھی مجھے یقین ہے کہ وہ شرمین سے بڑھ کر خوب صورت نہیں ہوگی اور پھر سب سے بہترین بات کہ بڑے سکون سے تمام معاملات طے پا جائیں گے جبکہ اجیہ کے معاملے میں ہزار پیچیدگیاں پہلے ہی نظر آرہی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ میں نے تمہارے لیے شرمین کا انتخاب کرلیا ہے اور میری خواہش ہے کہ ہم کچھ ہی دنوں میں ان کے گھر جاکر باضابطہ رشتہ مانگ لیں اور تمہارے یونیورسٹی سے فارغ ہوتے ہی شادی بھی ہوجائے۔" انہوں نے بڑے پرسکون انداز میں اپنا فیصلہ سنایا لیکن اربش کا سرخ ہوتا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ ان کے اس فیصلے کی ہرگز تائید نہیں کرے گا۔

"کیوں بوا کیسی لگی آپ کو شرمین، کیا میرا فیصلہ غلط ہے۔" ممی نے پوچھا۔

"شرمین اچھی ہے اور اس میں تو کوئی دو رائے نہیں...... پہننے اوڑھنے کا بھی سلیقہ ہے اور بات کرنے کا بھی بہترین ڈھنگ رکھتی ہے اور اربش بیٹا میرا خیال ہے کہ وہ تمہارے معیار پر بھی پوری اترے گی۔" بوا نے انتہائی محتاط الفاظ کا چناؤ کرتے ہوئے اپنی رائے کا اظہار کیا۔

"بوا یہ آپ کا خیال تو ہوسکتا ہے لیکن پلیز آپ دونوں میری بات کو بھی اہمیت دیں اور یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ میں اجیہ ہی کو پسند کرتا ہوں اور کوئی لڑکی کتنی ہی بہترین کیوں نہ ہو، لیکن وہ اجیہ کے مقابلے کی ہرگز نہیں ہوسکتی اور

اسی لیے میری آپ سے بھی درخواست ہے ممی کہ شرمین کے گھر رشتہ لے کر جانے کا خیال دل سے نکال دیں اور پلیز اجیہ کے معاملے میں میری مدد کریں کیونکہ میں اسے کسی بھی قیمت پر کھونا نہیں چاہتا۔" اس کے چہرے پر لجاجت تھی اور روشن آنکھوں میں التجا۔

"جس لڑکی کے لیے آج تم زندگی میں پہلی مرتبہ مجھ سے اختلاف کررہے ہو میرے مقابل اور متضاد بات کررہے ہو وہ ابھی تمہاری زندگی میں نہیں آئی تو یہ حال ہے اور اگر تم اس سے شادی کرلو گے پھر تو ویسے ہی تم اسی کے گن گایا کرو گے ناں؟" ممی نے سرد لہجے میں کہا۔

"جو لڑکی شادی سے پہلے ہی ماں اور بیٹے کے تعلقات میں دراڑ ڈال رہی ہے تو وہ شادی کے بعد تو بالکل ہی الگ کردے گی ہمیں۔" ممی کو حیرت تھی کہ ہر بات میں جی ممی جی کہنے والا اربش آج زندگی کے اتنے بڑے اور اہم موقع پر فیصلہ کرتے ہوئے صرف اور صرف اجیہ کی خاطر انہیں کوئی اہمیت دینے پر تیار نہیں ہے۔ بغیر دیکھے ہی انہیں اجیہ سے نفرت ہونے لگی تھی۔

"وہ ایسا کچھ بھی نہیں کرے گی ممی آپ غلط سوچ رہی ہیں وہ تو اتنی اچھی نیچر کی ہے کہ پہلی ملاقات میں ہی آپ اس کے گن گانے لگیں گی اس کی زندگی میں شروع سے ہی محبتوں کی کمی رہی ہے اس لیے وہ اپنی اس کمی کو آپ کے ساتھ پورا کرے گی۔"

"ہونہہ، ابھی نہ اجیہ گھر میں آئی نہ اس سے کوئی رشتہ جوڑا گیا لیکن اس سے پہلے ہی اس کی وجہ سے اربش نے مجھے میری سوچ کو غلط کہنا شروع کردیا تو اس کے آنے کے بعد کیا ہوگا۔" ممی نے اربش کے چہرے پر اجیہ کا نام لیتے ہی بکھرنے والی روشنی محسوس کرتے ہوئے سوچا۔

"ممی پلیز مان جائیں، آپ نے آج تک ہر چیز میں میری پسند کا خیال رکھا جو میں نے چاہا وہ لا کردیا ہر خواہش پوری کی پلیز میری زندگی اس سب سے بڑی خواہش کو پورا کرنے میں میری مدد کردیں مجھے آپ کا ساتھ چاہیے اور آپ کی ہیلپ بھی۔" بے قراری سے اس نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرے وہ حقیقتاً بہت بے چین لگ رہا تھا۔

"ہر چیز میں تمہاری پسند کا خیال رکھا جو تم نے چاہا وہ لا کردیا ہر خواہش پوری کی تو اب باری تمہاری ہے ناں اربش کہ تم میری پسند کا خیال رکھو۔" ممی نے کہا تو وہ تڑپ ہی گیا۔

یہ آخر کیا کررہی ہیں ممی اور کیوں کررہی ہیں ایسا وہ بھی اس وقت جب اسے ان کے ساتھ کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔

"اجیہ تمہاری خواہش ہے اور شرمین میری اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے کہ تم میری خواہش پر اپنی ذات کو ترجیح دیتے ہو یا پھر میری پسند پر سر جھکا لیتے ہو۔" ممی نے اسے جیسے ہوا میں ہی معلق کردیا تھا اور وہ کنفیوژ تھا سمجھ ہی نہیں پارہا تھا کہ ایسا کون سا سرا تھا جس سے یہ ذات کی بے یقینی ختم ہوسکے۔

بوا ان دونوں کے درمیان بولنا نہیں چاہتی تھیں ورنہ وہ یہ بات ممی کو سمجھانے کے لیے بے چین ہیں کہ اس عمر میں اولاد کو اتنی بڑی آزمائش سے نہیں گزارنا چاہیے کبھی بھی اپنے اور کسی دوسرے کے درمیان مقابلہ کرکے یہ نہ کہو کہ یا مجھے رکھو یا اسے کیونکہ یہ عمر جذبات کی حکمرانی کی ہوتی ہے اور جب والدین شفقت اور محبت میں کسی ایک کا چناؤ کرنے کو کہیں تو اکثر اوقات جیت محبت کی ہی ہوتی ہے۔

اور وہی ہوا بھی۔

"میں اجیہ کو نہیں چھوڑ سکتا ممی اور خاص طور پر اس صورت میں جبکہ وہ کشیدہ حالات میں زندگی گزارتی آئی ہے اور اپنے والد کی پسند سے شادی کرنے کے بعد آئندہ بھی اسے ویسے ہی حالات کا سامنا رہے گا اس لیے میں اسے ہر قیمت پر ایک بہترین زندگی دینا چاہتا ہوں۔" اربش نے سر جھکا دیا۔

"اور میں......؟" ممی نے خلاف توقع اس کا جواب سنا تو بکھر سی گئی تھیں وہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھا اور ان کے قریب آ بیٹھا۔

"آپ کو ناراض کرنے کا تصور تو میرے لیے موت



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

جیسا ہے..... آپ نے ہمیشہ میری خوشی چاہی ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ میری بات مان لیں گی اور ناراض تو میں آپ کو ہونے نہیں دوں گا چاہے مجھے کچھ بھی کرنا پڑے۔“ وہ اجیہ کو بھی پانا چاہتا تھا اور ممی کو بھی کھونے کا تصور نہیں کرسکتا تھا اس لیے کوشش تھی کہ دونوں کو ساتھ لے کر چلے اور پھر اس کا خیال تھا کہ اجیہ کے لیے اس کے پاس صرف یہی ایک ہی موقع تھا جسے ضائع کردینے کی صورت میں وہ دوبارہ کبھی اجیہ کو نہ پاسکتا جبکہ ممی کے بارے میں اس کا یقین تھا کہ اول تو وہ اس سے کبھی بھی ناراض ہوں گی نہیں اور بالفرض اگر اجیہ کے معاملے میں وہ اس سے ناراض ہوتی بھی ہیں تو اسے ان کو منانے کے ہزار ڈھنگ آتے تھے بس یہی بات تھی کہ وہ اجیہ کے بارے میں اسٹینڈ لے کر مطمئن تھا۔

ممی نے جواب میں کچھ بھی نہیں کہا بلکہ خاموشی سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تھیں اجیہ کے حوالے سے زندگی میں اب تک جو کچھ ہورہا ہے سب کچھ بغیر کسی منصوبہ بندی اور اچانک ہی ہوتا جارہا ہے زندگی میں ٹھہراؤ اور سکون کب آئے گا آخر؟ اربش نے سوچا اور صوفے کی ٹیک سے سر لگا کر آنکھیں بند کرلیں۔ تصورات میں اجیہ اور ممی کا چہرہ گڈمڈ ہونے لگا تو جھنجلا کر آنکھیں کھولیں اور ممی کے بیڈ روم کی طرف چلا آیا جہاں اسے ہر قیمت پر انہیں خوش کرنا اور منانا تھا۔

❂......❁......❂

شام کے اجالوں پر
اپنے نرم ہاتھوں سے
کوئی بات اچھی سی
کوئی بات اچھی سی
کوئی خواب سچا سا
کوئی بولتی خوش بو
کوئی سوچتا لمحہ
جب بھی لکھنا چاہو گے
سوچ کے دریچوں سے
یاد کے حوالوں سے
میرا نام چھپ چھپ کر
تم کو یاد آئے گا
ہاتھ کانپ جائیں گے
شام ٹھہر جائے گی

”اجیہ ایک بات پوچھوں؟“ وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف کروٹ لے کر لیٹی ہوئی تھیں حنین نے دائیں کہنی کے سہارے ہاتھ کا پیالہ بنایا اور اس پر ٹھوڑی ٹکا کر بولی۔

”ایسی کون سی بات ہے جسے پوچھنے کے لیے تمہیں پہلے اجازت لینی پڑی۔“ وہ ابھی امی کے ساتھ کچن میں کام کروا کر آئی تھی انہوں نے ہی اجیہ کو بتایا تھا کہ وہ حنین کو تمام حقیقت بتا چکی ہیں۔

”یہ اربش کون ہے؟“ مزید کسی بھی تمہید کے بجائے اس نے براہ راست سوال کرکے اجیہ کو حیران کردیا تھا کیونکہ امی کی بتائی گئی تفصیل میں اربش کا کہیں بھی ذکر نہیں تھا اور نہ ہی حنین نے ان کو اربش کے بارے میں کچھ بھی بتایا تھا۔

”اربش میرا کلاس فیلو تو نہیں لیکن میری یونیورسٹی میں ہی پڑھتا ہے لیکن تم کیوں پوچھ رہی ہو؟“ اور پھر حنین نے اربش کی کی گئی فون کال کے بارے میں من وعن تمام تفصیلات بتائیں تو اجیہ کے دل نے بھرپور طریقے سے اربش کو سراہا جس کی وجہ سے حنین کی غلط فہمی دور ہوئی اور جس کی وجہ سے اسے اپنی بہن دوبارہ ملی۔

”کیا تم واقعی اربش سے شادی کرنا چاہتی ہو اجیہ؟“ حنین تصدیق چاہی تھی۔

”ہاں میں اس سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔“ اجیہ نے اپنے لفظوں کو محتاط طریقے سے ادا کرتے ہوئے جواب دیا بغیر کسی ہیر پھیر کے اسی کے الفاظ استعمال کرتے ہوئے۔

”میں اس معاملے میں تمہاری ہر طرح سے مدد کرنے کو تیار ہوں لیکن...... لیکن اب جبکہ تمہاری منگنی غزنی کے ساتھ ہوچکی ہے تو یہ سب کیسے ممکن ہوسکے گا یہ سوچا ہے تم دونوں نے؟“



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

"یہی بات تو سمجھ نہیں آرہی ناں کہ آخر یہ سب کیسے ممکن ہو سکے گا۔"

"ایک ہی صورت ہے۔" حنین اب اٹھ بیٹھی۔

"کون سی؟" اجیہ کے جواب میں بات کرنے کے بجائے حنین اپنے بیڈ سے اٹھ کر اس کے بیڈ پر آگئی اور اب وہ دونوں بیٹھی ہوئی تھیں۔

"میرا جہاں تک دماغ کام کرتا ہے تو وہ یہی ہے کہ کسی طریقے سے غزنی خود اس شادی سے انکار کردے اور اگر اسے یہ پتا چل جائے کہ تم اس سے شادی نہیں کرنا چاہتیں پھر تو وہ ویسے ہی غصے میں آکر منگنی توڑ دے گا۔" حنین نے اپنے تئیں پہلا اور آخری حل بتایا۔

"میں اسے کہہ چکی ہوں یہ سب اب دیکھو وہ منگنی توڑنے کب آتا ہے۔" اجیہ نے آج کی تمام سچویشن تفصیل سے بتانے کے بعد کہا وہ یہ بھی جانتی تھی کہ جس بچکانہ انداز میں اس نے یہ بات کی تھی یہ بات اس قدر ہلکی نہیں تھی اور پھر منگنی توڑنا بہت بڑی بات تھی اور پھر ان حالات میں جبکہ غزنی اسے چاہتا بھی ہو۔

"مطلب کیا تم اسے یہ بات آج بتا چکی ہو؟" حنین اس کی ہمت پر حیران تھی اجیہ نے سر ہلایا اسی وقت سکندر صاحب گھر میں داخل ہونے کی آواز سنائی دی حنین کو معلوم تھا کہ آتے ہی ان کی آنکھیں اسے تلاش کریں گی اس لیے کمرے سے نکل کر ان کی طرف پہنچی یہ ان کی شروع سے عادت تھی کہ گھر آتے سب سے پہلے حنین کو دیکھنا چاہتے کبھی نظر نہ آتی تو ایک ایک کمرہ جھانکتے امی سے پوچھتے اور جب تک وہ ان کے سامنے نہ آجاتی وہ بے چین رہتے اور یہاں سے وہاں بولائے بولائے پھرا کرتے۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے آنے کے وقت حنین گھر کے کسی بھی کونے میں ہوتی نکل کر ان کے سامنے آجاتی اور انہیں سکون سا مل جاتا وہ اگر حنین کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کہتے تھے تو وہ کچھ بے جا نہ تھا۔

حنین کے کمرے سے نکلتے ہی اجیہ کے فون کی بیل بجی اس وقت سکندر صاحب لاؤنج میں ہی موجود تھے اجیہ نے دیکھا کہ غزنی کی کال آرہی تھی اور وہ جانتی تھی کہ وہ اس وقت غصے سے بپھرا ہوا ہوگا اور یقیناً گھر میں اجیہ کی آج کی گئی بات چیت کے بارے میں مطلع کرچکا ہوگا لہٰذا اس نے کال اٹینڈ کی امید تھی کہ شاید حسب توقع بات سننے کو ملے لیکن ایسا نہ ہوا۔

"سوری اجیہ میں شرمندہ ہوں کہ تم سے اس طرح بی ہیو کیا۔" غزنی جس طرح شرمندگی سے بات کررہا تھا وہ انداز اجیہ کے لیے انتہائی حیران کن تھا بجائے اس کے کہ وہ اجیہ پر غصہ ہوتا باتیں سناتا وہ تو خود اس سے معافیاں مانگ رہا تھا اور شرمندہ تھا تو بھلا کس بات پر حالانکہ منگنی سے انکار تو اجیہ کی طرف تھا۔

"دراصل تمہاری بات سن کر مجھے بہت حیرت ہوئی میں نے سوچا بھی نہیں کہ کبھی کبھار بندہ کسی پریشانی یا ذہنی دباؤ کے باعث بھی اس طرح کی بات کرہی دیتا ہے لیکن اس کا یہ تو مطلب نہیں کہ ہر وقت کہی گئی ہر بات سچ ہی ہو۔" یعنی وہ بات جس کے ردعمل تک کے بارے میں اس کا دماغ سوچ چکا تھا وہ بات اس کے لیے ایک معمولی سی بات تھی جس کا اس پر قطعی طور پر کوئی بھی اثر نہیں ہوا تھا۔

"لیکن میں نے جو کچھ بھی کہا تھا وہ سو فیصد سچ تھا جو میں نے باقاعدہ ہوش و حواس میں بولا تھا اس لیے بہتر یہی ہوگا کہ تم اس رشتے سے انکار کردو۔" اجیہ نے بات اس قدر واضح کردی تھی کہ اب کسی بھی قسم کے کنفلکٹ پیدا ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

"اور اگر میں اس رشتے سے انکار نہ کروں تو......" اس نے انتہائی سنجیدگی سے پوچھا۔

"تو تم بہت بڑی غلطی کروگے غزنی، کیونکہ اس رشتے کے بعد ہم دونوں خوش نہیں رہ پائیں گے تم بات سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کررہے؟"

"میں دنیا کی ہر چیز چھوڑ سکتا ہوں اجیہ لیکن تمہیں نہیں تم سے دستبردار ہونا میرے لیے ایسے ہی ہے جیسے کوئی ماؤنٹ ایورسٹ کی چوٹی سے منہ کے بل نیچے زمین پر آگرے تو پھر تم خود سوچو کہ یہ کس مشکل قدر بات ہے

منزل پر نہ پہنچنے کا غم اپنی جگہ اور خواب ٹوٹنے کا دکھ الگ۔"
"میں نے تم سے فلسفہ بگھارنے کا نہیں کہا۔"
"تو پھر میری طرف سے معذرت، کیونکہ اس رشتے سے مرتے دم تک بھی انکار نہیں کروں گا۔ بلکہ کل اماں اور ابا تمہارے گھر بھی آئیں گے تاکہ چچا جان کو جلدی شادی کردینے پر منایا جاسکے۔"
"جلدی شادی......!" وہ حیران تھی کہ کہاں وہ تو منگنی بھی توڑ رہی تھی اور کہاں یہ کہ غزنیٰ شادی کے بھی خواب دیکھ رہا تھا۔
"اگر تم انکار نہیں کرسکتے تو اپنا مقدمہ بابا کے سامنے میں خود بخوبی لڑلوں گی۔" وہ درشت ہوگئی تھی اور اس کی ڈھٹائی پر حیران تھی۔ "میں خود ان کے سامنے جا کر اس زبردستی کے رشتے سے انکار کرتی ہوں۔" فون ہاتھ میں لیے اجیہ کا دل چاہا تھا کہ کاش وہ اسے اپنی بات سمجھا سکتی جسے شاید وہ سمجھ کر بھی سمجھنا نہیں چاہ رہا تھا۔
"اگر چچا خود یہ رشتہ توڑیں تو تمہاری قسمت...... ورنہ مجھ سے تم ایسی توقع کبھی بھی نہ رکھنا اور ویسے بھی یہ تو میں بہت پہلے سے نوٹ کررہا تھا کہ یونیورسٹی جا کر تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے اللہ جانے وہاں کس کس کے ساتھ اور کیا کیا کرتی رہتی ہو کہ پھر جاب کا بہانہ بنا کر رات بھر باہر رہنے لگیں اور میں بھی کوئی بچہ نہیں ہوں کہ مجھے سمجھ نہ آئے کہ تم کس لیے اس حلال تعلق سے راہ فرار حاصل کرنے کی کوشش میں ہو اور میں جو تمہاری منتیں کرتا رہتا ہوں تمہارے پیچھے پیچھے آتا ہوں تو صرف اس لیے کہ محبت کرتا ہوں تم سے اور میں نہیں چاہتا کہ کسی کی بھی غلط نظریں تم پڑیں اور تمہیں نوکری کے لیے دربدر کے دھکے کھانے پڑیں۔" غزنیٰ بولنے پر آیا تو بولتا ہی چلا گیا۔
اس نے وہ سب بھی کہا تھا جو اسے نہیں کہنا چاہیے تھا اور اس کی باتوں نے اجیہ کو ایک مرتبہ پھر اتنا ہرٹ کیا تھا کہ اس نے بغیر کچھ کہے فون رکھ دیا۔
"نہ کوئی وضاحت، نہ صفائی اور نہ ہی غصہ...... وہ کیسی محبت کا دعویدار ہے جس میں اس قدر گھٹیا الزامات لگا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جائے کہ میں اتنا اعلیٰ ظرف ہوں کہ تم جیسی غلیظ حرکتوں والی کو اپنا رہا ہوں دیکھو میری محبت اور دیکھو مجھے کہ میں کتنا عظیم ہوں اور محبت کتنی سچی ہے۔ جس نے کسی بھی بات کی پروا نہیں کی۔" اجیہ نے سوچا۔
غزنیٰ کے ساتھ زندگی گزارنے کے فیصلے کو تو وہ پہلے ہی تبدیل کرنے کا سوچ ہی چکی تھی لیکن اب اس نے یہ خیال ہی رد کردیا تھا کہ وہ کبھی بھی کسی قیمت پر اس سے منسوب ہوکر اپنا آپ اس کے حوالے کرے گی کیونکہ آئندہ زندگی میں اسے اپنا آپ اپنی ماں سے بڑھ کر نہیں لگ رہا تھا۔
غزنیٰ بھی سکندر صاحب کی طرح جو منہ میں آتا بول دیتا یہ سوچے سمجھے بغیر کہ اس کی اتنی تلخ باتوں اور درشت لہجے کا سننے والے پر کیا اثر ہوگا اور یہ الفاظ کس طرح برچھی بن کر سامنے والے کی روح کو زخمی کرتے رہیں گے انہیں اس سب سے کبھی غرض نہ ہوئی۔ اور یہی حال غزنیٰ کا بھی تھا لیکن ہاں فرق اتنا تھا کہ غزنیٰ محبت کا دعویدار بنتا تھا جبکہ سکندر صاحب کبھی اس چیز کا دعویٰ نہیں کرتے تھے غزنیٰ سب کچھ کہہ سن کر پھر تھوڑی دیر بعد معافی تلافی کرنے لگتا اور بعض اوقات معافی کے ساتھ ہی دوبارہ کوئی لفظی خنجر پیوست کردیتا جبکہ سکندر صاحب کی ڈکشنری میں گھر والوں کے لیے معذرت کا کوئی لفظ موجود نہ تھا وہ جو کچھ کہتے جو کرتے اس پر مطمئن رہتے اور جن کو کہا کرتے انہیں اسی طرح کی باتوں کا مستحق سمجھا کرتے۔
کچھ دیر غزنیٰ کے بے رحمانہ سوال اس کے ذہن میں گھومتے رہے اور وہ مزید دل گرفتہ ہوتی رہی لیکن پھر کچھ سوچ کر اٹھی وہ جانتی تھی کہ اگر غزنیٰ نے جلدی شادی کرنے کی بات کی تھی تو یہ ہوا میں نہیں کی ہوگی بلکہ وہ اس پر عمل بھی کرے گا اور اس سے پہلے کہ ایسا کچھ بھی ہوتا اسے سکندر صاحب کے سامنے اپنی تمام تر ہمت جمع کرکے بات کرنی ہی تھی۔

❁......❁......❁

"ہائے شرمین قسم سے مجھے تو یقین ہی نہیں آرہا تھا

میں جاگتے ہوئے اتنے عالیشان گھر میں چل پھر رہی ہوں ایمان سے دل تو چاہ رہا تھا کہ ایک ایک چیز کو ہاتھ لگا کر دیکھوں کہ کیا واقعی میں ان سب چیزوں کے درمیان ہوں۔" بھابی کی آنکھیں بات کرتے ہوئے حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں۔

"اور جس طرح تم وہاں سب کو ٹریٹ کر رہی تھیں ناں، ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ گھر تمہارا اپنا ہے۔"

"بس بھابی آپ کے منہ میں گھی شکر اللہ کرے کہ وہ جلد ہی میرا گھر ہو۔" بھابی رات کے برتن دھو رہی تھیں شرمین ان کے پاس ہی کرسی پر بیٹھے ٹانگ ہلاتے ہوئے بولی۔

"ہاں...... ہاں کیوں نہیں وہ دونوں جس انداز سے تمہیں دیکھتی ہیں ناں تو قسم لے لو کہ وہ تمہیں اپنی بہو بنانا چاہیں گی ورنہ اتنا تو میں بھی سمجھتی ہوں کہ لوگ اس انداز سے کس کو اور کب دیکھتے ہیں۔"

"اگر آج بھائی مجھے لینے نہ آتے تو ارش نے ہی مجھے گھر بھی چھوڑنے آنا تھا۔" شرمین نے منہ بسور کر کہا تو برتنوں کو صابن لگاتی بھابی اپنے صابن لگے ہاتھوں سے اپنی جگہ پر ہی مکمل اس کی طرف گھوم گئی تھیں ان کی حیرت دیدنی تھیں۔

"قسم سے......"

"ہاں ناں تو اور کیا اور میں تو سوچ رہی تھی بہانے سے اسے کسی ریسٹورنٹ میں چائے پلانے کا بھی کہوں گی تاکہ اس کے ساتھ کچھ وقت گزار پاتی لیکن بھائی نے آ کر سارا کام بگاڑ دیا۔" بھائی کی بے وقت آمد پر وہ ابھی تک بدمزہ تھی۔

"ہاں بالکل اور اگر وہ تمہیں چھوڑنے آتا تو میں بھی اسے زبردستی اندر بلا لیتی چلو ایک آدھ گھنٹہ بات چیت ہو جاتی۔" بھابی نے نل کھول کر برتن دھونا شروع کیے۔

"ویسے بوا نے مجھے کہا تو تھا کہ وہ بہت جلد ہمارے گھر آئیں گی کہہ رہی تھیں کہ مجھ سے انہیں کوئی کام ہے؟" بھابی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور ویسے بھی ان سے رابطہ تو رکھنا ہی ہے اب رات گزرنے دو تو میں ان کو صبح ہی فون کر کے قرآن خوانی کے بہترین انتظامات کی مبارک باد بھی دوں گی۔" بھابی نے قرآن خوانی کا ذکر کیا تو اسے اجیہ یاد آ گئی، سفید سوٹ کے ساتھ سرخ دوپٹے میں سرخ رنگ کی بریسلیٹ پہنے وہ ہمیشہ کی طرح منفرد لگ رہی تھی البتہ جس طرح کال سینٹر میں بنا کسی میک اپ کے سادگی سے آتی تو اب اسکول ٹیچر بن کر بھی وہی انداز اپنا رکھا تھا۔

لیکن اب اتنا ضرور ہوا تھا کہ شرمین نے اسے اس گھر میں اپنے سے کم درجے پر دیکھ کر جو اطمینان اور خوشی محسوس کی تھی تو وہ احساس اب بھی اس کے رگ و پے کو مسرور کر گیا تھا اور اب انتظار تھا تو اس دن کا کہ جب اس گھر کے ساتھ ساتھ گھر والوں کو بھی اپنانے کا وقت آئے اس نے سوچ لیا تھا کہ ممی، اجیہ کو اسکول اسٹاف کے طور پر بلائیں یا نہ بلائیں لیکن شادی پر اجیہ کو ضرور بلائے گی اور اس دن کا اب اسے شدت سے انتظار تھا۔

❁......❁......❁
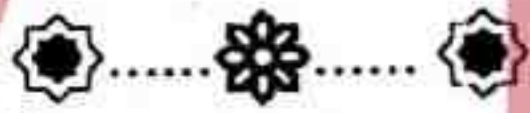
سکندر صاحب نے جس طرح اجیہ کی منگنی کرائی تھی اس کے بعد کی تفصیلات معلوم ہونے پر حنین کے دل کو ٹھیس تو پہنچی تھی لیکن پھر سکندر صاحب کے لیے اس کے اپنے ہی دل نے کئی صفائیاں دے ڈالیں جن میں سب سے مضبوط دلیل یہ تھی کہ وہ اس کی غزنی کے لیے اس قدر شدید محبت سے لاعلم تھے اگر ایسا ہوتا کہ وہ یہ سب کچھ جاننے کے بعد اجیہ کو منگنی پر مجبور کرتے تو یقیناً نہیں قصور وار ٹھہرایا جا سکتا تھا لیکن یہ سب وہ بھلا جانتے بھی کیسے کہ امی کے ساتھ ان کا کوئی دوستانہ تعلق تو تھا نہیں کہ وہ ان سے یہ سب شیئر کرتیں اور پھر امی ہوں یا سکندر صاحب بلکہ خود اجیہ اور حنین بھی آخری وقت تک یہی سمجھتے رہے تھے کہ منگنی حنین کی ہونے والی ہے۔ لہٰذا حنین نے اس تمام معاملے میں انہیں بری الذمہ قرار دے کر اپنا دل صاف کر لیا اور اب پہلے ہی کی طرح کچھ دیر بیٹھ کر ان کے کندھے دبانے کے ساتھ اِدھر اُدھر کی



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

باتیں کرتی رہی پھر ان کے ہاتھوں پر الرجی سے بچاؤ کی کریم لگانے لگی۔ اسی دوران اجیہ کمرے میں داخل ہوئی امی بھی اس سے کچھ دیر پہلے ہی کمرے میں آئی تھیں اور ہاتھ میں تسبیح لیے بیٹھی تھیں۔

"السلام علیکم بابا۔" سکندر صاحب نے اجیہ کے آنے کا کوئی نوٹس لینے کے بجائے سرسری سا دیکھ کر پھر حنین کی طرف متوجہ ہوئے۔

"بابا مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے۔" آہستہ آہستہ چلتے ہوئے وہ ان کے بیڈ کے قریب پہنچ کر ایک کونے پر ٹک گئی تھی۔

"ابھی تو سونے کا وقت ہے صبح دیکھیں گے۔" انہوں نے ٹالتے ہوئے سلیپرز اتارے، کریم لگاتی حنین کو ہاتھ کے اشارے سے بس کرنے کا کہہ کر پاؤں بیڈ پر رکھ لیے۔

"نہیں بابا یہ بات بہت ضروری ہے صبح میں اسکول اور آپ دکان پر چلے جائیں گے تو شاید بات نہ ہو پائے میں زیادہ دیر نہیں صرف دو منٹ میں اپنی بات مختصراً ختم کردوں گی۔" اس نے حنین اور پھر بابا کو دیکھا جن کے چہرے پر لکھی بیزاری اور ناپسندیدگی اس کے لیے ہرگز نئی نہیں تھی اور ان کے یہی تاثرات تھے جن کے باعث اسے اپنا فیصلہ تبدیل کرتے وقت دکھ یا ملامت کا سامنا نہیں تھا۔

"بولو اس وقت رات کو کیا مسئلہ ہوگیا ہے؟" کچھ دیر پہلے حنین کے ساتھ یہاں وہاں کی باتیں کرتے سکندر صاحب کے انداز میں اب اکتاہٹ تھی۔

"بابا اس دن آپ کے کہنے پر میں نے......غزنیٰ کے ساتھ منگنی کرلی اس کی پہنائی ہوئی انگوٹھی قبول کی لیکن وہ سب اچانک تھا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ میں اور غزنیٰ انتہائی مختلف مزاج اور شخصیت کے مالک ہیں اور ہم دونوں ایک ساتھ نہیں چل پائیں گے۔" سوچ سمجھ کر لفظوں کا انتخاب کرتے ہوئے اس نے مٹھی میں دبائی ہوئی انگوٹھی پکڑ کر ان کے سامنے بیڈ پر رکھ دی۔

اس فیصلے میں اس نے امی کو شریک نہیں کیا تھا لیکن وہ بھی حیران رہ گئی تھیں اور ان کی تسبیح کے گرتے دانے تھم سے گئے تھے سکندر صاحب کو البتہ اس کی کہی ہوئی بات پر بالکل یقین نہیں آیا تھا۔ اجیہ کبھی ان کے سامنے ان کے کسی فیصلے کے خلاف بولے گی یہ تو ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا اور شاید وہ نہیں جانتے تھے کہ اولاد پر کی بے جا سختی بھی اسے باغی بنا سکتی ہے۔

"تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے جانتی بھی ہو تم کیا بکواس کررہی ہو؟"

"بابا میں نے انتہائی سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں غزنیٰ کے ساتھ کسی بھی قیمت پر شادی نہیں کرسکتی۔" سر جھکا کر اجیہ نے اپنا دوٹوک فیصلہ سنایا تو سکندر صاحب نے سامنے بیڈ پر رکھی انگوٹھی اٹھا کر نیچے دے ماری۔

"یہ سب اس عورت کی پڑھائی ہوئی پٹی ہے۔" انہوں نے امی کی طرف اشارہ کیا جو خود اس تمام معاملے سے لاعلم تھیں بلکہ وہ حیران تھیں کہ اجیہ نے ان کے علم میں لائے بغیر ان سے مشورہ کیے بغیر اتنا بڑا فیصلہ کیسے کرلیا لیکن انہیں اطمینان ضرور تھا کہ اجیہ نے درست فیصلہ کیا تھا۔

"یہ میرا اپنا فیصلہ ہے بابا اور میں قرآن پر ہاتھ رکھ کر گواہی دینے کو تیار ہوں کہ امی کو کسی بات کا کچھ نہیں پتا۔" یہی وجہ تھی کہ اجیہ نے انہیں لاعلم رکھا تھا تاکہ وہ کسی بھی طریقے سے سکندر صاحب کے سامنے ثابت کرے کہ امی اس فیصلے میں شریک نہیں۔

"منہ بند رکھو تم اپنا تم کیا اور تمہاری گواہی کیا، تم نے تو روز اول سے میرا منہ کالا کروانے کی قسم کھا رکھی ہے اور اس معاملے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تم نے نہ میری عزت کا خیال ہے اور نہ زبان کا پاس، ساری زندگی تم ماں بیٹی نے مجھے پاؤں کی جوتی بنانے کی ہی کوشش کی لیکن میں اپنے فیصلے بدلنے والا نہیں ہوں سمجھیں تم؟" وہ غصے میں کف اڑا رہے تھے۔

"بابا جانی اگر اجیہ اس رشتے پر خوش نہیں ہے تو پھر یہ رشتہ خوشی کے بجائے ساری عمر دکھ کا ہی باعث بنتا رہے گا۔" حنین نے ان کے غصے کو دیکھ کر ڈرتے

ڈرتے رائے دی۔

''تم چپ کرو حنین بیٹا مجھے کسی کے مشورے کی ضرورت نہیں...... کیا اسے آج تک اس لیے پڑھایا لکھایا تھا کہ میرے ہی سامنے میرے فیصلوں کو ہوا میں اڑا دے۔''

''شادی جیسے معاملے میں اولاد کی مرضی کا ہونا تو بہت ضروری ہے اگر اجیہ......'' امی نے ان کی کہی ہوئی بات کو ہمیشہ کی طرح نظر انداز کرکے آہستگی سے کہا تو وہ مزید بپھر گئے۔

''تم منہ بند ہی رکھو تو بہتر ہے سب جانتا ہوں میں کہ یہ تمہاری شہہ پر ہی ہو رہا ہے تم ہوا دیتی ہو میری مخالف باتوں کو...... تم ہی چاہتی ہو کہ اولاد کے ذریعے مجھ سے بدلے لو۔''

''آپ مجھ سے قسم لے لیں کہ میں اس فیصلے سے لاعلم تھی اور مجھے بھی ابھی ہی پتا چلا کہ اجیہ......''

''قسم تو میں کھاتا ہوں کہ ہر حال میں اجیہ کی شادی غزنیٰ سے ہی ہوگی بلکہ میرے بس میں ہوتا تو ابھی نکاح خواں کو بلا کر اس کا نکاح پڑھواتا اور ان کے حوالے کر دیتا۔'' فرش پر گری انگوٹھی اٹھاتے ہوئے حنین ان کے الفاظ کی سختی پر سہم گئی تھی اور اس نے دل سے دعا کی تھی کہ کاش ایسا نہ ہو جس چیز کی خواہش سکندر صاحب کر رہے تھے۔

''بلکہ دیر کس بات کی ہے میں ابھی بھائی صاحب کو فون کرتا ہوں۔'' بات کہتے ہی انہوں نے تکیے کے ساتھ رکھا اپنا موبائل اٹھایا اور نمبر ملایا، وہ تینوں ہونق بنی ان کو دیکھ رہی تھیں۔

''السلام علیکم بھائی صاحب سنائیں کیا حال احوال ہیں؟'' دوسری طرف نہ صرف وہ بلکہ غزنیٰ اور اماں بھی بیٹھے ہوئے تھے اور اس وقت اجیہ اور غزنیٰ کی ہی شادی زیر بحث تھی۔

''وعلیکم السلام بھئی کیا ہی لمبی عمر پائی ہے تم نے ابھی میں تمہیں فون کرنے ہی والا تھا۔'' بات کرتے ہوئے انہوں نے غزنیٰ اور اماں کو اشارے سے بتایا کہ وہ بات کرنے والے ہیں جس پر دونوں نے انہیں کیری آن کا اشارہ کیا۔

''ارے واہ، خیر تو ہے آپ کیوں یاد کر رہے تھے۔''

''وہ دراصل بات یہ ہے کہ غزنیٰ کی ماں سارا دن گھر میں اکیلی ہوتی ہے اسی بنا پر ہم ابھی بیٹھے ہوئے یہی بات ڈسکس کر رہے تھے کہ اگر آپ لوگ کچھ مہربانی کریں تو ہم چاہیں گے کہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے اجیہ بیٹی کو اپنے گھر لے آئیں۔'' بات کرتے ہوئے انہوں نے ایک بار پھر غزنیٰ اور اماں سے ہاتھ کے اشارے سے پوچھا کہ انہوں نے ٹھیک ہی کہا ہے جس پر ان دونوں نے مسکراتے ہوئے اوکے کا اشارہ دیا تھا۔

سکندر صاحب نے اللہ کا شکر ادا کیا تھا کہ انہیں خود سے اجیہ کو بیاہنے کا نہیں کہنا پڑا تھا اور ان کی عزت رہ گئی تھی۔

''اسے کہتے ہیں کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے کیونکہ خود میں بھی اسی معاملے پر بات کرنا چاہتا تھا۔'' انہوں نے کہا۔

''دراصل اجیہ کی ماں بھی بہت بیمار رہتی ہے ذہنی حالت تو ویسے بھی اس کی ایسی نہیں کہ اپنی بیماری کو شکست دے تو اجیہ کی طرف سے کچھ زیادہ ہی پریشان رہتی ہے اور چاہتی ہے کہ اس کے سامنے ہی اجیہ دلہن بنے کیا پتا ہے بھائی صاحب زندگی کا بس اس لیے میں تو چاہ رہا تھا کہ آپ آج کل ہی میں نکاح کرکے لے جائیں باقی جو رسم و رواج کرنا ہوں تو اپنے گھر پر کرتے رہیں۔'' سکندر صاحب کے بولے گئے اس سفید جھوٹ پر وہ تینوں ہکا بکا رہ گئی تھیں ٹیلی فون کے دونوں ہی اطراف اس وقت شادی کی بات ہو رہی تھی لیکن فرق یہ تھا کہ غزنیٰ کے گھر میں اس وقت خوشیاں رقصاں تھیں آپس میں ہنسی مذاق ہو رہا تھا اور شادی کے تمام معاملات پر بھی بات چیت جاری تھی جبکہ اجیہ کے گھر میں وہ تینوں ہی اس وقت ہراساں تھیں سکندر صاحب کے رویے سے بھی وہ اچھی طرح واقف تھیں اسی لیے سہمی ہوئی خاموش بیٹھی تھیں۔



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

لیکن آخر کب تک؟

یہ وقت خاموش رہنے کا ہرگز نہیں تھا اور اگر وہ خاموش رہتی تو تمام عمر ضمیر کی قیدی بنی رہتی۔

"سکندر..... تم یہ سب سچ کہہ رہے ہو ناں کوئی مذاق تو نہیں کر رہے تم۔" انہیں تو اپنی سماعت پر یقین نہیں آیا تھا کہ کیا واقعی ان کی درخواست اتنی جلدی اور خوش دلی سے قبول کرلی گئی ہے اماں اور غزنی کی خوشی بھی دیدنی تھی۔

"یہ کوئی مذاق کا معاملہ نہیں ہے بھائی صاحب دراصل آج میں خود دکان پر بے ہوش ہوگیا تھا اٹھا کر اسپتال لے گئے اور طبیعت بہتر ہونے پر گھر آیا تو یہی سوچا کہ آپ سے جلد از جلد اپنی امانت لے جانے کا کہوں گا، لیکن ایک درخواست میری ہے۔"

"وہ کیا؟"

"میں کسی بھی رشتے دار کو اپنے گھر نہیں بلانا چاہتا سوائے چند قریبی رشتے داروں کے۔"

"بالکل ٹھیک ہے تم جو کہو گے اور جیسا کہو گے ہم ویسے ہی کریں گے بلکہ اگر تم چاہو تو ہم کل ہی آکر اجیہ کو لے آئیں۔" انہوں نے غزنی اور اماں کو شرارت سے دیکھتے ہوئے ازراہ مذاق کہا لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ ان کے مذاق میں کہے گئے سوال کو سکندر صاحب اتنی سنجیدگی سے لیں گے یوں بھی اندھا کیا چاہے دو آنکھیں۔ بس پھر کیا تھا سکندر صاحب نے اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔

"تو بس پھر ہماری طرف سے ڈن ہی سمجھیں ہم کل آپ سب کا انتظار کریں گے کہ آئیں اور آکر اپنی امانت لے جائیں تاکہ ہم بھی سرخرو ہوسکیں۔" انہوں نے بات ختم کرکے فون بند کیا تو سب سے پہلے حنین اپنے حواسوں میں لوٹی۔

"بابا جانی یہ آپ نے کیا کیا، اجیہ، غزنی سے شادی نہیں کرنا چاہتی اس نے یہ بات آپ کو بتائی بھی ہے اور اس کے باوجود آپ نے نہ صرف انہیں شادی جلدی کرنے کے لیے کہہ دیا بلکہ کل ہی نکاح کے لیے بلوالیا آپ نے ایسا کیوں کر رہے ہیں آپ پلیز یہ مت کریں

## نظم

آ کے دیکھ تیری بے بسی نے کیا سے کیا بنادیا
جہاں پھول کھلا کرتے تھے سرسبز میدانوں میں
وہاں آج تو نے قبرستان بنادیا
نہ باپ سمجھا نہ بھائی، نہ بیٹا
بس ایک ہی لمحے میں انہیں دھماکے میں اڑا دیا
دعا کرتی ہیں گھر بیٹھ کے مائیں بہنیں اور بیویاں
آج بیواؤں کا لفظ ان کے ماتھے پر سجادیا
باپ بھائی شوہر کے سائے میں جو مان کیا کرتی تھی
وہ مان آنسوؤں کے تحفے میں ان کو دیا
بکھر جاتا ہے ان کے جسم کا ہر ایک حصہ
ایسا تو نہیں گھر سے گیا تھا جیسا تو نے ان کو دیا
کیا قصور ہے ان کا جن کو مٹی میں ملادیا
دبا کر ریموٹ کا بٹن تماشا کیوں بنادیا
یا خدا کیوں نہیں پکڑا ان ظالم دہشت گردوں کو
جنہوں نے اپنے سے اپنوں کو جدا کردیا
دعا تو ہر وقت کرتی ہے تیری بارگاہ میں شبنم
کہ ہمارے ملک کو دہشت گردی سے پاک کردے

شبنم کنول..... پاپانگری حافظ آباد

اجیہ کی زندگی برباد ہوجائے گی۔" اس نے سکندر صاحب کا کندھا پکڑ کر جھنجوڑ ڈالا۔

"میں تم سے بہتر سمجھتا ہوں حنین بیٹا اور میں کچھ غلط بھی نہیں کروں گا اس کے ساتھ آخر باپ ہوں میں اس کا۔" حنین کو سمجھاتے ہوئے انہوں نے اسے دائیں بازو میں سمیٹ لیا تھا ان کی آخری بات پر اجیہ تڑپ گئی تھی کہاں تو حنین کو پیار سے ساتھ لگا کر کھڑے ہیں اور کہاں مجھے اس قدر نفرت کا نشانہ بناتے ہیں آخر کو باپ ہیں میرے۔ اجیہ نے تلخی سے سوچا۔

"آپ کو اللہ کا واسطہ ہے سکندر صاحب اپنا فیصلہ واپس لے لیجیے ذرا نرم دلی سے سوچیں کہ اجیہ نے آپ کو اپنا باپ اپنا سہارا جان کر آپ کے ساتھ اپنے دل کی بات



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

اس لیے کی کہ آپ کوئی حل بھی نکالیں لیکن آپ اسے سزا دے رہے ہیں اس بات کی کہ اس نے آپ کے سامنے اپنے دل کی بات آخر کیوں کی آپ کو قسم ہے پر اس ہستی کی جس کے لیے آپ کے دل میں پیار ہو کہ یہ فیصلہ بدل دیں اجیہ کو اس گھر میں گھٹ گھٹ کر جینے کے لیے نہ بھیجیں۔" امی نے ان کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے تھے لیکن ان پر کسی بھی چیز کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ غصہ اسی لیے حرام قرار دیا گیا ہے کہ شیطان غالب آ کر انسان کے ذہن سے اچھے برے الفاظ اور افعال کی تمیز مٹا دیتا ہے اور اجیہ کو تو دیکھتے ہی ان کے ذہن میں انتقام کی جو آگ جلنے لگتی تھی اس پر وہ کسی طور قابو پانا نہیں چاہتے تھے۔

"یہ تم ہی تو ہو اجیہ کے ذہن میں اس طرح کے خیالات کے نشوونما کرنے والی تم نے ہی اسے یہ پٹیاں پڑھائی ہیں کہ غزنی سے شادی کے بعد وہ خوش نہیں رہے گی لیکن تم اپنی اوقات میں رہو میرے فیصلے کے آگے ردو بدل کرنے کی نہ میں نے پہلے کسی کو اجازت دی ہے اور نہ ہی کبھی دوں گا سمجھیں تم؟" وہ غرائے۔

"بس بابا...... بس آپ نے آج تک جو کرنا تھا کر لیا اور میں نے بھی جتنا برداشت کرنا تھا سو کیا لیکن مزید فرماں برداری میرے بھی بس کی بات نہیں ہے میں خود سمجھدار اور بالغ ہوں شروع سے لے کر آج تک آپ نے امی کے ساتھ جو رویہ رکھا بات بات پر جس طرح انہیں بے نقط سنائیں بے عزتی کی اس سب کے بعد انہیں کوئی ضرورت نہیں تھی کہ میرے ذہن میں کچھ ڈالتیں اپنے کردار سے خود آپ نے ہماری نظروں میں وقعت کھوئی ہے اور آپ جیسے باقی مرد بھی اگر بچوں کے سامنے اپنی بیوی کو گالیاں دے کر ان پر ہاتھ اٹھا کر یا بات بات پر ان کی بے عزتی کر کے یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی اولاد ان کی عزت کرے گی تو یہ صرف اور صرف ان کی بھول ہوتی ہے۔ ایسے باپ کو اولاد برداشت تو جیسے تیسے کر لیتی ہے لیکن عزت نہیں کر سکتی۔" اجیہ نے پہلے کافی دیر تک حسنین، امی اور سکندر صاحب کی باتیں سنی اور اب فیصلہ کن انداز میں گویا ہی تھی جو سکندر صاحب کے لیے ناقابل برداشت تھا۔

"تم اپنی بکواس بند کرو گی یا نہیں اور نہیں چاہیے مجھے تم لوگوں سے جھوٹی عزت۔" سکندر صاحب تلملا رہے تھے۔

"میں چپ ہو جاؤں گی بابا لیکن ایک آخری بات آپ بھی سن لیں کہ میں یہ گھر چھوڑ کر چلی جاؤں گی اپنی جان دے دوں گی روز کے مرنے کے بجائے ایک ہی مرتبہ مرنے کو ترجیح دوں گی لیکن غزنی جیسے شکی اور گھٹیا انسان سے کبھی بھی شادی نہیں کروں گی۔" سکندر صاحب نے اس کی بات پر چونک کر اجیہ کو دیکھا شاید انہیں اجیہ سے اس حد تک سوچنے کی توقع نہیں تھی لیکن وہ ان کا ردعمل دیکھنے یا جواب سننے کے لیے رکی نہیں تھی بلکہ حلق میں پھندا بن کر پھنسنے والے آنسوؤں کو روکتے ہوئے کمرے سے نکلی تو سیدھا واش روم میں جا کر ان آنسوؤں کو بہہ جانے دیا۔

❁......❁......❁

وہ تمام رات ان تینوں ماں بیٹیوں کی جاگتے ہوئے گزری تھی کئی پہلوؤں پر غور کیا گیا کہ اب آخر کرنا کیا چاہیے ارتش کے بارے میں بھی امی کو تفصیل سے بتایا اور اجیہ نے ان دونوں پر یہ بھی انکشاف کیا کہ وہ جس اسکول میں پڑھا رہی ہے وہ بھی اتفاق سے ارتش کا ہے اور وہ ارتش کا گھر بھی دیکھ چکی ہے۔

گو کہ ارتش کے ساتھ بھی اسے کوئی طوفانی عشق یا رومیو جیولیٹ قسم کی محبت نہیں تھی لیکن ارتش کے ساتھ اپنے تمام حالات و واقعات شیئر کرنے کے بعد وہ اپنا اپنا ضرور لگنے لگا تھا اور اب بھی اس شادی سے بچنے کے لیے جس کی طرف سب سے پہلے ذہن جاتا تھا وہ ارتش ہی تھا۔ ارتش ہی اس کے لیے پہلی اور آخری امید نظر آتا تھا جس کے ذریعے وہ اس نکاح سے بچ سکتی تھی اور عین اس وقت جب وہ تینوں آنے والے کل کے خوف سے سر جوڑے ہوئے سوچ بچار کر رہی تھیں کہ ارتش نے میسج کے ذریعے ایک نظم سینڈ کی۔

گر مجھے اس کا یقین ہو میرے ہمدم میرے دوست
گر مجھے اس کا یقین ہو کہ تیرے دل کی تھکن
تیری آنکھوں کی اداسی تیرے سینے کی جلن
میری دل جوئی میرے پیار سے مٹ جائے گی
گر میرا حرف تسلی وہ دوا ہو جس سے
جی اٹھے پھر تیرا اجڑا ہوا بے نور دماغ
روز و شب شام و سحر میں تجھے بہلاتا رہوں
میں تجھے گیت سناتا رہوں ہلکے شیریں
آبشاروں کے بہاروں کے چمن زاروں کے گیت
آمد صبح کے مہتاب کے سیاروں کے گیت
گر مجھے اس کا یقین ہو میرے ہمدم میرے دوست
گر مجھے اس کا یقیں ہو......

"امی جہاں تک میرا خیال ہے اربش کو صبح گھر بلا کر آپ خود اس سے بات کریں کہ ہمارے گھر میں یہ حالات چل رہے ہیں تو وہ فوراً اپنی ماں کے ساتھ آئے اور اس مسئلے کا حل نکالا جائے اگر وہ واقعی سیریس ہے تو......" حنین نے مشورہ دیا تھا جو امی کے لیے بھی تھوڑے سے رد و بدل کے ساتھ قابل قبول تھا یوں بھی اربش کو دیکھ تو وہ پہلے بھی چکی تھیں۔

"لیکن اب اتنا وقت نہیں ہے کہ پہلے وہ خود آئے اور پھر ماں کو ساتھ لائے بلکہ اجیہ تم اسے یہ میسج کرو کہ وہ صبح تقریباً دس بجے تک نہیں بلکہ نو بجے اپنی ماں کو لے کر ہمارے گھر آجائے باقی باتیں صبح ان دونوں ماں بیٹے کے ساتھ کرلیں گے اور ہاں دیر نہ کریں کیونکہ پتا ہے ناں صبح تمہارے ابو سبزی منڈی سے پھل اور سبزیاں لینے جائیں گے تو ایسا نہ ہو کہ ان کے آنے کے بعد یہ لوگ آئیں۔" امی نے پروگرام ترتیب دیا۔

"ایک کوشش ہی کرنی ہے بیٹا آگے جو تمہارا نصیب۔" انہوں نے اجیہ کو گلے لگالیا تھا اس کی آنکھیں اب خشک تھیں البتہ حنین رو رہی تھی اسے اس وقت دنیا کی کوئی بات یاد نہیں تھی ذہن میں تھی تو صرف اور صرف ایک دعا کہ اجیہ جو چاہتی ہے وہ اسے مل جائے ادھر اربش ممی کے رویے سے بے حد ڈسٹرب ہوا تھا۔

اس کے گمان میں نہیں تھا کہ کبھی کسی بات پر اس کا ممی سے اختلاف بھی ہوگا۔ لیکن ایسا اجیہ کے معاملے میں ہوگیا تھا جو وہ نہیں چاہتا تھا اور حیرت اسے اس بات پر بھی تھی کہ بچپن سے اب تک ہر چیز میں اربش کی رائے کو اہمیت دینے والی اور ہر چیز اس کی پسند سے لینے والی ممی اس کی زندگی کے اتنے بڑے فیصلے پر زبردستی اپنی رائے مسلط کیوں کرنا چاہ رہی ہیں۔ وہ یہ سب باتیں اجیہ سے شیئر کرکے مستقبل کی حکمت عملی ترتیب دینا چاہتا تھا لیکن اجیہ کی طرف سے اس کے میسج کا اب تک کوئی رپلائی ہی نہیں آیا تھا اور پھر اچانک اس کا مختصر سا میسج موصول ہوا جس میں اس نے اربش کو ممی کے ساتھ صبح نو بجے گھر بلایا تھا کوئی اور وقت ہوتا تو وہ اس میسج سے بے حد خوش ہوتا لیکن وہ جانتا تھا کہ شاید کچھ وقت کے بعد ممی مان بھی جائیں لیکن صبح اس کے ساتھ اجیہ کے گھر جانے پر وہ کبھی بھی رضامند نہ ہوتیں۔

اور اسے امید تھی کہ ساری صورت حال اجیہ اور اس کی والدہ کو بتانے پر وہ معاملہ سمجھ بھی جائیں گی اسی یقین کے ساتھ وہ مقررہ وقت پر اجیہ کے گھر پہنچا لیکن ڈور بیل پر ہاتھ رکھتے ہی وہ ٹھٹک کر رک گیا تھا۔

آہنی گیٹ پر لگا موٹا سا تالا اسے منہ چڑاتا محسوس ہو رہا تھا یعنی اس وقت اگر گھر میں کوئی موجود نہیں تو مجھے بلانے کا کیا مقصد تھا؟ سوچتے ہوئے اس نے سرمئی رنگ کے اس تالے پر نظریں جما دیں جو اس کے اندر جانے کی راہ میں رکاوٹ بن گیا تھا۔

(ان شاء اللہ باقی آئندہ ماہ)



URDU SOFT BOOKS DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

# تم بن ذات ادھوری

کنیز نور علی

شکست و فتح تو اک عارضی حوالہ ہے
ہم اپنے ہونے کا اعلان کرنے نکلے ہیں
یہ کار عشق ہے ٹکڑوں میں نہیں بٹ سکتا
دل و دماغ کو یک جان کرنے نکلے ہیں

شادی کے اس فنکشن میں اس کی شرکت بے حد ضروری تھی اور وہ اب حد سے زیادہ بور ہو رہی تھی۔ اس نے سوچا ایک زمانہ تھا جب اسے گاؤں آنے اور اس گھر میں رہنے کا بے حد شوق ہوا کرتا تھا۔ لہلہاتے کھیت، چہچہاتے پرندے، ہر سو سبزے کی تازگی، ایک ازلی خاموشی جو ساری وسعت میں پھیلی ہوتی تھی اور تتلیوں کے پیچھے بھاگتی وہ کتنی خوش ہوتی تھی۔ پھر وہ بڑی ہوگئی۔ چیزیں بدلتی گئیں۔

اب اسے یہاں آنا ایک مشکل ترین مرحلہ لگا کرتا جو سر کرنا ہی پڑتا تھا۔ تایا کے بڑے بیٹے کی شادی تھی۔ اسے اور ممی کو یہاں آئے تیسرا دن تھا۔

''پاپا شاید آج آجائیں۔ اپنے کلینک کی مصروفیات میں سے وقت نکالنا اتنا آسان کہاں ہے۔ اب ہماری طرح پورا ہفتہ تو وہ یہاں آکر نہیں بیٹھ سکتے۔'' بے حد بور ہوتے ہوئے وہ سوچ رہی تھی۔ ڈھولک کی آواز اپنے عروج پر تھی سب زرق برق لباس میں اپنی تیاریاں دکھا رہی تھیں اور دوسروں کی دیکھ رہی تھیں اس نے آج بھی مارے باندھے تیاری کی تھی کیونکہ پچھلے دو دن سے وہ سادہ حلیے میں پھر رہی تھی اور تائی نے آج اسے خاص طور پر تاکید کی تھی۔ شیفون کا سیاہ سادہ سا سوٹ پہن کر اس نے آنکھوں کے کٹورے کاجل سے بھر لیے تھے یہ اس کے لیے بہت تھا سج دھج بھی اس وقت ہی بھاتی جب من خوش ہو ورنہ سب رنگ بے رنگ ہوتے ہیں اور سب ہار سنگھار بوجھ۔

ڈھولک بجانے والیوں کی بھی کمی نہیں تھی اور ان سے پرے باتوں کے چٹخارے لینے والیوں کا الگ گروہ تھا اور سب سے ملنا بھی ضروری۔ ان عورتوں کے وہی قصے جو وہ ہمیشہ سے سنتی آئی تھی اور اسے سمجھ نہیں آتی تھی وہ ان کی گفتگو کا کیا جواب دے کہ بات جاری رہ سکے۔ وہ جب بھی اپنے تئیں بہترین جواب دیتی، سامنے والی کا منہ بن جاتا۔ آنکھوں ہی آنکھوں میں باقیوں کو اشارے کرتی کہ دیکھو ذرا شہر والی کڑی کی پھپھی



DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

مت (الٹا دماغ) یہ تو حال ہے اس کا، کل کو کیا کرے گی یہ اور پھر سب کل کے منظر نامے میں شہر بانو، تائی اماں اور ولی اعظم کو رکھ کر اندازے لگانے لگتیں اور شہر بانو خود بھی ان کی آنکھوں میں دکھتے کل کے منظر نامے میں کھو جاتی۔ کل کو کیا کروں گی میں...... کیا ہوگا؟

رات گئے ساری لڑکیاں کمرے میں جمع تھیں اور کل ہونے والے مہندی کے فنکشن کی تیاری اور گپ شپ جاری تھی۔

''تائی کہہ رہی تھیں کہ بس اب اگلے ہی سال ولی کو بھی بیاہ دینا ہے۔'' عطیہ نے اس کو فوکس میں رکھ کر مسکراتے ہوئے سب کو پیغام دیا۔

اس نے کوئی ردعمل نہیں دیا۔ زہرہ کو اپنے خالہ زاد کی یہ تذلیل بہت کھلی تھی۔ اب وہ جہاں بیٹھے گی یہ قصہ چھیڑتی رہے گی۔ اپنے اپنے کام نپٹاتی دوسروں کی ٹوہ لیتی ساری لڑکیاں مصروف تھیں، وہ سب سے بچتی بچاتی چھت پر چلی آئی۔ آدھا ادھورا سا چاند آسمان پر سجا تھا۔ ٹھنڈی پرسکون رات سارے گاؤں کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے تھی، اس کا دل چاہا کاش تمام زندگی ایسی ہی شاد و پرسکون اور مکمل ہوتی لیکن یہ آدھا چاند، اسے اپنے جیسا لگا۔

''جیسے میری ذات ادھوری ہے ویسے ہی یہ چاند بھی ادھورا ہے۔'' کوئی اندر سے بولا تھا۔

''لیکن یہ تو مکمل ہوتا ہے شہر بانو گھٹتا ہے، بڑھتا ہے ایسے ہی اس کا کھیل جاری رہتا ہے۔''

''کیا میں کبھی مکمل ہو پاؤں گی یا تمام سانس اسی ادھورے پن میں پوری ہو جائیں گے۔'' وہ اداسی میں لپٹی منڈیر تھامے تادیر وہاں کھڑی چاند کو دیکھتی رہی۔ جو خاموش رہتا ہے لیکن سب بھید جانتا ہے۔

عطیہ اس کے پیچھے چلی آئی تھی۔ وہ دونوں چہل قدمی کرنے لگیں۔

''تم ولی کو پسند نہیں کرتی نا......'' وہ متذبذب تھی شاید نیچے سے یہی ذکر سن کر آئی تھی۔ شہر بانو کے لبوں پر ایک زخمی ہنسی آن رکی۔

''پسند ناپسند کی بات یہاں ہے ہی کب عطیہ بی بی۔''

''لو...... تمہاری خاطر شہر جا کر پڑھ رہا ہے۔ تمہیں اس کا ذرا خیال نہیں۔''

''میری خاطر......'' اس نے اداسی سے پوچھا۔

''اسے انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کی سیڑھیوں پر بیٹھا ولی اعظم یاد آ گیا جس کے ارد گرد منڈلانے والی تتلیوں کی کوئی گنتی نہیں تھی، وہ بھی تو ایک بھنورا ہے کبھی اس پھول پر اور کبھی اس ڈال پر اور یہ کملی کہتی ہے، میری خاطر لوگ بھی کیسے کیسے وہم پال لیتے ہیں۔'' نیم تاریکی میں آسمان کو کھوجتے ہوئے اس نے سوچا۔ ایک وہ تیمور تھا جو کم بولتا تھا اور زیادہ دیکھتا تھا۔ شہر بانو سوچتی۔

صد شکر کہ وہ کم بولتا ہے وگرنہ نا جانے کیا بولتا، جو وہ بولنا چاہتا تھا وہ اس کی آنکھوں سے چھلکتا تھا لیکن شہرو نظریں چرا جاتی...... ایک دن وہ سب لان میں سرما کی دھوپ سے لطف اندوز ہو رہے تھے دور کہیں ولی کا گروپ بھی براجمان تھا۔ حمنہ بولی۔

''ویسے مجھے کسی پہ نظر رکھنے کی عادت نہیں ہے لیکن ولی بھائی سے رشتے کی نوعیت ایسی ہے کہ خود ہی دھیان اس طرف چلا جاتا ہے۔'' شہری کا سارا گروپ طرح طرح کے مذاق کرنے لگا۔ وہ بس ہلکی سی مسکراہٹ سے سب کو ٹال رہی تھی۔ تیمور نے اس سمت دیکھا جہاں ولی کا گروپ براجمان تھا۔ کافی دیر دیکھتا رہا۔ شہر بانو کو الجھن ہوئی وہ اٹھ جانا چاہتی تھی اور اس کے اٹھنے سے پہلے ہی وہ اٹھ کر



URDU SOFT BOOKS DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

## اقراء علی

السلام علیکم! میرا نام اقراء علی۔ پاپا اور بھائی پرنسز کہتے ہیں، تاریخ پیدائش 23 جون 1989 شہر سرگودھا ہے۔ ستاروں پر یقین نہیں رکھتی، تعلیمی قابلیت بی اے۔ صبح فجر کی نماز پڑھتی ہوں پھر تلاوت قرآن کرتی ہوں اس کے بعد گھر کا کام کرتی ہوں۔ فیورٹ کلر آف وائٹ اور لائٹ پنک پسند ہیں۔ مجھے اس دن کا شدت سے انتظار ہے جس دن حج کے لیے جاؤں گی۔ کھیلوں میں کرکٹ پسند ہے اور فیورٹ کرکٹر شاہد آفریدی ہے۔ جھوٹ سے سخت نفرت ہے، بہترین تحفہ دعائیں ہیں اس کے بعد جو بھی پسند ہو وہ گفٹ کردیتی ہوں۔ لباس میں شلوار قمیص اور ساڑھی پسند ہے نماز کی بہت پابند ہوں۔ کڑھائی، سلائی، کوکنگ ہر کام کرلیتی ہوں، کھانے میں آئس کریم، چاول، رائتہ اور چکن۔ موسٹ فیورٹ رائٹرز نزہت جبین ضیاء ہیں، اللہ انہیں لمبی زندگی دے آمین۔ باقی سب ناول نگار بھی پسند ہیں جو آنچل میں لکھتے ہیں۔ آخر میں آنٹی نزہت جبین ضیاء کو بہت سا تھینکس کہنا چاہوں گی جن کی حوصلہ افزائی کی وجہ سے میں آنچل میں لکھنے کی ہمت کرپائی ہوں اب ایک پیغام کے ساتھ اجازت چاہوں گی، کبھی کسی کا دل نہ دکھانا۔ کبھی کسی کی باتوں میں آکر اپنوں کو نہ کھونا، اپنے والدین کی عزت کا خیال رکھنا اور مجھے دعاؤں میں یاد رکھنا، اللہ حافظ۔

## بحیرا نیلم

میرا نام بحیرا نیلم ہے جبکہ کالج میں سب حمیرا تبسم کے نام سے جانتے ہیں۔ تاریخ پیدائش 7 اکتوبر 1996ء ہے۔ میں نفسیات کی اسٹوڈنٹ ہوں اور نفسیات میں ایم ایس سی کررہی ہوں۔ مجھے لوگوں سے دوستیاں کرنا اور ان کی نفسیات کو سمجھنے کا بہت شوق ہے اس کے علاوہ فن اور آرٹس والے کاموں میں بہت دلچسپی ہے پینٹنگ، ڈرائنگ، افسانہ نگاری، شاعری، بوتیک اور بیوٹی پارلر شامل ہیں۔ اسکول سے لے کر کالج تک ہر جگہ ہردلعزیز ہی ہوں، بہت زیادہ بلکہ حد سے بھی زیادہ حساس بھی ہوں چھوٹی چھوٹی باتوں پر رو پڑتی ہوں خصوصاً جب کوئی ڈانٹے تو (گھر میں سب سے چھوٹی اور سب کی لاڈلی بھی ہوں)۔ اب آتے ہیں پسند اور ناپسند کی جانب بہار کا موسم پسند ہے۔ موتیے کے پھول اور رنگوں میں کالا اور سی گرین رنگ بہت پسند ہے بریانی بہت پسند ہے۔ دوستیں تو بہت سی ہیں۔ بچپن کی دوست اور بہترین سہیلی فریاں ہے جو کہ میری ہمسائی بھی ہے۔ میری اچھائی یہ ہے کہ میں بہت رحم دل ہوں اور برائی یہ ہے کہ جلد باز اور بے صبری ہوں۔ میری ماں کی دعائیں میرے ساتھ ہیں ان کی محبت اور شفقت کی بدولت ہی میں کامیابی کی طرف گامزن ہوں۔ زندگی کی سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ اپنی ماں کو حج کرواؤں اپنی کمائی سے (آمین)۔ آخر میں ایک بات کہنا چاہوں گی "جب تک آپ خود اپنی عزت کرنا نہیں سیکھیں گے تب تک کوئی دوسرا بھی آپ کی عزت نہیں کرپائے گا۔ اللہ حافظ۔

چل دیا۔

ایک اور سال ایسے بیت گیا۔ یونیورسٹی کی پڑھائی تمام ہوئی اور تائی نے یہ تیسرا پھیرا ڈالا تھا وہ بس تاریخ مانگنے آئی تھیں۔ باقی سب تو طے تھا سب عجیب سی الجھنوں میں تھے۔ تایا تائی کو بچپن کا طے کردہ رشتہ اپنے بیٹے کی آج کل کی حرکتوں سے مضبوط لگتا تھا شہر بانو پاپا کی طرف دیکھتی وہ سارے شہر میں پھرتے ولی کو دیکھتے۔ ممی ان دونوں کی طرف دیکھتیں اور لاکھ خاموش ناظر ہونے کے باوجود شہر بانو نے اس مشکل کا حل نکال لیا تھا۔ اس نے باہر جانے کی خواہش ظاہر کی، وہ ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی تھی ابھی اسے مزید پڑھنا تھا۔ تایا تائی کے لیے یہ جواب انکار تھا۔ فیصلہ شہر بانو نے کیا تھا مہر تایا تائی نے لگادی۔



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

ولی کے لیے شہر کے ایک بڑے انڈسٹریلسٹ نے اپنی بیٹی کا رشتہ دیا تھا۔ تایا نے قبول کرلیا۔ بھتیجی کے نام کی زمینوں کے مقابلے میں کاروباری اثاثہ بڑا تھا اور پھر انکار بھی شہربانو کی طرف سے ہوا تھا سو تایا کا دونوں طرف فائدہ ہی تھا۔ جویریہ کو وہ متعدد بار ولی کے ساتھ دیکھ کر سوچتی۔

''اگر میں ولی کے ساتھ شادی کے لیے مان جاتی تو جویریہ اس ساری تصویر میں کہاں کھڑی ہوتی۔ وہ گرل فرینڈ رہتی' دوسری بیوی بنتی یا یا ہوسکتا ہے وہ ولی کی محبت ہو' ظاہر ہے شادی کرلی ہے تو محبت تھی نا کچھ نا کچھ تو تھا۔'' پھر اسے یاد آتا۔ ''ولی تو مجھ سے بھی شادی کرنے کو تیار تھا۔ حالانکہ وہ مجھ سے محبت نہیں کرتا تھا پھر بھی وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتا تھا۔'' یہ سوچ کر اسے تکلیف ہوتی۔

ان ہی کرب آمیز دنوں میں جب پاپا اور ممی کی اس سے ناراضگی بھی مستقل سی ہوچکی تھی اس کا اسکالرشپ آگیا۔ اب کچھ سال دور رہ کر شاید چین آجائے۔

یورپ میں قیام کے اس عرصے نے اس میں کافی تبدیلیاں پیدا کیں تھیں۔ اب وہ خوامخواہ کی اداسی کو بھگانے کی کوشش کرتی اور لوگوں کے رویوں کو برداشت کرنا سیکھ گئی تھی۔ واپسی پر اس کی روٹین طے کرنا چنداں مشکل نہ تھا۔ صبح خیزی' پاپا ممی کے ساتھ وقت بتانا اس نے جاب شروع کردی تھی باقی کا سارا وقت ممی پاپا کے ساتھ۔ پاپا اس کے پاس بیٹھے تھے وہ دونوں ہر موضوع پر باتیں کررہے تھے اور بے انتہا خوش تھے۔ ماں باپ کبھی ناراض نہیں ہوتے اپنی اولاد سے...... انہیں بس اولاد کی خوشی چاہیے ہوتی ہے۔

''تمہارے لیے ایک رشتہ آیا ہے۔ لڑکا یونیورسٹی میں پڑھاتا ہے۔''

''جیسے آپ کا دل چاہتا ہے ویسا کرلیں آپ۔'' اب اسے اس راہ چلنا ہی تھا پھر یہ من کی اداسی چہ معنی یہ ادھورا پن کیوں ہے۔

وہ پھر بھنور میں پھنس جاتی۔ کیا ہم لڑکیاں واقعی خوابوں خیالوں میں جیتی ہیں یا سچ میں محبت کا جذبہ کوئی وجود رکھتا ہے۔ اسے بے قراری ہوتی' زندگی میں سب کچھ تھا۔ بس ایک محبت کی کمی تھی اور محبت نا ہو تو سب ادھورا ہوتا ہے۔

یونیورسٹی میں پڑھانے والا آج گھر آیا تھا اور شہربانو کی اس پر پہلی نظر پڑی اور پھر پلٹنا بھول گئی۔ وہ حیرت کے سمندر میں ڈوبتی تیرتی ایک رنگ رنگیلے ساحل پر آن رکی تھی۔

☆......☆......☆......☆

''ویسے جب تم نے مجھے دیکھا تو بالکل گم صم کیوں ہوگئی تھی۔''

''کب...... یہ تم کب کی بات کررہے ہو مجھے یاد نہیں۔'' وہ شوخ ہوئی۔ تیمور اس شوخی کو آنکھوں میں جذب کرتے ہوئے مسکرایا۔

''ایک نشہ ہے جو جسم میں پیدا ہوتا ہے اسے ہوس کہتے ہیں۔ ایک خوشبو ہے جو روح سے پھوٹتی ہے اسے محبت کہتے ہیں۔'' وہ بڑے جذب سے بول رہا تھا۔

شہربانو کو اب ہر لحہ اپنا دل اونچی اڑانوں میں محسوس ہوتا تھا۔ وہ ادھورا پن جو اس کی زندگی کا حصہ تھا۔ محبت نے اسے پورا کردیا تھا۔ وہ حیران ہوتی کہ ایسا بھی ہوتا ہے' ایسا بھی ہوسکتا ہے اور اس کے ساتھ تو ایسا ہوا ہے وہ گواہ ہے کہ محبت زندگی میں آجایا کرتی ہے اگر اس کا انتظار کیا جائے تو......



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

# روشن راہ

نظیر فاطمہ

منزلیں ان کا مقدر کہ طلب ہو جن کو
بے طلب لوگ تو منزل سے گزر جاتے ہیں
جن کی آنکھوں میں ہوں آنسو انہیں زندہ سمجھو
پانی مرتا ہے تو دریا بھی اتر جاتے ہیں

"لماں! میں نے تجھے کتنی دفعہ کہا ہے کہ میں اپنی دھی رانی کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی۔ تو میری بات سمجھ کیوں نہیں لیتی۔" آسیہ نے دوپٹے سے اپنی آنکھیں صاف کر کے لماں کی طرف دیکھا جو ڈبڈبائی آنکھوں سے اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"دھیے! تو میری مجبوری نوں سمجھتی کیوں نہیں۔ میں تجھ جوان جہان کو کب تک ایسے بٹھا کر رکھ سکتی ہوں؟" لماں نے لاچاری سے کہا۔

"لماں تو میری فکر نہ کیا کر۔ میرا اور میری دھی کا اللہ وارث ہے۔" آسیہ نے آنسوؤں کے درمیان بات مکمل کی۔

"پتر تو اللہ کا نام لے کر ایک واری ہاں تو کر۔ رابعہ کا بھی وہ کوئی وسیلہ بنا دے گا۔ اختر کے بچوں کے ساتھ ساتھ یہ نمانی بھی پل ہی جائے گی۔" لماں نے نواسی کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا۔ بچی نانی کی محبت پر کھلکھلانے لگی۔

"اختر کے بچوں کے ساتھ پلنے کا مطلب ہے رُلنا۔ تو کیا زرینہ بھابی کی عادت کو جانتی نہیں؟ وہ تو تجھے برداشت نہیں کرتی تو اس معصوم کو کیسے کرے گی۔ ویسے بھی ہر کوئی جانتا ہے کہ وہ ہم دونوں ماں بیٹی سے کیسے خار کھاتی ہے۔ بس اگر کسی کو مجھ سے شادی کرنی ہے تو اُسے میری دھی کو بھی ساتھ لے جانا ہوگا۔" وہ بضد تھی۔ لماں اس کی ضد سے ہار کر اُٹھ گئی اور آسیہ روتے روتے اپنی دھی کا سر چومنے لگی۔

☆......☆......

تقریباً تین سال پہلے آسیہ بیاہ کر گئی اور ٹھیک ایک سال تین ماہ بعد بیوگی کی چادر اُوڑھ کر تین مہینے کی بچی کو گود میں لیے دوبارہ ماں باپ کے دروازے پر آبیٹھی۔ اس کا شوہر غلام رسول دل کا دورہ پڑنے سے خالقِ حقیقی سے جاملا اور آسیہ کی دنیا صحیح معنوں میں لُٹ گئی۔ اُس کے سسرال والوں نے اُسے چالیسویں تک بمشکل برداشت کیا اور چالیسویں کے بعد اُس کے ماں باپ کو بلا کر اُسے اس کی بیٹی سمیت واپس لے جانے کا حکم صادر کر دیا۔ کٹھور دل لوگوں نے اُس گھر میں اُسے عدت بھی پوری نہ کرنے دی۔ کسی نے بچی کی ذمہ داری اُٹھانے کی حامی نہ بھری کہ مفت کا بوجھ کون اُٹھائے ہاں بیٹا ہوتا تو چلو کوئی رکھ بھی لیتا کہ بڑے ہو کر چار پیسے کما کر دینے والا تو ہوتا۔



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

"بھئی ہم آج ہیں کل نہیں۔ کیسے اس کی ذمہ داری اُٹھائیں۔" دادا دادی نے صاف دامن بچایا۔

آسیہ کے لقاں ابا اپنی سہمی ہوئی بیٹی کو اس کی بیٹی سمیت اپنے ساتھ لے آئے۔ یوں پچھلے دو سالوں سے آسیہ اپنی بچی رابعہ کے ساتھ اپنے ماں باپ کے گھر پر تھی۔ آسیہ کو واپس آئے ایک سال ہوا تھا کہ اس کا ابا اپنی بیٹی کی بربادی کا غم سینے سے لگائے چل بسا۔ اس کے ابے کی تھوڑی سی زمین تھی جس پر پورے خاندان کی گزر بسر تھی۔ تنگی تُرشی سے گزارا ہو ہی جاتا تھا۔ آسیہ کا بھائی اختر چار بچوں کا باپ تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد ساری ذمہ داری اس کے کندھوں پر آ گئی جبکہ اس سے پہلے کام اور حساب کتاب کی ساری ذمہ داری ابے کے پاس تھی۔ اختر بس اُن کے کہنے کے مطابق کام کر کے بے فکر رہتا۔ اب بڑھتے ہوئے اخراجات، اختر کی ناتجربہ کاری اور اختر کی بیوی زرینہ کی جھگڑالو فطرت، گھر میں ہر وقت چیخ چیخ رہنے لگی۔ اپنی ساس کو تو وہ جیسے تیسے برداشت کر لیتی تھی مگر اپنی نند اور اس کی بیٹی اس سے برداشت نہیں ہوتی تھیں۔ سسر کے مرنے کے بعد تو وہ اس معاملے میں اور بھی کھل گئی تھی۔ اُٹھتے بیٹھتے آسیہ کو مفت خوری کے طعنے دیتی۔ آسیہ اور رابعہ کو بوجھ کہتے اور ہر آئے گئے کے سامنے اپنے دکھڑے اتنی اُونچی آواز میں روتی کہ آسیہ تو ضرور ہی سُن لے۔ گھر کے حالات کو سامنے رکھ کر لقاں اپنی بیٹی کے ساتھ ہونے والی ہر زیادتی پر خاموش ہو جاتی۔ آسیہ یہ سب کچھ چُپ چاپ برداشت کرنے پر مجبور تھی کہ اس کے سوا کوئی اور چارہ بھی تو نہ تھا۔

☆......☆......

ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے لقاں نے آسیہ کی دوسری شادی کرنے کا فیصلہ کیا۔ جہاں بھی اس کی بات چلی، ہر کسی نے بچی کو ساتھ لے جانے سے انکار کر دیا۔ ابھی پچھلے دنوں چار بچوں کے باپ کا رشتہ آیا۔ اس شخص کی بیوی کچھ عرصہ بیمار رہ کر مر گئی تھی۔ وہ لوگ آسیہ کو پسند کر گئے تو آسیہ نے لقاں کے سامنے اپنی شرط رکھ دی۔

"لقاں! جب میں اس کے چار بچوں کو پال سکتی ہوں تو وہ میری ایک دھی کی ذمہ داری نہیں اُٹھا سکتا؟ بس تو انھیں صاف صاف بتا دے کہ میری رابعہ میرے ساتھ جائے گی۔" لقاں اس کی شرط سن کر خاموش ہو گئی۔

"دیکھ آسیہ...... زمانے کا دستور سمجھ پتر، پرائی اولاد کو کون سینے سے لگاتا ہے۔ خاص طور پر عورت کے پہلے شوہر کی اولاد کو کوئی برداشت نہیں کرتا۔" لقاں سمجھا سمجھا کر تھک گئی تھیں۔

"کیوں لقاں......؟ لوگ صرف عورت کو ہی کیوں قربانی اور محبت کا دریا سمجھتے ہیں۔ کبھی تو آدمیوں کو بھی تھوڑی قربانی دینی چاہیے۔" آسیہ رابعہ کو چھوڑ کر کسی طور دوسری شادی کے لیے تیار نہیں تھی۔

اس کی ضد لقاں کے کندھوں کا بوجھ بن گئی تھی۔ مجبور ہو کر لقاں نے اُدھر بات کی تو اُنھوں نے صاف کہہ دیا کہ اُنھیں صرف آسیہ چاہیے، بچی نہیں۔ آسیہ نے اس رشتے سے انکار کر دیا۔ کئی روز تک گھر میں فساد مچا رہا۔ زرینہ منہ بھر بھر کر آسیہ اور اس کی بچی کو کوسنے دیتی۔ کسی وقت آسیہ کی برداشت جواب دے جاتی اور وہ پلٹ کر جواب دے دیتی تو پھر وہ میدان گرم ہوتا کہ لقاں اور اختر سر پکڑ کر بیٹھ جاتے۔

☆......☆......

اسی طرح لڑتے جھگڑتے، کل کل کرتے وقت گزرتا رہا۔ رابعہ اب چار سال کی ہو رہی تھی۔ ایک روز دروازے پر دستک ہوئی۔ لقاں کی رشتے کی خالہ زاد صابرہ بی بی آئی تھی۔ صابرہ بی بی فطرتاً بہت نرم دل اور مہربان عورت تھی۔ سالوں بعد بھی کبھار لقاں سے ملنے آ جاتی تھی مگر آج تو وہ کسی خاص مقصد سے آئی تھی۔ سال بھر پہلے صابرہ کی بہو زچگی کے دوران فوت ہو گئی تھی۔ بچہ بھی چند روز زندہ رہنے کے بعد ماں کے پیچھے ہی چلا گیا تھا۔

"کبریٰ! میں تیرے پاس آسیہ کو اپنے ندیم کے لیے مانگنے آئی ہوں۔" صابرہ کا سوال سن کر لقاں خاموش ہو گئی۔

"کبریٰ کن سوچوں میں گم ہو گئی اے...... کچھ تے بول۔" صابرہ نے لقاں کا ہاتھ ہلایا۔

"صابرہ! وہ آسیہ کہتی ہے کہ وہ اس شرط پر دوسری شادی کرے گی کہ اس کی رابعہ کو بھی اس کے ساتھ قبول کیا

جائے۔ اب تو ہی بتا بھلا ایسا کہیں ہوتا ہے۔'' لقاں بے بسی سے بولیں۔

''ہاں تو آسیہ بالکل ٹھیک کہتی ہے۔ لے دس بھلا رابعہ نوں کس جرم وچ ماں سے الگ کیتا جائے۔'' صابرہ نے آسیہ کی طرف داری کی۔ لقاں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تو وہ مسکرادی۔

''میں اپنی ظالم نہیں آں کہ ماں نوں بچی سے جدا کردوں۔ میں آسیہ نوں بہو تے رابعہ نوں اپنی پوتی بنا کے لے جاؤں گی تو فکر نہ کر۔'' صابرہ نے لقاں کو حوصلہ دیا۔

صابرہ نے آسیہ کو اپنی بہو بنانے اور رابعہ کو ساتھ لے جانے کا عندیہ کیا دیا کہ سارے گھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اس کا گھرانہ کافی خوش حال تھا۔ پانچوں بچے الگ الگ سیٹ تھے۔ انکار کی کوئی گنجائش ہی نہیں تھی پھر بھی لقاں نے رسماً سوچنے کا وقت مانگ لیا۔ آسیہ اپنے رب کی اس عطا پر سجدہ ریز ہوگئی جس نے اس کی بچی کو رلنے سے بچالیا تھا۔ لقاں اپنی بیٹی کے دوبارہ بس جانے کے خیال سے پھر سے جی اٹھی تھی۔ جب سے صابرہ ہوکر گئی تھی زرینہ کے رویے میں بھی بہت بہتری آگئی تھی۔

☆......☆......☆

''ندیم پتر......اج میں ساتھ والے پنڈ میں تیری کبریٰ خالہ کے گھر گئی تھی۔'' ندیم زمینوں سے واپس آیا تو ماں نے اس کے سامنے کھانا رکھا اور خود بھی پاس بیٹھ گئی۔

''اچھا بے بے، پھر؟'' اس نے روٹی کا نوالہ منہ میں رکھا۔

''پتر......میں نے آسیہ کے ساتھ تیرے رشتے کی بات کی ہے۔ کبریٰ بڑی خوش تھی۔ ابھی اس نے کوئی جواب تو نہیں دیا پر مینوں یقین ہے کہ وہ لوگ مان جائیں گے۔'' ندیم نے روٹی کھاتے ہوئے سر ہلایا۔

دو مہینے بعد آسیہ کی رخصتی کا وقت آیا تو لقاں نے رابعہ کو ایک دو روز کے لیے اپنے پاس روک لیا۔ آسیہ اس بات پر راضی نہیں تھی پر لقاں کے سمجھانے پر چپ کر گئی۔

''کبریٰ......تو کل دوپہر کو رابعہ کو آسیہ کے پاس چھوڑ دینا۔ سادگی سے نکاح کیا ہے میں نے۔ گھر میں کوئی خاص مہمان نہیں ہیں۔ جو اکا دکا ہوں گے وہ بھی کل سویرے چلے جائیں گے۔'' صابرہ نے جاتے جاتے لقاں کو تاکید کی۔

اگلے روز دوپہر کو لقاں رابعہ کو لے کر آگئی۔ ندیم کسی کام سے گیا ہوا تھا۔ آسیہ رابعہ کو گود میں لے کر دیوانہ وار چومنے لگی۔ خوشی اس کے انگ انگ سے چھلک رہی تھی۔ صابرہ دونوں ماں بیٹی کو دیکھ کر مسکرادی۔

''آجا کبریٰ......اندر چل کے بیٹھ۔'' وہ لقاں کو لیے اندر چلی گئی۔

''آسیہ......اب بس کر۔ رابعہ اب تیرے کول ہی ہے جا جا کے اپنی ماں واسطے کوئی چاہ پانی کا بندوبست کر......چل شاباش'' صابرہ جاتے جاتے پلٹی۔

''صابرہ بہن......مینوں سمجھ نہیں آرہی کہ میں تیرا شکریہ کس طرح ادا کروں۔ رب تجھے اس نیکی کا بڑا اجر دے گا۔'' واپس جاتے وقت لقاں نے صابرہ بی بی کا ہاتھ دبا کر تشکر کا اظہار کیا۔

''اب بس کر تو......جا کے آرام نال زندگی گزار۔ اج توں یہ دونوں میری ذمہ داری ہیں۔'' صابرہ نے تسلی دی۔

شام کو ندیم واپس آیا۔ آسیہ رابعہ کو لے کر بے بے کے پاس بیٹھی تھی۔ وہ بھی وہیں چلا آیا۔

''بے بے......یہ......؟'' اس نے رابعہ کی طرف اشارہ کیا۔

''پتر......یہ آسیہ کی دھی ہے اور آج سے تیری بھی۔'' بے بے نے ندیم کے چہرے پر نظر آتی ناگواری نظر انداز کرکے کہا۔

''بے بے......تو میری بات سن لے غور نال کہ یہ لڑکی میری کچھ نہیں لگتی اور نہ ہی یہ اس گھر میں رہے گی۔'' ندیم غصے سے کہہ کر چلا گیا۔ آسیہ نے ڈبڈبائی آنکھوں سے بے بے کی طرف دیکھا جو اپنے پتر کے ایسے ردعمل پر ساکت ہوگئی تھی۔ چند لمحوں بعد صابرہ نے خود کو سنبھالا اور دونوں ماں بیٹی کو اپنے ساتھ لگالیا۔

''دھی......تو پریشان نہ ہو تھوڑا ویلا گزرنے کے



WWW.URDUSOFTBOOKS.COM
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS

ساتھ ساتھ سب ٹھیک ہو جائے گا۔" بے بے کے ساتھ لگی آسیہ کا دل چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ اب کچھ بھی ٹھیک نہیں ہوگا۔ وہ ہار گئی تھی۔

☆......☆......

ہر گزرتے دن کے ساتھ آسیہ کے خدشات مجسم ہو کر سامنے آنے لگے۔ بے بے نے رابعہ کو واپس تو نہ جانے دیا مگر ندیم رابعہ کو ذرا دیر برداشت نہیں کرتا تھا۔ رابعہ کی وجہ سے اس کے کسی کام میں دیر ہو جاتی تو وہ چیخنے چلانے لگتا۔ آسیہ اور رابعہ کو بُرا بھلا کہتا۔ رابعہ اس کے رویے سے الگ سہمی رہتی۔ آسیہ رابعہ کو ندیم سے چھپائے پھرتی اور اپنی بے بسی پر آنسو بہاتی۔ البتہ صابرہ کا رویہ دونوں کے ساتھ بہت اچھا تھا۔ وہ رابعہ کو اپنے ساتھ لگائے رکھتی اور اس سے بہت پیار کرتی تھی۔ رابعہ اتنے سے دنوں میں صابرہ سے بہت مانوس ہو گئی تھی۔ مگر ندیم کو وہ دور سے بھی دیکھ لیتی تو سہم کر رہ جاتی۔

"یتیم بچی ہے پتر...... اس کا خیال رکھا کر۔ اللہ سوہنا راضی ہوتا ہے۔" صابرہ بیٹے کو سمجھاتی رہتی۔

"بے بے...... مجھے بتا ذرا کہ سارے جہان کے یتیموں کا ٹھیکہ کیا میں نے ہی لے رکھا ہے۔" وہ تکبر سے بولا۔

"نا پتر...... اینا تکبر نہ کر، اللہ کو تکبر پسند نہیں ہے۔ سوہنا رب ان درختوں کے سائے گھنے اور لمبے کر دیتا ہے جو یتیموں کو اپنی پناہ میں لے لیتے ہیں۔ تو یتیم کو ٹھوکر نہ مار میرا پتر...... اس کو اپنی پناہ میں لے لے۔ رب کرم کرے گا۔" صابرہ بیٹے کے انداز پر کانپ کر اسے سمجھانے لگتی۔

ماں کے سمجھانے اور آسیہ کی ہر ممکن احتیاط کے باوجود ہفتے میں ایک بار رابعہ کو لے کر ہنگامہ ہو جاتا۔ اب صابرہ بھی پریشان ہونے لگی تھی کہ یتیم بچی کے ساتھ ایسا سلوک، اُسے اللہ کے قہر سے ڈر لگنے لگا تھا۔

"پتر...... چل تو اس کو دھی نہ سمجھ پر اسے یہاں رہن تو دے، نمانی تجھے کیا کہتی ہے بھلا۔" صابرہ پھر میدان میں اُتری۔

"بے بے...... مینوں کجھ نہیں پتہ۔ بس میں اس کو برداشت نہیں کرسکدا، تو آسیہ سے کہہ اسے اپنی ماں کے گھر چھوڑ آئے۔" بے بے کے سمجھانے کا بھی کوئی اثر نہ ہوا۔

☆......☆......

پھر اُس روز تو حد ہی ہو گئی۔ پچھلے کچھ دنوں سے رابعہ کو بخار تھا۔ اب بخار تو اتر گیا تھا لیکن وہ بہت چڑچڑی ہو رہی تھی۔ ماں کو تو چھوڑتی ہی نہ تھی۔ آسیہ اُسے گود میں لیے بیٹھی تھی جب ندیم نے آ کر کھانا مانگا۔ آسیہ رابعہ کو گود سے اُتارنے لگی مگر وہ گود سے اترنے پر کسی طور راضی نہ ہوئی تو وہ اُسے اُٹھا کر باورچی خانے میں چلی گئی۔ بے بے نہا رہی تھی ورنہ وہ رابعہ کو پکڑ لیتی۔ ندیم کو اتنا غصہ آیا کہ سامنے رکھی چوکی کو زوردار ٹھوکر مار کر برآمدے میں بچھی چارپائی پر جا بیٹھا۔

کھانا گرم کرنے کے دوران آسیہ نے کسی طرح رابعہ کو بہلا کر گود سے اُتار دیا اور اُس کے ہاتھ میں پلاسٹک کی گیند دے کر باورچی خانے سے باہر بھیج دیا۔ وہ صحن میں آ کر گیند سے کھیلنے لگی۔ آسیہ نے ندیم کے سامنے کھانا رکھا۔ وہ بہت ہی بُرے موڈ کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا۔ اُسے صحن میں کھیلتی ہوئی رابعہ زہر سے بھی بُری لگ رہی تھی۔

رابعہ نے کھیلتے کھیلتے گیند اُچھالی تو وہ اڑتی ہوئی سیدھی ندیم کی سالن والی پلیٹ میں جا گری۔ آسیہ اُس کے پاس ہی بیٹھی تھی۔ ندیم کے تیور دیکھ کر وہ ڈر کر فوراً اُٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر تو جیسے ندیم پر جنون سوار ہو گیا۔ وہ چیل کی طرح رابعہ کے سر پر جا پہنچا اور اُسے بازو سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے چیخنے چلانے لگا۔

"دفعہ کیوں نہیں ہو جاتی تو اِدھر سے، کیوں ہمارا چین برباد کرتی ہے، خود تو تیرا باپ مر گیا اور تجھے میرے سر منڈھ گیا۔ چل شکل گم کر اپنی یہاں سے۔" اس سے پہلے کہ آسیہ رابعہ کو اس کی گرفت سے چھڑاتی ندیم نے رابعہ کو اتنی زور سے دھکا دیا کہ وہ سیدھی برآمدے کے ستون سے جا ٹکرائی۔ اُس کا ماتھا پھٹ گیا اور خون بہنے لگا۔ آسیہ اور رابعہ کی چیخ سن کر صابرہ جلدی جلدی غسل خانے سے باہر آئی۔ رابعہ کے ماتھے سے بہتا خون دیکھ کر اس کا دل دہل گیا۔ اُس نے بیٹے



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

کو بُرا بھلا کہا تو وہ دروازہ زور سے بند کر کے گھر سے باہر چلا گیا۔ آسیہ کے تو ویسے ہی ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے۔ چھوٹا سا گاؤں تھا۔ قریب کہیں کوئی ڈاکٹر بھی نہیں تھا۔ صابرہ نے جلدی جلدی صاف سوتی کپڑے کا ٹکڑا جلایا اور اُس کی راکھ رابعہ کے زخم میں بھر دی جس سے خون رُک گیا۔ شام کو صابرہ نے بیٹے کو سخت لہجے میں سمجھایا تو وہ جیسے ماں کا لحاظ بھی بھول گیا۔

"بے بے..... میں اس روز روز کے تماشے سے تنگ آ گیا ہوں تو مجھ پر مہربانی کریا تو اس منحوس بچی کو واپس چھوڑ کے آیا فیر، میں آسیہ کو چھوڑ دیتا ہوں۔ مجھ سے کسی دوسرے کے بچے نہیں پالے جاتے۔ تجھے آرام نال میری گل سمجھ نہیں آئی میں کتنی بار تجھ سے کہہ چکا ہوں کہ میں اس کو اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا۔" اس نے تنفر سے ایک نظر آسیہ پر ڈالی جو سوئی ہوئی رابعہ کو گود میں لیے اُس کے سر پر ٹھوڑی ٹکائے روئے چلی جارہی تھی۔ صابرہ بیٹے کے انداز پر بے دم سی ہو کر چارپائی پر گر گئی۔

"میں تو ساری حیاتی یہی سمجھتی رہی کہ ماں مر جائے تو دوجی واری ماں نہیں ملتی پر آج اپنے پتر کو دیکھ کر مینوں یقین ہو گیا کہ دوجی واری باپ بھی نہیں ملتا۔" صابرہ ساری رات بے چینی سے کروٹیں بدلتی رہی۔

پھر بہت سوچ بچار کے بعد صابرہ نے اپنا مسئلہ مولوی صاحب سے بیان کرنے کا فیصلہ کیا۔ مولوی صاحب اس گاؤں کی چھوٹی سی مسجد کے امام تھے۔ اس کے علاوہ وہ لوگوں کی فلاح و بہبود کے کام بھی کرتے تھے۔ ان کی شہرت آس پڑوس کے دیہاتوں تک تھی۔ لوگ اپنے دینی مسائل کے ساتھ ساتھ اپنے گھریلو مسائل بھی ان سے بیان کرتے تھے اور مولوی صاحب بہت طریقے سے وہ مسئلہ حل کر دیتے تھے، خود حل نہ کر سکتے تو رہنمائی کر دیا کرتے تھے۔ اس طرح خلق خدا کا بھلا ہو جاتا۔ مولوی صاحب کی باتوں اور نصیحتوں میں بہت اثر تھا۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ دوسروں کو جو نصیحت کرتے تھے خود پہلے سے اُس پر عمل پیرا ہوتے تھے۔

☆.....☆.....

"مولوی صاحب..... میں نے یہ فیصلہ اس واسطے کیا تھا کہ میرے پتر دا گھر بھی وس جائے گا تے نالے یتیم بچی کو پالن کا ثواب بھی ملے گا۔ مینوں کیا پتہ تھا کہ میرا پتر اتنا تھوڑ ولا (کم ظرف) ہے۔ میں نے تو دونوں ماں دھی کا دردی (ہمدرد) بننے کا سوچیا تھا مگر میرا پتر تو وڈا بے دردی ہو گیا ہے۔ مولوی صاحب تسی اُس کو کچھ سمجھاؤ۔" صابرہ نے ساری صورتِ حال مولوی صاحب کے سامنے رکھ دی۔ اُنھوں نے صابرہ کی ہر بات بہت غور سے سنی تھی۔

"صابرہ بہن..... اگر میں نے تیرے کہنے پر ندیم کو بلا کر سمجھایا تو وہ اور چڑ کھائے گا۔ تم بے فکر ہو کر گھر جاؤ میں اس مسئلے کے بارے میں غور کرتا ہوں ان شاء اللہ اس کا کوئی نہ کوئی حل ضرور نکل آئے گا۔" مولوی صاحب نے تسلی دی۔

☆.....☆.....

ندیم غصے کا تیز تھا، کم ظرف تھا مگر وہ نماز کی پابندی کرتا تھا۔ باقی نمازیں وہ کام کے سلسلے میں جہاں بھی ہوتا وہیں پر ادا کر لیتا تھا مگر فجر کی نماز ہمیشہ جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کرتا تھا اور جمعے کی نماز کا بھی بہت اہتمام کرتا تھا۔ آج جمعہ تھا۔ ندیم صبح سویرے اُٹھا اور فجر کی نماز کے لیے وضو کرنے لگا۔ وضو کر کے پلٹا تو اس کی نظر باورچی خانے کی طرف گئی جہاں آسیہ چھاچھ میں سے مکھن نکال کر مٹی کے بڑے سارے پیالے میں رکھتی جارہی تھی۔ اُسے یہاں کھڑے کھڑے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ رو رہی ہے۔ ندیم نے اپنا پٹکا زور سے جھاڑا اور بڑبڑاتا ہوا مسجد کی طرف چل دیا۔ دوپہر کو وہ کھیتوں سے واپس آیا تو آسیہ نے اُس کے کپڑے استری کر کے رکھے ہوئے تھے۔ وہ نہا دھو کر صاف ستھرے کپڑے پہن کر جمعہ کی نماز پڑھنے چلا گیا۔

☆.....☆.....

مولوی صاحب نے جمعہ کی نماز کا خطبہ شروع کیا۔ اللہ کی حمد و ثنا کے بعد اُنھوں نے بولنا شروع کیا۔

"جو چھوٹے بچے اپنے باپ کے سائے سے محروم ہو جاتے ہیں، ان کے متعلق ہم سب مسلمانوں پر کچھ ذمہ



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

داریاں عائد ہوتی ہیں کہ ہم ان یتیموں کے ساتھ نرمی اور محبت سے پیش آئیں، ان کی ضروریات کا خیال رکھیں، ان کی مناسب تعلیم و تربیت کا انتظام کریں۔ یتیم بچیوں کی تربیت اور شادی بیاہ کا خاص طور پر اہتمام کریں۔ مومنو...... اسلام میں یتیموں کے حقوق کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے یتیم کے ساتھ بدسلوکی کرنے، ان کو دھکے دینے اور ان پر قہر و ستم سے روکا ہے۔ 'پس یہی وہ (بدنصیب) ہے جو یتیم (بے کس کی ہمدردی کرنے کی بجائے اس) کو دھکے دیتا ہے (اپنی بداخلاقی اور بے رحمی کا مظاہرہ کرتا ہے)۔ سورۃ الماعون: آیت نمبر ۲۔"

ندیم معمول کے مطابق خطبہ غور سے سن رہا تھا۔ مولوی صاحب کی باتوں نے اسے جیسے نیند سے جھنجھوڑ کر جگایا تھا۔ یک دم اس کی آنکھوں کے سامنے رابعہ کا معصوم چہرہ آ گیا اور پھر اُسے دھکا دینا یاد آیا۔

"اُف...... میں نے اللہ کے حکم کی اتنی خلاف ورزی کی۔" اس کے اندر سے آواز آئی۔ وہ بے چین ہوگیا۔ خطبہ جاری تھا۔

"مومنو...... میرے پیارے رسول حبیبِ کبریا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یتیم کی کفالت کرنے والے کو جنت میں اپنے قرب کی خوش خبری دی ہے۔ میرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق مسلمانوں کا وہ گھر سب سے اچھا ہے جس میں کسی یتیم کے ساتھ بھلائی کی جارہی ہو اور سب سے بُرا گھر وہ ہے جہاں کسی یتیم کے ساتھ بدسلوکی ہوتی ہو۔" ندیم کو جیسے کسی نے کوڑا دے مارا۔

"ہائے میری بدنصیبی مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربت کا موقع دیا گیا اور میں نے یتیم سے بدسلوکی کرکے اپنے گھر کو بدترین بنالیا۔" آنسو اس کے گالوں پر بہنے لگے اور وہ دھیرے دھیرے کانپنے لگا۔ مولوی صاحب بولتے جارہے تھے اور ندیم کی آنکھوں کے سامنے رابعہ سے بدسلوکی کے واقعات آرہے تھے۔

"میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ خوش قسمت ہیں جن کے گھر میں اللہ خود کسی یتیم کو بھیج دے کہ لو اس کی پرورش کرکے اللہ کی رضا حاصل کرلو۔ مگر ہم کم عقل اور کم ظرف لوگ ایسی صورت میں ان یتیموں کو دھکے مار کر نکال باہر کرتے ہیں کہ ہم پرائی اولاد کو کیوں پالیں۔ بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اللہ کے اس اشارے کو سمجھ کر اپنی ذمہ داری پوری کرتے ہیں۔ کامیاب انسان وہ ہے جو اللہ کے دیے اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر اپنی عاقبت سنوار لے نا کہ وہ جو دنیاوی فائدے کے لیے ان موقعوں سے نظر چرا کر گزر جائے۔ جاؤ مومنو...... جاؤ...... جا کر اللہ کے ان موقعوں کو تلاش کرو اور اللہ کو خوش کرلو۔"

خطبہ ختم ہوا تو ندیم آنسوؤں سے رو رہا تھا اور دل ہی دل میں اللہ سے معافی مانگ رہا تھا۔ نماز کے دوران ہر لمحے اس نے اللہ سے اپنے کیے کی معافی مانگی اور یہ عہد کیا کہ وہ رابعہ کی اچھی پرورش کرکے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش کرے گا۔

نماز پڑھ کر ندیم مسجد میں بیٹھ کر اپنے رب سے عہد و پیمان کرتا رہا حتیٰ کہ ساری مسجد نمازیوں سے خالی ہوگئی۔ اسے اکیلے بیٹھے دیکھ کر مولوی صاحب اس تک آئے اور اس کا کندھا تھپتھپایا۔ ندیم اُن کا ہاتھ آنکھوں سے لگا کر پھر رونے لگا۔

"بس ندیم پتر...... بس کر۔" اُنھوں نے دلاسا دیا۔

"نہیں مولوی صاحب...... میں نے بڑا ظلم کیا ہے۔ پر اب میں اس کا ازالہ کروں گا۔ آپ سے معافی مانگوں گا اور رابعہ سے محبت کروں گا۔" اس نے آستین سے آنسو صاف کرتے ہوئے عزم سے کہا۔

"ندیم پتر...... تو واقعی خوش قسمت ہے کہ اللہ نے تجھے پلٹنے کا موقع دیا ہے۔ جا...... جا کر اس موقع کو سنبھال لے اور اُس روشن راہ کا مسافر بن جا جو فلاح کی طرف جاتا ہے۔ جا میرا پتر گھر جا۔" ندیم ان کے ہاتھوں کو چوم کر ایک عزم لیے گھر کی طرف روانہ ہوگیا۔



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

# شجرِ ذات

افشاں علی

آدمی کو خاک نے پیدا کیا
خاک کے ساتھ آدمی نے کیا کیا
ایک دنیا مجھ سے تھی روٹھی ہوئی
تو نے بھی ٹھکرا دیا اچھا کیا

نئے گھر میں شفٹنگ جہاں ایک پرشوق نئی دنیا سجانے وبسانے کے مترادف ہے وہیں ان گنت کاموں کا انبار بھی منہ کھولے کسی اژدھے کی مانند براجمان نظر آتا ہے۔ نئے گھر کی تعمیر و تکمیل کا کام مکمل ہوتے ہی میرے پیروں میں گویا پھرکی سی لگ گئی میں گھن چکری بنی کبھی سامان کی خریداری کے لیے بازاروں کا چکر لگاتی تو کبھی سامان کی پیکنگ میں مصروف ہوجاتی تو کبھی نئے گھر کی صفائی و دھلائی میں پورا دن صرف ہوجاتا۔ اکیلی جان اوپر سے ڈیڑھ سالہ روحان کا ساتھ‘ سسرال میں میرے شوہر کے سوا کوئی نہ تھا ان کے ماں باپ بھی یکے بعد دیگرے اس دار فانی سے کوچ کر گئے تھے۔

صد شکر کہ میرا میکہ آباد تھا اس لیے جھٹ مدد کے لیے اپنی بہن کو بلوالیا۔ ثمرین کے آجانے سے کافی مدد مل جاتی تھی‘ وہ کہتے ہیں نا ایک سے دو بھلے‘ خیر سے شفٹنگ و دیگر کام مکمل ہوتے ہی میں نے قرآن خوانی کروانے کا فیصلہ کیا۔

پرانے محلے میں تو آس پڑوس میں اچھی جان پہچان ہوچکی تھی ویسے بھی وہاں متوسط طبقہ رہائش پذیر تھا جبکہ یہاں نیو سوسائٹی میں اپر کلاس فیملیز آباد تھیں اب چونکہ رہنا اور بسنا یہیں تھا تو ان نئے پڑوسیوں سے بھی سلام دعا کرنی ہی تھی ویسے بھی بقول میری دادی جان کے شادی بیاہ‘ خوشی و غمی اور چھوٹی بڑی دعوتیں و تقاریب ہی آپس میں جان پہچان و میل ملاپ کا ذریعہ بنتی ہیں۔ اپنے پرانے محلے میں قرآن خوانی کی دعوت دینے کے بعد آج شام میرا ارادہ اپنے آس پڑوس کے نئے پڑوسیوں کی طرف جانے کا تھا جبکہ روحان کو اس کی خالہ کے سپرد کردیا تھا۔

ڈوبتی شام کے ملگجے سائے ہر سو پھیل چکے تھے۔ پرندوں کے غول اور ان کی چہچہاہٹ بھی گہرے سایوں میں اب گم ہوکر اپنے اپنے گھونسلوں کی طرف رواں دواں تھی۔ شفق پر نارنجی سرخی صبح کاذب کا سماں پیش کررہی تھی دھوپ رخصت ہوئی تھی تو شام کی ٹھنڈ نے ماحول کو اپنا اسیر بنالیا اور اب رفتہ رفتہ شام پر اندھیرا غالب آرہا تھا۔ سرمئی آسمان کے سینے پر رات کی زلفوں کا روپ بکھرتا جارہا تھا۔ سی بلاک کے آس پاس کے گھروں میں سلام دعا اور قرآن



DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

خوانی کا بلاوا دینے کے بعد میں بی بلاک کی جانب مڑ گئی۔ میرا گھر بارہ سو اسکوائر کے رقبے پر مشتمل ڈبل اسٹوری تھا، گھر کے دونوں جانب فیملی رہائش پذیر تھیں جبکہ گھر کے بالکل سامنے بچوں کے لیے فیملی پارک اور پلے ایریا بنا ہوا تھا۔ پارک کی دوسری طرف بی بلاک تھا جو میرے گھر کے گیٹ سے بخوبی نظر آتا تھا اس لیے میں نے بی بلاک کے کچھ گھروں کو بھی دعوت دینے کا سوچا۔ بی بلاک کی گلی میں مڑتے ہی رائٹ سائیڈ کے کارنر پر بھی بلیک اور گرے ٹائلز سے سجا ایک خوب صورت گھر مجھے منتظر ملا۔ لائٹ جانے کے سبب گھر میں چلتے جنریٹر کی آواز باہر گیٹ تک بخوبی سنائی دے رہی تھی۔ جنریٹر کی بدولت ڈور بیل کی آواز اندر تک گونجی تھی، تبھی تو فوراً ہی گیٹ کھولا گیا، گیٹ کو کھلتے دیکھ کر میں تیزی سے آگے بڑھی تھی مگر کسی خاتون کے بجائے سامنے کھڑے نوجوان لڑکے کو دیکھ کر میں دو قدم پیچھے ہٹی۔

''اندر چلی جائیں، باجی اندر ہی ہیں۔'' نوجوان نے سامنے نظر آتے دو کمروں میں سے ایک کی جانب اشارہ کیا، میں خاموشی سے نوجوان کے بتائے گئے کمرے کی طرف بڑھ گئی مگر اندر داخل ہوتے ہی اندر موجود خاتون کو دیکھ کر میں دنگ رہ گئی۔

''میم رفعت...... آپ......؟'' حواس میں آتے ہی میں جھٹ سے آگے بڑھی۔

''ارے درخشن تم...... یہاں......'' وہ بھی خوشی سے میرے گلے لگیں جبکہ میں اب تک حیرت و خوشی کے ملے جلے تاثرات لیے انہیں ہی دیکھے جا رہی تھی جو کہ ماضی میں میری ٹیچر رہ چکی تھیں۔

❁......❁......❁

زیادہ نہیں تو آج سے تقریباً نو دس سال پہلے جب میں نائنتھ اسٹینڈرڈ میں تھی، میم رفعت ہماری انگلش کی ٹیچر بن کر آئی تھیں۔ اٹھائیس سالہ خوب صورت سی میم رفعت کافی ذہین و اسمارٹ سی تھی۔ ان کی فرینڈلی نیچر کے باعث وہ میری فیورٹ ٹیچر بن گئیں۔ رفتہ رفتہ میں انہیں آئیڈیلائز کرنے لگی، ان کا انداز گفتگو لہجہ اسٹائل حتیٰ کہ ان کی ڈریسنگ میں کاپی کرنے لگی۔ ان کی زیرک نگاہوں سے یہ چیزیں پوشیدہ نہیں تھی شاید تبھی تو اکثر وہ مجھے فری ٹائم میں اپنے پاس بلا لیتی اور خوب ساری باتیں کرتیں۔ ہمارا رشتہ ایک ٹیچر و اسٹوڈنٹ سے کہیں زیادہ دوست کا سا تھا۔ شام میں ٹیوشن بھی میں انہی کے پاس جانے لگی کیونکہ ان کا گھر ہمارے محلے سے زیادہ دور نہیں تھا۔ وہ سنہرا دور یوں ہی بیت گیا، بے فکر و بے خبر میٹرک کلیئر کرتے ہی جہاں مجھے اسکول کو خیرآباد کہہ کر کالج جوائن کرنا پڑا وہیں میم رفعت کی فیملی کافی دور دوسرے علاقے میں شفٹ ہوگئی اور یوں میم رفعت سے رابطہ برائے نام ہی رہ گیا پھر پڑھائی و دیگر مصروفیات اور میری دوسرے شہر شادی نے ہمیں بالکل ہی جدا کردیا اور وہ بے فکر سنہرا بچپن ولڑکپن بھولا بسرا قصہ بن گیا۔ وقت کے گھوڑے نے رفتار پکڑی اور سرپٹ دوڑے چلا گیا، کتنے برس بیت گئے اور آج...... ایک بار پھر وقت کی مہربان دیوی نے بالآخر مجھے اور میم رفعت کو ملا دیا۔

آج کی میم رفعت میں اور پہلے کی میم رفعت میں کافی فرق آچکا تھا حالانکہ اب بھی وہی انداز گفتگو، میٹھا لہجہ اور باریک آواز تھی مگر آنکھوں کے گرد واضح ہوتے حلقے اور بالوں میں چاندنی کی چمک کا اضافہ ہوچکا تھا۔

''میں آپ کو بتا نہیں سکتی میم کہ آپ کو اتنے برسوں بعد دیکھ کر اور مل کر میں کتنی خوش ہوئی ہوں، آپ جانتی ہیں نا اسکول لائف میں آپ میری آئیڈیل و فیورٹ ٹیچر رہی ہیں۔'' میری پرجوش سی آواز میں خوشی چھلک رہی تھی۔

''بالکل...... میں جانتی ہوں اور یہ بھی کہ تم میری بہت ہی پیاری سی اسٹوڈنٹ رہی ہو اور ساتھ ہی اچھی دوست بھی۔'' انہوں نے پیار سے میرا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

''اچھا بتاؤ، آج کیسے خیال آ گیا کیسے یاد آئی؟''

''میم...... ہم نے، آئی مین میرے شوہر نے اسی سوسائٹی کے بلاک سی میں پلاٹ بک کروایا تھا۔ کافی عرصہ سے کنسٹرکشن کا کام چل رہا تھا جو بلاآخر خراب جا کر



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

مکمل ہوا تو سوچا پہلے قرآن خوانی کروالی جائے بس اسی سلسلے میں سب کو دعوت دینے نکلی تھی۔''

''ماشاء اللہ، بہت بہت مبارک ہو نئے گھر کی بھی اور شادی کی بھی۔'' تبھی ان کی چھوٹی بہن عصمت چائے اور دیگر لوازمات سے سجی ٹرے اٹھائے چلی آئی۔

''ارے عصمت بھی یہاں ہے اچھا آپی کے گھر آئی ہوئی ہو۔ چلو اچھا ہے میری آپ سے بھی ملاقات ہوگئی۔'' میں نے خوشی سے اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

''میم...... ویسے مجھے معلوم نہیں تھا کہ اس علاقے میں آپ کا سسرال ہوگا اور یوں اچانک آپ سے ملاقات ہوجائے گی ورنہ میں پہلے ہی آپ سے ملنے آجاتی۔'' میں نے مسکرا کر کہا۔

''چندا یہ میرا سسرال نہیں میکہ ہی ہے میری ابھی شادی نہیں ہوئی۔'' ان کے دھیمے لہجے میں کہی گئی اس بات نے میری مسکراہٹ ہی غائب کردی تھی۔

''آپ کی شادی نہیں ہوئی؟'' میرے لہجے میں حیرانگی در آئی، وہ ہولے سے مسکرا کر نفی میں سر ہلا گئیں۔ ان کی مسکراہٹ نے ان کا ساتھ نہیں دیا ایسا مجھے لگا یا پھر میرا وہم تھا شاید کیونکہ ان کی آنکھوں سے بھی ایک خالی پن نمایاں ہورہا تھا۔ میں نے ایک بار پھر ان کا جائزہ لیا، آنکھوں کے نیچے نمایاں ہوتے حلقے اور بالوں کی چاندنی کو چھپایا جائے تو وہ اب بھی کافی اسمارٹ و جاذب نظر تھیں۔ باریک آواز، میٹھا لہجہ اسمارٹ و ذہین سی ٹیچر میں بظاہر ایسی کیا کمی تھی جو اٹھائیس بہاریں دیکھ لینے کے باوجود وہ اب تک کنواری تھیں۔

''میں جانتی ہوں تم کیا سوچ رہی ہو؟ تمہارے ذہن و دل میں بھی یہی بات چل رہی ہوگی نا کہ بھلا مجھ میں ایسی کیا کمی ہے جو اب تک شادی نہیں ہو پائی؟'' انہوں نے شاید میری آنکھوں سے جھلکتے سوال کو پڑھ لیا۔

''میرا سید گھرانے میں پیدا ہونا اور سید ہونا ہی میری سب سے بڑی وجہ بن گیا۔'' ان کا لہجہ خزاں رسیدہ سا تھا۔

''تم جانتی ہو ہم سید ہیں اور سید گھرانوں میں لڑکیوں کو


مغربی اور مشرقی ادب کی منتخب کہانیوں کا مجموعہ

ماہنامہ
نئے افق
کراچی

شائع ہوگیا ہے

مغربی ادب سے انتخاب
جرم و سزا کے موضوع پر ہر ماہ منتخب ناول
مختلف ممالک میں چلنے والی آزادی کی تحریکوں کے پس منظر میں
معروف ادیبہ زریں قمر کے قلم سے مکمل ناول
ہر ماہ خوب صورت تراجم دیس بدیس کی شاہکار کہانیاں

اس کے علاوہ

خوب صورت اشعار منتخب غزلوں اور اقتباسات پر مبنی
خوشبوئے سخن اور ذوق آگہی کے عنوان سے مستقل سلسلے

اور بہت کچھ آپ کی پسند اور آرا کے مطابق

کسی بھی قسم کی شکایت کی صورت میں
021-35620771/2
0300-8264242

زیادہ آزادی نہیں دی جاتی حتیٰ کہ بعض دفعہ دنیاوی تعلیم بھی نہیں پر میرے ابو جی نے ہم سب بہنوں کو پڑھایا اور خوب پڑھنے کی آزادی بھی دی۔ اس لیے بڑی فرحت آپا نے ایم ایڈ کیا پھر کمیشن پاس کر کے سترہ اسکیل کی جاب حاصل کی۔ چھوٹی نزہت آپا نے پی ایچ ڈی کی' میں نے ایم فل کیا جبکہ عفت بی ایڈ اور عصمت آج کل بی ایس سی کر رہی ہے۔ پڑھنے کی تو ہمیں بخوبی آزادی مل گئی مگر جب بات آئی شادی کی تو ہماری خوبیوں' ذہانت و تعلیم کو دیکھ کر جو بھی رشتے آئے وہ ایک ایک کر کے ریجکٹ کردیئے جاتے پتا ہے کیوں؟ صرف اس لیے کہ وہ سید گھرانوں وخاندان سے نہ تھے۔ اس لیے انہیں بنا پرکھے' بنا دیکھے ریجیکٹ کیا جاتا رہا نتیجتاً دن مہینے اور سال یونہی بیتتے چلے گئے۔ بڑی آپا کے لیے ان کے کولیگ کا رشتہ آیا جو انہیں بھی پسند تھا مگر ہوا کیا؟ اسے بھی ریجکٹ کر کے بڑی آپا پر خوب طعنہ زنی کی گئی ہمارے اپنوں نے' ہمارے ہی والدین نے......'' وہ کچھ پل کے لیے رکیں' ان کا لہجہ اب آنسوؤں سے تر تھا۔

وقت ایک سیل رواں ہے' بہتا ہی چلا جاتا ہے اس بہاؤ میں کون بچھڑے' کون ٹوٹے' کون روٹھے' کون ملے اور کون کہاں جائے کچھ نہیں معلوم پڑتا۔

''بہت سی دعاؤں اور منتوں ومرادوں کے بعد بمشکل بڑی آپا اور چھوٹی آپا کے لیے کسی سید گھرانے سے رشتہ آہی گیا۔ والدین نے آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ منگنی پٹ بیاہ کر کے شادی رچادی۔ ان کی نظروں میں یہی غنیمت تھا کہ رشتہ سیدوں کے ہاں ہوا تھا' انہیں اس سے کوئی سروکار نہ تھا کہ دیہاتی اجڈ ماحول میں ان کی پڑھی لکھی پھول سی بیٹیاں کیسے رہ پائیں گی؟ ماں باپ کی آنکھ سے بہتے آنسو' جڑے ہاتھ اور ان کی مجبوریاں ہی ایسی ہوتی ہیں کہ ہونٹ سل جاتے ہیں' لبوں پر قفل لگ جاتے ہیں خاص کر بیٹیوں کے۔'' وہ سر جھکائے اپنی ہتھیلی پر اپنے نصیب کی لکیر ڈھونڈتی' ایک ٹرانس کی سی کیفیت میں بولے جارہی تھیں جبکہ میں بغور انہیں دیکھتی رہی۔

''زندگی جو ملتی ہے ایک بار ہے مگر بعض دفعہ یہ ہی زندگی ہمیں اوروں کے لیے ان کے حساب سے ان کی خوشی' ان کی مرضی سے جینی پڑ جاتی ہے جیسے دونوں آپا جی رہی ہیں جیسے ہم جی رہے ہیں۔ جب تک والدین حیات رہے تب تک لوگوں کی آوازیں ہم تک پہنچنے سے روکتے رہے اب تو ارد گرد ہر طرف دبی دبی سرگوشیاں و چہ مگوئیاں سنائی دیتی ہیں کہ بقول ان لوگوں کے زیادہ پڑھ لکھ کر ہمارے دماغ آسمانوں پر پہنچ گئے ہیں اس لیے ہمیں زمینی رشتے پسند نہیں آتے تبھی اب تک ہم نے شادی نہیں کی۔ پر درحقیقت پس پردہ کوئی نہیں جانتا اصل بات' اصل تلخ حقیقت کہ علم کی سیڑھی کے سہارے ہی ہمیں پہلے آسمانوں کی وسعتوں میں چڑھنے دیا گیا اور جب ہم نے چمکنا شروع کیا تو نیچے سے وہ سیڑھی ہی کھینچ لی گئی۔'' وہ چپ ہوگئیں تو میں نے سوچا۔

''ہمارے معاشرے میں کہنے کو لڑکیوں کو بہت آزادی ہے مگر دیکھا جائے تو آج بھی کہیں نہ کہیں ہر چیز کی ذمہ دار لڑکی ہی ٹھہرائی جاتی ہے۔ آج بھی قربانی لڑکی کے ہی حصے میں آتی ہے وہ اپنی پسند ظاہر کرے تو اس پر آوارگی و بد چلنی کا الزام' وہ چپ ہو کر ماں باپ کی پسند پر سر جھکائے تو گویا ایک خاموش سی قربانی' اپنی پسند کی' اپنی خوشی کی' اپنے ارمانوں کی...... خیر اب تو زندگی یوں ہی گزر رہی ہے' بس خدا جس حال میں رکھے اس ٹھہری ہوئی زندگی کو یونہی گزارنا ہے۔ وہی دن وہی رات اور وہی معمولات' اسکول پھر ٹیوشن اور گھر بس ایک مشینی زندگی گزر رہی ہے۔'' انہوں نے سرد آہ بھری۔

''خیر چھوڑو درشمن...... میں بھی نہ بس کیا باتیں لے کر بیٹھ گئی اتنے سال بعد پھر سے ملی ہوں تو بس خود پر قابو ہی نہ رکھ پائی' تم چائے تو پیو۔'' انہوں نے پھیکی سی ہنسی ہنس کر ماحول کو بدلنا چاہا۔ عصمت کی لائی ہوئی چائے اب سرد ہو چکی تھی بالکل میم رفعت کے ارمانوں کی طرح۔

کمرے میں اب خاموشی کا راج تھا' میم رفعت کے چہرے پر صدیوں کی تھکن تھی۔ ایک رائیگاں سفر کی داستان

رقم تھی، ماضی کا سفر بہت تکلیف دہ ہوتا ہے وہ اس مختصر سے وقت میں بہت سا سفر طے کر آئی تھیں۔

میرے سامنے بیٹھی اتنی پڑھی لکھی اعلیٰ ذہین و خوب صورت کنواری لڑکی جو کہ عمر کے لحاظ سے اب عورت میں شمار ہوتی کس قدر تہی داماں، تہی دست تھی۔ پڑھائی کے زیور سے آراستہ، علم کی دولت سے پور پور سجی مگر اس کو ایک نظر سراہنے کے لیے ایک نظر دیکھنے کے لیے کوئی ہمسفر نہ تھا۔ زندگی کے اتنے لمبے سفر پر ان کے ساتھ چلنے والا کوئی ہم قدم نہ تھا۔ صحیح کہتے ہیں لوگ...... بعض دفعہ حالات لڑکیوں کو اپنی ڈگریاں چولہے میں ہی جھونک دینے پر مجبور کردیتے ہیں۔'' ایک گہری و سرد آہ میرے اندر سے ابھری تھی، میری قوت گویائی سلب ہوچکی تھی، بہت کچھ کہنا چاہتی تھی میں ایک لفظ تسلی کا۔ کوئی جملہ ہمت بڑھانے کو، کوئی شعر حوصلہ بخش مگر زبان ہی دغا دے گئی۔ نجانے کیوں زبان ساتھ چھوڑ گئی۔ میں نے خاموشی سے ٹھنڈی چائے کی پیالی ہونٹوں سے لگالی مگر اس ٹھنڈی چائے کا ذائقہ بالکل بدل چکا تھا اس میں تلخی تھی ایک سیاہی کی تہہ سی جمی تھی، کچھ کڑواہٹ بھی تھی بالکل میم رفعت کی زندگی کی طرح، گرم چائے اور ٹھنڈی بوتل کی طرح۔

بعض چیزیں وقت پر ہی اچھی لگتی ہیں، تاخیر ہوجائے تو وہ چیزیں اپنا اصلی رنگ و روپ کھودیتی ہیں اور مثال میرے سامنے تھی چائے کی بھی اور میم کی بھی۔

کچھ دیر یونہی بیٹھ کر اور انہیں گھر آنے کی دعوت دے کر میں بہت مضطرب و مضمحل سی وہاں سے نکلی تھی باقی گھروں میں دعوت دینے کا ارادہ ملتوی کرتے میرے قدم اب اپنے ہی گھر کی جانب مڑ چکے تھے۔ کتنا صحیح کہتے ہیں بڑے بوڑھے......

''عمر کے کسی نہ کسی حصے میں آکر عورت کو سہارے کے لیے مرد کی ضرورت پڑتی ہی ہے۔ بالکل ویسے ہی جیسے مرد عورت کے بنا نہیں رہ سکتا۔''

میرے ذہن میں میم رفعت کی باتوں کی یلغار سی جاری تھی۔ کتنا کرب تھا کتنا درد تھا کیسا ادھورا پن سا

آنچل کی جانب سے ایک اور آنچل

ماہنامہ
حجاب
کراچی

شائع ہوگیا ہے

ملک کی مشہور معروف قلمکاروں کے سلسلے وار ناول، ناولٹ اور افسانوں سے آراستہ ایک مکمل جریدہ گھر بھر کی دلچسپی صرف ایک ہی رسالے میں موجود جو آپ کی آسودگی کا باعث بنے گا اور وہ صرف ''حجاب''
آج ہی ہاکر سے کہہ کر اپنی کاپی بک کرالیں۔

اس کے علاوہ

خوب صورت اشعار منتخب غزلوں
اور اقتباسات پر مبنی مستقل سلسلے

اور بہت کچھ آپ کی پسند اور آرا کے مطابق

Infoohijab@gmail.com
info@aanchal.com.pk
کسی بھی قسم کی شکایت کی صورت میں
021-35620771/2
0300-8264242



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

○۔ رشتے انمول ہوتے ہیں ان کی قدر کرنی چاہیے۔
○۔ ہر رشتے کی اپنی پہچان ہوتی ہے۔
○۔ ہر رشتہ قابلِ احترام ہوتا ہے۔
○۔ اپنائیت کا احساس اپنوں سے ہوتا ہے۔
○۔ رشتوں میں اپنائیت نہ ہو تو رشتے ادھورے رہ جاتے ہیں۔

عائشہ سلیم..... کراچی

تھا۔ ایک ان کہی تشنگی برسوں کی تلخ زندگی نے میم کو کیا سے کیا بنا دیا تھا' ان کی ساری خوب صورتی وقت کی دیمک کی نذر ہو کر قصہ پارینہ بن چکی تھی۔ ایک ادھورے پن کے احساس کے ساتھ وہ تنہا ہی اپنی زندگی کی گاڑی کو گھسیٹ رہی تھیں۔ وقت کی شوریدہ ہوائیں ان کے ارمانوں کے سوکھے پتوں اور خواہش کی ہری ٹہنیوں کو اڑا لے گئے تھے۔

کون کہتا ہے تعلیم سے شعور آ گیا..... لوگ بدل گئے..... وقت بدل گیا؟ نہیں..... کچھ بھی نہیں بدلا سب کچھ تو ویسا ہی ہے۔ وقت بھی' معاشرہ بھی' لوگ بھی' ان کی سوچ بھی' ان کی ضد' ان کے رواج و روایات بھی۔ والدین چاہتے ہیں کہ علم کی عینک پہن کر ہم دنیا دیکھیں' جب ہم دیکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں تو پھر والدین کی ضد' جھوٹی انا و فضول رواجوں میں گھر کر نا صرف آنکھوں سے وہ علم کی عینک اتروادی جاتی ہے بلکہ مجبوری و قربانی کے نام کی دیا سلائی سے ان آنکھوں کو ہی پھوڑ دیا جاتا ہے تو پھر کیا فائدہ ایسی تعلیم کی روشنی کا جو لڑکیوں کی زندگی کو روشن نہ بنا سکے۔ ان کا حال و مستقبل نا سدھار سکے' ان کی آنکھوں کو اور زندگی کو روشنی عطا کرنے کے بجائے آنکھوں میں نیل کی سلائی پھیری جائے تو ایسی تعلیم نسواں لڑکیوں کے کس کام کی جس میں وہ کھل کر نہ سانس لے سکیں' نہ آزادی و اپنی خوشی سے جی سکیں بلکہ الٹا انہیں اپنی خواہشوں و خوشیوں سے دستبردار ہونا پڑے۔ اب وقت ہے بدلنے کا' آواز اٹھانے کا' ہم قدم ہو کر ساتھ چلنے کا کیونکہ ہمیں تعلیم نسواں اور اس کی ضرورت و اہمیت و افادیت کو شمع سحری نہیں بلکہ شمع عالم تاب کی مانند بنانا ہے۔

خود سے ایک مستحکم ارادہ کرتے ہوئے میں نے اپنے گھر کی ڈور بیل دی۔ گیٹ کھولنے والی بھی ایک لڑکی ہی تھی یعنی میری بہن۔ شروعات مجھے اپنے گھر سے کرنی تھی' جینے کا حق سب کو حاصل ہے اور خاص کر اپنی مرضی سے جینے کا کیونکہ زندگی ایک نعمت خداوندی ہے۔

یہ جو زندگی کی کتاب ہے
یہ کتاب بھی کیا کتاب ہے
کہیں اک حسین سا خواب ہے
کہیں جان لیوا عذاب ہے
کہیں آنسوؤں کی ہے داستاں
کہیں مسکراہٹوں کا بیاں
کئی چہرے اس میں چھپے ہوئے
اک عجیب سی یہ نقاب ہے
کہیں کھو دیا کہیں پا لیا
کہیں رو لیا تو کہیں گا لیا
کہیں چھین لیتی ہے ہر خوشی
کہیں مہرباں لاجواب ہے
کہیں چھاؤں ہے کہیں دھوپ ہے
کہیں اور ہی کوئی روپ ہے
کہیں برکتوں کی ہے بارشیں
کہیں تشنگی بے حساب ہے



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

دل لہو کرتے ہیں کس طرح سخن گوئی میں
تم بھی اسی کرب سے اک بار گزر کر دیکھو
آڑی ترچھی ہیں لکیریں کہ لہو ہے دل کا
رنگ اخلاق کا تصویر میں بھر کر دیکھو

بائیک ریسنگ اس کا شوق نہیں جنون تھا اور اس کا اندازہ کوئی بھی باخوبی ہوا سے باتیں کرتی اور ہوا کو پیچھے چھوڑتی اس کی بائیک کو دیکھ کر لگا سکتا تھا۔ اس سے پہلے نکلنے والے کہیں بہت پیچھے رہ چکے تھے اور ان کی سستی پر وہ انہیں ملامت کرتا اسی تیز رفتاری سے بائیک دوڑا رہا تھا کہ اچانک نہ جانے کہاں سے نکل کر ایک بلی سامنے آئی اور وہ جو پوری مہارت سے بائیک کو بیلنس کیے ہوئے تھا' بائیک پر سے کنٹرول ختم ہوا تو بائیک مست ہاتھی کی طرح چکرانے لگی اور اس کی لپیٹ میں جہاں چھوٹی موٹی چیزیں آئیں وہیں ایک انسانی زندگی بھی اس سے محفوظ نہ رہ سکی۔ اس کی اسپورٹس بائیک نے زد میں آنے والے کو روند ڈالا تھا اور خود اس کو بھی اچھالا تھا۔ وہ فٹ پاتھ پر لگے ٹھیلے سے ٹکرایا اور زمین پہ آ گرا تھا۔ اس کے پورے وجود سے درد کی لہر اٹھ رہی تھی مگر وہ اپنی تکلیف سے بے نیاز اس لڑکے کو دیکھ رہا تھا جو اس کے سبب یا تو زندگی کی بازی ہار رہا تھا یا ہار چکا تھا مگر اس کی آنکھوں کے سامنے چھانے والی دھند نے اسے اجازت ہی نہ دی تھی۔

❀......❀......❀

آئینہ میں نظر آتے اپنے عکس کو دیکھ کر اس کی آنکھیں بھر آئیں۔ لال جوڑا' مہندی سے سجے ہاتھ' کانوں میں آویزے' مانگ میں ٹیکا اور اس کی اماں جانی کے مطابق سب سے اہم ناک میں پہنی نازک سی نتھ' اسے یاد نہیں آیا تھا کہ اس نے زندگی میں پہلے کبھی اتنا سنگھار کیا تھا۔ کرتی بھی کیسے' زندگی میں ایسا دن بھی تو پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ آج اس کی شادی تھی۔ ایک غیر متوقع اور ان چاہا حادثہ جو اس کی زندگی میں پیش آنے جا رہا تھا۔ کل وہ اسلام آباد سے لاہور آئی تھی' اپنی اماں جانی کی منت سماجت پر کہ وہ اس کا رشتہ طے کر چکی ہیں اور آج اس کی منگنی ہے' مگر آج صبح وہ اس کے کمرے میں آئیں اور گویا اس کی سماعتوں پر بم گرایا تھا یہ بتا کر کہ آج عصر کے بعد اس کا نکاح ہے' لڑکے والوں کی طرف سے یہ گزارش کی گئی تھی مگر وہ تو گویا کچھ لمحات تک پتھر کے بت میں تبدیل ہوگئی تھی۔ گھر مہمانوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس کی بہنیں اپنے شوہروں سمیت آئی ہوئی تھیں۔ اس کی چچی تائی' کزنز' خالائیں' مومانیاں غرض کہ سب ہی رشتے دار موجود تھے۔ ایسے نکاح سے انکار کا مطلب اپنی ماں کو موت کی طرف دھکیلنے کے مترادف تھا۔ مگر اس نے پھر بھی اپنی فوراً رخصتی نہ کروانے کی بات تو ان سے منوا ہی لی تھی۔ یہ بھی غنیمت تھا۔ اور وہ سب مان بھی گئے کیونکہ شادی کے حوالے سے اس کے خیالات سے سب واقف تھے' اس کی سوچ کا پنچھی ماضی قریب کی طرف پرواز کرنے لگا تھا۔

"میں جانتا ہوں میری وجہ سے آپ کو بہت مصیبتیں برداشت کرنا پڑیں' آپ کے کردار پر انگلیاں اٹھیں' مگر میرا یقین کریں جتنی بے قصور آپ ہیں اتنا ہی بے گناہ میں بھی ہوں۔ آپ میری زندگی' میرے دل میں بہت اونچا مقام رکھتی ہیں۔ میں آپ کو اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا ہوں' کیا آپ میری زندگی کا حصہ بنیں گی؟" دروازہ بہت آہستگی سے بجا کر کھولا گیا تھا۔ وہ لمحوں میں ماضی سے حال



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

کا سفر طے کر گئی تھی۔ اس نے اپنی بڑی بہن اور اماں جانی کو اندر داخل ہوتے دیکھا تھا۔

”آپ کی یہ خواہش‘ حسرت میں تو بدل سکتی ہے لیکن حقیقت کا روپ اختیار نہیں کرے گی مسٹر ارحام آفندی......“ اس کے کانوں میں اپنی آواز گونجی تھی اور اس کی آنکھوں میں چھلکتی مایوسی بھی یاد آئی تھی۔

”بعض اوقات ہمارے کہے الفاظ سچ ہوجاتے ہیں۔ مجھے علم نہیں تھا کہ وہ قبولیت کی گھڑی ہے اور میرے کہے الفاظ کسی کو تہی دست و تہی داماں کردیں گے۔“ وہ بیڈ پر بیٹھتے ہوئے سوچ رہی تھی۔ اس کی بہن اور اماں جانی نے بتایا تھا کہ لڑکے والے آچکے ہیں اور اب مولوی صاحب کسی بھی وقت اس کی منظوری لینے آسکتے تھے۔ اس کے چہرے کو گھونگھٹ سے چھپادیا گیا اور پھر اس نے ایک بار پھر دروازہ کھلنے اور کچھ قدموں کے اندر آنے کی آواز سنی۔

مولوی صاحب نے نکاح پڑھنا شروع کیا تھا۔ وہ اس کا نام لے رہے تھے پھر اس کے بابا کا‘ حق مہر کی شرط اور اس کے بعد جو نام انہوں نے لیا تھا وہ یقیناً اس کے لیے آج کے دن کا دوسرا بڑا جھٹکا تھا۔ اسے شدید چکر آیا تھا۔ اس نے مضبوطی سے اپنی بہن کا ہاتھ تھاما تھا۔ اس کی اماں جانی نے اس کی کمر سہلا کر رضامندی دینے پر مائل کیا تھا۔ اس کی آنکھوں سے سیل رواں بہہ نکلا تھا۔

”بیٹا...... مولوی صاحب تمہاری رضا جاننا چاہتے ہیں۔“ اس کی اماں جانی نے اسے ہلکا سا ہلایا اور وہ جیسے کسی درد کے سمندر سے ابھری تھی۔ گردن ہلا کر اس نے منظوری دی تھی۔ باقی کے مراحل سلیقے سے نمٹے تھے۔ بس ایک محسوسات تھے جو برف بن گئے تھے۔ خواتین اس سے ملنے آرہی تھیں۔ مبارک سلامت کا شور چاروں طرف تھا۔ پھر اس کی کزنز اسے لال دوپٹے کے سائے تلے کمرے سے باہر لے آئی تھیں۔ اس کا ایک ایک قدم من من بھر کا ہو رہا تھا۔ دلہن کی آمد نے لاؤنج میں رنگ محفل بدل ڈالا تھا۔ وہ نشست برخاست کیے پلٹ کر اسے دیکھ رہا تھا۔ جسے یہ سفر طے کرنے میں نہ جانے کتنا وقت لگا تھا مگر اسے تو ہر پل صدی برابر ہی لگا تھا۔ اس کی آمد نے فضا میں ایک ہی سر بکھیر دیا تھا۔

عشق کا ایک ہی درد ہے
عشق معشوق کے گرد ہے
کیوں ہے بے چین یہ طبیعت
عشق ہے یا یہ درد ہے
اس طرح آج ملے ہیں سب سے
ڈھونڈتے ہیں کیا ہم ایسا جگ سے
عشق دل کے در پہ یوں آیا تھا
سو ہم نظر اتاریں!

اور وہ واقعی اپنے عشق کی نظر اتار رہا تھا۔ اسے لاکر اس کے برابر میں کھڑا کیا گیا اور کیمرہ مین نے فوراً یہ لمحہ اپنے کیمرے میں مقید کیا تھا۔ انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا گیا تھا اور وہ جس طرح کھڑے تھے اسی طرح بیٹھ گئے تھے...... اور ان کے بیٹھنے کی دیر تھی کہ فوٹو سیشن کا ایک تھکا دینے والا سلسلہ چل نکلا تھا۔ وہ صرف نگاہیں ہی نہیں گردن بھی جھکائے ہوئے تھی‘ کسی ہارے ہوئے شخص کی طرح۔ جبکہ وہ صرف اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کی سوچوں کی تشریح کررہا تھا۔ لفظوں کو ترتیب دے رہا تھا...... گویا ایک لغت ترتیب دے رہا تھا۔ ان کی ارد گرد منڈلاتے لوگوں کا رش کچھ چھٹا تھا‘ کھانا لگنے کی وجہ سے‘ اس نے کب کی جھکی گردن اٹھائی اور اس فاتح کی طرف دیکھا جو اس کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھا۔ اس کے چہرے پر وہی مسکراہٹ تھی جو اس پر نظر پڑتے ہی اس کے لبوں کا احاطہ کرتی تھی۔ نگاہوں کی چمک‘ چاند اور سورج کو بھی شرما رہی تھی آج۔ لیکن اس کے چہرے کے جامد تاثرات نے اسے مسکراہٹ سمیٹنے پر مجبور کردیا تھا۔ اس نے ایک گہرا سانس ہوا کو سونپا اور ترتیب دیئے لفظوں کو آواز کے سانچے میں ڈھالا تھا۔ آج وہ بول رہا تھا‘ اس ہستی کے سامنے جس کے روبرو آنے پر اس کے الفاظ کھو جایا کرتے تھے۔ وہ بات بھولنے لگتا تھا اور بعض اوقات تو خود کو بھی۔ وہ بول رہا تھا اور اس پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے۔ اسے علم تھا



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

کہ وہ بے وقوف بنادی گئی تھی لیکن اس حد تک اسے واقعتاً اندازہ نہ تھا۔ دکھ تاسف بے اعتباری کتنے رنگ تھے جو اس کے چہرے پر یکے بعد دیگرے ابھرے تھے۔ اس کے جو اس نے اس کا ساتھ چھوڑا اور وہ ٹوسیٹر صوفے کی پشت کی جانب ڈھلکتی چلی گئی۔ ہوش سے بیگانہ ہونے تک جو آخری احساس اس کے ذہن کے پردے پر بنا اور بگڑا تھا وہ اس کے گھر والوں کی چیخ و پکار تھی یا پھر برابر بیٹھے شخص کے وجود سے بہت آہستگی سے نکلنے والی جان تھی۔

❁......❁......❁
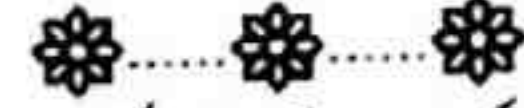
وہ مسجد سے عصر کی نماز ادا کر کے نکل رہا تھا جب اس کی نظر راستے میں بیٹھی عورت پر پڑی۔ اس نے اپنے والٹ میں سے پیسے نکال کر اس کی پھیلی ہوئی چادر پر رکھے تھے۔ اس عورت نے حیرت سے ان نوٹوں کو اور پھر لحہ بہ لحہ دور ہوتے اس شخص کو دیکھا۔ وہ ہزار ہزار کے کئی نوٹ تھے۔ اس نے اس سے کوئی خاص دعا مانگنے کے لیے بھی نہیں کہا تھا پھر بھی اس کے دل سے نکلنے والی دعا بے ساختہ تھی۔ ''یااللہ! اس شخص کو ذہنی و قلبی سکون عطا کر۔ اسے اپنی رحمت سے نواز دے آمین۔''

اپنی کار میں بیٹھتے اس کی نگاہ روڈ کے سائیڈ پر کھڑے زبیری انکل کی طرف گئی تھی۔ وہ اپنی کار کے پاس کھڑے تھے اور ان کا ڈرائیور بونٹ کھولے کار میں ہو جانے والی خرابی چیک کر رہا تھا۔ وہ فوراً اتر کر ان کی طرف بڑھا۔

''السلام علیکم! انکل۔'' اس نے پاس پہنچتے ہی بلند آواز میں سلام کیا۔ وہ چونک کر ان کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

''ارے ارحام بیٹا' وعلیکم السلام! کیسے ہو...... گھر پر سب کیسے ہیں؟'' انہوں نے اس سے مصافحہ کرتے ایک ساتھ کئی سوال کر ڈالے تھے۔

''ہم سب ٹھیک ہیں۔ آپ سنائیے کیا حال ہیں اور گاڑی خراب ہوگئی ہے کیا آپ کی؟'' اس نے جواب دیتے ہوئے ساتھ سوال بھی کیا۔

''ہاں یار بس پتا نہیں کیا مسئلہ ہوگیا ہے۔'' انہوں نے سخت بیزاری سے کہا۔

''چلیے آپ پریشان نہ ہوں میں آپ کو ڈراپ کر دیتا ہوں۔ میں اسی طرف جا رہا ہوں۔'' اس نے دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور انہوں نے محبت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔ اس کا یہی خلوص تو ان کا دل جیت چکا تھا۔ انہوں نے اثبات میں سر ہلایا...... ساتھ ہی اس کے سر پر دست شفقت دراز کیا۔

''تم واقعی چاہے جانے کے لائق ہو بیٹا۔'' انہوں نے متبسم لہجے میں کہا تو وہ بری طرح شرمندہ ہوگیا۔

''ایسی تو کوئی بات نہیں ہے' یہ بس آپ کا پیار ہے میرے لیے جو آپ سے یہ کہلوا رہا ہے۔'' اس نے بے حد احتیاط سے موڑ کاٹتے ہوئے کہا۔

''اور یہ محض تمہاری انکساری ہے جو تم سے یہ سب کہلوا رہی ہے۔'' انہوں نے بھی اس کے ہی انداز میں کہا تو وہ اپنی ہنسی ضبط نہ کر پایا۔ کچھ ہی دیر میں وہ ڈیفنس سوسائٹی میں ان کے بنگلے کے باہر کھڑے تھے۔ اس کے لاکھ منع کرنے کے باوجود وہ اسے گھر کے اندر لے گئے تھے۔ دوطرفہ گارڈن کے درمیان بنی سرخ اینٹوں کی روش پر چلتے وہ دونوں آگے پیچھے گارڈن میں داخل ہوئے تھے۔ ان کے استقبال کے لیے سب سے پہلے مہناز بیگم اٹھی تھیں۔ ارحام کو دیکھ کر ہمیشہ انہیں ایسا محسوس ہوتا جیسے ان کے وجود کا کھویا ہوا حصہ مل گیا ہو۔ انہوں نے اس کے سلام کا جواب دیتے اسے گلے لگایا اور پھر اس کے ماتھے کا بوسہ لیا۔

''بہت دن بعد آئے ہو اس دفعہ تو میں کافی دن سے تمہیں یاد کر رہی تھی کہاں تھے؟'' ان کی یہ محبت ارحام کے لیے' یمنیٰ کو ایک آنکھ نہ بھائی تھی تب ہی ایکسکیوز کرتی وہاں سے اٹھ گئی تھی۔ وہاں موجود ہر شخص اپنی جگہ شرمندہ سا ہوگیا تھا۔

''آنٹی آپ کا ارادہ کیا مجھے بنا چائے کے ٹرخانے کا ہے؟'' ارحام کا شرارتی انداز ماحول کی کثافت کو کم کر گیا تھا۔

''ارے...... یوں نہیں بیٹا' بس میں ابھی لائی۔'' وہ مسکراتی ہوئی اٹھی اور ساتھ دل میں ارادہ کیا کہ یمنیٰ کی بھی اچھی خاصی خبر لینی ہے۔ صغراں کو چائے کے ساتھ اہتمام

کرنے کا کہہ کر وہ یمنیٰ کی طرف بڑھی جو یقیناً اپنے کمرے میں بند تھی۔ اندر داخل ہوئیں۔

”یہ کیا حرکت تھی یمنیٰ! آخر تم ہمیں اس کے سامنے کتنا شرمندہ کرواؤ گی۔ اس بچے کو ذلیل کرنے کا کوئی موقع تم اپنے ہاتھ سے جانے کیوں نہیں دیتیں۔“ وہ شدید غصے میں تھیں اور وہ خاموش نگاہوں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔ انہیں بے اختیار اس پر ترس آیا تھا۔ ایک وقت تھا جب وہ خوش اخلاق اور ملنسار ہوا کرتی تھی۔ سب سے احترام سے پیش آتی تھی۔ مگر مسلسل پڑنے والے دوروں نے اس کا حال برا کردیا تھا۔ وہ آگے بڑھیں اور اس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھاما۔

”تم اس فیز سے باہر کیوں نہیں آجاتیں میری بچی۔“ وہ اسے سینے سے لگائے تھپک رہی تھیں۔

”مجھے اس سے نفرت ہے ماما جانی اور اس وقت تو مجھے وہ اور بھی برا لگتا ہے جب آپ اسے اویس کی طرح پیار کرتی ہیں۔“ وہ ان کے بازوؤں میں سسک رہی تھی اور وہ تسلی کے الفاظ ڈھونڈنے میں ناکام رہی تھیں۔ جبکہ باہر کھڑا ارحام گویا کسی دہکتی آگ میں گھر گیا تھا۔ وہ اسے منانے آیا تھا ہمیشہ کی طرح اور ایک بار پھر خالی ہاتھ لوٹ رہا تھا۔ اس در سے اسے کبھی کچھ نہیں ملنے والا تھا چاہے وہ تمام عمر بھی کھڑا رہتا اور اس نے ارادہ باندھ لیا تھا کہ تمام عمر کھڑا رہنے کا۔

ہر طرف ہیں تنگ رستے
ہر طرف ہیں تنگ رستے
ہر طرف گولائیاں
ایک سفر نے پاؤں باندھے
ان کے نیچے لکھ دیا ہے
عمر بھر پسپائیاں!

❁ ❁ ❁

وہ حسب عادت تہجد پڑھنے اٹھے تھے۔ تہجد سے فارغ ہوکر وہ کمرے سے باہر نکل آئے گوکہ یہ ان کی روٹین کا حصہ نہ تھا مگر کچھ تھا جو انہیں بے چین کررہا تھا۔ رات ارحام گھر نہیں آیا تھا اور پچھلے کچھ سالوں میں یہ پہلی بار ہوا تھا۔ ورنہ اس کی روٹین یونیورسٹی سے ایم بی اے کرنے کے بعد بڑی کڑی بندھی سی تھی۔ صبح وہ نماز سے فارغ ہوکر ان کے ساتھ ناشتہ کرتا اور پھر ان ہی کے ساتھ آفس آجاتا...... گھر میں جو وقت اسے ملتا زیادہ تر وہ اسٹوڈیو اور لائبریری میں گزارا کرتا اور اگر بہت ہوا تو اپنے دوست ابرار سے ملنے چلا جاتا پھر دونوں اکٹھے کہیں گھومنے چلے جاتے۔ اس کی تمام سوشل ایکٹویٹیز ختم ہوچکی تھیں۔ اس کے والدین اس کے بہن بھائی سب ہی لوگوں نے اسے زندگی کی طرف واپس لانے کی کوشش کی تھی مگر...... وہ ارحام کے کمرے میں داخل ہوئے اور حسب توقع وہ انہیں جائے نماز پر کھڑا گریہ وزاری میں مبتلا نظر آیا تھا۔ انہوں نے ایک گہرا سانس لیا اور دیوار کے ساتھ رکھے سنگل صوفے پر بیٹھ گئے۔ وہ جائے نماز فولڈ کرتا بیڈ پر رکھ کر ان کی طرف آگیا اور صوفے کے سامنے رکھے گلاس ٹیبل پر بیٹھ گیا۔ اس کی آنکھوں کی سرخی ہر راز کھول رہی تھی۔ کتنے لمحے خاموشی کی نذر ہوئے تھے۔ وہ بغور اسے دیکھ رہے تھے۔ نو دس سال پہلے ہونے والے اس ناخوشگوار حادثے نے ان کے عزیز از جان پوتے میں کیسی انقلابی تبدیلیاں پیدا کردی تھیں وہ ارحام تھا رحم کرنا اس کی عادت ہی نہیں فطرت بھی تھی۔ شاید اسی لیے نادانستگی میں اس کے ہاتھوں کسی کی جان چلی گئی تھی اور اس حادثے نے اسے ایک لمبا عرصہ نفسیاتی مسائل سے دوچار رکھا تھا۔ شہر کے نامور سائیکاٹرسٹ سے اس کے کئی سیشنز کروائے گئے تب کہیں جاکر اس کی حالت میں تبدیلی آئی تھی۔ وہ نفسیاتی فیز سے باہر آگیا تھا لیکن اس حادثے نے اس کی شخصیت پر گہرا اثر ڈالا تھا۔ اس کا حلقہ احباب بہت محدود ہوگیا تھا۔ تمام شوق ختم ہوگئے تھے۔ زندگی کے حوالے سے اس کا نظریہ بدل گیا تھا۔ جس وقت یہ حادثہ پیش آیا وہ اس وقت فرسٹ ایئر کا طالب علم تھا مگر اس حادثے نے اس کی سوچ کو گہرائی عطا کردی تھی۔ وہ بہت سمجھدار اور معاملہ فہم ہوگیا تھا شاید یمنیٰ کے ہر رویے کو صبر سے برداشت کرنا بھی اسی معاملہ فہمی کا نتیجہ تھا۔



WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

"تم زبیری کی طرف گئے تھے۔" وہ جانتا تھا یہ سوال نہیں تھا، اس کی حالت ان پر اسی طرح سب کچھ عیاں کردیا کرتی تھی۔

"ہوں۔" اس نے اثبات میں سر ہلاتے دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرتے خود کو نارمل کرنے کی کوشش کی تھی۔

"میں بات کروں گا زبیری سے کہ یمنیٰ کو سمجھائے۔ اگر اسی طرح چلتا رہا تو ہم جو رشتوں کو مضبوط کرنے کا سوچ رہے ہیں وہ تو بالکل ناممکن ہوجائے گا۔" ان کے لہجے میں دبا دبا غصہ تھا۔ اس نے ان کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام کر سہلانے شروع کیے تھے۔ یہ انداز تھا انہیں پرسکون کرنے کا۔

"دادو...... میں سمجھتا ہوں یمنیٰ کا جو بھی رویہ میری ساتھ رہا ہے، ہمیشہ وہ درست ہے، میری وجہ سے اس نے اپنے بھائی کو کھویا اور بھائی بھی وہ جسے دیکھ کر اس کے دن رات گزرا کرتے تھے۔ جس کی موت نے اسے پاگل کردیا تھا۔ دادو وہ اس کا جڑواں بھائی تھا، جس وقت وہ حادثہ ہوا وہ فون پہ اس سے بات کررہی تھی۔ اس کی مسکراہٹوں سے درد اور درد سے موت کی کراہوں تک کو اس لمحے اس نے سنا تھا۔ وہ آوازیں اس کے لیے کبھی نہ ختم ہونے والا کرب لائی تھیں دادو اور ان کا سبب میں تھا۔ پھر اگر وہ مجھے اگنور کرتی ہے یا مجھ سے نفرت کرتی ہے تو پھر بھی یہ کم ہے۔ میں نے توقع کی تھی کہ وہ لوگ مجھے سزا دیں گے مگر انہوں نے مجھے معاف کرکے میرے ضمیر پر جو بوجھ ڈالا اس کا بار میں آج تک اٹھا رہا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اگر ان سب نے مجھے معاف کردیا ہے تو کم از کم یمنیٰ مجھے ایسی سزا ضرور دے جو مجھے میرے گناہ کے موافق لگے۔ مجھے اس سے کوئی شکایت نہیں ہے دادو۔ میں اپنے آپ کو شکایت کرنے کے قابل سمجھتا بھی نہیں ہوں۔" ایک طویل مکالمے کے بعد وہ چپ ہوگیا اور وہ سوچ رہے تھے کہ اس نے ہمیشہ ہی اپنے نام کی لاج رکھی تھی۔ اس حادثے کے پندرہ دن بعد جب وہ ہاسپٹل سے گھر واپس آیا تھا تو اس نے سب سے پہلے اس خاندان سے ملنے کی ضد کی تھی جس کا چشم و چراغ خود اس کی وجہ سے بجھا تھا اور شیخ ہاؤس آکر اس نے ایک ایک سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی تھی اور معافی میں بھی وہ ان سے سزا تجویز کرنے کو کہہ رہا تھا مگر وہ لوگ اس کے لیے کوئی سزا تجویز نہ کرپائے تھے کیونکہ وہ ان کے بیٹے کا ہم عمر ہی تھا۔ البتہ اسے دیکھ کر یمنیٰ کو ڈپریشن کا شدید دورہ پڑا تھا۔ اس نے بنا رکے اسے کئی تھپڑ مارے تھے۔ بڑی مشکل سے اسے اندر لے جایا گیا تھا، جیسے جیسے وقت نے آگے کی طرف قدم بڑھائے تھے دونوں گھرانوں میں تعلقات بہتر ہوگئے تھے اور ان کی کوئی بھی دعوتیں ایک دوسرے کے بغیر مکمل تصور نہ ہوتی تھیں، لیکن اس کے باوجود یمنیٰ اور ارحام کے درمیان ایک سرد جنگ تھی جو کہ یمنیٰ کی خود ساختہ تھی۔

"ہوں شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن ارحام ایسا کب تک چلے گا۔ زبیری تمہیں اپنا داماد بنانے کا خواہاں ہے پر جب تک یمنیٰ کا رویہ نہیں بدلے گا ہم کیسے تمہیں اس آگ میں دھکیل سکتے ہیں۔" وہ حقیقتاً اس کے لیے پریشان تھے۔

"اول تو شادی میری ترجیحات میں کہیں بھی نہیں ہے دادو میں فی الحال کچھ اور لائف پلانگز رکھتا ہوں۔" اس نے دائیں ہاتھ سے ان کا ہاتھ تھامے بائیں ہاتھ سے اپنی آنکھیں دبائی تھیں۔ دن بھر کی تھکن اور مسلسل سجدے میں رونے کے سبب اس کی آنکھیں جل رہی تھیں۔

"ارحام اگر یمنیٰ نہ مانی تو پھر؟" ان کا انداز پرسوچ تھا۔

"دادو...... بس بھی کریں۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ انہوں نے اسے واپس بٹھایا۔

"کیا تم خود کسی میں دلچسپی رکھتے ہو؟" ان کی اس بات پر پہلے اس کی آنکھیں پھیلی پھر ایک قہقہہ اس کے حلق سے برآمد ہوا...... انہوں نے خفا نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔

"میں نے لطیفہ نہیں سنایا......" وہ روٹھے لہجے میں بولے۔

"لیکن یہ بات بذات خود ایک لطیفہ ہے کہ عالم آفندی



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

اپنے اس پوتے سے اس کی کسی لڑکی میں دلچسپی دریافت کر رہے ہیں جسے ایک عرصے سے وہ باور کراتے آرہے ہیں کہ اس کی زندگی میں صرف ایک ہی لڑکی آسکتی ہے اور وہ یمنیٰ زبیری کے علاوہ کوئی نہیں۔" وہ اب ہنس نہیں رہا تھا بلکہ بہت سنجیدہ تھا۔ انہوں نے اپنے آپ کو کچھ شرمندہ سا محسوس کیا۔ وہ غلط تو نہیں کہہ رہا تھا۔ وہ صدق دل سے یہ چاہتے تھے مگر پچھلے کچھ عرصے سے وہ محسوس کر رہے تھے کہ ارحام کے لیے یمنیٰ کا رویہ کبھی نہیں بدلے گا اور ایسے میں ان کی شادی کا ہوجانا بیک وقت دونوں کو جہنم میں جھونک دینے کے مترادف تھا۔

"ہاں میں جانتا ہوں میں نے ہمیشہ تمہیں یہی کہا ہے لیکن میں سوچتا تھا کہ وقت کے ساتھ یمنیٰ سمجھ جائے گی مگر وہ تو......"

"پلیز داود...... اب اس ٹاپک کو تبدیل کریں۔ میرے خیال میں فجر کی اذان ہو رہی ہے۔ ہمیں مسجد چلنا چاہیے۔" وہ قطعیت سے کہتا اٹھ کھڑا ہوا اور وہ اندازہ لگانے کی کوشش کرنے لگے کہ وہ یمنیٰ کے معاملے میں کتنا سنجیدہ ہے۔

❀......❀......❀

نجوم کہیں چاندنی کے دامن میں
کسی کا حسن ہے مصروفِ انتظار ابھی
کہیں خیال کے آباد کردہ گلشن میں
ہے ایک گل کہ ہے ناواقفِ بہار ابھی

شعر خود جتنا خوب صورت تھا' اس کی ادائیگی اس سے بھی بڑھ کر تھی۔ وہ جو ریسپشن پر کسی کو نا موجود پا کر آگے بڑھنے کا سوچ رہا تھا' بے اختیار ہی اپنی سوچ پر عمل کر بیٹھا تھا۔ وہ اس وقت لاہور سول سروسز اکیڈمی میں کھڑا تھا اور جب وہ اس کمرے میں پہنچا جہاں سے اسے آواز آئی تھی تو وہاں اسے ایک لڑکی نظر آئی وہ ٹیبل پر بیٹھی ہوئی تھی۔ ایک کتاب اس کے چہرے کے سامنے کھلی ہوئی تھی' کچھ اس طرح کہ اس کتاب کے پار صرف اس کی آنکھیں نظر آرہی تھیں' گہری آنکھیں' جیسے اپنے اندر بہت سے راز سمیٹے ہوئے۔ اس کے ذہن میں بے اختیار ہی ایک شعر ابھرا۔

ان کی آنکھوں کو کبھی غور سے دیکھا ہے فراز
جاگنے والوں کی طرح سونے والوں جیسی

وہ چونک کر متوجہ ہوئی اور دھم سے ٹیبل سے اتری تھی۔ اس طرح اترنے سے اس کی گھیر دار فراک گھوم کر رہ گئی تھی۔ چہرے کے سامنے سے کتاب ہٹ چکی تھی۔ وہ گندمی رنگت کی لڑکی تھی کھڑی ناک میں پتلی سی چھوٹی سی بالی پڑی تھی' جو اس کے چہرے کو ایک پراسرار سا نور بخش رہی تھی۔ اس کا دہانہ چھوٹا سا اور ہونٹ نہ بہت موٹے تھے نہ ہی پتلے۔ وہ پنک اور وائٹ کنٹراس کے چوڑی دار پائجامہ اور فراک میں ملبوس تھی۔ شانوں پر ڈوپٹے کو اس انداز میں پھیلایا تھا کہ اس کے وجود کا آدھا حصہ اس میں گم تھا اور سر پر اس نے بلیک کلر کا اسکارف باندھا ہوا تھا اور پاؤں میں براؤن کلر کے کھسے پہنے ہوئے تھے۔ اس کی نگاہیں پاؤں سے اٹھ کر ایک بار پھر اس کے چہرے پر آئی تھیں۔ مگر اس کے چہرے پر پھیلے ناگواریت سے بھرپور تاثر نے نا صرف اسے محتاط کیا تھا بلکہ وہ اپنی جگہ شرمندہ بھی ہوگیا تھا۔

"آپ کو جس کسی سے بھی ملنا ہے ریسپشن پر انتظار کیجیے۔" اس نے اپنے لہجے میں تمام تر ناگواریت سمو کر کہا۔ اس پر گھڑوں پانی پڑ گیا تھا' وہ بنا کچھ کہے مڑا اور ایک لمحہ بھی وہاں نہیں رکا تھا۔ سیدھا باہر نکل آیا۔ اسے اب خود پر غصہ آرہا تھا' اپنی اس غیر مناسب حرکت پر۔

"بھلا کیا یہ دنیا کی پہلی لڑکی تھی ارحام؟" اس نے دانت پر دانت جمائے تھے۔ "حد ہوگئی تم تو اسے ایسے دیکھ رہے تھے جیسے اس پر کوئی تجزیاتی رپورٹ تیار کرنی ہو۔" اس نے سر جھٹکتے ہوئے سوچا۔

"کوئی بات نہیں ہوجاتا ہے ایسے' تم بھی انسان ہو اور وہ بھی لڑکوں کی برادری سے تعلق رکھتے ہو۔" اپنی بات پر وہ خود ہی محظوظ سے انداز میں مسکرایا۔ "ویسے ایک بات تو ہے' اتنا پاکیزہ چہرہ شاید میں نے کبھی پہلے نہیں دیکھا۔ کتنی بے ریائی اور معصومیت تھی اس کے چہرے پر۔" وہ مسرور سے

انداز میں مسکرایا۔

''تم کب سے بے ریا اور معصوم چہروں پر غور کرنے لگے ارحام آفندی...... تم تو خود کو وَن وومن مین کہتے ہو تو پھر کوئی اور تمہاری توجہ اپنی جانب کیسے مبذول کرا سکتی ہے۔ تمہارے دل و دماغ پر تو ایک ہی لڑکی کا راج ہے جسے یمنیٰ زبیری کہتے ہیں۔'' اس کے اندر سے کوئی بولا اور اس کے اندر ایک دم سناٹے سے اترتے چلے گئے۔ وہ اس حقیقت سے کبھی انحراف کر ہی نہیں سکتا تھا۔

❀......❀......❀

''ابرار کی شادی کا کارڈ آیا ہے۔'' وہ بڑے شوق سے رامین، حمزہ اور اسامہ کے لیے پزا تیار کر رہی تھی لمحہ بھر کو تھم گئی تھی۔

''اوہ...... تو بالآخر یہ دن آ ہی گیا۔'' اس کے لبوں پر ایک زخمی سی مسکراہٹ ابھری۔

''مبارک ہو امی آپ کو...... بالآخر آپ کے بھانجے میں کے سن میں پہنچ کر شادی کے لیے ہاں کہہ ہی دی۔'' اس کے لہجے کی چبھن کو انہوں نے پوری طرح محسوس کیا تھا۔

''کل ثریا آپا آئی تھیں کارڈ دینے، تمہارا بھی پوچھ رہی تھیں۔'' ان کا لہجہ خود بخود مدھم ہوا تھا۔

''یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ امی...... ! آپ کی بہن میرا پوچھ رہی تھیں۔ میرا نام ان کی زبان پر کیسے آ گیا۔ وہ تو میرا ذکر بھی گناہ کے کھاتے میں ڈالا کرتی تھیں۔'' آج تو وہ بری طرح سے پھٹ پڑی تھی۔

''حریم...... کیا پاگل پن ہے یہ، کیوں تماشہ بنا رہی ہو اتنی سی بات کا۔'' وہ اس کے یہ انداز دیکھ کر گویا سہم گئی تھیں۔

''میں تماشہ لگا رہی ہوں امی...... نہیں ہرگز نہیں...... تماشہ تو انہوں نے لگایا ہے میرا۔ پہلے پورے خاندان میں مجھے اپنی بہو مشہور کر کے اور اب اپنے بیٹے کی شادی کر کے...... ابوجی زندہ تھے تو ان کا منہ میرا ذکر کرتے نہ تھکتا تھا کیونکہ انہیں پتا تھا جہیز میں وہ جو مانگیں گی انہیں بلا تامل دیا جائے گا مگر ابوجی کے چلے جانے کے بعد انہیں یہ آس ختم ہوتی نظر آئی اور انہوں نے کبھی پلٹ کر اس رشتے کا ذکر بھی نہ کیا، جس کے گن پورے خاندان میں گایا کرتی تھیں۔ الٹا میرے کردار پر انگلیاں اٹھائیں تاکہ یہ رشتہ کسی نہ کسی طرح ختم ہو اور آپ کا بھانجا اس نے تو ماں کے آگے گونگے کا گڑھ کھالیا ہے۔'' آخر میں اس کی آواز رندھ گئی تھی۔

''حریم......'' انہوں نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا۔

بہت دیر آنسو بہانے کے بعد وہ ان سے الگ ہوئی۔ وہ جانتی تھیں کہ اسے دکھ اس رشتے کے ختم ہونے کا نہیں بلکہ اپنے کردار پر اٹھنے والی انگلیوں کا تھا جو ثریا بیگم کے پھیلائے شر سے اس کی جانب اٹھی تھیں۔ وہ اپنے دل کی بھڑاس نکال کر ایک بار پھر اپنے کام میں مصروف تھی۔

سنت نگر کے اس دو منزلہ گھر میں افراد ہی کتنے تھے اب۔ دو بڑی بہنوں کی شادی اور ابوجی کی وفات کے بعد اس کی اماں جانی، وہ خود، رامین، حمزہ اور اسامہ تھے۔ وہ خود ماسٹرز کے بعد صبح کے اوقات میں سول سروسز اکیڈمی جایا کرتی تھی۔ مسابقتی امتحانات کی تیاری کے لیے جہاں سے اس کی واپسی شام پانچ بجے ہوتی۔ رامین پرائیویٹ بی اے کے بعد ایک اسکول میں جاب کر رہی تھی۔ دونوں بہنیں شام میں ٹیوشن پڑھایا کرتیں۔ ان کے آڑے وقتوں میں ان کے محلے والوں نے ان کا بڑا ساتھ دیا تھا۔ علاقے کے سارے بچے ان کے پاس ہی ٹیوشن پڑھا کرتے تھے۔ گھر کی اوپری منزل کرائے پر دی ہوئی تھی جہاں سے ایک معقول کرایہ موصول ہوتا تھا۔ حمزہ کالج میں جبکہ اسامہ نویں جماعت کا طالب علم تھا۔ دونوں ہی پڑھائی کے معاملے میں بہت سنجیدہ تھے۔ اگر دوسرے معنوں میں کہا جاتا تو وہ ایک اچھی زندگی گزار رہے تھے۔ ابوجی کی وفات کے بعد جو تھوڑی بہت مشکلات آئی تھیں وہ بھی اب ختم ہو گئی تھیں۔ کچھ ہی عرصے میں رامین کی شادی متوقع تھی۔ اپنے لیے آنے والے کتنے ہی رشتوں کو وہ منع کر چکی تھی۔ نہ جانے اس نے اپنے لیے کیا سوچ رکھا تھا۔ وہ بعض اوقات اس کے بارے میں سوچتیں تو ان کا دل ہولنے لگتا کہ کیا وہ ساری زندگی ایسے ہی گزار دینا چاہتی ہے اکیلے۔

❀......❀......❀

”حریم.....“ وہ جو تکیے کو پشت کے پیچھے لگائے سینے پر کتاب رکھے نیم دراز حالت میں نہ جانے کن سوچوں میں محو پرواز تھی اس آواز پر پورے جی جان سے کانپ گئی تھی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے دھندسی چھا گئی تھی۔ وہ چاہ کر بھی اس شخص کو نہیں دیکھ پا رہی تھی۔

”کیا میں اندر آسکتا ہوں۔“ وہ دروازے پر کھڑا اس کمرے کے دروازے پر جس میں وہ ہزار ہا بار آچکا تھا۔ یہ کمرہ حریم اور رامین کا مشترکہ کمرہ تھا۔ جہاں زیادہ تر وقت حریم کا ہی گزرا کرتا تھا۔ اس کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر جوتے اتارتا اندر آگیا اور ایک فلور کشن کھینچ کر اس کے سامنے بیٹھ گیا تھا۔ اس کے یوں بیٹھنے پر وہ گویا ہوش میں آئی اور سامان سمیٹ کر اٹھنے لگی۔

”حریم میں تم سے بات کرنے آیا ہوں‘ کچھ دیر سکون سے بیٹھ کر میری بات سنو۔ معاملات اتنے اور اس قدر الجھ گئے کہ.....“

”مجھے نہ تو آپ سے کوئی بات کرنی ہے نہ ہی آپ کی مشکلات کی کوئی روداد سننی ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ نے فیصلہ کیا آپ نے اس کے آگے سر جھکا دیا‘ بہت اچھا کیا۔ بات یہیں ختم ہو جاتی ہے مسٹر ابرار رضوی۔“ اس کا لہجہ طنز سے پر تھا۔

”پلیز حریم ایک بار میری بات تو سن لو پھر جو کہنا ہو کہہ لینا۔“ اس کا لہجہ التجائیہ تھا۔ وہ کچھ ثانیے اسے دیکھتی رہی پھر واپس اپنی جگہ پر بیٹھ گئی۔ جو بھی تھا اس کا کبھی اس شخص سے ایک رشتہ رہا تھا‘ دلی وابستگی رہی تھی۔ خواب دیکھے تھے اس شخص کے ساتھ کے۔ اب سب کچھ ایک دم ختم ہو رہا تھا تو گویا وہ خود بھی ختم ہوتی جا رہی تھی۔

”اگر تم یہ سوچ رہی ہو کہ امی کے فیصلے میں میری رضا و مرضی شامل ہے تو تم غلط سوچ رہی ہو۔ تمہیں پتا ہے ناں میں بنکاک گیا ہوا تھا‘ کچھ عرصے کے لیے اسی دوران امی نے یہ سب کچھ ارینج کردیا‘ میں جب واپس آیا تو وہ یہ سب طے کیے ہوئے تھیں۔ میں نے انہیں بہت سمجھایا لیکن.....“

”میں یقین رکھتی ہوں کہ آپ جو کہہ رہے ہیں وہی سچ ہے‘ لیکن آپ کی والدہ محترمہ نے میرے حوالے سے جو باتیں کی تھیں کہ میں لڑکوں کے ساتھ گھومتی پھرتی ہوں‘ صبح گھر سے نکلتی ہوں تو آوارہ گردی کرکے شام کو گھر آتی ہوں.....“ بولتے بولتے اس کی آواز لڑکھڑائی تھی۔ تبھی اس نے بولنے کے لیے لب کھولے تھے جب حریم نے ہاتھ اٹھا کر اسے کچھ بھی کہنے سے روکا۔

”آپ نے یہ سب باتیں پچھلے دو تین سالوں میں سنیں لیکن آپ نے ایک بار بھی ان کی تردید کرنے کی کوشش نہیں کی۔ آپ نے ایک بار بھی خالہ جان سے یہ نہیں کہا کہ وہ غلط ہیں اور آپ کے اسی رویے نے انہیں ایسا انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور کیا۔“ وہ آنسوؤں کو اپنے اندر دھکیلتے اپنی آواز کو مستحکم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

”ہاں تم ٹھیک کہہ رہی ہو کہ ایسا ہوا‘ لیکن میں صرف یہ سب باتیں اس لیے نظر انداز کرتا رہا کیونکہ مجھے لگا تھا کہ میرے بولنے سے وہ اور زیادہ تمہارے خلاف باتیں کریں گی اور شاید یہی میری غلطی تھی۔“ وہ کچھ نادم سا ہوا‘ کمرے میں کچھ دیر خاموشی چھائی رہی پھر وہ بہت مضبوط لہجے میں مخاطب ہوئی۔

”مگر میں آپ کی اس بات پر یقین کر بھی لوں تو پھر یہ بتایئے کہ آپ نے پچھلے دو سالوں میں تو کبھی اس بات کا ذکر بھی نہیں کیا۔ آپ کے کسی بھی رویے سے یہ ظاہر نہیں ہوا کہ آپ کو اپنی والدہ کی بات پر یقین نہیں ہے بلکہ الٹا آپ نے ہمارے گھر آنا جانا کم کردیا یہاں تک کہ عید تہوار پر بھی صرف کھڑے کھڑے سلام کرنے آتے..... تو حقیقت یہ ہے مسٹر ابرار رضوی‘ کہ آپ نے اپنی والدہ کی باتوں کو غلط سمجھا ہی نہیں تھا‘ آپ کے مطابق وہ ٹھیک ہی تھیں اسی لیے آپ نے ہم لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کرلی۔“ اس کا لہجہ یقین سے پر تھا۔

”شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو‘ جب پانی کا ایک قطرہ مسلسل ایک پتھر پر گرتا رہے تو پتھر میں سوراخ کردیتا ہے تو پھر میرا دل کیسے مسلسل کہی جانے والی ایک ہی بات سے محفوظ رہ

سکتا تھا اور پھر میں نے خود بھی تمہیں ایک دوبار ایک لڑکے کے ساتھ دیکھا تھا' تو مجھے امی کی کچھ کچھ باتوں پر یقین آنے لگا۔" اس کی آواز آہستہ آہستہ مدھم ہوئی جبکہ وہ مان گئی تھی کہ کچھ انسانوں کے دل واقعی پتھر کے ہوتے ہیں جو شک کا پانی گرنے سے یقین کی مضبوطی کھو بیٹھتے ہیں۔

"تو پھر آپ یہاں کیا لینے آئے ہیں۔ ایک کمزور کردار کی لڑکی کے پاس......؟" اس نے چاہا کہ وہ اپنے چہرے سے آخری نقاب بھی اتار پھینکے۔

"میں تم سے معافی مانگنے' اپنے اور امی کے ہر رویے کی طرف سے کیونکہ اب میں ایک نئی زندگی کی شروعات کرنے جارہا ہوں اور میں نہیں چاہتا کہ کسی کی آہیں میری آنے والی زندگی پر اثر انداز ہوں۔" وہ ٹھہر ٹھہر کر اپنی بات مکمل کررہا تھا اور سامنے بیٹھی اس لڑکی نے جانا تھا کہ زندگی میں غلط ہونا خطرناک نہیں ہوتا لیکن خوش فہم ہونا ضرور جان لیوا ہوتا ہے۔

"میں نے آپ کو معاف کیا۔" وہ میکانکی انداز میں کہتی وہاں سے نکل گئی تھی۔ اس نے جان لیا تھا کہ پرخلوص چہرے دھوکہ دیتے ہیں اور اب زندگی میں کبھی بھی وہ یہ دھوکہ دوبارہ نہیں کھانا چاہتی تھی۔

❀......❀......❀

اس کی پینسل بہت تیزی سے سادہ کاغذ پر چل رہی تھی۔ کچھ تھا جو کاغذ پر واضح ہورہا تھا۔ وہ محض دو گھنٹے ہی سویا تھا پھر نہ جانے کس احساس کے تحت اس کی آنکھ کھلی تھی اور وہ بنا کچھ سوچے سمجھے کاغذ پینسل لے کر طبع آزمائی کرنے لگا تھا۔ اپنے اسکول کے زمانے سے اس کی ڈرائنگ بہت اچھی رہی تھی اور گزرتے وقت کے ساتھ اس کا یہ شوق باقاعدہ پیشہ بن گیا تھا' ملکی سطح پر اس کی بہت سی پینٹنگز کی ایگزیبیشن ہوچکی تھیں۔ بہت سے لوگ اسے ایک مصور کے طور پر جانتے تھے۔ وہ ادھورا عکس مکمل ہوچکا تھا۔ وہ اپنے بیڈ سے اٹھا اور اپنے کمرے سے منسلک اپنے اسٹوڈیو میں آگیا' جہاں بہت سی پینٹنگز مکمل اور کچھ آخری مراحل میں تھیں۔ اس نے اسٹوڈیو کی لائٹ آن کی اور اسٹوڈیو میں لگے ایک بڑے بورڈ کی طرف آگیا جو نوٹس بورڈ کی طرح کا تھا اور دیوار پر کلپس کی مدد سے ٹنگا ہوا تھا۔ اس نے سائیڈ پر رکھی پنز اٹھائیں اور اس تصویر کو اس بورڈ پر چسپاں کردیا۔ اس بورڈ پر وہ اکثر ان تصویروں کو لگایا کرتا تھا جن پر اسے مزید کام کرنا ہوتا اور شاید یہ تصویر بھی ان تصویروں میں سے ایک تھی۔ اب وہ دونوں ہاتھ سینے پر باندھے غور سے اس تصویر کو دیکھ رہا تھا۔

"یار تمہیں اتنی رات کو بھی چین نہیں...... حد کردی بھئی اس وقت بھی بھٹکی روح کی طرح جاگ رہے ہو۔" اپنے پیچھے ابھرنے والی رضی کی آواز پر وہ چونک کر پلٹا جو نائٹ ڈریس میں اس وقت یقیناً کچی نیند سے جاگا تھا۔

"ہوں...... بس وہ تصویر بنا رہا تھا' تم بتاؤ تم یہاں کیا کررہے ہو؟" وہ اس کی طرف متوجہ ہوا پھر دوبارہ سے اس پینٹنگ کو دیکھنے لگا۔

"واؤ واٹ اے بیوٹی فل آئز۔" وہ اسے ہٹاتا خود اس تصویر کے سامنے کھڑا ہوگیا۔

"کون ہے یہ برادر...... میری ہونے والی بھابی تو نہیں ہے کہیں؟" اس نے بھرپور شرارت سے اسے دیکھا۔

"رضی......" ارحام کا انداز وارننگ لیے ہوئے تھا ساتھ ہی وہ اسے گھور بھی رہا تھا۔

"اچھا...... اچھا بھئی' ایک تو تمہاری آنکھیں ہی بہت ہیں صحیح سلامت بندے کو قتل کرنے کے لیے...... میں تو بس ویسے ہی پوچھ رہا تھا کیونکہ تمہاری پینٹنگز میں زیادہ تر قدرتی مناظر ہوتے ہیں' کوئی دیہاتی زندگی کا منظر ہوتا ہے یا پھر اللہ کے نام' کبھی میں نے تمہاری پینٹنگز میں انسانی اشکال نہیں دیکھیں۔ اسی لیے پوچھا۔" وہ منہ بسور کر بولتا اسے بڑا اچھا لگا۔ نام تو اس کا علی رضا تھا' مگر گھر میں سب سے چھوٹا ہونے کی وجہ سے سب اسے پیار سے رضی بولا کرتے تھے۔ وہ ارحام سے چار سال چھوٹا تھا مگر اس کی حرکتیں ارحام سے دس سال بڑی تھیں۔ ارحام کے لبوں پر پھیلی مسکراہٹ نے اسے پھر پٹری سے اتارا تھا۔

"ویسے ہے کون...... تم جیسے بدذوق انسان کو کہاں مل



WWW.URDUSOFTBOOKS.COM
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS

گئی؟" وہ پھر پھیلا۔
"تمہیں لگتا ہے میں بدذوق ہوں؟" وہ ایک ہاتھ کمر پر دھرے دوسرے ہاتھ کی شہادت کی انگلی سینے پر رکھے اس سے پوچھ رہا تھا۔

"جس کا ذوق یمنیٰ ہو میری نظر میں کم از کم وہ بدذوق ہی ہے۔" اس نے ایک شان بے نیازی سے کہا تو ارحام کے انداز یک دم ہی بدلے تھے۔ وہ جواب تک اس کی بات کو مذاق کے زمرے میں لے رہا تھا فوراً سنجیدہ ہوا۔

"شٹ اپ رضی...... تم لمٹس کراس کررہے ہو۔" وہ ناگواریت سے کہتا اسٹوڈیو سے باہر آ گیا۔

"یہ تو تم سمجھ رہے ہو کہ میں غلط کہہ رہا ہوں، ورنہ سب کو ہی پتا ہے اس کے بارے میں۔" وہ بھی اس کے پیچھے باہر آیا۔

"کیا پتا ہے سب کو؟" وہ اب اسے گھور کر دیکھ رہا تھا۔ اس نے یمنیٰ کو دادو کے علاوہ کبھی کسی سے ڈسکس نہیں کیا تھا یہاں تک کہ مما پاپا سے بھی نہیں۔ اب رضی کی یہ باتیں اسے زہر میں بجھے تیروں کی مانند لگ رہی تھیں۔

"یہی کہ وہ تمہیں شدید ناپسند کرتی ہے اور یہ بھی کہ تم اس سے شادی کرنا چاہتے ہو کیونکہ تم خود کو اس بات کا ذمہ دار سمجھتے ہو کہ اس کو جو نفسیاتی دورے پڑتے ہیں جن کے سبب اس کے بہت سے رشتے ٹوٹ گئے۔ تم نے اب اپنے اندر یہ سوچ بٹھالی کہ یہ سب تمہاری وجہ سے ہورہا ہے...... جبکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ سب خود اس کی اپنی وجہ سے ہورہا ہے، تم احساس ندامت پر محبت کا لیبل لگا کر گھوم رہے ہو۔ تم خود کو سزاوار سمجھتے ہو اس لیے چاہتے ہو کہ یمنیٰ تمہاری زندگی میں شامل ہوکر تمہیں ایک ختم نہ ہونے والی سزا دے۔ جبکہ تم اپنے حصے کی بہت سزا کاٹ چکے ہو۔" وہ آج اپنے دل کی بھڑاس نکال رہا تھا۔

"اور کچھ کہنا ہے تمہیں؟" وہ بیڈ کے کنارے پر بیٹھا۔

"کہنا تو اور بھی بہت کچھ چاہتا ہوں مگر کیا تم سن سکو گے؟" اس کا لہجہ طنز میں ڈوبا ہوا تھا۔

"تم بھول رہے ہو رضی! کہ تم مجھ سے چھوٹے ہو اور یمنیٰ کا معاملہ میرا انتہائی ذاتی معاملہ ہے جس میں...... میں کوئی مداخلت برداشت نہیں کروں گا۔" اس کا انداز قطعیت سے بھرپور تھا۔

"کاش کہ میں تم سے بڑا ہوتا ارحام تو میں تمہیں کبھی یوں اپنی زندگی تباہ نہ کرنے دیتا۔ خیر شاید تم سے اس موضوع پر بات کرنا ہی فضول ہے، میں تمہیں یہ بتانے آیا تھا کہ پاپا کی کال آئی تھی۔ انہیں ایک کیس کے سلسلے میں اسلام آباد جانا پڑ گیا ہے تو وہ کہہ رہے تھے کہ ان کی کل جو بھی میٹنگز ہیں وہ تم ہینڈل کرلینا۔" وہ کہہ کر پلٹنے لگا تھا جب وہ بولا۔

"پاپا نے مجھے کیوں کال نہیں کی؟"

"تمہیں اپنے موبائل کا ہوش ہے؟" وہ ایک اور طنز کرکے کمرے سے باہر نکل گیا...... جب اس نے بیڈ کے سرہانے رکھے موبائل کو اٹھا کر دیکھا تو پاپا کی کئی مسز کالز تھیں۔ وہ اپنی بے خبری پر کڑھ کر رہ گیا۔ وہ شاید واقعی اس پینٹنگ کو بنانے میں اتنا محو تھا کہ موبائل کی وائبریشن بھی نہ سن سکا۔ اس نے غصے سے موبائل واپس پٹخا اور اپنا سر تھام کر بیٹھ گیا۔

❀......❀......❀

"آئی ایم سوری۔" وہ صبح آفس کے لیے تیار ہورہا تھا جب وہ اس کے کمرے میں آیا۔ ارحام نے بڑے غور سے آئینے میں نظر آتے اس کے عکس کو دیکھا پھر مسکرا کر اس کی طرف پلٹا۔

"اٹس اوکے یار...... تمہیں ایکسکیوز کرنے کی ضرورت نہیں۔" ارحام نے اس کے کندھے تھامتے کہا اور وہ مسکرا کر اس کے گلے لگ گیا۔

"آپ کے لیے ایک گڈ نیوز ہے۔ مما، بگ بی اور ان کی فیملی اگلے ہفتے لندن سے واپس آرہے ہیں۔" رضی نے ارحام سے الگ ہوتے کہا۔

"اور ریئلی......! دیٹس آ گریٹ نیوز۔" وہ پرجوش ہوا۔ اس کے دونوں بڑے بھائی لندن اور کینیڈا میں مقیم تھے اپنی اپنی فیملیز کے ساتھ۔ ابھی دو ماہ پہلے اپنے بڑے
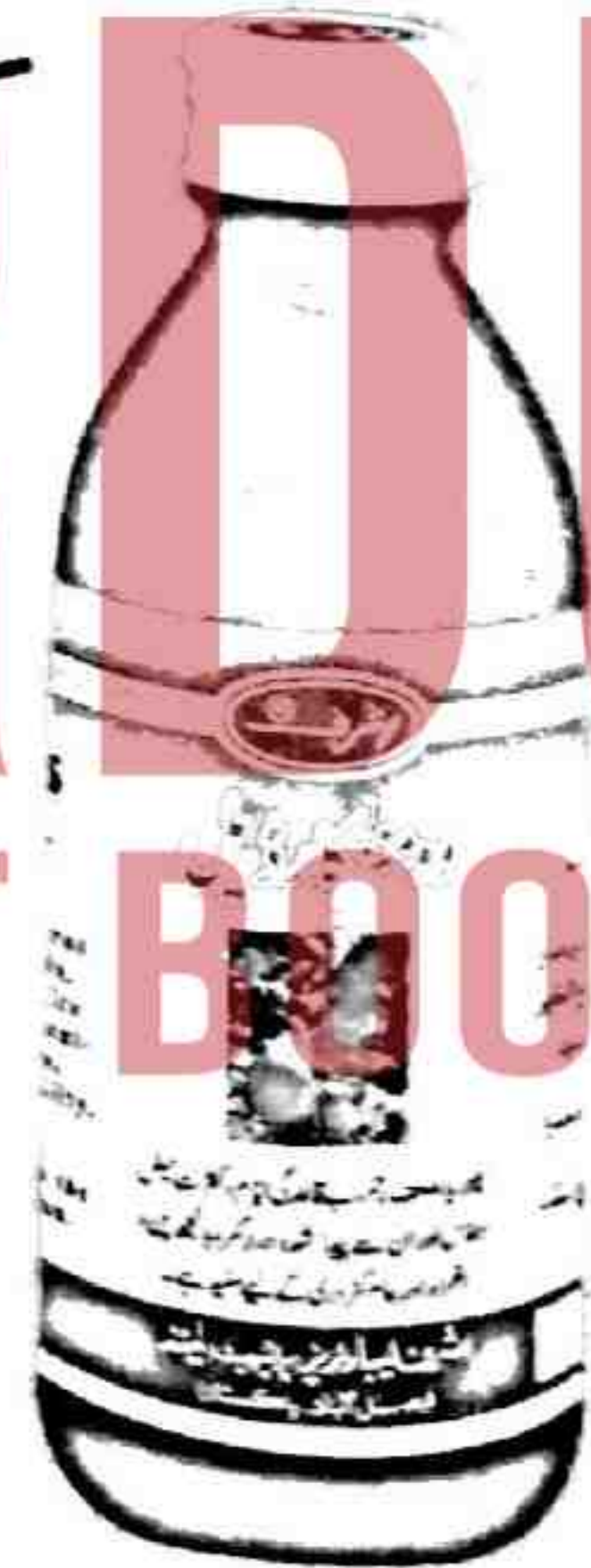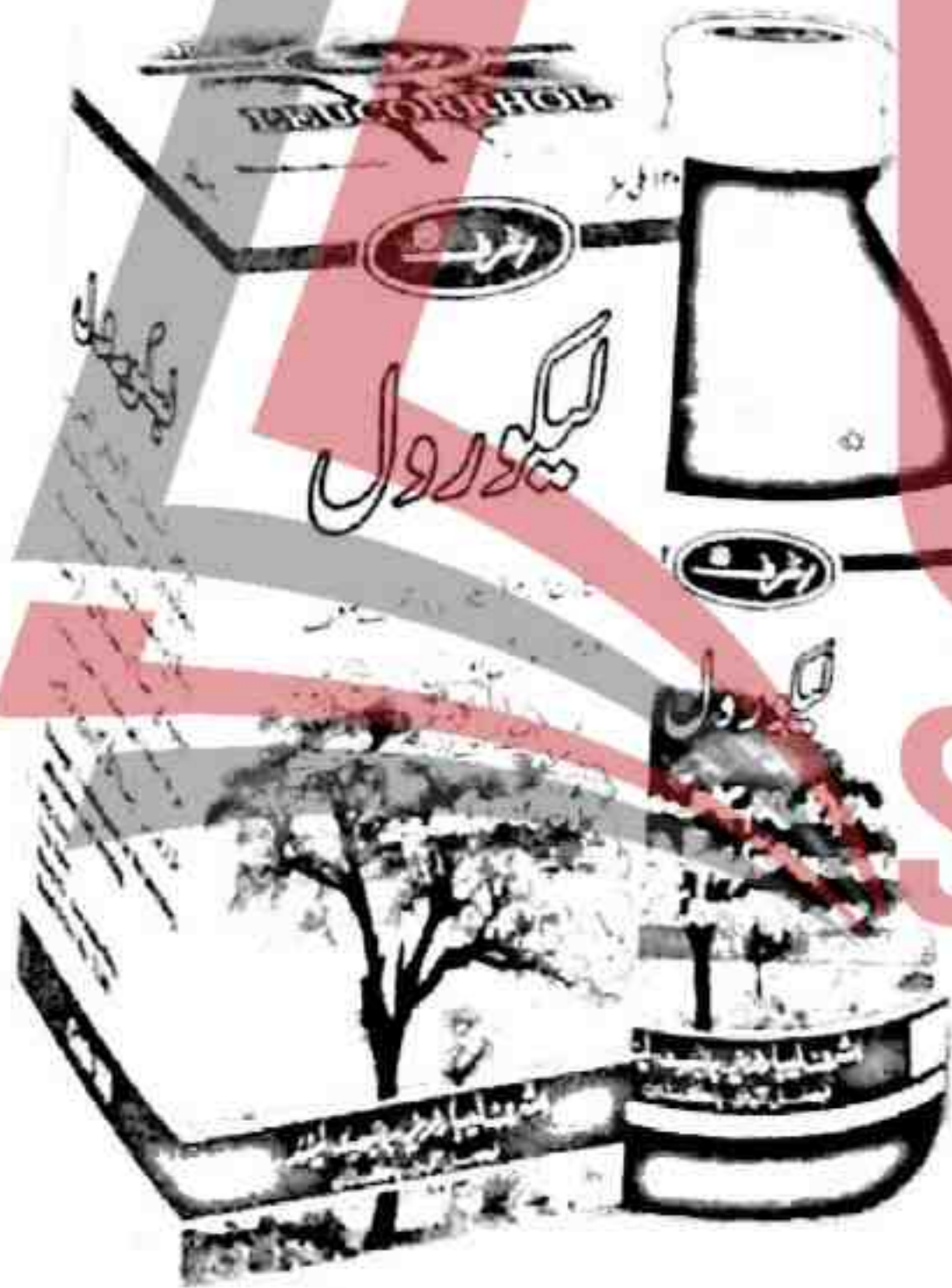


URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

بھائی آذر کے گھر ننھے مہمان کی آمد پر اس کی مما لندن گئی تھیں اور اب رضی ان سب کی آمد کی بات کررہا تھا۔

"بہت مزہ آئے گا اور اس بار ہم سب مل کر کہیں گھومنے جائیں گے۔ کتنا وقت ہوگیا ہم سب کو ساتھ بیٹھے۔" رضی کے لہجے میں ایک دم ہی حسرت کے رنگ ابھرے تھے۔ اس نے غور سے رضی کو دیکھا...... وہ واقعی بڑا ہوگیا تھا۔ اپنی بے وقوفیوں کی دنیا سے باہر آگیا تھا۔

"ہوں ان شاء اللہ......" وہ اس کا کندھا تھپتھپاتے بیڈ پر رکھے اپنے لیپ ٹاپ بیگ کی طرف بڑھا۔ "ارے ہاں یاد آیا آج شام مجھے ابرار کی شادی کے لیے کپڑوں کی شاپنگ کرنی ہے ساتھ ہی اس کے لیے اور اس کی وائف کے لیے بھی کچھ لینا ہے۔" وہ اس کے ساتھ چلتا کمرے سے باہر نکلا۔

"ٹھیک ہے آپ مجھے کال کردیجیے گا۔ میں تیار رہوں گا۔" اس نے خاصی تابعداری سے کہا۔ وہ اس کے بالوں کو پیار سے بکھیرتا سیڑھیاں اترتا چلا گیا اور وہ یونیورسٹی کے لیے تیار ہونے کا سوچتا اپنے کمرے کی طرف آگیا۔

❀......❀......❀

"ایکسکیوز می۔" اجنبی آواز پر وہ چونک کر پلٹی تھی۔ ایک بیس بائیس سالہ لڑکا ستاروں سی روشن آنکھوں اور شناسا مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھ رہا۔

"جی......!" جتنا بے تاثر اس کا چہرہ تھا اتنا ہی بے تاثر انداز بھی۔ اس کی مسکراہٹ سمٹ گئی تھی۔

"وہ دراصل مجھے آپ کی تھوڑی مدد چاہیے۔" وہ ٹھہر ٹھہر کر بولا۔

"مدد؟" اس کا انداز سوالیہ تھا۔ وہ نہ سمجھنے والے انداز میں اسے دیکھنے لگی۔

"ایکچو لی...... وہ مجھے اپنی بھابی کے لیے گفٹ لینا تھا تو مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ کیا لوں۔" اس نے مدھم تبسم لہجے میں اپنا مدعا بیان کیا۔

"اوہ...... اچھا تو آپ اپنی بھابی سے پوچھ لیں کہ انہیں کیا پسند ہے۔" اس نے اپنی دانست میں آسان حل پیش کیا۔

"پوچھ ہی تو رہا ہوں۔" وہ بے ساختہ بولا۔

"جی......!" وہ کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں بولی اور فوراً اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

"میرا مطلب ہے میں ان سے پوچھنے کی کوشش کررہا ہوں، مگر شاید یہاں سگنل پرابلم ہے میری بات نہیں ہو پارہی۔" اس نے بھرپور مجبوری کا تاثر دیا مگر وہ سنبھل چکی تھی۔ اس لیے اسے ابرار رضوی کا جملہ پوری شدت سے یاد آیا تھا۔

"میں نے ایک دوبار تمہیں ایک لڑکے کے ساتھ دیکھا۔" اسے لگا کسی نے اس کے وجود پر چابک برسایا تھا۔ اس شخص نے الزام لگانے سے پہلے ایک بار بھی اس سے یہ نہ پوچھا تھا کہ وہ لڑکا کون تھا جس کے ساتھ اس نے حریم کو دیکھا۔ اگر وہ اس سے بھروسے کے ساتھ پوچھتا تو وہ اسے بتاتی کہ وہ لڑکا اس کا ایک پرانا اسٹوڈنٹ تھا جو یونہی ملاقات ہونے پر اس سے حال احوال پوچھ رہا تھا، اس میں بھلا خود اس کا کیا قصور تھا اگر اس بچے کا قد کاٹھ ایسا تھا کہ وہ اس کے برابر کا ہی لگ رہا تھا۔ لمحہ بھر میں اس نے خود فراموشی کی کتنی منزلیں طے کی تھیں مگر پھر اس کی طرف متوجہ ہوئی جو بغور اسے دیکھ رہا تھا اور اس کے متوجہ ہوتے ہی محتاط ہوا تھا۔

"آئی ایم سوری...... میں آپ کی کوئی مدد نہیں کرسکتی۔ آپ کسی سیلز گرل کی مدد لیں تو بہتر ہوگا۔" وہ کہہ کر ادھر ادھر نظر دوڑانے لگی گویا کسی کو تلاش کررہی تھی۔

"ارے آپ کو کیا لگتا ہے کہ میں اتنا بے وقوف ہوں جو سیلز گرل سے مدد لوں گا۔ انہیں تو اپنی ہر پروڈکٹ بیچنی ہے تو وہ تو ہر چیز کے سو سے زائد فوائد بتادیں گی۔ اوہ سر پلیز ٹرائے دس، اٹ ول سوٹ یور سسٹر ان لاء ویری مچ......" وہ جلے کٹے سے انداز میں سیلز گرل کی نقل اتار رہا تھا۔ حریم نے بمشکل اپنی ہنسی ضبط کی تھی۔

"میرے خیال میں آپ اپنی بھابی کے لیے کوئی جیولری خرید لیں۔" اس نے خاصی سنجیدگی سے مشورہ دیا۔

وہ اندازہ کر چکی تھی کہ یہ لڑکا بنا مشورے کے جان نہیں چھوڑنے والا۔

"جیولری...... ہوں یہ تو ایک اچھا آئیڈیا ہے۔ کیا آپ سلیکشن میں میری مدد کریں گی پلیز۔" وہ اگلے ہی لمحے بولا۔ حریم نے گھور کر اسے دیکھا۔

"اگر آپ کو کسی دوسرے کے مشورے سے ہی کچھ خریدنا ہے تو میرے خیال میں یہاں آپ کو اپنی بھابی کے ساتھ آنا چاہیے تھا اور اگر انہیں نہیں لائے ہیں تو یہاں اور بھی بہت سی لڑکیاں ہیں ان سے پوچھ لیں۔" اس کا انداز ایسا تھا جیسے کہہ رہی ہو۔ "میری جان چھوڑو۔" وہ آگے بڑھنے لگی تو وہ فوراً بولا۔

"ارے لگتا ہے آپ تو ناراض ہوگئی......" وہ اس کے ساتھ ساتھ ہی چلنے لگا۔

"دیکھیے مسٹر......"

"علی رضا...... سب مجھے پیار سے رضی کہتے ہیں۔" اس نے درمیان سے ہی حریم کی بات اچکی تھی۔ ساتھ ہی اپنے دانتوں کی نمائش بھی کی...... حریم دانت پر دانت جما کر رہ گئی۔

"آپ نے مجھ سے جتنی مدد مانگی میں نے کردی لیکن اب اگر آپ نے مجھے فالو کرنے کی کوشش کی تو میں......"

"رضی......" اپنے نام کی پکار پر اس نے سر اٹھا کر سامنے کی جانب دیکھا جہاں سے ارحام آرہا تھا' حریم نے بھی پلٹ کر دیکھا' وہ جو رضی کے ساتھ کسی لڑکی کو کھڑے دیکھ کر اس طرف آیا تھا۔ وہ لمحہ بھر کے لیے اپنی جگہ تھم سا گیا۔ وہ دھیمے دھیمے قدم اٹھاتا ان تک آیا۔ حریم نے کچھ الجھی نگاہوں سے اس شخص کو دیکھا۔

"بھائی میں ان سے مدد لے رہا تھا' بھابی کے لیے کچھ پسند کرنے میں۔" رضی کی آنکھیں شرارت سے چمک رہی تھیں۔ ارحام نے صرف اسے گھورنے پر اکتفا کیا۔

"میرے خیال میں میرے بھائی نے آپ کو بہت زیادہ پریشان کیا ہے۔ آئی ایم سوری' فار ڈیٹ۔" اس نے پراعتماد انداز میں دھیرے سے کہا۔ جب کہ وہ الجھی الجھی سی نظر آرہی تھی۔ غالباً اسے پہچاننے کے مراحل طے کرنے میں مشکل ہو رہی تھی۔ ارحام نے دعا کی کہ وہ اسے نہ پہچانے اور اس لمحے نے اس کی دعا کو قبولیت کی سند بخشی۔ وہ سر جھٹکتے بولی۔

"کوئی بات نہیں۔" اور پھر پلٹتے ہوئے بیگ سے اپنا موبائل نکال کر شاپنگ مال کے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس سے نگاہ ہٹا کر ارحام نے رضی کو دیکھا۔ جو بھنویں اچکا اچکا کر اپنے کارنامے پر داد وصول کرنا چاہ رہا تھا۔

"تم ذرا گھر چلو پھر دادو اور بابا سے دلواؤں گا تمہیں داد۔" ارحام نے بڑے سکون سے اس کا سکون تباہ کیا اور کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جہاں اس نے کلیئرنس کے لیے خریدا ہوا سامان دیا تھا۔ مگر جب رضی کے ساتھ کسی لڑکی کو دیکھا تو اسی طرف آ گیا۔ توجہ طلب بات یہ نہ تھی کہ رضی کے ساتھ کوئی لڑکی تھی بلکہ توجہ طلب اس کی ڈریسنگ تھی۔ سادہ سا شلوار قمیص اور سلیقے سے اوڑھا ہوا بڑا سا دوپٹہ۔ وہ رضی کی جتنی بھی دوستوں سے واقف تھا وہ ساری ہی ان کی سوسائٹی سے تعلق رکھتی تھیں اور ان میں سے کوئی بھی اس طرح کپڑے نہیں پہنتی تھی تبھی وہ حیران حیران سا اس کی طرف آیا تھا مگر اس کے چہرے پر پڑنے والی پہلی نگاہ نے واضح کردیا تھا کہ رضی وہاں کیوں موجود تھا۔ وہ یقیناً اس لڑکی کو پہچان گیا تھا۔

"یار کیا ہے تم ہر وقت مجھے دادو اور بابا کے ڈراوے کیوں دیتے رہتے ہو۔" وہ ناراض ہوتا اس کے ساتھ کاؤنٹر پر آ کھڑا ہوا۔ ارحام نے مسکرا کر اسے دیکھا ساتھ ہی پے منٹ کر کے اسے سامان اٹھانے کا اشارہ کیا۔

"تم ایک انتہائی سڑو انسان ہو ارحام۔" وہ دانت کچکچاتا اس کے پیچھے آیا۔

"شکریہ...... میرے علم میں اضافہ کیا تم نے۔" وہ مسکراتا ہوا باہر نکلا جبکہ رضی جلتا کڑھتا اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔

❁......❁......❁

"وہ لڑکے کون تھے حریم جن کے ساتھ تم کھڑی

تھیں؟‘‘ اس کی دوست نے بہت نارمل انداز میں سوال پوچھا مگر اسے بری طرح چبھا تھا۔ وہ جو کار کے باہر گزرتے مناظر کو دیکھ رہی تھی اور نہ جانے کن سوچوں میں غرق تھی کہ فوراً اسے غور سے دیکھنے لگی مگر ارماہ کے چہرے پر اسے کوئی خاص تاثر نظر نہ آیا تھا۔

’’کیا ہوا.....کیا میرا سوال تمہیں برا لگا؟‘‘ اس نے کار ڈرائیو کرتے ہوئے محتاط سے انداز میں پوچھا۔

’’نہیں مجھے برا نہیں لگا۔‘‘ اس نے نفی میں سر ہلاتے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگایا۔

’’وہ دونوں بھائی تھے، وہ بلیو جینز اور چیک کی شرٹ والا لڑکا اپنے بھائی کی وائف کے لیے کوئی گفٹ لینا چاہ رہا تھا مجھ سے آئیڈیا لے رہا تھا کہ اس کا بھائی بھی چلا آیا۔‘‘ اس نے مختصراً بتایا۔

’’مجھے تو لگ رہا ہے حریم وہ تم سے جھوٹ بول رہے تھے کیونکہ دونوں میں سے کسی کو بھی دیکھ کر نہیں لگ رہا تھا کہ شادی شدہ ہیں۔‘‘ ارماہ نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ وہ خاموش رہی، لگ تو اسے بھی ایسا ہی کچھ رہا تھا۔ ’’ویسے لڑکوں کی عادت ہوتی ہے جہاں کوئی لڑکی اکیلی دیکھی نہیں منڈلانا شروع کردیتے ہیں۔‘‘

’’تو جب تم نے دیکھ ہی لیا تھا تو میرے پاس ہی آجاتیں، میں تمہیں ڈھونڈتی اتنا پریشان ہوگئی تھی۔ آئندہ میں بھی ان شاپنگ مالز میں نہیں آؤں گی تمہارے ساتھ۔ یہ میری حیثیت اور میری سوچ سے بہت اونچے ہیں۔‘‘ اس نے خفا خفا سے لہجے میں کہا۔ وہ جس شرمندگی سے گزری یہ وہ خود ہی جانتی تھی، لوگ اسے کن نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ دبی دبی ہنسی ہنس رہے تھے۔ وہ ایک پراعتماد لڑکی تھی مگر جو بے اعتباری اس نے ابرار رضوی کی جھیلی تھی اس نے اس کی ذات کے غرور کو منتشر کردیا تھا۔ وہ بات کررہی ہوتی تو بات کرتے کرتے لفظ گویا گم ہوجاتے۔ وہ سوچ رہی ہوتی تو سوچ کے تانے بانے ایسے الجھتے کہ کوئی سرا ہاتھ ہی نہ آتا۔ وہ کبھی یونہی ہنسنے لگتی تو کبھی رونے۔ اس نے اس شخص سے محبت کی تھی یا نہیں یہ اسے علم نہ تھا مگر اس شخص کے ساتھ کو اس نے زندگی کا حاصل مانا تھا اور اب جب وہ راہیں جدا کررہا تھا تو گویا زندگی سے ساتھ چھوٹ رہا تھا۔ اس نے سر جھٹک کر گویا ہر سوچ سے دامن چھڑانا چاہا تھا۔

’’کیا بات ہے حریم میں نوٹ کررہی ہوں تم دن بدن کچھ چڑچڑی سی ہوتی جارہی ہو۔ سب ٹھیک تو ہے.....ہم تو پہلے بھی کئی بار اس طرح کے مالز میں آچکی ہیں تو پھر آج ایسا کیا ہوا؟ کیا ان لڑکوں نے تمہیں زیادہ پریشان کیا؟ ویسے شکل سے تو ایسے نہیں لگ رہے تھے۔‘‘ وہ کچھ پریشان سی اسے دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

’’نہیں ایسی کوئی بات نہیں، بس میرے سر میں کچھ درد تھا اسی لیے میں اتنا بول گئی۔ آئی ایم سوری۔‘‘ اس نے کچھ شرمندگی سے کہا۔

’’ارے دوستوں میں سوری کب سے ہونے لگ گئی بھئی۔‘‘ ارماہ نے ہنستے ہوئے اس کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھا۔ اس نے مسکرا کر ارماہ کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا تھا۔ ارماہ ایک پرخلوص لڑکی تھی۔ ان کی دوستی سول سروسز اکیڈمی میں ہی ہوئی تھی ایک سال پہلے۔ وہ شہر کے بہت بڑے بیرسٹر کی بیٹی تھی۔ وہ تھوڑی بہت مغرور بھی تھی مگر جو لوگ اسے اچھے لگتے ان سے بہت اچھے طریقے سے پیش آیا کرتی تھی۔ حریم کا شمار اس کے اچھے لوگوں کی لسٹ میں ہوتا تھا۔ باقی ماندہ سفر دونوں کا خوشگوار گزرا تھا ادھر ادھر کی باتیں کرتے اور شاپنگ کو ڈسکس کرتے۔

❀......❀......❀

’’ویسے مان گئے ارحام تم تو بڑے بہترین مصور ہو واہ......واہ......‘‘ وہ گویا جھوم جھوم کر کہہ رہا تھا۔ ارحام نے ایک نگاہ اسے دیکھا اور پھر راستے پر نگاہ ڈالی۔ وہ گلبرگ کی طرف جانے والے راستے پر تھے۔ گھر پہنچنے میں دس سے پندرہ منٹ لگنے تھے اتنا ہی ٹائم مغرب کی اذان میں تھا۔ اس نے گھڑی دیکھتے سوچا۔

’’رئیلی ارحام میں تو تمہارا بہت بڑا فین ہوگیا ہوں۔ اتنی انچرل تھی وہ تصویر کہ جب میں نے اسے سامنے دیکھا

تو میں فوراً پہچان گیا اور اس کی آنکھوں میں ایسی مقناطیسیت تھی کہ میں کھنچتا چلا گیا۔" رضی بڑے کیف وسرور میں جھوم رہا تھا۔ ارحام نے ایک چپت اس کے سر پر لگائی۔ اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔

"یہ کیا تھا؟" اس نے احتجاجی انداز میں ارحام کو دیکھا۔

"تمہارے پرزے ڈھیلے ہوگئے ہیں اس لیے تمہیں ضرورت ہے...... تم شاید بھول رہے ہو کہ جس لڑکی کا ذکر تم اتنا جھوم جھوم کر کررہے ہو اس سے تمہارا کوئی تعلق نہیں......" ارحام نے پوری سنجیدگی سے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"ارے...... ابھی کوئی رشتہ نہیں تو کیا ہوا۔ فیوچر میں تو ہوسکتا ہے۔" اس نے بھنویں اچکائیں۔

"پلیز رضی...... جسٹ شٹ اپ...... تم ہر بات کو اتنا نان سیریس کیسے لے سکتے ہو۔ تمہیں اندازہ بھی ہے کہ تمہارے اس طرح ذکر کرنے سے اس لڑکی کی عزت پر حرف آسکتا ہے۔"

"ٹھیک ہے میں نے مانی تمہاری بات، لیکن تم نے جو اس کی تصویر نوٹس بورڈ پر ٹانگی ہوئی ہے اس کا کیا...... اس سے اس کی بدنامی نہیں ہوگی بولو......" رضی نے اس کی بات کاٹتے کہا تو چند ثانیے وہ کچھ بول نہیں پایا۔ وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا، غلطی اس سے ہی تو ہوئی تھی مگر کیوں؟ اس نے ایک لمحے کے لیے سوچا۔

"ہاں شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو...... غلطی میری ہی ہے مجھے اس طرح بنا اجازت اس کی تصویر نہیں بنانی چاہیے تھی۔ مگر تمہیں پتا ہے جو چیز مجھے اچھی لگتی ہے میری کوشش ہوتی ہے کہ میں......" اس کی بات بیچ میں رہ گئی تھی کیونکہ رضی کے چہرے پر بڑی معنی خیز سی مسکراہٹ پھیلی تھی۔ اسے فوراً احساس ہوا کہ اس نے کچھ غلط کہا ہے اور کیا؟ یہ بھی فوراً ہی پتا چل گیا تھا تبھی شرمندگی سے نگاہیں پھیر گیا تھا۔ "تم میری بات کو غلط رنگ دے رہے ہو۔" وہ کچھ جھنجھلا۔

"ارے میں نے تو کچھ بھی نہیں کہا تم خود ہی وضاحتیں دے رہے ہو۔ ویسے میں تمہاری رائے سے پورا اتفاق کرتا ہوں۔" رضی اب بھی شرارت سے باز نہیں آیا تھا۔ لیکن ارحام نے کوئی رسپانس نہیں دیا۔ اسے یوں کسی لڑکی کے بارے میں بات کرنا اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ یہ اس کی غلطی بھی اور وہ اسے سدھارنے کا ارادہ کرچکا تھا، اس کے چہرے سے جھلکتی سنجیدگی نے رضی کو بھی خاموش ہونے پر مجبور کردیا تھا۔

❁......❁......❁

گھر پہنچتے ہی اسٹوڈیو میں آ کر اس نے سب سے پہلے اس تصویر کو نوٹس بورڈ سے اتارا کچھ دیر اسے ہاتھ میں لیے وہ سوچتا رہا کہ وہ کیا کرے؟ کیا وہ اس تصویر کو پھاڑ دے...... یا پھر جلادے...... رضی نے جو بھی کہا تھا صحیح کہا تھا۔ ابھی تو صرف رضی نے دیکھی تھی اگر کوئی اور دیکھ لیتا تو...... اس سے آگے سوچ کر ہی اسے جھرجھری سی آ گئی۔ کتنے بے معنی سوال وجواب ہوتے ہاں شاید اس کا یہ بے اختیار عمل کسی کی ذات کو سوالیہ نشان بنا سکتا تھا۔ اس نے تصویر کو فولڈ کیا اور ربڑ بینڈ چڑھا کر اسے دراز میں رکھ کر باہر نکل آیا۔ اس کا رخ ڈریسنگ روم کی طرف تھا۔ اس نے وارڈروب کا سلائڈنگ ڈور کھسکا کر کچھ غائب دماغی سے وائٹ کرتا شلوار نکالا اور ڈور کو واپس برابر کردیا۔ کپڑے تبدیل کرکے وہ واش روم کی طرف بڑھ گیا۔ اسے وضو کرنا تھا۔ اسے اپنے رب کے روبرو کھڑا ہونا تھا۔ نماز پڑھ کر وہ کتنی ہی دیر دعا میں ہاتھ اٹھائے بیٹھا رہا۔

"مجھے معاف کردیجیے......" وہ چند الفاظ جو ایک مدت سے اس کی دعا تھے۔ اس کی پلکیں نم ہونے لگی تھیں۔ اس دربار میں حاضر ہونے کے بعد اس کا احساس جرم کے تلے دبا دل کچھ پرسکون ہونے لگتا تھا۔ اس وقت بھی یہی ہورہا تھا ایک ان دیکھی راحت اس کے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے رہی تھی۔ اور جب وہ مکمل طور پر پرسکون ہوگیا تو جائے نماز سے اٹھ کھڑا ہوا۔ کمرے سے باہر نکل کر اس نے لاؤنج کا رخ کیا، وہ انٹرکام سے اپنے ملازم کو چائے کے لیے کہہ چکا تھا۔ ان کا یہ بنگلو کچھ اس طرز کا بنا ہوا تھا کہ اس کا ایک حصہ لاؤنج، لونگ روم اور ڈائننگ روم پر مشتمل تھا

جبکہ دوسرے حصے میں سب کے کمرے تھے۔ گھر کے دونوں حصوں کو مختلف محرابوں اور راہداریوں کے ذریعے ربط دیا گیا تھا وہ لاؤنج میں اترنے والی سیڑھیوں کے ذریعے لاؤنج میں داخل ہوا۔ لاؤنج سفید ماربل سے تشکیل دیا گیا تھا اور جدت کا منہ بولتا نمونہ تھا۔ سیڑھیاں اترتے ہی اختتام پر ایک چیتے کی کھال کا قالین بچھا تھا' لاؤنج کے وسط میں اسکن اور براؤن رنگ کے کنٹراس کا صوفہ سیٹ تھا۔ جس کے سامنے والی دیوار پر ایل سی ڈی نصب تھا۔ دیواروں پر اسکن اور براؤن پرنٹڈ رنگ کیا گیا تھا۔ جن پر کچھ کچھ فاصلے پر ملکی و غیر ملکی مصوروں کی تخلیقات اپنی بہار دکھارہی تھیں۔ فارسلنگ کی چھت میں لائٹس نصب تھیں جو لاؤنج میں قدم رکھتے اور ہر بڑھتے قدم کے ساتھ کھٹا کٹ جلنا شروع ہوجایا کرتی تھیں۔ وہ لاؤنج میں داخل ہوا تو سامنے ہی دادو بیٹھے نظر آئے تھے دھیمی آواز میں ایل سی ڈی اسکرین روشن تھی جبکہ عالم آفندی فون پر کسی سے محو گفتگو تھے۔ اسے دیکھ کر انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ گردن ہلا کر سلام کا اشارہ کرتا ان کے برابر آ بیٹھا تھا۔

''چلو ٹھیک ہے میں اس سے بات کرلیتا ہوں' پھر تمہیں بتاؤں گا۔ ٹھیک ہے اوکے۔ اللہ حافظ۔'' انہوں نے بات مختصر کرتے مسکرا کر فون بند کیا۔

''ہاؤ واز یور ٹرپ؟'' ان کے فون رکھتے ہی اس نے پوچھا۔

''سکسیفل......'' انہوں نے یک لفظ جواب دیا' وہ مسکرا دیا۔

''یعنی آپ کی ڈیل کامیاب رہی۔'' اس نے ان کے لفظ کی وضاحت کردی تھی۔ وہ مسکرائے تھے۔

''میرے اور فرید کے بغیر آفس میں تمہارا دن کیسا گزرا؟'' ان کی آواز میں شرارت تھی۔

''بہت اچھا...... بہت مصروف اور اب میں سوچ رہا ہوں کہ مجھے کچھ دن کی چھٹی پر چلے جانا چاہیے تاکہ بغیر مینجنگ ڈائریکٹر کے آپ لوگ بھی آفس کو مینج کرکے دیکھیں۔'' ان کی شرارت کا جواب اس نے بھی شرارت سے دیا تھا۔ وہ قہقہہ لگا کر ہنس دیئے تھے۔

''السلام علیکم!'' فرید آفندی نے لاؤنج میں داخل ہوکر سلام کیا تھا۔ ان کے ایک ہاتھ پر کوٹ تھا جبکہ دوسرے میں بریف کیس جو فوراً ہی ان کا ملازم تھام چکا تھا۔

''وعلیکم السلام!'' ان دونوں نے بیک وقت جواب دیا۔ وہ ان کے سامنے والی نشست سنبھال چکے تھے۔ ان کے چہرے سے تھکن عیاں تھی۔ ارحام نے انٹرکام پر ان کے لیے بھی چائے کا کہہ دیا۔ انہوں نے محبت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔ وہ ہمیشہ ہر ایک کا اتنا ہی خیال رکھتا تھا۔

''تو سفر کیسا رہا تمہارا؟'' عالم آفندی نے اپنے بیٹے کو دیکھا۔ اس وقت ایک ہی نشست میں تین نسلیں روبرو تھیں۔ ایک وہ جو اپنی مدت پوری کرچکی تھی۔ ایک وہ جو یہ مدت پوری کرنے کی طرف جارہی تھی اور ایک وہ جو اس مدت کی شروعات کررہی تھی۔

''ونڈر فل......'' انہوں نے یک لفظی جواب دیا۔ ارحام نے مسکرا کر ان دونوں کی طرف دیکھا۔ وہ دونوں باپ بیٹا تھے۔

''ہاؤ آر یو مائی سن؟'' فرید آفندی اب اپنے بیٹے سے مخاطب تھے۔ ان کی نگاہیں اس کے چہرے کا بوسہ لے رہی تھیں۔ روشن پیشانی کی محراب آج اور بھی چمک رہی تھی۔ ان کے یوں دیکھنے پر وہ کچھ کنفیوز سا ہوا۔

''میں ٹھیک ہوں پاپا۔'' اس نے آہستگی سے کہا' وہ مسکرا کر اب عالم آفندی کو دیکھنے لگے۔ ان کے چار بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ دو بڑے بیٹے اور دو بڑی بیٹیاں شادیوں کے بعد دیار غیر میں سیٹل تھے۔ بیٹے ان کے بزنس کو سنبھالتے تھے جو دنیا کے مختلف ملکوں میں پھیلا ہوا تھا وہ خود اور عالم آفندی اکثر وہاں کے چکر لگالیتے تھے۔

ان چار کے بعد پانچویں نمبر پر ارحام تھا جو بچپن میں ان کے لیے خاصا چیلنجنگ بچہ رہا تھا مگر پھر ایک حادثے نے اس کی زندگی ہی بدل دی تھی اب وہ ان کے تمام بچوں



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

میں سب سے لائق تھا۔ ارحام کے بعد نیناں تھی جو اس سے ایک ڈیڑھ سال چھوٹی تھی اور آج کل لس میں زیر تعلیم تھی جہاں پڑھنا اس کا خواب تھا۔ جسے وہ سب ایک دیوانے کا خواب کہا کرتے تھے۔ نیناں کے بعد علی رضا عرف رضی تھا جو گھر بھر کا چہیتا تھا۔ جس کے لاڈ ہر کوئی ہی اٹھایا کرتا تھا۔

"اسلام آباد میں میری کاشفی سے ملاقات ہوئی۔ زبیری بھی اس کے ساتھ تھا۔" وہ لحظہ بھر کو رک کر ارحام کو دیکھنے لگے تھے۔ پھر ٹیبل پر رکھی چائے اٹھا کر انہوں نے ایک گھونٹ بھرا۔

"وہ وہاں پنجاب بار ایسوسی ایشن کی کسی میٹنگ میں آیا ہوا تھا۔ ہم نے ڈنر ساتھ ہی کیا۔" وہ ایک بار پھر رک کر ارحام کو دیکھنے لگے تھے۔ عالم آفندی نے بغور اپنے بیٹے کو دیکھا یقیناً کچھ ایسا تھا جو وہ اس کے سامنے کہنا نہیں چاہ رہے تھے۔ وہ پوتے کی طرف متوجہ ہوئے۔

"ارحام...... لائبریری میں میری ایک فائل رکھی ہے تم ذرا اس کو اسٹڈی کرو مجھے تم سے کچھ پوائنٹس ڈسکس کرنے ہیں۔" انہوں نے ارحام کو مخاطب کیا تو چند ثانیے تو وہ انہیں یونہی دیکھتا رہا پھر وہاں سے اٹھ گیا۔

"ہاں اب بولو ایسا کیا ہوا ہے جو تم ارحام کے سامنے نہیں کہنا چاہ رہے تھے۔" عالم آفندی متفکر ہوئے۔

"بابا آپ کے کہنے کے مطابق میں نے زبیری سے ارحام اور یمنیٰ کے رشتے کی بات کی تو اس نے مجھے بتایا کہ پچھلے دنوں گھر میں جب اس بات کا ذکر ہوا اور اس پر زور دیا جانے لگا تو اس نے اپنی ایک دوست کے ذریعے جھوٹی فون کال کروائی کہ یمنیٰ نے خفیہ نکاح کیا ہوا ہے۔ اسے لگا تھا کہ اس کا یہ جھوٹ کامیاب رہے گا مگر زبیری نے جلد ہی اس معاملے کو اوپن کروالیا۔" وہ کچھ دیر کے لیے رکے۔

"لیکن ایسا کیسے ہوسکتا ہے فرید کہ محض ایک فون کال پر یقین کرلیا جائے۔" وہ ورطہ حیرت میں پڑ گئے۔

"نہیں بابا بات صرف ایک فون کال تک محدود نہیں رہی تھی۔ اس نے جھوٹا نکاح نامہ تک پیش کردیا تھا۔ مگر آپ کو تو پتا ہے کہ زبیری لاہور بار ایسوسی ایشن کا صدر ہے۔ اس نے جلد ہی ہر چھوٹی بڑی کورٹ سے معلومات اکٹھی کرلیں۔ تمام معاملہ کھلنے کے بعد ان کے گھر میں ایک ہنگامہ کھڑا ہوگیا تھا۔ شاید زبیری نے ہاتھ بھی اٹھایا تھا اس پر۔ جس پر اس نے دھمکی دی کہ وہ اسے سچ بھی ثابت کرسکتی ہے اگر اس پر اسی طرح زور دیا جاتا رہا۔ وہ پریشان تھا ساتھ ہی شرمندہ بھی۔ اس نے اس رشتے سے معذرت کرلی یہ کہہ کر کہ وہ ارحام جیسے لائق لڑکے کی زندگی تباہ نہیں کرسکتا، یمنیٰ شاید اتنی خوش نصیب نہیں کہ ارحام جیسا لڑکا اس کا ہم سفر بنے۔" فرید آفندی نے حرف بہ حرف اپنے اور زبیری کے درمیان ہونے والی گفتگو انہیں سنائی تھی۔ جیسے سن کر وہ منجمد سے ہوگئے تھے اور ہل تو وہ بھی نہ سکا تھا جو لاؤنج کی سیڑھیوں کے اس پار کھڑا تھا۔ اسے پتا تھا کہ یمنیٰ اس سے نفرت کرتی ہے مگر اس حد تک کہ وہ اس نفرت کو نبھانے کے لیے اپنی خاندانی عزت، اپنی شخصی انا سب کچھ داؤ پر لگانے کے لیے تیار تھی۔ کچھ تھا جو چھن سے کہیں بہت اندر ٹوٹا تھا۔

"نہیں یہ میری منزل نہیں، میرے قدموں نے شاید غلط راستے کا انتخاب کرلیا تھا، مجھے واپسی کے لیے قدموں کو اسی مقام سے موڑ لینا چاہیے اس سے پہلے کہ سب ختم ہوجائے سب ختم ہوجائے۔" وہ آگے بڑھتا جارہا تھا ہر عہد کو بھلائے جو اس نے خود سے کیے تھے کیونکہ ان کا بھلا دینا ہی بہتر تھا۔

تیرے نام کی تھی روشنی اسے خود ہی تو نے بجھا دیا
جسے جلا سکی نہ دھوپ بھی اسے چاندنی نے جلا دیا

❀......❀......❀

"یمنیٰ......" وہ زمین پر بیڈ کی پائنتی سے ٹیک لگائے گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھی تھی۔ اپنے نام کی پکار پر اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔ سامنے کھڑے دانیال بھائی کو دکھ ہوا اس کی یہ حالت دیکھ کر۔ گھر میں سب اس سے ناراض تھے مما، بابا، حمنیٰ اور وہ خود بھی مگر اس لمحے انہیں لگا وہ کسی بچی کے سامنے کھڑے ہیں جو اپنا

پسندیدہ کھلونا نہ ملنے پر سب سے خفا ہے۔ مگر یہاں بات ملنے کی نہیں تھی بلکہ تھوڑی مختلف تھی۔ اسے وہ نہیں چاہیے تھا جو سب کو پسند تھا۔ وہ اس کے برابر آ بیٹھے...... وہ چہرے کا رخ موڑ کر دوسری سمت دیکھنے لگی۔

"کھانا کیوں نہیں کھایا؟" انہوں نے اپنا بازو اس کے کندھوں کے گرد پھیلا کر اس کو اپنے قریب کیا۔

"مجھے نہیں کھانا، مجھے کچھ بھی نہیں کھانا چاہے میں مر ہی کیوں نہ جاؤں۔" وہ رونے لگی۔

"ایسی باتیں نہیں کرتے گڑیا۔" دانیال نے اس کا سر سہلاتے ہوئے اسے پرسکون کرنے کی کوشش کی۔

"آپ سب جانتے ہیں وہ شخص مجھے کتنا ناپسند ہے پھر بھی......" وہ آنسوؤں کے سبب اپنا جملہ مکمل نہ کر پائی۔

"اول تو یہ کہ تمہارا اعتراض ہے ہی بے بنیاد اگر تم غیر جانبدارانہ طور پر سوچو تو ارحام تمہیں بے قصور نظر آئے گا۔ موت برحق ہے اویس کی زندگی اتنی ہی تھی جتنی اس نے جی، یہ حادثہ اگر ارحام کے ہاتھوں نہیں ہوتا تو کسی اور کے ہاتھوں ہوتا مگر یہ ہونا طے تھا۔"

"ہاں تو میں کب منع کر رہی ہوں بھائی لیکن اگر وہ کوئی بھی ہوتا تو بھی مجھے اس سے اتنی ہی نفرت ہوتی جتنی اس شخص سے ہے اور آپ لوگ ان کے سامنے کچھ نہیں بولتے کیونکہ وہ لوگ بہت اثر و رسوخ والے ہیں۔" اس کا ہر لفظ بدگمانی کی لپیٹ میں تھا۔ انہوں نے پہلی بار محسوس کیا کہ وہ سمجھنے کے ہر اسٹیج سے آگے جاچکی تھی۔

"تم بدگمان ہو شاید اسی لیے ایسی بات کر رہی ہو یمنیٰ، ورنہ جس وقت یہ حادثہ ہوا ارحام کی اپنی حالت ایسی نہ تھی کہ عدالت اسے سزا دیتی اور پھر اس کی ذہنی حالت بھی سب کے سامنے تھی۔ تم بے خبر بن رہی ہو تو اس میں ہم سب کا کوئی قصور نہیں، تم اپنا ہی نقصان کر رہی ہو۔" ان کے لہجے میں ہلکا سا غصہ ابھرا اس کے آخری جملوں نے تو گویا ان کے وجود میں شرارے سے بھر دیئے تھے۔ وہ ان کا غصہ محسوس کر کے خاموش رہی تھی۔

"بابا نے تمہاری خواہش کے مطابق فرید انکل کو منع کردیا ہے۔ ناؤ یو شڈ بی ریلیکسڈ۔" دانیال نے اس کی طرف دیکھتے کہا۔ اس کے چہرے پر یک دم بے یقینی اور خوشی کے ملے جلے تاثرات ابھرے تھے۔

"آپ سچ کہہ رہے ہیں؟" اس کا لہجہ بے یقین تھا۔

"ہوں...... سچ کہہ رہا ہوں۔ ہم سب کو تمہارا خیال ہے، ہم تمہیں عزیز رکھتے ہیں اب چاہے تم اپنے رویے سے ہمیں کتنی ہی تکلیف کیوں نہ پہنچاؤ۔" آخر میں وہ کچھ تلخ ہوئے۔

"میں ایسا جان بوجھ کر نہیں کرتی بھائی۔ بس پتا نہیں کیوں جب اس کا نام آتا ہے تو میرے ذہن میں اویس کی سسکیاں گونجنے لگتی ہیں۔ میں سوچتی ہوں کاش میں نے اس دن ضد کر کے اسے اپنی بکس لانے کے لیے نہ بھیجا ہوتا۔ کاش میں پاپا کا ویٹ کرلیتی تو......" اس کی آواز گلے میں ہی اٹک گئی تھی۔ دانیال نے اسے اپنے بازوؤں میں چھپالیا۔ "میں نے سنا تھا بھائی اس کی درد سے بھرپور آواز کو جو کچھ دیر پہلے تک زندگی سے بھرپور تھی۔ آپ کو تو پتا ہے ناں اسے معمولی سی چوٹ بھی لگتی تھی تو وہ کتنا واویلا کرتا تھا۔ ایک بائیک کے یوں روند دینے پر وہ کتنی تکلیف میں آ گیا ہوگا، کتنا تڑپا ہوگا بھائی میں......" وہ بولتے بولتے یک دم رکی...... اس کا سانس رک رہا تھا۔

"گڑیا...... گڑیا...... ہوش کرو یمنیٰ گڑیا۔" دانیال پریشان سا اس کا چہرہ تھپتھپانے لگا مگر وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہوچکی تھی۔

❁......❁......❁

آفندی ہاؤس کا لونگ روم اس وقت کشت زعفران بنا ہوا تھا۔ نوشی بیگم اپنے بیٹے، بہو اور بچوں سمیت آچکی تھیں۔ آذر کے دونوں بڑے بیٹے ادھر سے ادھر بھاگتے پھر رہے تھے۔ کچھ لوگوں نے دبیز کارپیٹ پر رکھے مخملی فلور کشن کو سنبھالا ہوا تھا جبکہ کچھ صوفوں پر براجمان تھے۔ ارحام آذر کی بیٹی کو گود میں بٹھائے مما کے برابر صوفے پر ان کے کندھے پر سر ٹکائے بیٹھا نہ جانے ان سے کیا راز و نیاز کر رہا تھا۔

''تو...... ماما بولئے ذرا مجھے بھی جگہ دے دو تاکہ میں بھی محسوس کرسکوں کہ میری مما بھی واپس آئی ہیں۔'' رضی نے جگہ نہ ہونے کے باوجود بیچ میں گھسنے کی کوشش کی اور کامیاب بھی رہا کیونکہ ارحام مسکرا کر آگے کھسک گیا تھا۔ نوشی بیگم نے اس کی شرارت پر اسے ایک دھپ رسید کی اور سب نے بیک وقت قہقہہ لگایا۔

''مما آپ میرے ساتھ ایسا سوتیلا سلوک کیوں کرتی ہیں؟'' اس نے سر پر ہاتھ رکھ کر دہائی دی۔

''چلو بس اب یہ ڈرامہ بند کرو اور کوئی گانا سناؤ بھابی کو۔'' انہوں نے اسے کان سے پکڑ کر اٹھایا۔

''اف...... میں کیا آپ کو سنگر لگتا ہوں۔'' وہ اترایا۔

''نہیں گویا......'' ارحام نے شرارت سے بھرپور لہجے میں کہا تو اس نے منہ پر ہاتھ پھیرتے اسے بدلہ لینے کا اشارہ کیا ت اور دھپ سے بیچ میں رکھے کشن پر بیٹھ گیا اور گلا کھنکار کر گانا شروع کیا تالیوں اور چٹکیوں کے درمیان۔

او صنما صنما او صنما

او صنما صنما صنما

اب میری تنہائی ہے آسان

تیری تصویریں، تیری تحریریں

گھر میں میرے پھیلا ہوا ہے یہی ساماں

''تصویریں......'' پر اس نے شرارت سے ارحام کو دیکھا ارحام اس کی شرارت سمجھ کر بھی انجان بن گیا تھا۔

نہ صبح و شام بے قراری

نہ اس کے بعد رات بھاری

کیسا ہوا ہے میرے ہر درد کا درماں

او صنما صنما صنما او صنما

تیری تصویریں، تیری تحریریں

گھر میں میرے پھیلا ہوا ہے یہی ساماں

وہ زویا کو مما کی گود میں بٹھا کر وہاں سے عشاء کی نماز کا کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ فرید آفندی اور عالم آفندی نے اسے دیکھا۔ وہ پچھلے دو دن کے مقابلے میں آج خاصا تازہ دم لگ رہا تھا۔ کچھ ہی دیر بعد محفل برخاست ہوگئی اور سب لوگ اپنے اپنے کمروں کی جانب گامزن ہوگئے تھے۔

نوشی بیگم جو شب خوابی کا لباس پہنے آئینے کے سامنے بیٹھی کریم سے چہرے پر مساج کررہی تھیں۔ انہوں نے آئینے میں نظر آتے اپنے شوہر کے عکس کو دیکھا۔ جو بیڈ پر نیم دراز تھے۔ ان کی گود میں کوئی فائل کھلی رکھی تھی۔ مگر وہ اس کی طرف متوجہ نہ تھے بلکہ سگار کے کش لگاتے خلاؤں میں گھور رہے تھے۔

''کیا بات ہے فرید میں جب سے آئی ہوں محسوس کررہی ہوں کہ آپ کچھ کھوئے کھوئے سے ہیں۔ سب خیریت تو ہے ناں......'' وہ ٹشو پیپر سے چہرہ صاف کرتے ہوئے بولیں۔

''ہوں...... ہاں سب ٹھیک ہے کیوں کیا ہوا؟'' وہ چونک کر متوجہ ہوئے۔

''آپ کچھ سوچ رہے ہیں؟'' وہ ڈریسنگ ٹیبل کے آگے سے اٹھ کر بیڈ پر آ بیٹھیں، وہ کچھ دیر پُرسوچ نگاہوں سے انہیں دیکھتے رہے پھر آہستہ آواز میں سب کچھ ان کو بتادیا۔

''اوہ......'' ان کے منہ سے حیرت، افسوس اور دکھ کے سبب نکلا۔ ''اور ارحام اس کا کیا ردعمل تھا؟'' وہ اپنے بیٹے کے لیے متفکر ہوئیں۔

''وہ دو دن سے بالکل خاموش تھا۔ آج آپ لوگوں کے آنے پر اس کی حالت کافی بہتر ہوئی ہے۔ میں تو بہت پریشان ہوگیا تھا۔'' وہ فائل سائیڈ پر رکھ کر لیٹ گئے۔

''گو کہ ارحام کے لیے لڑکیوں کی کمی نہیں لیکن اگر زبیری کی بیٹی ہماری بہو بنتی تو یہ ہم سب کے لیے ایک خوش آئند بات ہوتی۔'' انہوں نے موبائل سوئچ آف کرکے بیڈ کے سرہانے رکھتے ہوئے فرید آفندی کو دیکھا وہ سوچکے تھے۔ وہ گہرا سانس لیتی لائٹس آف کرکے خود بھی سونے کے لیے لیٹ گئیں۔

❁......❁......❁

''تو تم نے فیصلہ کرلیا ہے؟'' وہ اس کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھ رہے تھے۔ وہ دونوں اس وقت

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

گارڈن میں بیٹھے تھے اور سردیوں کی دھوپ سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

"فیصلہ تو بہت پہلے کرلیا تھا اب عمل کرنا چاہتا ہوں دادو۔" اس نے چائے کا کپ ہونٹوں سے لگاتے ہوئے کہا۔ آج اتوار کا دن تھا۔ گھر کے سب ہی افراد دیر سے اٹھنے والے تھے۔ البتہ وہ دونوں صبح کی سیر کے بعد گارڈن میں آبیٹھے تھے۔

"اس دن ہاشم کا فون آیا تھا تو میں تب ہی سوچ رہا تھا تم سے بات کرنے کا مگر بھول گیا۔ تم سول سروسز کیوں جوائن کرنا چاہتے ہو؟" آخر میں وہ اپنے مدعے پر آئے۔

"میں اپنی شناخت بنانا چاہتا ہوں دادو۔ آج تک لوگ مجھے آپ کے اور پاپا کے حوالے سے جانتے ہیں۔ لیکن اب میں اپنے نام کو آپ کی پہچان بنانا چاہتا ہوں۔" وہ کپ کے کناروں پر انگلیاں پھیرتے نظریں جھکائے بولا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن سول سروسز ایک ٹف اوپشن رہے گا تمہارے لیے۔ اس کے لیے انسان کا سخت جان ہونا ضروری ہے۔ یہ اتھارٹی والی جابز ہوتی ہیں جتنا آپ کسی کو پریشرائز کرتے ہیں تو آپ کو اس سے ڈبل پریشر برداشت کرنا پڑتا ہے۔" وہ ان کی بات کاٹتے بولا۔

"میں کرلوں گا برداشت' مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں اپنی صلاحیتوں کو آزمانا چاہتا ہوں' اگر کامیاب رہا تو یقیناً اچھی بات ہوگی اور اگر ناکام رہا تو فنا کی راہوں کا مسافر بن جاؤں گا۔" وہ ٹھہر ٹھہر کے بولا۔ ہر لفظ ناپا تلا انہوں نے اس کی آنکھوں میں دھوپ کا سنہری عکس دور تک پھیلا دیکھا۔ سایہ کہیں نہیں تھا۔

"ارحام......" اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتے وہ ان کی بات کاٹتے بولا۔

"دادو پلیز میں فیصلہ کرچکا ہوں' آپ مجھے فیصلہ تبدیل کرنے پر مجبور نہ کریں۔" وہ الجھا الجھا سا بولا' کتنا بکھرا بکھرا سا لگا تھا انہیں وہ۔ وہ محسوس کرسکتے تھے کہ اس کی انا کو ٹھیس پہنچی تھی اسی لیے وہ اب نئی منزلوں اور راستوں کو تلاشنا چاہتا تھا۔

"ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن وعدہ کرو تم خود کو تھکاؤ گے نہیں اور جیسے ہی تمہیں لگے کہ تم نہیں کرسکتے تو تم لوٹ آؤ گے۔" ان کا جھریوں سے بھرا ہاتھ آگے پھیلا...... وہ متفکر تھے اس نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ اسے یقین تھا وہ کرسکتا ہے۔

❁ ❁ ❁

"حریم کتنی بدلی بدلی سی ہوگئی ہے ناں امی؟" رامین نے روٹی سینکتے زہرہ کو دیکھا جو رات کے کھانے کے لیے سالن تیار کررہی تھیں۔ انہوں نے بھی صحن میں کھلنے والی کھڑکی سے نظر آتی اپنی بیٹی کو دیکھا جو چارپائی پر بیٹھی اپنا کام کرنے کے ساتھ ساتھ دونوں بھائیوں کو بھی پڑھا رہی تھی۔ وہ کچھ دکھ میں مبتلا ہوئیں۔

"بدلنے کا تو پتا نہیں البتہ مجھے ایسا لگتا ہے کہ اس نے حالات سے سمجھوتا کرلیا ہے۔ اسے احساس ہے کہ شکوہ کرنے سے کچھ بھی نہ ہوگا سوائے ذلت ہاتھ آنے کے۔ میں دعا کرتی ہوں کہ اللہ میری بچیوں کی زندگی کو خوشیوں سے بھر دے' آمین۔" ان کی آنکھیں بھر آئیں۔ وہ تو نہ جانے کس مٹی سے بنی تھی کبھی اپنا دکھ بیان نہ کرتی تھی مگر وہ ماں تھیں سمجھ سکتی تھیں کہ وہ لاکھ بے نیاز بنے لیکن ابرار کا یوں زندگی سے جانا اس کے لیے کسی امتحان سے کم نہ تھا۔

"ارے یہ کیا جذباتی سین چل رہا ہے یہاں پر۔" وہ ہنستی مسکراتی کچن میں داخل ہوئی' رامین اور زہرہ کو یوں گلے لگے دیکھ کر بولی۔ زہرہ اپنے آنسو صاف کرتی رامین سے الگ ہوئیں۔ وہ پلیٹ سے گاجر کا ایک ٹکڑا اٹھا کر منہ میں ڈالتے ان کی طرف آئی اور پیچھے سے گلے میں دونوں بازو ڈال کر کھڑی ہوگئی۔

"کیا پکا رہی ہیں؟" اس نے محبت سے پوچھا۔

"گاجر گوشت...... تمہیں پسند ہے ناں۔" انہوں نے پیار سے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ رامین روٹیاں پکا چکی تھی۔

"آج تو بہت ٹھنڈ ہورہی ہے...... میلو کیا خیال ہے
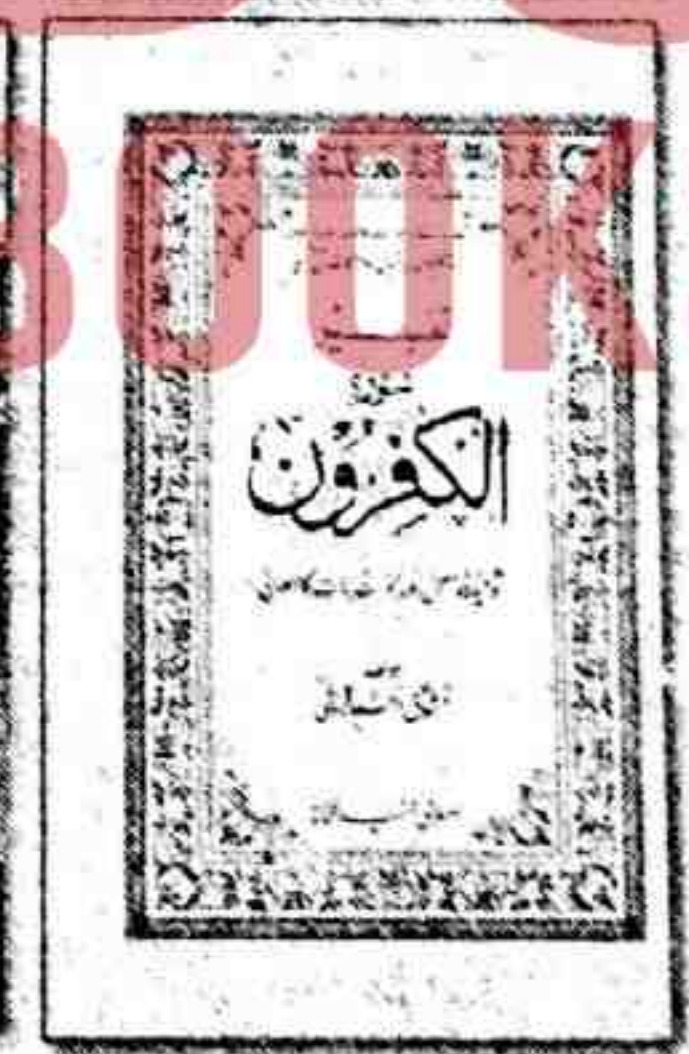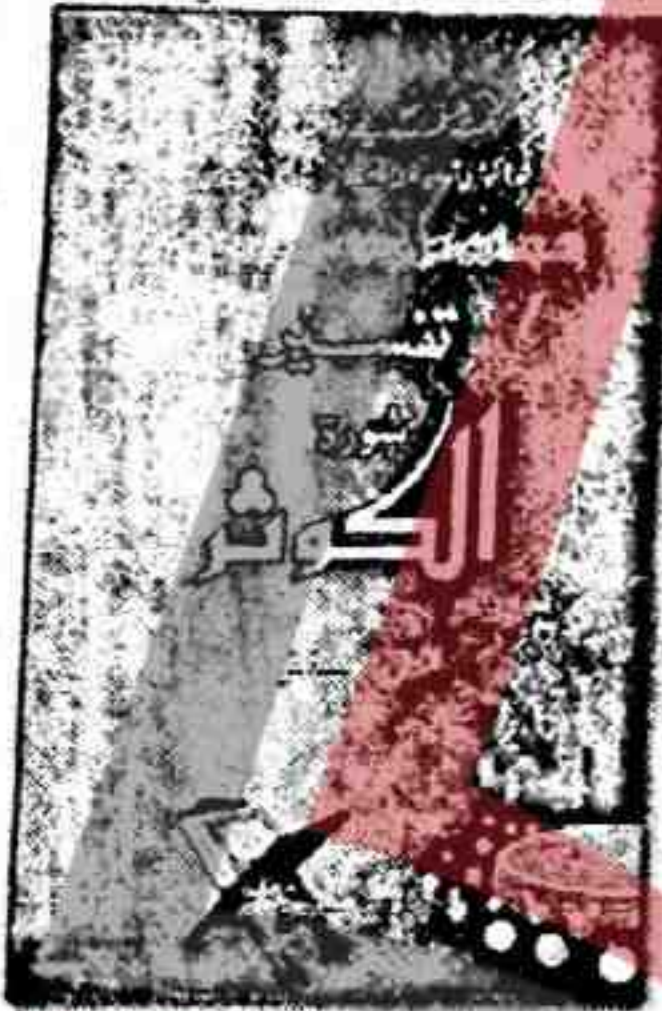
کافی پی جائے؟'' اس نے بڑی شرارت سے رامین کو دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ وہ اس کا ردعمل جانتی تھی۔

''تمہیں اپنا کلیجہ جلانے کا شوق ہے مجھے نہیں خود ہی بنا لینا اور پی بھی لینا۔'' اس نے تنک کر کہا کیونکہ اسے کافی ناپسند نہیں تھی لیکن وہ کافی سے خوف زدہ رہتی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کی ساتھی ٹیچر نے اسے کافی کے کچھ سو سے زائد نقصانات بتائے تھے جس میں خوب صورت لڑکیوں کا بدصورت ہو جانا سرفہرست تھا اور قصہ مختصر یہ ہوا تھا کہ اس دن کے بعد سے رامین نے کافی نہیں پی اور بنانے کا سوال تو پیدا ہی نہیں ہوتا تھا۔ حریم اور زہرہ ہنس دی تھیں۔

''تم لوگ نماز پڑھ لو پھر کھانا لگاتے ہیں۔'' انہوں نے اپنی دونوں بیٹیوں سے کہا اور وہ فوراً کچن سے نکل گئیں۔

''مینو یار بتاؤ ناں کل کیا پہنوں؟'' اس نے کوئی تیسری چوتھی بار اسے آواز دی مگر وہ تو ناول میں اتنی مگن تھی کہ اس کی بات اب بھی نہیں سنی تھی۔ اس نے پلٹ کر اسے گھورا۔ کھانے اور نماز سے فارغ ہو کر حمزہ اور اسامہ اپنے کمرے میں سونے کے لیے جا چکے تھے زہرہ نماز کے لیے کھڑی ہو گئی تھی جبکہ وہ دونوں اپنے کمرے میں چلی آئی تھیں۔ حریم کی اکیڈمی میں کل فریشرز آ رہے تھے جس کے سبب کل اکیڈمی میں ایک باقاعدہ اجتماع تھا اور وہ مینو سے اسی کے لیے ڈریس کے انتخاب میں مدد مانگ رہی تھی مگر وہ تو نہ جانے کن جہانوں کی سیر پر تھی' حریم نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے رسالہ چھینا۔

''حریم کیا ہے؟ دو ناں بہت اچھی کہانی ہے' پلیز دے دو ناں۔'' وہ ملتجی لہجے میں بولی۔

''ایسا کیا ہے جس کے لیے تم اتنا گڑگڑا رہی ہو...... بکواس بوگس سی کہانیاں' جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔'' اس نے شدت سے نفی کی۔

''ہوتا ہے حقیقت سے ان کا تعلق۔ زندگی بھی تو ایک کہانی ہے ایک ایسی کہانی جسے جی کر ہی جانا جاسکتا ہے کیونکہ نہ اس کی ابتداء کا علم نہ انتہا کا پتا۔'' اس کی آنکھیں نہ جانے کس احساس کے تحت جل رہی تھیں۔ حریم چونکی۔ ایک پرانا قصہ اس کے ذہن میں تازہ ہوا تھا۔

''رامین......'' اس کے لبوں سے حیرت اور تاسف کے سبب نکلا اور رامین سر جھکا گئی تھی۔

''تم...... تم پاگل ہو گئی ہو مینو......'' وہ اس کے برابر بیٹھتے ہوئے درشتی سے بولی۔ اس نے سر نہیں اٹھایا۔

''تم یہ کیا کر رہی ہو اپنے ساتھ بے وقوف لڑکی۔'' اس نے اسے اپنے دونوں بازوؤں میں سمو لیا۔ کتنی ہی دیر اس کی سسکیاں حریم کے وجود میں اترتی رہی تھیں۔ بہت دیر بعد وہ سنبھل چکی تھی۔ پھر آنکھوں کو خشک کرتی اس سے الگ ہوئی۔

''پتا نہیں آج مجھے کیا ہو گیا تھا۔ دراصل کہانی ایسی تھی کہ مجھے رونا سا آ گیا۔'' حریم نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

''اسی لیے کہتی ہوں مت پڑھا کرو۔ اچھا اب چلو مجھے بتاؤ کل کیا پہنوں۔'' اس نے رامین کا ذہن بٹانے کے لیے پھر پوچھا۔ وہ اٹھ کر اس کے ساتھ الماری کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور پھر اسے ڈریس کے ساتھ شوز اور جیولری بھی بتا دی جس میں حریم نے کوئی خاص دلچسپی نہیں دکھائی تھی۔ اسے تو بس ڈریس اور شوز چاہیے تھے جیولری سے اس کا دور دور تک بھی واسطہ نہ تھا۔ رامین اسے بتا کر اپنی جگہ پر جا کر سر تک رضائی تان چکی تھی۔ وہ جانتی تھی وہ ابھی مزید رونا چاہتی ہے مگر اب کی بار اکیلے' یہ مشرقی لڑکیاں بہت عجیب ہوتی ہیں۔ وہ خود بھی تو ایک مشرقی لڑکی تھی۔ اس کے چہار سو ایک ہی آواز گونج رہی تھی۔

پکاریں گے تجھے تو اب کوئی لذت نہ پائیں گے
گلو میں تیری الفت کے ترانے سوکھ جائیں گے
مبادا یاد ہائے عہد ماضی محو ہو جائیں
یہ پارینہ فسانے موج ہائے غم میں کھو جائیں
مرے دل کی تہوں سے تیری صورت ڈھل کے نہ جائے
حریم عشق کی شمع درخشاں بجھ کے رہ جائے

❀......❀......❀

سول سروسز اکیڈمی میں آج عید کا دن محسوس ہو رہا تھا۔ رنگ برنگے لہراتے آنچل اور جدید اسٹائل کی ٹائیاں تمام



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

پرانے طلبا اپنے ڈریس پلان کے تحت بلیک ڈریس میں ملبوس تھے گو کہ ہر ایک کا اسٹائل دوسرے سے مختلف تھا‘ کچھ لڑکوں نے موسم کو مدنظر رکھ کر بلیک تھری پیس سوٹ پہنا ہوا تھا جبکہ کچھ نے بلیک ڈریس پینٹ پر سادی سی شرٹ یا اپر پہنا ہوا تھا کچھ نے بند گلے کی شرٹ پر بلیک کوٹ پہنا ہوا تھا‘ لڑکیوں میں بھی کپڑوں کی مختلف النوع اقسام نظر آ رہی تھیں کچھ لڑکیاں پائجامہ فراک پہنے ہوئے تھیں۔ کچھ نے ٹائٹس پر ریڈی میڈ شرٹس پہنی ہوئی تھی‘ خود حریم نے بھی بلیک ٹراؤزر اور لونگ شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ ٹرائزر کے کناروں پر اورنج رنگ کی بنارسی پتلی سی پٹی لگی تھی جبکہ شرٹ کی آستینوں اور اگلے پچھلے دامن پر اورنج رنگ کی لیس لگی تھی جو اس کے بلیک کھسوں تک لٹک رہی تھی۔ جس کے سبب اسے چلنے میں تھوڑی دشواری بھی تھی۔ شرٹ کی آستینیں جارجٹ کی تھیں اور اسی مناسبت سے دوپٹہ شیفون جارجٹ کا تھا جس پر گولڈن رنگ کے ڈاٹس دور دور پھیلے ہوئے تھے‘ اس نے آج اسکارف کی جگہ دوپٹہ ہی اوڑھا ہوا تھا۔ جس کے پہننے کا انداز کچھ یوں تھا کہ بائیں کندھے کے پلو پر دائیں پلو کو لا کر پن کیا گیا تھا‘ جس نے اس کے وجود کو سر سے کمر تک ڈھانپا ہوا تھا۔ فرنچ ٹیل میں ڈھلے اس کے بال کمر پر آ رہے تھے‘ کمر پر جبکہ آگے سے کٹے ہوئے بال چٹیا سے نکل کر چہرے پر دائیں بائیں لٹو کی صورت پڑے تھے۔ وہ راہداری کے ابتدائیے پر کھڑی تھی۔ یہاں اس کی اور ارماہ کی ڈیوٹی تھی (لیکن ارماہ نجانے کہاں رہ گئی تھی) آنے والوں کو گائیڈ کرنے کی جو ریسپشن سے آئی ڈی کارڈ وہاں موجود دو لڑکوں سے لے کر یہاں آ رہے تھے۔ انہیں اکیڈمی کا پروس پیکٹس دینے کے ساتھ وہ انہیں آڈیٹوریم کا راستہ بھی سمجھا رہی تھیں۔ اس نے خاصی پریشانی کے عالم میں گھڑی دیکھی اور پھر موبائل پر ارماہ کا نمبر ڈائل کیا۔ مگر کافی بیلز کے بعد بھی اس نے کال ریسیو نہیں کی۔

’’کیا مصیبت ہے۔‘‘ اس نے جھنجلا کر فون واپس بیگ میں رکھ لیا تھا۔

’’از ایوری تھنگ آل رائٹ مس حریم......‘‘ پیچھے سے آنے والی ڈائریکٹر کی آواز پر وہ بری طرح چونکی اور ہڑبڑا کر پلٹی۔

’’جی...... جی...... سر سب ٹھیک ہے۔‘‘ وہ گھبرائی تھی کیونکہ اسے علم تھا کہ ہاشم اسماعیل کام میں کوتاہی ہرگز برداشت نہیں کیا کرتے۔ ارماہ کا یوں اس دن غائب ہونا انہیں یقیناً بہت غصہ دلائے گا۔

’’یہ تو بہت اچھی بات ہے اگر سب کچھ ٹھیک ہے تو۔‘‘ انہوں نے مسکرا کر کہا اور اب پہلی بار اس کی نگاہ ڈائریکٹر سے ایک قدم پیچھے کھڑے شخص پر گئی تھی جو لبوں پر مانوس سی مسکراہٹ لیے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے وائٹ ڈریس پینٹ پر وائٹ ہائی نیک اور اس پر نیوی بلو رنگ کا کوٹ پہنا ہوا تھا۔ حریم کو اس بار پہچان کے مراحل طے کرنے میں وقت نہیں لگا تھا اسے دوسری ہی نہیں پہلی ملاقات بھی یاد آ گئی تھی جو اسی اکیڈمی میں ہوئی تھی۔ اس نے فوراً اپنی نگاہوں کا رخ بدلا اور ڈائریکٹر کی جانب متوجہ ہوئی جو کچھ کہہ رہے تھے۔

’’ویسے یہ ارماہ کہاں ہیں؟‘‘ انہیں اچانک ہی خیال آیا۔

’’سر...... وہ...... ارماہ ابھی تک نہیں پہنچی۔‘‘ اس نے اٹک اٹک کر بات مکمل کی۔

’’واٹ...... لیکن کیوں؟‘‘ ان کی مسکراہٹ نے ہلکے غصے کی جگہ لی تھی۔

’’سر وہ میں ان سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہی ہوں مگر رابطہ نہیں ہو پا رہا۔‘‘ اس کا چہرہ خفت کی سبب سرخ ہو رہا تھا۔ ساتھ ہی اسے ارماہ پر بھی غصہ آ رہا تھا جس کے سبب اسے ایک زبردست سی جھاڑ پڑنا شروع ہو چکی تھی۔

’’ارماہ کی یہی غیر ذمہ دارانہ حرکتیں مجھے سخت ناپسند ہیں مگر کیا کریں کہ ہم لوگوں کے بھی ہاتھ بندھے ہیں آخر وہ اتنے بڑے بیرسٹر کی بیٹی جو ہے۔‘‘ ان کا پارہ آہستہ آہستہ اوپر جا رہا تھا۔ وہ سر جھکائے مجرموں کی طرح کھڑی تھی۔ ارحام کو اس پر ترس آیا۔

"خیر چھوڑیں اسے ٹیچرز آچکے ہیں آپ لوگوں کے؟" اس کا یوں کھڑے ہونا شاید انہیں بھی اچھا نہیں لگا تھا تبھی بات کا رخ بدلا۔

"جی سر...... کچھ ٹیچرز آڈیٹوریم میں ہیں اور کچھ اسٹاف روم میں۔" اس نے سر اٹھا کر جواب دیا۔

"گڈ...... گارڈز سے کہیے کہ دس بجے گیٹ بند کردیں۔ اس کے بعد کسی کو اندر آنے کی اجازت نہ ہوگی انڈر اسٹینڈ۔" ان کا انداز وارننگ لیے ہوئے تھا۔

"جی بہتر سر۔" اس نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ وہ آگے بڑھ گئے تھے۔ ارحام نے بھی ان کی تقلید کی تھی۔ مگر ایک لمحے کے لیے اس کے برابر رکا تھا جو سامنے سے اسٹوڈنٹس کے لیے ہاتھ میں پروس پیکٹس اٹھا رہی تھی۔

"ایک مجھے بھی چاہیے۔" وہ پرخلوص مسکراہٹ کے ساتھ اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اس نے ایک لمحے کے لیے اس کی جانب دیکھا اور پھر پروس پیکٹس اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔

"تھینکس۔" ارحام کا انداز اب بھی وہی تھا۔

"ویلکم۔" حریم نے سنجیدہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے یک لفظی جواب دیا۔ ارحام نے ان آنکھوں میں حزن وملال کو کچھ اور گہرا محسوس کیا تھا۔ یہ آنکھیں ہر بار ملنے پر اسے اپنی طرف متوجہ کرتی تھیں۔ آج بھی کر رہی تھیں۔

ان کی آنکھیں یہ کہہ رہی ہیں عدم
ہم پہ تصنیف اک کتاب کرو

"آپ پلیز یا تو راستہ چھوڑ دیں یا آڈیٹوریم کی طرف چلے جائیں۔" اسے وہیں جما دیکھ کر حریم کو بری طرح غصہ آیا کیونکہ آنے والے اسٹوڈنٹس اسے یوں حریم کے سامنے جما کھڑا دیکھ کر دبی دبی ہنسی ہنس رہے تھے۔

"اوہ...... آئی ایم سوری۔" وہ بری طرح شرمندہ ہوا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا اس سمت چل دیا جس سمت میں ہاشم اسماعیل گئے تھے۔

"ایڈیٹ۔" حریم منہ میں بڑبڑائی اور آنے والے اسٹوڈنٹس کی طرف متوجہ ہوگئی۔

❀......❀......❀

"میں ہاشم اسماعیل بطور سول سروسز اکیڈمی ڈائریکٹر کے آپ تمام لوگوں کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ ہماری سول سروسز اکیڈمی اپنے تمام امیدواروں کو اس لائق بناتی ہے کہ وہ مسابقتی امتحانات میں نمایاں کامیابی حاصل کریں اور سول سروسز کا حصہ بنیں۔ ہماری اکیڈمی کی بنیاد اسی اصولوں پر رکھی گئی ہے جن پر سول سروسز اکیڈمی پاکستان کھڑی ہے۔ جس کی بنیاد 1948ء میں رکھی گئی تھی جہاں سنٹرل سوپرئیر سروسز (سی ایس ایس) کے امتحانات پاس کرنے والے امیدواروں کو ٹریننگ دی جاتی ہے۔" وہ اس وقت آڈیٹوریم کے اونچے سے اسٹیج پر کھڑے تھے۔ ہال میں اس وقت سو سے زائد اسٹوڈنٹس موجود تھے۔ بائیس کے قریب ٹیچرز اسٹیج پر رکھے صوفوں پر براجمان تھے، اسٹیج کے سامنے چار قطاروں میں ڈیسک لگی تھی راؤنڈ اسٹیپ پر ایک وقت میں چار ڈیسکس رکھی تھیں۔ ایسے پچاس راؤنڈ اسٹیپ تھے۔ جن پر دو سو ڈیسکس موجود تھیں۔ ہر قطار میں پانچ سے چھ سٹئیر اسٹوڈنٹس کھڑے تھے تاکہ کسی قسم کی ڈسٹربنس نہ ہو۔ تمام اسٹوڈنٹس پروجیکٹر پر ابھرنے والی معلومات اور تصاویر کو غور سے دیکھ رہے تھے اور سن رہے تھے۔

"اگر سول سروسز کی تاریخ اٹھا کر دیکھی جائے تو ہمیں علم ہوگا کہ چین وہ پہلا ملک ہے جہاں سے سول سروسز کی شروعات ہوئی۔ چائنا میں شاہی راج کے دوران ایک جدید طرز کے امتحانات کا انعقاد منحصر ہے اور جس کے لیے آپ سب یہاں موجود ہیں۔ دوسرا ڈائریکٹ انڈکشن آف ملٹری آفیسرز یعنی ملٹری میں جو کیپٹن کے عہدے پر فائز ہوتے ہیں انہیں اپنے ملٹری بورڈ کی طرف سے نامزد کیا جاتا ہے، وہ فیڈرل پبلک سروس کمیشن کے تحت ایک انٹرویو دیتے ہیں اور سول سروسز میں شامل ہوجاتے ہیں۔ تیسرا طریقہ جو حکومت اختیار کرتی ہے وہ اشتہارات کا ہوتا ہے جس میں مختلف وکنسز کے لیے اشتہارات دیئے

معروف مصنف و کالم نگار مشتاق احمد قریشی کے قلم سے ایک اور شاہکار

# پیہم خیال

مشتاق احمد قریشی

شائع ہو گئی ہے
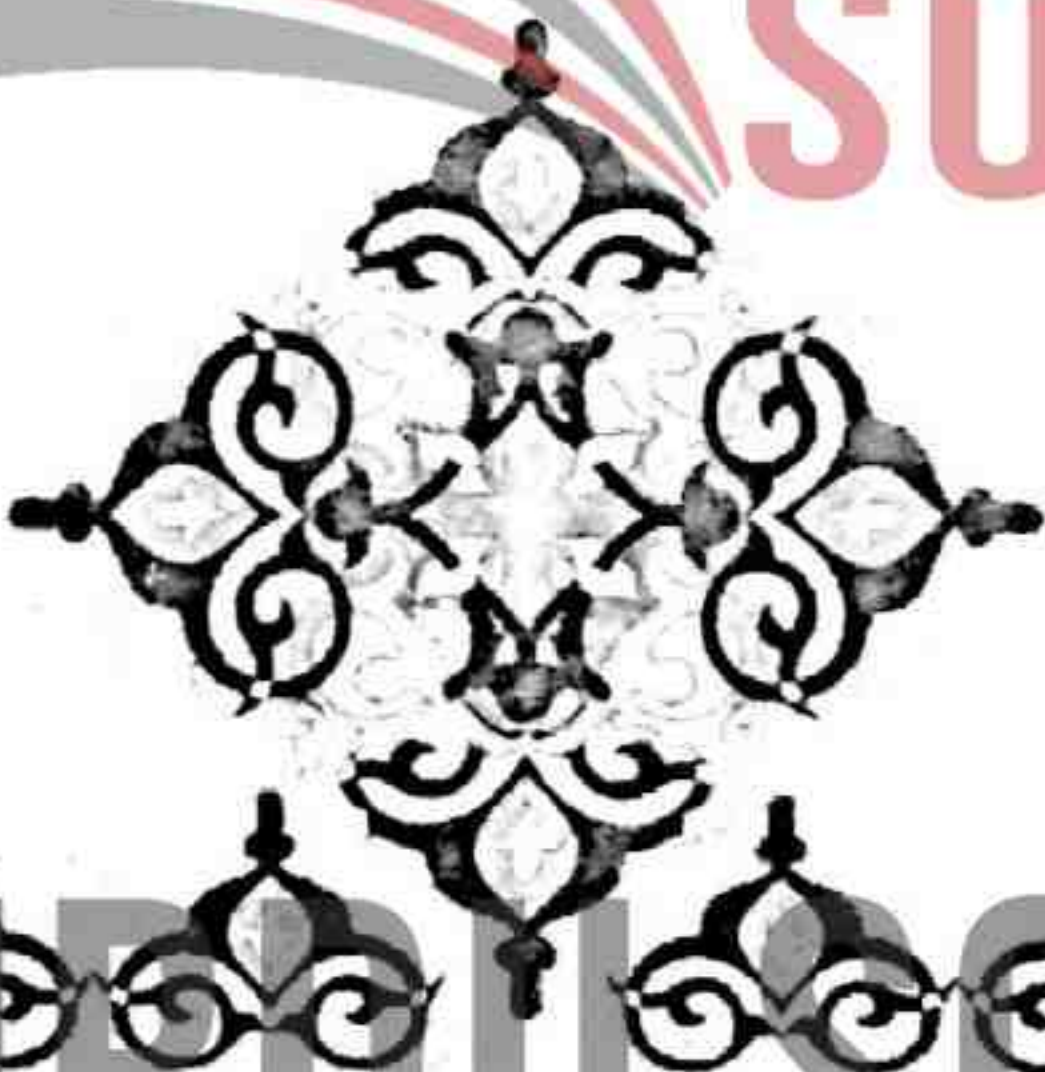
URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

جاتے ہیں اور فیڈرل پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ایک آبجیکٹیو یعنی ایم سی کیوز ٹائپ پیپر کا انعقاد ہوتا ہے اس کے بعد آخری طریقہ جو حکومت نے وضع کیا ہے اسے ایڈہاک کہا جاتا ہے جسے آپ دوسرے لفظوں میں عارضی آسامیاں بھی کہہ سکتے ہیں۔ ان کی مدت ایک سال رکھی جاتی ہے پھر یہ مستقل کردی جاتی ہیں کارکردگی کی بنیاد پر۔" انہوں نے ایک لمحے رک کر سانس لیا تھا۔ تمام اسٹوڈنٹس دم سادھے انہیں سن رہے تھے۔ اب وہ پروجیکٹر پر نظر آتے پبلک سروس کمیشن کے ڈھانچے کی طرف متوجہ ہوئے۔ "پاکستان میں پبلک سروس کمیشن کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ایک سی ایس ایس اور دوسرا پی سی ایس۔ سی ایس ایس وفاقی سطح پر لیا جانے والا مسابقتی امتحان ہے جبکہ پی سی ایس صوبائی سطح پر۔ سی ایس ایس میں ہر صوبے اور ٹریٹری سے امیدوار حصہ لے سکتے ہیں جبکہ پی سی ایس میں صرف اس صوبے کے لوگ حصہ لے سکتے ہیں جس میں اس کا انعقاد ہو۔ ہماری اکیڈمی کے بہت سے ہونہار طالب علم ابھی حال ہی میں پی سی ایس کے امتحانات سے فارغ ہوئے ہیں جس میں مس حریم حیات، مس زویا نور، مسٹر جواہر صدیق اور مسٹر عامر سہیل کے نام سرفہرست ہیں۔" انہوں نے مسکرا کر اپنے ان ہونہاروں کی طرف دیکھا جن سے انہیں بہت سی امیدیں وابستہ تھیں۔ تمام اسٹوڈنٹس ان چاروں کو دیکھ رہے تھے جن پر ہاشم اسماعیل کی نگاہیں تھیں۔

"خیر جناب...... اس وقت موضوع بحث سی ایس ایس ہے جس کے لیے آپ سب لوگ یہاں موجود ہیں۔ سی ایس ایس میں آپ بارہ اوکیوپیشنل گروپس / سروسز کے لیے امتحانات دیتے ہیں جن میں فارن سروسز، ڈسٹرکٹ مینجمنٹ اور آفس مینجمنٹ کو نمایاں اہمیت حاصل ہے اور ہماری اکیڈمی کے بہت سے امیدواران سروسز میں کام کررہے ہیں۔" انہوں نے ایک بار پھر وقفہ لیا اور ہاتھ پر بندھی گھڑی کو دیکھا جو ساڑھے گیارہ بجارہی تھی۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ گزر چکا تھا۔

"سی ایس ایس کے ٹیکنیکلز آپ لوگوں سے وقتاً فوقتاً ڈسکس ہوتے رہیں گے۔ اب آتے ہیں پی سی ایس کی جانب۔ سی ایس ایس کی طرح یہاں بھی آپ کو اوکیوپیشنل گروپس کے لیے امتحانات دینے ہوتے ہیں۔ جن میں اسسٹنٹ کمشنر...... کارایکسائز اینڈ ٹیکسیشن طالب علموں کے لیے زیادہ پرکشش ہوتے ہیں۔" وہ مسکرائے ساتھ ہی تمام طالب علم بھی۔

"یہ تقریباً آٹھ گروپس ہوتے ہیں۔ اس کے حوالے سے بھی آپ لوگوں سے ڈسکشنز آپ کے ٹیچرز مختلف کلاسز میں کرتے رہیں گے۔ جو پروسپیکٹس آپ کو دیے گئے ہیں ان کا ایک تفصیلی مطالعہ کرکے آئیے گا تاکہ آپ لوگ باقاعدہ کلاسز کا جب حصہ بنیں تو سی ایس ایس اور پی سی ایس کے فارم فل کرنے سے لے کر کمپلسری اور اوپشنل ٹیکنیکلز تک کا تھوڑا بہت بیک گراؤنڈ آپ کو معلوم ہو۔"

انہوں نے الوداعی جملوں کے ساتھ اپنی نشست سنبھالی تھی۔ اس کے بعد تمام ٹیچر ایک ایک کرکے اپنا تعارف کروا رہے تھے، اس نے گردن موڑ کر اپنی رو کے فاصلے پر کھڑی حریم کو دیکھا جو دونوں بازو سینے پر باندھے اپنے ٹیچرز کو سن رہی تھی۔ اس کی نگاہیں ٹھہر گئی تھیں۔ یہ لڑکی اسے اپنے دل پہ دھرا بوجھ سرکاتی ہوئی سی محسوس ہوتی تھی۔ وہ بوجھ جو سالہا سال سے اس کے دل کو زیر کیے ہوئے تھا۔ اس کے نگاہوں کے ارتکاز پر حریم نے بلاآخر اسے وارننگ دیتی نگاہوں سے گھورا تھا غالباً وہ بہت دیر پہلے ہی محسوس کرچکی تھی۔ اس نے نگاہوں کو ہٹانے کے بجائے ایک خیر سگالی مسکراہٹ اسے پاس کی جس کے جواب میں اس نے ناگواری سے چہرے کا رخ بدل لیا تھا اور پھر دو اسٹیپ نیچے کھڑی اپنی دوست کے پاس آ کر کان میں کچھ کہا۔ ساتھ ہی اس نے اسٹیج کے سامنے سے گزرتے ہاشم اسماعیل کو اشارے سے کچھ بتایا جس پر انہوں نے سر اثبات میں ہلایا تھا اور وہ آڈیٹوریم سے باہر نکل گئی تھی۔ باہر نکل کر اس نے غائبانہ ہی ارحام کو خوب صلواتوں سے نوازا بھی تھا۔

"ایڈیٹ نان سینس، بدتہذیب جیسے الفاظ بطور لقب



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

اسے غائبانہ ہی نوازے۔" گہرے گہرے سانس لیتے اس نے خود کو سب کے باہر نکلنے تک نارمل کرلیا تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو ریفرشمنٹ روم کی طرف آتے دیکھا۔ ان کے پیچھے ٹیچرز تھے۔ ساتھ ہی اسٹوڈنٹس بھی۔ اس نے سوچا وہاں جانے کا مگر موڈ کی خرابی نے اسے وہیں کرسی کھینچ کر بیٹھنے پر مجبور کردیا تھا۔ وہ اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام کر بیٹھ گئی تھی۔ سر میں درد کی شدید لہر اٹھ رہی تھی۔

"نظر اتروا کر جاؤ کہیں کسی کی بری نظر نہ لگ جائے۔" اسے صبح امی کی کہی بات یاد آئی تھی ساتھ ہی ان کا کچھ دم کر کے پھونکنا بھی۔ وہ بے اختیار مسکرائی تھی۔

"اف یہ مائیں بھی کتنی وہمی سی ہوتی ہیں۔" وہ سر کو دباتے بڑبڑائی تھی۔

"حریم طبیعت ٹھیک ہے آپ کی؟" ہاشم اسماعیل کی آواز پر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ اس کے سر پر ہی کھڑے تھے ساتھ میں وہ شخص بھی تھا۔ اپنے بلاوجہ پھیلے ہونٹوں کے ساتھ۔

"بس تھوڑا ہیڈیک ہو رہا تھا۔" درد گویا اس کے لہجے و آواز میں آسمایا تھا۔

"اوہ...... آپ نے صبح ناشتہ کیا تھا؟" انہوں نے فکرمندی سے پوچھا اور اس کے نفی میں سر ہلانے پر انہوں نے سخت ملامتی نظروں سے اسے دیکھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ میری پڑھائی ہوئی باتیں آپ لوگ قابل عمل نہیں سمجھتے۔" وہ یک دم بہت سنجیدہ ہوئے۔

"ایسی بات نہیں ہے سر بس وہ میں جلدی......" انہوں نے اس کی بات کاٹی۔

"یہ جلدی جلدی کیا ہوتی ہے...... ہاں آپ لوگ جو دن بھر ایک ہیکلٹک کام کرتے ہو ان کے لیے ایک بھرپور ناشتہ بے حد ضروری ہوتا ہے۔ کوئی ہزار ہا بار میں آپ لوگوں کو بتا چکا ہوں۔" وہ شدید برہم تھے۔ ارحام تو انہیں یک ٹک دیکھ رہا تھا۔ اسے آج لگ رہا تھا کہ شاید ناشتہ واقعی اتنا اہم ہوتا ہے جس پر کسی کو زبردست سی جھاڑ پلائی جائے۔


آنچل کی جانب سے ایک اور آنچل

ماہنامہ
حجاب کراچی

شائع ہوگیا ہے

ملک کی مشہور معروف قلمکاروں کے سلسلے وار ناول، ناولٹ اور افسانوں سے آراستہ ایک مکمل جریدہ گھر بھر کی دلچسپی صرف ایک ہی رسالے میں موجود جو آپ کی آسودگی کا باعث بنے گا اور وہ صرف "حجاب" آج ہی ہاکر سے کہہ کر اپنی کاپی بک کرالیں۔

اس کے علاوہ

خوب صورت اشعار منتخب غزلوں
اور اقتباسات پر مبنی مستقل سلسلے

اور بہت کچھ آپ کی پسند اور آرا کے مطابق

Infoohijab@gmail.com
info@aanchal.com.pk

کسی بھی قسم کی شکایت کی صورت میں
021-35620771/2
0300-8264242

''آئی ایم سوری سر۔'' حریم نے فوراً ہتھیار ڈالے۔

''چلیے اب میرے ساتھ۔'' خفا خفا سے کہتے اپنے آفس کی طرف چل پڑے۔ ان دونوں نے ان کی تقلید کی تھی۔ جب وہ اندر آ کر بیٹھے تو وہ انٹر کام پر آرڈر دے چکے تھے۔ وہ فون پر کسی سے گفتگو کرنے لگے...... وہ خاموشی سے کبھی انہیں اور کبھی برابر چیئر پر بیٹھی بیگ کے اسٹیپ سے کھیلتی حریم کو دیکھ رہا تھا۔ اس دوران پیون چائے اور سینڈوچز دے گیا تھا۔ انہوں نے الوداعی کلمات کہتے فون رکھا۔

''حریم پلیز ہمیں سرور کریں اور آپ بھی لیں۔'' وہ اب قدرے ٹھنڈے ہو چکے تھے۔

''نہیں انکل پلیز مجھے کچھ لینا ہوگا تو میں خود لے لوں گا۔'' ارحام جلدی سے بولا۔ اسے حریم کے لیے دیا گیا یہ آرڈر کچھ خاص پسند نہ آیا تھا اس کے گھر میں تو یہ کام ملازمین کیا کرتے تھے۔

''ارے یار رہنے دو یقیناً تمہارے گھر میں یہ کام ملازمین کرتے ہیں مگر میں اپنے اسٹوڈنٹس کو ہر طرح کا کام کرنے کا عادی بنانا چاہتا ہوں تاکہ وہ ہر طرح کے ماحول میں ایڈجسٹ ہو سکیں اور بے فکر رہو ابھی یہ ایسے بہت سے چھوٹے چھوٹے کام تمہیں بھی کرنا پڑیں گے کیونکہ فرید کہہ رہا تھا کہ تمہیں اس اکیڈمی سے ایک بہت اچھا سول سرونٹ بن کر نکلنا ہے۔'' انہوں نے ایک قہقہے کے ساتھ اپنی بات کا اختتام کیا اور حریم کے ہاتھ سے چائے کا کپ اور سینڈوچ کی پلیٹ پکڑی تھی۔ وہ واپس اس ٹیبل کی طرف گئی جہاں چائے اور سینڈوچ نکال کر اس نے ارحام کے لیے رکھے تھے ابھی وہ اس سے چائے میں چینی کی مقدار کا پوچھنے کا سوچ ہی رہی تھی کہ پیچھے اس کی آواز ابھری۔

''ون ٹی اسپون شوگر۔'' اس نے پلٹ کر دیکھا وہ اب بھی مسکرا رہا تھا۔ شاید مسکرانا اس شخص کی عادت ہے۔ یہ پہلا مثبت جملہ تھا جو اس نے ارحام کے بارے میں سوچا تھا۔ اس نے سینڈوچ کھاتے ارحام کی شخصیت پر پہلی بار غور کیا۔ اس کے سوٹ سے لے کر اس کے بولنے اور بیٹھنے کا ہر انداز واضح کر رہا تھا کہ وہ کسی اونچے گھرانے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس نے سر جھٹک کر اپنا ذہن دوسری جانب مبذول کیا۔ چائے کے سپ لیتے اس نے ارماہ کا نمبر ایک بار پھر ڈائل کیا مگر کوئی خاص نتیجہ نہ نکلا ابھی اکتا کر اس نے موبائل اپنے بیگ میں ڈالا اور چائے کے آخری سپ لیے اور سامنے دیکھا تو کچھ حیران ہوئی کیونکہ سر ہاشم اسماعیل کی کرسی خالی تھی جبکہ ارحام اپنی جگہ پر جوں کا توں موجود تھا اور بہت اطمینان سے چائے پی رہا تھا۔ چائے ختم کر کے اس نے کپ پرچ میں رکھا اور ٹیبل پر رکھی کیز اٹھاتے اس نے چیئر کو چھوڑا' اپنے کوٹ سے ڈارک گاگلز نکال کر لگائے تھے۔ حریم نے جلدی سے اپنے چہرے کا رخ بدلتے بیگ کو بلاوجہ ہی کھنگالنا شروع کر دیا ساتھ ہی تہیہ کیا کہ اگر اس نے خوامخواہ فرینک ہونے کی کوشش کی تو وہ اسے کھری کھری سنائے گی یہ لحاظ کیے بنا کہ وہ سر ہاشم کے کسی عزیزوں میں سے ہے مگر اس کی تمام سوچیں باطل ثابت ہوئی تھیں کیونکہ وہ بنا اسے مخاطب کیے دروازے کی طرف بڑھ گیا تھا۔ اس نے شکر کا سانس لیا۔

''مس حریم......'' اپنے نام کی پکار پر وہ چونک کر متوجہ ہوئی تھی۔ وہ دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔ لبوں پر وہی دھیمی مسکراہٹ تھی اور گاگلز کے پیچھے چھپی آنکھیں چھپ کر بھی عیاں تھیں۔

''تھینکس فار دی ٹی۔'' اپنی بات کہہ کر وہ جواب کا انتظار کیے بنا ہی دروازے سے باہر نکل گیا تھا۔ وہ چند ثانیے دروازے کو یوں ہی دیکھتی رہی پھر کندھے اچکا کر گویا اس نے اپنی سوچ کے غلط ہونے کو تسلیم کیا اور پلیٹ میں رکھے سینڈوچ کی طرف متوجہ ہوگئی۔

(جاری ہے)



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

# ذرا سوچیے

ثناء ناز

بے شک عورت کو اللہ نے عزت کے اعلیٰ درجے پر فائز کیا ہے۔ عورت کا ہر روپ ہی قابل فخر ہے۔ عورت بیٹی کے روپ میں رحمت، بہن کے روپ میں بھائی کی سب سے بڑی خیر خواہ، بیوی کے روپ میں گھر بھر کا سکون، جب کہ ماں کے روپ میں جنت ہے۔ اگر عورت یہ جان لے کہ آج وہ اپنے گھر کی رحمت ہے اور پھر ایک دن اس کے قدموں تلے جنت لکھ دی جائے گی تو میرا نہیں خیال کبھی کوئی عورت خود کو کم ظرف یا کمزور سمجھے گی۔ جب تک عورت گھر کی چار دیواری میں رہتی ہے وہ ہر طرح کی بری نظر سے ڈھکی رہتی ہے، بے شک ایسی عورتیں ہی اللہ کی پسندیدہ ہیں۔ جنہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ ان کے باپ، بھائی اور شوہر کی عزت جڑی ہے اور وہ کبھی ان کی عزت پر حرف نہیں آنے دیتی۔ بے شک وہی کامیاب ہوتی ہیں جو عورت کے مقام کو، سب کی نظروں میں فخر سے بلند رکھتی ہیں۔ جب گھر سے باہر نکلتی ہیں تو خود کو حیاء کی چادر میں چھپائے رکھتی ہیں۔ عورت کا زیور اس کی عزت اور حیاء ہے، جب تک اس کا سر حیاء کی چادر سے ڈھکا رہتا ہے تب تک وہ سیپ میں بند موتی کی طرح پاکیزہ اور انمول ہوتی ہیں۔ پر اگر کوئی عورت بھولے سے بھی چوک جاتی ہے وہیں سب ملیامیٹ ہو جاتا ہے۔ وہیں معاشرے کی نظر میں عورت ذات کا رتبہ کم ہو جاتا ہے۔ عورت ایک پھول ہے اور اس کی عزت خوش بو کی مانند، جب تک پھول خوش بو میں بسا رہتا ہے تب تک وہ سب کا پسندیدہ رہتا ہے اور جیسے ہی اس کی خوش بو ماند پڑتی ہے وہ اپنی قدر کھو دیتا ہے۔ کبھی لوگوں کے ہاتھوں مسلا جاتا ہے تو کبھی پیروں تلے کچل دیا جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح عورت کی عزت بھی خوش بو کی مانند ہے جو ایک بار اڑ جائے تو کبھی لوٹ کر نہیں آتی، عورت کی فطرت میں نزاکت ہوتی ہے اور بے شک اللہ نے عورت کو تخلیق کے لیے پیدا کیا ہے۔ اللہ نے عورت کو گھر کی چار دیواری کے اندر کے کام سونپے ہیں جبکہ فطرتاً گھر سے باہر کے کام کا ذمہ مرد کے سر ہے۔ ہم سب جانتے ہیں آج کل ہم جس زمانے میں رہ رہے ہیں وہ Gender eqalit (صنفی مساوات) کا زمانہ ہے، بے شک اللہ نے مرد اور عورت کے حقوق کو برابری کا درجہ عطا کیا ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی اللہ نے مرد کو عورت کا محافظ قرار دیا ہے۔ (Gender eqalit) کے اس بھیانک دور میں عورت مرد کو نیچا دکھانے کے چکر میں سب کچھ بھول چکی ہے۔ ایک عورت کی لاکھ محنت کے بعد بھی وہ ایک اچھی ورکر تب ہی بن سکتی ہے جب وہ اپنے باس کی ہر خواہش کا احترام کرتی ہے۔ اچھے گریڈز اور ڈگری ہونے کے باوجود بھی کسی آفس میں کام کرنے والی عورت تب ہی ترقی پا سکتی ہے جب وہ اپنے افسران کا ہر حکم سر آنکھوں پر رکھتی ہو، یہ کوئی نہیں سمجھتا۔ گھر سے باہر کام کرنے والی ان عورتوں کے درد میں چھپے چہروں کی مجبوریاں کیا ہیں، میک اپ کی آڑ میں اور ہنسی لبوں پر سجائے جس اعتماد سے یہ عورتیں گھر سے باہر نکلتی ہیں، کوئی انہیں مجبور سمجھ بھی کیسے سکتا ہے، آج کل کی عورتوں نے آزادی حاصل کرنے کے لیے خود کو اتنا نیلام کر رکھا ہے، کوئی اور تو کیا اگر یہ خود اپنے آپ کو پہچان لیں تو خود پر افسوس کرنے کے قابل نہیں رہیں



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

گی۔ یہی وجہ ہے کہ مجبوری کے تحت کام کرتی ان عورتوں کو بھی آزاد خیال عورتوں کے جیسا سمجھا جانے لگا ہے' جہاں ویسٹرن کلچر کو اپنا کر خود کو آزاد کہلوانے والی یہ عورتیں (eqalit Gender) کا پورا حق وصول کررہی ہیں۔ وہیں مرد حضرات نے عورت کو پاؤں کی جوتی سمجھنا چھوڑ کر ٹشو پیپر سمجھنے کا سفر بڑی تیزی سے طے کیا ہے۔ اگر عورتیں خود کو ویسٹرن کلچر میں ڈھال سکتی ہیں تو ہمارے مرد حضرات بھلا کیسے پیچھے رہ سکتے ہیں۔ پہلے مرد عورت کو پاؤں کی جوتی سمجھتا تھا' جسے جب چاہا اپنا لیا۔ آج کل آزادی حاصل کرنے کی جدوجہد میں گم یہ لڑکیاں شاید آزادی تو حاصل کرچکی ہیں پر یہ بھول گئی ہیں کہ ان کی اہمیت ایک ٹشو پیپر کی ہو کر رہ گئی ہے۔ جسے مرد حضرات پہلے تو اپنے مفاد کے لیے استعمال کرتے ہیں پھر مسل کر کوڑا کرکٹ کے ڈبے میں پھینک دیتے ہیں۔ جسے اٹھانا تو دور کی بات کوئی دیکھنا تک بھی پسند نہیں کرتا۔ بلکہ پیروں تلے آکر مزید کچلا جاتا ہے۔ آج کل کی عورت کی اہمیت مرد کی نظر میں بس ایک ٹشو پیپر کی سی ہے۔ جسے مرد کبھی اپنی ہوس پوری کرنے کے لیے اور کبھی اپنے کام نکلوانے کے لیے استعمال کرتا ہے پھر پھینک دیتا ہے۔ عجیب بات ہے نا آزادی حاصل کرنے کے لیے گھروں کی چار دیواری سے نکل کر ویسٹرن ملبوسات پہن کر (eqalit Gender) پر یقین رکھتے ہوئے خود کو آزاد خیال سمجھنے والی یہ لڑکیاں کسی نہ کسی مرد کے زیر تحت نوکری کررہی ہوتی ہیں۔ جو عورتیں ایسا سوچتی ہیں وہ مردوں سے آگے نکل سکتی ہیں' ان کا اٹھنا بیٹھنا مردوں میں ہوتا ہے وہ عورتیں مردوں کے ساتھ مل کر کام کرتی ہیں۔ ایسی خواتین اکثر کسی نہ کسی کی ہوس کا سامان بن جاتی ہیں۔ باقی جنہیں اللہ رکھے اسے کون چکھے' ایسی خواتین اپنے آفیسرز کی مسکراہٹ اور بے جا مہربان لہجوں کے پیچھے چھپے مکروہ ارادوں اور بھیانک روپ سے بے خبر ہوتی ہیں۔ مردوں سے آگے نکلنے کی کوشش میں یہ اتنا ڈوبی ہوئی ہیں کہ اکثر اپنے اور مرد کے درمیان...... فاصلہ نہیں رکھ پاتیں۔ فاصلہ ایک ایسی ٹیبلٹ کا نام ہے جو مرد اور عورت کے درمیان فرق کو برقرار رکھنے میں مدد دیتی ہے۔ اگر کوئی عورت مرد کے ساتھ کام کرتی بھی ہے تو اسے لازماً اس ٹیبلٹ کا استعمال سب سے زیادہ کرنا چاہیے' آپ نہ تو ساری دنیا کے منہ بند کرواسکتے ہیں نہ کسی کے غلط ارادوں کو پہچان سکتے ہیں۔ اگر آپ کو کانٹوں سے بھری اس دنیا سے بچنا ہے تو بجائے ساری دنیا میں ریڈ کارپٹ بچھانے کے آپ خود اپنے پاؤں میں چپل پہن لیں تو غنیمت ہے اور اگر آپ خود کو ٹھیک کرلینے میں کامیاب ہوجاتے ہیں تو میرا خیال ہے' یہی اصل جیت ہے بے شک کامیابی اسی کے قدم چومے گی جو عورت یہ جان لے گی کہ کتنا فاصلہ رکھنا ضروری ہے جو اسے رسوائی سے بچاسکے۔ افسوس ہے ہم پر...... ہم اس معاشرے میں رہ رہے ہیں جسے ہمارے نبی ﷺ نے سخت ناپسند کیا تھا۔ ہم ویسا ہی معاشرہ بنارہے ہیں وہی طرز زندگی اپنارہے ہیں جس سے ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں منع کیا تھا' مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے' ہمیں اسی معاشرے میں جینا ہے' اسی فضا میں سانس لینا ہے جو گناہوں سے آلودہ ہے' بحیثیت ایک مسلمان ہم اس معاشرے کو کیسے پسند کرسکتے ہیں جو ہمیں آزادی تو دیتا ہے پر عزت نہیں۔

ہماری آزادی کی آڑ میں چھپے مرد ہماری ہی مجبوریوں کا فائدہ اٹھا کر ہمیں ہی نیلام کرنے میں لگے ہوئے ہیں' ہم اس چیز کو کیسے پسند کرسکتے ہیں جو معاشرے میں



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

رہنے کے لیے تو ضروری ہے پر جسے ہمارے نبی ﷺ نے ناپسند قرار دیا ہو افسوس، پر یہی سچ ہے ہم اس معاشرے میں جیتے ہیں جہاں ہمارے اردگرد زانی گھومتے ہیں، ہم اس معاشرے پر فخر کرتے ہیں جہاں اپنے ہی خونی رشتے اپنی ہی بہن بیٹیوں کی عزتوں کی دھجیاں اڑاتے پھرتے ہیں ہم اس معاشرے کو پسند کرتے ہیں جس کی بیشتر نوجوان نسل نشے میں ڈوبی رہتی ہے، ہم اس معاشرے میں سانس لیتے ہیں جہاں شب وروز درندگی کا تماشا ہوتا ہے، عزت وحیاء کی دھجیاں اڑ رہی ہوتی ہیں۔ اس معاشرے میں جہاں ہم وفا ڈھونڈنے نکلیں تو شاید ہماری زندگی تمام ہوجائے۔ اس زمانے میں جہاں ہم اعتبار ڈھونڈنے نکلیں تو شاید سارے راستے ہی ختم ہوجائیں۔ افسوس ہم اسی معاشرے کو پروان چڑھا رہے ہیں جہاں آزادی کے لیے کہیں سرِ بازار، تو کہیں چھپ چھپ کر ہماری عصمتوں کی بولی لگ رہی ہے۔ عورت کا رہا سہا فخر میڈیا نے اور گرا دیا اور پورے جوش وخروش سے عورت کا بھیانک چہرہ سب کے سامنے لانے کی کوششوں میں مصروف ہے۔ کہاں اللہ نے عورت کو گھر سے باہر بے جا نکلنے سے منع کیا تھا، کہاں اللہ نے عصمت کو حیاء کے پردے کا نام دیا ہے۔ تیز خوش بو لگانے سے منع کیا، اونچا بولنے سے روکا ہے تاکہ اس کی آواز کسی غیر کے کانوں تک نہ جائے۔ بال کھول کر غیر مرد کے سامنے جانے اور بناؤ سنگھار کرنے سے منع کیا، ایک حدیث کا مفہوم ہے۔ وہ عورتیں جو اپنے گھروں سے بناؤ سنگھار کرکے نکلتی ہیں اپنے بالوں کی زینت سے مردوں کو بہکاتی ہیں اور وہ خود بھی بہکی ہوئی ہوتی ہیں۔ وہ سب جہنم میں جائیں گی، مرد کی تو فطرت میں آوارگی ہے اسے تو کوئی فرق نہیں پڑتا پر عورت جس کو اللہ نے پردے میں پیدا کیا جسے اللہ نے اس عظیم انسان کی پسلی سے پیدا کیا جسے ساری کائنات نے سجدہ کیا، پھر حیاء ڈالی اس میں، اللہ نے عورت کو حیاء کا مکمل پیکر بنایا اور اگر اس میں سے حیاء ہی نکل جائے تو عورت عورت نہیں رہتی، عیش وعشرت کا سامان بن جاتی ہے۔

ہم ایسے معاشرے کا ساتھ کیسے دیں، ایسی آزادی کو لے کر کیا کریں جو رسوائی بن کر ہمیں اور ہم سے جڑے ہر رشتے کی عزت کو کھا رہی ہے، سوچیے گا ضرور ہم بھی اسی معاشرے کا حصہ ہیں، ہمیں خود اپنے آپ کو اور اپنے معاشرے کو بدلنا ہوگا، ورنہ عین ممکن ہے حالات اس سے بھی بدتر ہوتے چلیں جائیں اور ہمیں خبر تک نہ ہو۔ ہم اور ہماری بہنیں اسی معاشرے میں ہیں۔ ہماری بہو بھی اسی معاشرے سے تعلق رکھتی ہوگی اور کہیں نہ کہیں ہماری بیٹیاں بھی اسی معاشرے سے چھپتی پھریں گی، کیا ہم یہ برداشت کرسکتے ہیں کہ آزادی کے نام پر رسوائی کا درندہ ہماری آنے والی نسلوں اور ان سے جڑی عزتوں کو بھی نگل جائے۔ ہمیں خود کو بدلنا ہے اور عورت کے کھوئے ہوئے وقار کو واپس لانا ہوگا، کیونکہ عورت حیاء کا پیکر ہے اور کئی خاندانوں کا فخر و مان بھی، ہمیں یہ مان اب مزید ٹوٹنے سے بچانا ہے۔ سوچیے گا ضرور۔

# ہومیو کارنر

ہومیو ڈاکٹر طلعت نظامی

## حمل (Pregnancy)

اولاد کا حصول ہر انسان کی بنیادی خواہش ہے' یہ خبر جہاں والدین کے ذات کی تکمیل کے احساس سے سرشار کرتی ہے وہاں زندگی کے سونے پن کو رونق میں تبدیل کرنے کی بھی ضامن ہوتی ہے بلاشبہ تخلیق کا عمل بہت کٹھن ہوتا ہے اور ایک عورت ان کٹھنائیوں سے گزر کر ہی ماں جیسے رتبے پر فائز ہوتی ہے۔

حمل کی علامات آغاز سے ہی رونما ہوجاتی ہیں ان علامات کو دو حصوں میں منقسم کیا جاسکتا ہے۔ پہلی حالت وہ ہوتی ہے جس میں صرف قیاس وگمان سے کام لیا جاتا ہے کہ استقرار حمل وقوع ہوچکا ہے اور کچھ مہینے گزرنے کے بعد حمل کی یقینی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں جو کہ مثبت ہوتی ہیں۔

### ابتدائی تبدیلی

جب تک کہ عورت کے احساسات' واقعات اور جذبات میں تبدیلی رونما نہ ہو محض قیاس سے کام نہیں چلتا اور ان تبدیلیوں کو بھی مدنظر رکھنا پڑتا ہے جو کہ اس سے پہلے ظاہر ہوچکی ہوں۔ حمل کے ابتدائی مہینوں میں نبض اور تنفس بڑھ جاتی ہے' عصبی نظام میں ایک قسم کی اکساہٹ اور تحریک پیدا ہوتی ہے جو کہ تمام تبدیلیوں کا محرک ہوتی ہے۔

### حیض کا بند ہونا

یہ سب سے ابتائی علامت ہے لیکن اگر کسی عورت میں حیض بے قاعدہ ہوتے ہیں تو اس سے قیاس نہیں کیا جاسکتا کہ حمل قرار پاگیا ہے لیکن بعض عورتوں میں پہلے تین ماہ اور بعض میں ایک ماہ بند رہنے کے بعد دوبارہ شروع ہوجاتا ہے۔ استقرار حمل میں ایک بار بند ضرور ہوتا ہے اگر حیض مسلسل دو سے تین ماہ بند رہا ہے اور بند رہنے کے بعد بھی عورت کی صحت وتندرستی میں کوئی فرق نہیں پڑا ہے اور ساتھ شکم کی اٹھان بھی زیادہ ہوگئی ہے تو یہ حمل قرار پانے کا مکمل ثبوت ہے۔ ایسی عورتیں دنیا میں موجود نہیں جن کو کبھی حیض نہیں ہوا تاہم ان کے بچے ہمیشہ ہوتے رہے اور ایسی مثالیں بھی موجود ہیں جن کو وضع حمل کے وقت تک برابر حیض جاری رہے ایسے حالات میں حیض کا جاری رہنا یا بند ہونا حمل قرار پانے یا نہ پانے کا معین ثبوت نہیں ہے۔

### لعاب دھن کی زیادتی

ابتدائے حمل میں تھوک زیادہ اور بار بار آتا ہے' جی متلانا' منہ سے پانی آنا اور ابکائیاں بھی پائی جاتی ہیں جو پہلے چھ ہفتوں میں صبح کے وقت ظاہر ہوتا ہے۔ اس تھوک کی زیادتی کی کوئی ظاہری وجہ نہیں ہوتی' نہ ہی ان کے تنفس یا منہ میں کسی قسم کی بو ہوتی ہے یہ علامت بھی حمل کی قے کی طرح ایک یقینی علامت ہے۔ بعض حالتوں میں تھوکنے کی یہ حالت حمل کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہے۔

### قے' اُلٹی

قے دوسری علامت جو کہ اکثر عورتوں کو حمل کے ابتدائی ایام سے شروع ہوجاتا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک جسمانی تکلیف ہے مگر اس میں تشخیص کا ایک بہت بڑا راز پنہاں ہے۔ یہ کیفیت دوسرے مہینے سے شروع ہوکر چوتھے مہینے تک جاری رہتی ہے۔ کبھی یہ تکلیف بہت کم ہوتی ہے اور کبھی اس قدر شدت اختیار کرجاتی ہے کہ اس سے حاملہ کمزور پڑ جاتی ہے اور بعض اوقات اس سے اسقاط حمل کا بھی اندیشہ ہوتا ہے۔ یہ قے معدے کی خرابی یا بخار سے پیدا شدہ قے سے بالکل مختلف ہوتی ہے اور بغیر کسی ظاہری وجہ



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

کے خود بند ہوجاتی ہے۔ ابتدائی مہینوں میں حمل کی قے اعصابی تحریک کی وجہ سے ہوتی ہے جبکہ آخری مہینوں میں قے عموماً شکم کے اعضاء کے دب جانے کی وجہ سے ہوتی ہے۔

## اشتہائے فاسد

چوتھے مہینے کے بعد اکثر حاملہ عورتوں کو بُری چیزوں کے کھانے کی خواہش ہوتی ہے مثلاً چاک، مٹی، کوئلہ، کچے چاول وغیرہ ایسی عجیب وغریب چیزوں کی اشتہا بڑھتی ہے جو عموماً کھانے سے تعلق نہیں رکھتی۔ آلات ہضم کی یہ دوسری بڑی خرابی ہے ساتھ ساتھ کلیجہ جلنا، ڈکار، کھانے کا نہ ہضم ہونا وغیرہ بھی اس میں شامل ہیں اور معمول کے کھانے میں ایک مخصوص بو آتی ہے جسے وہ بیان نہیں کرسکتیں۔

## پیشاب کی زیادتی

حمل کے شروع میں پیشاب بار بار آتا ہے، پیشاب کی رنگت دیکھنے میں زردی مائل نیلگوں سی ہوتی ہے۔ آخری ماہ میں رنگ سرخی مائل گدلا سا ہوتا ہے جو کہ روئی کے روئیں جیسا ہوتا ہے اس میں چربی اور چونے وغیرہ کے اجزاء شامل ہوتے ہیں۔ بچے کی پرورش کے قریب پیشاب کی رنگت سرخی مائل اور کدورت زیادہ پائی جاتی ہے۔ جس کے سبب پیشاب گاڑھا ہوجاتا ہے۔

## شکم کا بڑھنا

شکم حمل کے مہینوں کے ساتھ بڑھتا جاتا ہے، اس کی جلد کھنچاوٹ کے باعث پتلی پڑجاتی ہے اور شکم کی جلد پر عموماً نیلی وریدیں دکھائی دینے لگتی ہیں۔ ناف کے نیچے وریدوں کا رنگ عموماً بھورا سا ہوتا ہے اور اس کی رنگت کو دیکھ کر بھی بعض اوقات لوگ حمل کا یقین کرلیتے ہیں۔ شکم اور سینہ میں عجیب وغریب تبدیلیاں دیکھنے میں آتی ہیں اس کی سطح بڑھ جاتی ہے۔ پردہ باریطون اوپر کی طرف دب جاتا ہے اور معدہ اور شکم کے بوجھ سے یہ ابھرآتا ہے بعض اوقات ان کے دباؤ سے سانس لینے میں بھی دقت پیدا ہوجاتی ہے اور کسی قدر کھانسی کی صورتحال پیدا ہوجاتی ہے۔

## بدن کا بھاری ہوجانا

بدن بھاری ہوجاتا ہے، طبیعت سست اور گری گری رہتی ہے۔ چہرہ کا رنگ پھیکا پڑجاتا ہے، آنکھوں کی رنگت تبدیل ہوجاتی ہے اور زبان کی رگیں سبزی مائل ہوجاتی ہیں۔ ابتداء میں بہت نیند آتی ہے اور آخری مہینوں میں بے خوابی کی شکایت ہوتی ہے، عام جسمانی کمزوری لاحق ہوتی ہے۔ ناف کے نیچے کا حصہ بھاری اور کولہوں میں درد محسوس ہوتا ہے۔

## بذریعہ (Stetho Scope)

بذریعہ Stetho Scope بچے کے قلب کی آوازوں کو سننا حمل کے دریافت کرنے کا ایک اور طریقہ ہے جب شک میں بچہ کی حرکات موجود نہ ہوں تو اس کے ذریعے بچے کے دل کی حرکات کو آسانی سے سنا جاسکتا ہے۔ بچے کے دل کی ضربات ماں کے دل کی ضربات سے دگنی ہوتی ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ بچے کے دل کی آوازیں بہت دھیمی ہوتی ہیں تاہم اس میں غلطی کا کوئی احتمال نہیں ہوسکتا۔ دل کی یہ آوازیں چوتھے یا پانچویں ماہ سے سنی جاسکتی ہیں۔

دل کی رفتار فی منٹ 130 سے 160 تک ہوتی ہیں۔



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

# بیاض دل

## میمونہ رومان

سباس گل...... رحیم یار خان

دل سے بس ایک بات کہہ دیجیو

دل کا چاہا پوار ہوا نہیں کرتا

آمنہ رحمٰن مسکان...... ملکہ کوہسار مری

کچھ نہیں رکھا محبت کی نمازوں میں بھی مسکانؔ

پرہیزگار بھی تڑپ رہے ہیں آج گناہ گاروں کی طرح

ثوبیہ سحر...... بستی ملوک

جو آنا چاہو ہزار رستے نہ آنا چاہو تو عذر لاکھوں

مزاج برہم، طویل راستہ، برستی بارش، خراب موسم

صائمہ مشتاق...... سرگودھا

میں جانتی ہوں وہ بے وفا ہے لیکن

دوست کو بے وفا کہنا میری فطرت میں نہیں

وقاص عمر...... بنگڑ نو حافظ آباد

درد حد سے بڑھتا ہے تو یہ احساس ہوا ہے

دل بجھ کے بھی دل رہتا ہے پتھر نہیں ہوتا

ہر شخص کو منہ مانگی مرادیں نہیں ملتیں

ہر شخص مقدر کا سکندر نہیں ہوتا

فصیحہ آصف خان...... ملتان

نہ تم آئے نہ رت بدلی نہ درد کو راہ قرار ملا

نہ دل سمجھا نہ تم سمجھے، نہ مجھ کو کبھی قرار ملا

میرا حوصلہ ہے تیرا درد ہے جو رفتہ رفتہ بڑھ گیا

نقد جاں بھی حاضر کی پونجی ہوئی تمام نہ پیار ہمیں ادھار ملا

مسز نگہت غفار...... کراچی

کبھی چاند راہوں میں کھو گیا کہیں چاندنی بھٹک گئی

میں چراغ وہ بھی بجھا ہوا میری رات کیسے چمک گئی

میری داستاں کا عروج تھا تیری نرم پلکوں کی چھاؤں میں

میرے ساتھ تھا تجھے جاگنا تیری آنکھ کیسے جھپک گئی

صائمہ سکندر سومرو...... حیدرآباد سندھ

آغوش لحد میں جب کہ سونا ہوگا

جز خاک نہ تکیہ نہ بچھونا ہوگا

تنہائی میں آہ؟ کون ہوگا انیسؔ

ہم ہوں گے اور قبر کا کونا ہوگا

عائشہ نور عاشا...... گجرات

کچھ تو ہی میرے کرب کا مفہوم سمجھ لے

ہنستا ہوا چہرہ تو زمانے کے لیے ہے

نگین افضل وڑائچ...... شادیوال، گجرات

ہر وقت خوش رہنے کا مشورہ دیتے ہوئے

رو پڑا وہ آج مجھ کو حوصلہ دیتے ہوئے

شمائلہ کرن...... داجل

یہ درد کے ٹکڑے ہیں اشعار نہیں ساغرؔ

ہم کانچ کے دھاگوں میں زخموں کو پروتے ہیں

راؤ تہذیب حسین تہذیب...... رحیم یار خان

عقل کا کام جدا گانہ ہے

فیصلہ دل کا کہاں مانا ہے

چاہے اچھا ہی کرے کام کوئی

ہم نے تنقید کیے جانا ہے

نجم انجم...... کورنگی، کراچی

کچھ الگ تھا کہنے کا انداز ان کا

کہ سنا بھی کچھ نہیں اور کہا بھی کچھ نہیں

کچھ اس طرح بکھرے ان کے پیار میں ہم

کہ ٹوٹا بھی کچھ نہیں اور بچا بھی کچھ نہیں

دعائے سحر، انا احب...... فیصل آباد

دشوار زمینوں کے سفر اتنے کیے ہیں

اب دشت مجھے آبلہ پائی نہیں دیتا

سیدہ لوبا سجاد...... کہروڑ پکا

واسطہ حسن سے یا شدت جذبات سے کیا؟

عشق کو تیرے قبیلے یا میری ذات سے کیا؟

آج اسے فکر کہ کیا لوگ کہیں گے ساغرؔ

کل جو کہتا تھا مجھے رسم و روایات سے کیا؟

سمیرا اشتاق ملک...... اسلام آباد



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

دانستہ چھوڑ جاؤں گا میدان اور تم
ہارے ہوئے ہوگے اگر جیت بھی گئے
مدیحہ شفیق مدو...... بورے والا

کتنا خوف ہوتا ہے شام کے اندھیروں میں فراز
پوچھ ان پرندوں سے جن کے گھر نہیں ہوتے
مدیحہ نورین مہک...... گجرات

نفرتوں کے تیر کھا کر دوستوں کے شہر میں
ہم نے کس کس کو پکارا یہ کہانی پھر سہی
پروین افضل شاہین...... بہاولنگر

پت جھڑ کے ٹوٹے ہوئے پتوں کے ساتھ ساتھ
موسم بھی تو بدلے گا یہ آسرا بھی ہو
اس کے لیے تو میں نے یہاں تک دعائیں کی
میری طرح سے کوئی اسے چاہتا بھی ہو
عروسہ پرویز...... کالس

اک ملاقات کرو ہم سے عنایت سمجھ کر
ہر چیز کا حساب دیں گے قیامت سمجھ کر
ہمارے پیار پر کبھی شک مت کرنا
ہم پیار بھی کرتے ہیں عبادت سمجھ کر
عائشہ یونس...... حافظ آباد

اک دل کا درد تھا کہ رہا زندگی کے ساتھ
اک دل کا چین تھا کہ سدا ڈھونڈ رہے
لاریب انشال کھرل...... اوکاڑہ

مجھ سے گلے ہیں مجھ پر بھروسہ نہیں اسے
یہ سوچ کر ہم نے بھی ٹوکا نہیں اسے
ساغر یہ محبت نہیں اصول وفا ہے
ہم جان تو دیں گے مگر دھوکا نہیں اسے
ثانیہ مسکان...... گوجر خان

کبھی یوں ملیں کوئی مصلحت، کوئی خوف دل میں ذرا نہ ہو
مجھے اپنی کوئی خبر نہ ہو، تجھے اپنا کوئی پتا نہ ہو
تیرے اختیار میں کیا نہیں، مجھے اس طرح سے نواز دے
یوں دعائیں میری قبول ہوں میرے لب پہ کوئی دعا نہ ہو
یاسمین کنول...... پسرور

بھول جاتی ہیں اپنی ہستی کو
ساری مائیں عجیب ہوتی ہیں
حمیرا قریشی...... حیدرآباد سندھ

یہ سال بھی نہ دے سکے گا مہکتا لمحہ کوئی
ہجر سونپ کر مجھ کو گزر گیا دسمبر
رانی صفدر...... گجرات

میری ذات میں تُو اس قدر شامل ہے
کہ...... مجھ کو میری سانس بھی اپنی نہیں لگتی
فیاض اسحاق مہانہ...... سلانوالی

زبان کا ورد ہوئے مگر دلوں میں گھر نہ ہوئے
ہتھیلیوں پر لکھے نام ہم سفر نہ ہوئے
عجب طریقہ ہے تجھ کو بھولنے کا
ہم تیری یاد سے اک پل بھی بے خبر نہ ہوئے
اقراء افضل جٹ...... منچن آباد

اک نظر دیکھ میرے ظرف محبت کی طرف
میں نے دل دے کر خریدا ہے غم تنہائی کو
ارم ریاض...... برنالی

ہمیں تو موت سے پیار ہے زندگی کا کیا فائدہ
زندگی تو وہ جیتے ہیں جن کے ساتھ کوئی جینے والا ہو
مدیحہ کنول سرور...... چشتیاں

محبت روٹھ جائے تو اسے فوراً منا لینا
دلوں میں فرق آجائے تو گھر نہیں بستے
جن کی آنکھوں میں آنسو ایک بار ٹھہریں
لاکھ کوشش کرلو کنول دوبارہ پھر نہیں ہنستے
عظمٰی شاہین بٹ...... نوشہرہ ورکاں

دل کے آئینے میں تصور سجا رکھی ہے
ہاتھوں میں ملن کی لکیر بنا رکھی ہے
چاہے جتنا بھی دور بھاگے مجھ سے
تجھے پانے کی خدا سے امید لگا رکھی ہے

biazdill@aanchal.com.pk



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

## ڈش مقابلہ

طلعت آغاز

### مایو رول

اجزاء:

| | |
|---|---|
| چکن کیوبز میں کٹا ہوا | آدھا کلو |
| دُھنی مرچ | ایک چائے کا چمچ |
| دہی | آدھا کپ |
| ہلدی | آدھا چائے کا چمچ |
| ادرک لہسن | ایک کھانے کا چمچ |
| کالی مرچ پسی ہوئی | آدھا چائے کا چمچ |
| نمک | حسب ضرورت |
| پسا ہوا گرم مصالحہ | آدھا چائے کا چمچ |
| آئل | ایک کھانے کا چمچ |
| مایونیز | ایک کپ |

ترکیب:۔

چکن کیوبز میں سارے مصالحہ اور دہی پھینٹ کر ملا دیں اور ایک گھنٹے رکھ دیں۔ فرائی پین میں آئل ایک کھانے کا چمچ ڈال کر چکن کو اچھی طرح بھون لیں جب چکن گل جائے تو پانی خشک کر لیں، کوئلہ کو گرم کر کے چکن پر رکھ کر ڈھکن بند کر دیں، تھوڑی دیر میں کھول لیں۔

| | |
|---|---|
| میدہ | آدھا کلو |
| چینی | ایک چائے کا چمچ |
| انڈا | ایک عدد |
| آئل | فرائی کے لیے |
| نمک | آدھا چائے کا چمچ |
| دودھ | ایک کپ |

میدہ میں انڈا، نمک، چینی ڈال کر دودھ سے گوندھ لیں اور ایک سے دو گھنٹے رکھ دیں پھر پراٹھے بنا لیں اور پھر چکن اور مایونیز ڈال کر بٹر پیپر میں رول کر لیں، مایو رول تیار ہیں۔

فہمیدہ غوری.....گلشن اقبال کراچی

### کھڑے مصالحے کا دھواں گوشت

اجزاء:۔

| | |
|---|---|
| گوشت | ایک کلو |
| دہی | ایک کلو |
| پیاز | ایک کلو |
| ہری مرچ | پانچ سے سات موٹی والی |
| ادرک، لہسن | ایک چائے کا چمچ |
| دھنیا | حسب ضرورت |
| کوئلہ | تین عدد |
| نمک، سرخ مرچ | حسب ضرورت |

ترکیب:۔

ایک دیگچی میں گوشت، تین پیاز کاٹ کر، لہسن ادرک اور دھنیا ڈال کر گلنے کے لیے چھوڑ دیں۔ گوشت گلنے کے بعد پانی خشک کر کے گھی ڈال کر خوب بھونیں جب گوشت بھن جائے تو بقیہ پیاز کے گول گول لچھے کاٹ کر ڈال دیں۔ اب اس میں پھینٹی ہوئی دہی، لچھے دار پیاز، ہری مرچ اور سبز دھنیے کی تہہ لگائیں پھر سب سے اوپر چھوٹی سی روٹی کے ٹکڑے کے اوپر دہکتا ہوا کوئلہ رکھ کر گوشت پر رکھ دیں۔ کوئلے پر دو چار گھی کے قطرے ٹپکا کر ڈھکن اچھے سے بند کر دیں۔ ایک گھنٹے بعد کھول کر روٹی اور کوئلہ نکال دیں اور باقی چیزوں کو اچھی طرح ملا لیں۔ کوئلہ ڈال کر چولہے پر نہیں چڑھانا ہے مزے دار دھواں گوشت تیار ہے، سرو کریں اور داد سمیٹیں۔

ثانیہ مسکان.....گوجر خان

### براؤن بریڈ سینڈوچ

اشیاء:۔

| | |
|---|---|
| براؤن بریڈ | دو سلائس |
| پنیر | دو کھانے کے چمچ |
| ٹماٹر، سلاد پتہ | ایک ایک عدد |
| کھیرا | دو ٹکڑے |
| چکن کے ریشے | چار کھانے کے چمچ |

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

| نمک، کالی مرچ، چاٹ مصالحہ | حسب ذائقہ |
|---|---|

ترکیب:۔
ابلے چکن کے ریشوں کے ساتھ پنیر مکس کریں اور نمک، کالی مرچ اور چاٹ مصالحہ مکس کر کے سلائس پر لگائیں پھر سلاد کا پتہ، کھیرا، ٹماٹر رکھ کر دوسرا سلائس اوپر رکھیں۔ سینڈوچ میکر میں تھوڑی دیر رکھنے کے بعد نکال لیں، مزے دار سینڈوچ تیار ہیں۔ ویجیٹیبل سینڈوچ کے لیے چکن کی جگہ بند گوبھی، کٹا ہوا کھیرا اور آلو ڈال لیں ویجیٹیبل سینڈوچ تیار ہیں۔

اریبہ منہاج......کراچی

## وائٹ چنا چاول

اجزاء:۔

| | |
|---|---|
| چاول | ایک کلو |
| ابلے چنے | ایک پاؤ |
| سفید زیرہ | دو چمچ |
| خشک پودینے کے پتے | چار چمچ |
| ہرا دھنیا موٹا کٹا ہوا | ایک پیالی |
| پیاز باریک کٹی ہوئی | ایک عدد |
| نمک | حسب ذائقہ |
| آئل | حسب ضرورت |

دہی بنانے کے لیے

| | |
|---|---|
| دہی | ایک پاؤ |
| ہری مرچ | چار عدد |
| سفید زیرہ | ایک چمچ |
| لہسن کے جوئے | تین عدد |
| ہرا دھنیا | ایک چمچ |
| پودینہ | ایک چمچ |
| نمک | حسب ذائقہ |

**ترکیب چاول:۔**
ایک دیگچی میں آئل گرم کر کے پیاز ڈال کر لائٹ براؤن کرلیں پھر زیرہ ابلے چنے ڈال کر ذرا فرائی کریں۔ اب اس میں پانی، نمک اور پودینہ ڈال کر ڈھک دیں۔ ابال آنے پر چاول ڈال کر دم پر رکھ دیں، آخری دم آنے پر دھنیا چھڑک دیں۔

**ترکیب دہی:۔**
لہسن، دھنیا، پودینہ، زیرہ، ہری مرچ، نمک ان تمام چیزوں کو پیس کر دہی میں ڈال کر مکس کرلیں۔ لیجیے مزے دار سمپل ڈش وائٹ چنا چاول ریڈی ہیں۔ ہری دہی کے ساتھ مزے لے لے کر کھائیں اور ہمیں داد دیں۔

سونی علی......ریشم گلی مورو

## آلو بخارے کی چٹنی

اجزاء:۔

| | |
|---|---|
| آلو بخارے | ایک کلوگرام |
| نمک | ۱۲۵ گرام |
| چینی | ۱/۲ کلوگرام |
| کالی مرچ | ۴۰ گرام |
| لیموں کا رس | ایک کلوگرام |
| کشمش | ۲۵۰ گرام |
| سیاہ زیرہ | ۴۰ گرام |
| ادرک | ۴۰ گرام |
| الائچی خورد | ۳۰ گرام |
| پودینہ | ۱۲۵ گرام |
| خشک کھجور | ۲۵۰ گرام |

ترکیب:۔
تمام اشیاء کو صاف کرلیں، سیاہ زیرہ بھون لیں، آلو بخاروں کو بارہ گھنٹوں کے لیے لیموں کے رس میں ڈبو کر رکھ دیں۔ اگلے دن ان کو خوب مسلیں اور ان کا عرق کپڑے کے ذریعے چھان لیں، گرم مصالحہ پیس لیں۔ مغز بادام اور پودینہ کو ہاون دستہ میں رگڑیں اب ان تمام اشیاء کو اکٹھا کر کے یکجان کریں۔ یکجان کیے ہوئے مرکب کو کسی برتن میں ڈال کر تین دن تک دھوپ میں رکھیں پھر اسے بوتل میں ڈال لیں۔ لیں جی مزے دار آلو بخارے کی چٹنی تیار ہے۔ آپ لوگ بھی بنائیے اور مجھے بتائیے کم وقت، مناسب قیمت میں دو ماہ کے مزے

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

ہوئے کہ نہیں بقول عمر کے زندگی کا مزہ تو کھٹے میں ہے۔

جویریہ وہمی...... ڈونگہ بونگہ

## ہالاناکہ کڑاھی

اشیاء:۔

| | |
|---|---|
| مرغی بون لیس | ایک کلو |
| کالی مرچ پسی ہوئی | ایک کھانے کا چمچ |
| نمک | حسب ذائقہ |
| سرخ مرچ کُٹی ہوئی | ایک کھانے کا چمچ |
| چائنیز نمک | ایک چائے کا چمچ |
| بڑی ہری مرچ کٹی ہوئی | سات عدد |
| ٹماٹر | آدھا کلو |
| تیل | ڈیڑھ کپ |

ترکیب:۔

چکن کو اچھی طرح دھو کر اس پر نمک اور چائنیز نمک لگا کر ایک گھنٹہ میرینیٹ کرنے کے لیے رکھ دیں۔ تیل کو گرم کریں اور چکن ڈال دیں، تین منٹ تک تیز آنچ پر فرائی کریں۔ اس کے بعد کالی مرچ ڈال کر ایک منٹ کے لیے فرائی کریں اس کے بعد کُٹی ہوئی لال مرچ ڈال کر ایک منٹ تک فرائی کریں۔ ٹماٹر ڈال کر آنچ کم کر دیں، ٹماٹر تقریباً گل جائیں تو ہری مرچ ڈال کر دم پر رکھ دیں۔ جب گریوی خشک ہو جائے تو اتار لیں گرم گرم نان کے ساتھ سرو کریں۔

پروین افضل شاہین...... بہاولنگر

## شیر خورمہ

اشیاء:۔

| | |
|---|---|
| سویاں | آدھا پاؤ |
| گھی | دو چمچ |
| دودھ | دو کلو |
| پستہ بادام | آدھا پاؤ |
| ناریل، چھوارے، کشمش | آدھا پاؤ |
| سبز الائچی | چھ عدد |
| کھویا | آدھا پاؤ |
| چینی | حسب ذائقہ |

ترکیب:۔

دودھ کو دو گھنٹے ہلکی آنچ پر پکائیں، سویوں کو گھی میں تل لیں اور اس کو دودھ میں ڈال دیں۔ آدھے پستے بادام دودھ میں ڈال دیں اس کے بعد دودھ میں کھویا، ناریل، کشمش، چھوارے اور الائچی باریک کاٹ کر شامل کر لیں جب سب چیزیں مل جائیں اس کو ڈش میں نکال لیں اور باقی بادام پستوں کی ہوائیاں کاٹ کر چھڑک دیں۔ لیجیے لذیذ شیر خورمہ تیار ہے بنا کر بتائیے گا کیسا لگا۔

اقراء افضل جٹ...... منچن آباد

## اسپیشل چاکلیٹ کیک

اشیاء:۔

| | |
|---|---|
| چاکلیٹ کے ٹکڑے | چودہ اونس |
| میدہ | چودہ اونس |
| نرم شدہ مکھن | گیارہ اونس |
| بیکنگ پاؤڈر | ڈیڑھ چائے کا چمچ |
| تازہ کریم | چھ اونس |
| انڈے | تین عدد |
| کیک کے گول سانچے | 9 کے تین عدد |
| چینی | چودہ اونس |
| آئسنگ شوگر | دس اونس |

ترکیب:۔

۱۔ ایک ساس پین میں آدھی چاکلیٹ، آٹھ اونس مکھن اور دو گلاس پانی ڈال کر ہلکی آنچ پر گرم کریں جب سیرپ سا تیار ہو جائے تو آنچ بند کر کے قدرے ٹھنڈا ہونے دیں۔

۲۔ ایک بڑے پیالے میں انڈوں کو خوب پھینٹ کر چاکلیٹ سیرپ آہستہ آہستہ ملاتے ہوئے خوب پھینٹ لیں پھر میدہ اور بیکنگ پاؤڈر چھان کر انڈوں میں پہلے چینی ملائیں پھر آہستہ آہستہ ہلکے ہاتھ سے میدہ ملا دیں۔

۳۔ مرکب کو چکنائی لگے تینوں سانچوں میں برابر تقسیم کر کے ڈال دیں۔

۴۔ 170c پر پہلے سے گرم شدہ اوون میں تینوں

سانچے ایک ہی شیلف پر رکھ کر پچیس سے تیس منٹ تک بیک کر کے تنکا کر کے (ڈال کے) دیکھیں اگر تنکا صاف ہے تو پھر کیک باہر نکال کر ٹھنڈا کر لیں اور ٹھنڈا ہونے پر پلٹ دیں۔

۵۔ بقیہ چار اونس چاکلیٹ کو گرم پانی کے برتن پر رکھ کر پکائیں اور پھر اس میں تین اونس بقیہ مکھن اور آئسنگ شوگر ملا کر پھینٹ لیں اب اس میں پھینٹی ہوئی کریم میں سے چار چمچ نکال کر ملائیں اور تینوں کیک کے درمیان پر مرکب لگا کر ایک دوسرے کے اوپر رکھتے ہوئے جوڑ لیں۔

۶۔ دو اونس چاکلیٹ سے کور کر دیں، تھوڑی سی چاکلیٹ کش کر کے کیک کے اوپر کناروں پر پھیلا کر بارڈر سا بنا دیں اور درمیان میں تازہ گلاب کا پھول سجا دیں، کیک پر تکلف تقریب کے لیے تیار ہے۔

لائبہ میر.....حضرو

## دال کھجور کا حلوہ

اشیاء:۔

| | |
|---|---|
| ناریل پسی ہوئی | چار چمچ |
| دال | آدھا کپ |
| کھجور | ایک پاؤ |
| دودھ | دو کلو |
| خشک دودھ | آدھا کپ |
| بادام میوے وغیرہ | حسب ضرورت |
| الائچی | چار عدد |

ترکیب:۔

پہلے دال کو ابال لیں، کھجور کی گٹھلی نکال کر آدھا کلو دودھ میں بھگو کر رکھ لیں۔ آدھے گھنٹے کے لیے ابالی ہوئی دال اور خشک دودھ کو مکس کر کے گرینڈ کر لیں جو کھجور بھگو کر رکھی ہے اسے بھی گرینڈ کر لیں اب ایک برتن میں ایک چمچ گھی ڈال کر دال کو بھون لیں جب دال بھن جائے تو کھجور بھی ڈال دیں۔ اب تھوڑی دیر پکائیں پھر اس میں بقایا دودھ، بادام، میوے الائچی وغیرہ شامل کر لیں اور مزید پکائیں جب حلوہ گاڑھا ہو جائے اتار لیں۔ زیادہ گاڑھا نہ

ہو اب کسی برتن میں نکال کر ٹھنڈا ہونے کے لیے رکھ دیں اور پسی ہوئی ناریل بھی ڈال لیں اگر گرمیاں ہیں تو تھوڑی دیر فریج میں رکھ لیں اور ٹھنڈا ٹھنڈا نوش فرمائیں، شکریہ۔

منزہ عطا.....کوٹ ادو

## سوجی کی پنی

اشیاء:۔

| | |
|---|---|
| سوجی | ایک کلو |
| کھویا | آدھا کلو |
| سفوف چینی | چھ سو گرام |
| دیسی گھی | ۳۵۰ گرام |
| ناریل، بادام، مغز، سوگی | حسب پسند |
| گرم دودھ | ایک کپ |

ترکیب:۔

سوجی کو کڑاہی میں ڈال کر خوب بھونیں پھر گھی ملا کر ہلکی آنچ پر اتنا پکائیں کہ سوجی گھی چھوڑ دے پھر کھوئے کو دوسری کڑاہی میں ڈال کر سرخ کریں اور سوجی میں ملا دیں۔ اب سفوف چینی اس میں ملائیں اور آگ سے اتار لیں اور خشک میوے شامل کریں پھر ایک کپ گرم دودھ اس آمیزے میں ملا کر ہاتھوں سے خوب مکس کریں اور دودھ لگا لگا کر ہاتھوں سے گیند کے سائز کی پنیاں بنائیں اور خشک ہونے کے لیے الگ رکھتی جائیں۔ یہ لذیز پنیاں بہت دنوں تک کھانے کے قابل رہتی ہیں۔

بی بی عابدہ.....بھیر کنڈ، مانسہرہ

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHEY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

# بیوٹی کارنر

روبینہ احمد

## فائونڈیشن

پورے سال ہمارا میک اپ ہمارے لباس کی مناسبت سے تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ سردیوں کا موسم چہرے کے لیے بہت سخت موسم ہوتا ہے کیونکہ اس موسم میں ہمارا چہرہ ہی کھلا ہوتا ہے ورنہ تو پورا جسم گرم کپڑوں سے ڈھکا ہوتا ہے۔ فاؤنڈیشن کو آپ اپنی جلد ثانی تصور کریں اور جب آپ ایسا سمجھنے لگیں گی تو پھر آپ پر لازم ہے کہ آپ معیاری فاؤنڈیشن اپنی رنگت کے مطابق استعمال کریں تاکہ آپ کا چہرہ فطری حسن اور رنگت کا عکس ہو۔

سردیوں میں جلد کی حالت گرمیوں کے مقابلے میں بالکل الگ ہوتی ہے۔ اپنی جلد کو محفوظ رکھنے کے لیے ہمیشہ درست اور معیاری فاؤنڈیشن کا استعمال کریں اور اس کا شیڈ آپ کی جلد کی رنگت سے مطابقت رکھتا ہو۔ سردیوں میں ہماری جلد زردی مائل ہوجاتی ہے تو ایسے میں فاؤنڈیشن خریدتے وقت اس کی جانچ ضرور کرلیں۔ اس کی تھوڑی سی مقدار اپنی جلد پر لگائیں اور چند منٹ کے لیے چھوڑ دیں تاکہ یہ سیٹ ہوجائے۔ اس کے بعد قدرتی روشنی میں اس کا نتیجہ دیکھیں۔

اگر آپ کو لگتا ہے کہ آپ نے پرفیکٹ فاؤنڈیشن کا انتخاب کرلیا ہے تب بھی آپ کو اس کا ٹیسٹ ضرور کرنا چاہیے کیونکہ ہماری جلد میں جو قدرتی ایسڈ ہوتا ہے۔ وہ فاؤنڈیشن کے استعمال کے بعد تبدیلی کا شکار ہوسکتا ہے اور فاؤنڈیشن کی رنگت کو بھی متاثر کرسکتا ہے اگر سردیوں میں آپ کی جلد خشک ہوجاتی ہے تو ایسا فاؤنڈیشن استعمال کریں جس میں موئسچرائزر کا زیادہ استعمال کیا گیا ہوتا کہ آپ کی جلد نرم رہے۔

سرد موسم میں موئسچرائزر آپ کے میک اپ کا نہایت اہم حصہ ہے۔ جلد میں اس کی موجودگی جلد کو خشک ہو کر پھٹنے سے محفوظ رکھتی ہے۔ اچھا تو یہ ہوگا کہ آپ کے فاؤنڈیشن اور موئسچرائزر میں سن اسکرین بھی موجود ہوتا کہ دھوپ سے جلد کو پہنچنے والے نقصانات کا ازالہ ہوسکے۔ جب موئسچرائزر سیٹ ہوجائے تو ضرورت کے مطابق کنسیلر لگائیں۔ کنسیلر کا بھی آپ کی جلد سے میچ ہونا ضروری ہے اس کی وجہ سے آنکھوں کے نیچے موجود سیاہ حلقوں اور دانوں کے نشانات کو چھپانے میں بہت مدد ملتی ہے۔

اور اب آخر میں انگلیوں کی نوک کی مدد سے فاؤنڈیشن لگائیں۔ تھوڑی سی مقدار لے کر پورے چہرے کو کور کرنا ہے اس طرح آپ کا چہرہ تروتازہ اور صحت مند لگے گا بعد میں جہاں جہاں ضرورت ہو مزید فاؤنڈیشن لگا سکتی ہیں۔

## مسکارا

موسم کے حساب سے لباس تبدیل کیا جاتا ہے تو اسی طرح میک اپ میں بھی تبدیلی کی جاتی ہے۔ جس طرح سرد موسم میں گرم اور گہرے رنگوں کے کپڑے استعمال کیے جاتے ہیں اسی طرح میک اپ بھی گہرا کیا جاتا ہے اور اگر بات آنکھوں کی ہو تو ان کو اور زیادہ ڈارک میک اپ سے سنوارا جاتا ہے۔ اس اصول سے مسکارا بھی مستثنیٰ نہیں ہے۔ یاد رہے کہ اسے ہر تین ماہ کے بعد تبدیل کردیا جاتا ہے۔ زیادہ بہتر یہی ہوگا کہ آپ اسے موسم کی تبدیلی کے ساتھ ہی تبدیل کرلیں۔ سرد موسم کے حوالے سے کچھ ٹپس مسکارا کے سلسلے میں ملاحظہ فرمائیں۔

اس سے قطع نظر کہ میک اپ کا کون سا فیشن چل رہا ہے۔ لمبی اور بھرپور پلکیں کبھی بھی آؤٹ آف فیشن نہیں رہتی ہیں اور سرد موسم میں زیادہ درست معلوم ہوتی ہے جو خواتین اس موسم میں اچھے مسکارا کی تلاش میں ہیں اس بات کو ذہن میں رکھیں یہ مسکارا کا ٹائپ نہیں ہوتا ہے جو پلکوں کو بھرپور بناتا ہے بلکہ جادو اس کی چھڑی (اسٹک) میں ہے۔

اسٹک شیپ اور برش کے لحاظ سے کئی طرح کی ہوتی ہے اور اگر آپ پلکوں کو بھرپور بنانا چاہتی ہے تو فل برش والی اسٹک کا انتخاب کریں۔ چھوٹے برش والی اسٹک



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

آنکھوں کے کناروں کو کھینچ دینے کے لیے بہترین ہوتی ہے جبکہ کنگھے والی اسٹک آپ کی پلکوں کو ایک دوسرے سے گڈمڈ ہونے سے محفوظ رکھتی ہے۔

سرد موسم آنکھوں کے میک اپ کے حوالے سے تجربات کرنے کے لیے بہترین ہے آپ اسموکی گرے یا براؤن شیڈ استعمال کرسکتی ہیں تاہم سیاہ مسکارا اسموکی آئیز کے لیے بہترین ہے اور فوراً سب کی توجہ حاصل کرلیتی ہیں۔ سردیوں میں مسکارا کے دو کوٹ لگائیں مگر دوسرا پہلے کوٹ کے خشک ہونے کے بعد ہی لگائیں اس طرح پلکیں ایک دوسرے کے ساتھ گڈمڈ نہیں ہوں گی چونکہ اسموکی آئیز بھی اچھی لگتی ہیں کہ جب دونوں پپوٹوں پر آئی لائنر لگایا گیا ہو لہٰذا نچلے حصے پر بھی مسکارا لگانا نہ بھولیں۔

## شان دار موسم

تیز اور شوخ اور روشن رنگ، سفید اور سیاہ...... ہر رنگ کا اپنا جادو ہوتا ہے مگر کچھ رنگ سرد موسم میں کچھ زیادہ ہی اپنی بہار دکھاتے ہیں۔ سرد موسم میں خواتین کی پسند میں تضاد ہوسکتا ہے لہٰذا اس بات کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے۔ سرد موسم میں بہرحال رنگوں کا انتخاب مشکل ہوتا ہے غلطی سے کوئی عورت موسم خزاں والا رنگ انتخاب کرسکتی ہے اور ایسا تب ہوتا ہے جب خواتین رنگوں کے انتخاب کے حوالے سے گومگو کی کیفیت سے دوچار ہوتی ہے۔

سرد موسم میں خواتین شوخ اور تیز رنگوں کا انتخاب کریں تاکہ ان کی نسوانیت پر زیادہ سے زیادہ زور پڑے۔ ان کو چاہیے کہ وہ پھیکے اور بجھے بجھے رنگوں سے دور رہیں ان سے ان کی شخصیت پر منفی اثرات مرتب ہوسکتے ہیں۔ گرے اور سلور یا بلیک اور نیوی بلیو کا استعمال کریں۔ اسی طرح سفید شیڈ کے سارے رنگ استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ براؤن، اورنج، گولڈ اور تیز سبز رنگوں سے دور رہا جائے۔ خواتین کو اپنے اسٹائل پر زور دینا چاہیے۔ چیک (خانے دار) یا پھولوں والے لباس مناسب رہیں گے، اگر سفید اور سیاہ دھاری دار لباس ہو تو پھر بات ہی کیا ہے۔ زرد زمین پر اگر سیاہ پرنٹ ہو تو یہ بھی باعث کشش ہے۔

## اپنی جلد کو موسم کے حساب سے قدرتی انداز میں نکھاریئے

سردیوں کے موسم میں اکثر خواتین اپنی جلد کو نرم وملائم اور ہونٹوں کو تر و تازہ رکھنے کے لیے طرح طرح کے موئسچرائزر، باڈی آئل اور وٹامنز استعمال کرتی ہیں جبکہ سردی کا زور ٹوٹتے ہی ان چیزوں کا استعمال قدرے کم ہوجاتا ہے اور موسم کی دوسری پروڈکٹ کے لیے بازار کے چکر لگانا شروع کردیتی ہیں مگر وہ اس بات سے بے خبر ہیں کہ کئی قدرتی موئسچرائزر ان کے اپنے گھر میں موجود ہیں جن کا استعمال ان کی جلد کے قدرتی تیل کو خشک ہونے سے بچاتا ہے اور یوں جلد موسم سرما میں خشک ہونے سے محفوظ رہتی ہے۔ سرد موسم میں ایک اور کارآمد عمل یہ ہے کہ اپنے جسم کو تھوڑی دیر کے لیے دھوپ میں رکھیں تاکہ یہ دھوپ میں موجود وٹامن ڈی سے مستفید ہوسکے۔ اس کے علاوہ کچھ قدرتی موئسچرائزر کا بھی استعمال کریں جو کہ آسانی سے دستیاب ہیں اور موثر بھی ہیں۔

### شہد

قدرتی موئسچرائزر میں اس سے اچھی اور کوئی چیز نہیں۔ دو ٹی اسپون شہد لے کر کسی بھی ٹائپ کی جلد پر مساج کیا جائے تو سردیوں کے دوران جلد صحت مند اور نرم رہتی ہے۔ شہد میں اشیا کو نرم کرنے، ان کو شگفتگی بخشنے اور موئسچرائزر کے ساتھ ساتھ اگر جلد میں کوئی ٹوٹ پھوٹ ہوئی ہے تو اس کی یہ مرمت بھی کردیتا ہے۔

### اووکیڈو

اس بدیسی پھل میں غذائیت بخش اجزا بہت زیادہ ہیں۔ یہ وٹامن، معدنیات اور تیل سے لبریز پھل ہے، یہ خشک اور نمی سے پاک جلد کے لیے بہترین ماسک کا کام کرتا ہے۔

ہالہ سلیم...... کراچی



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

# نیرنگ خیال

**ایمان وقار**

**حمد**

یا مولا مشکل کشا

تُو ہے سب سے بڑا
کس نام سے پکاروں
ہر نام ہے ارفع و اعلیٰ
تیری ذات چاند تاروں میں
زمین کے ذروں آبشاروں میں
تُو ہے ہر جگہ
تُو ہے سب سے بڑا
کس نام سے پکاروں
ہر نام ہے ارفع و اعلیٰ
یا مولا مشکل کشا
تُو ہے سب سے بڑا
سر سجدے میں آنکھ پُرنم
دل میں تو ہے تو دھڑکتا
نس نس میں چھپی ذات تیری
دن میں تو رات بھی ہے تیری
تیری ذات کبریا ارفع و اعلیٰ
کس نام سے پکاروں
تُو ہے سب سے بڑا
یا مولا مشکل کشا
تُو ہے سب سے بڑا
کس نام سے پکاروں
ہر نام ہے ارفع و اعلیٰ
تیری ذات چاند تاروں میں
زمین کے ذروں آبشاروں میں
تُو ہے ہر جگہ
تُو ہے سب سے بڑا
یا مولا مشکل کشا
تُو ہے سب سے بڑا

**عظمیٰ شاہین..... گوجرانوالہ**

**محبت اور قسمت**

محبت اور قسمت کی
آپس میں نہیں بنتی
کبھی قسمت رلاتی ہے
کبھی الفت ستاتی ہے
ملن کی ہر گھڑی، ہر آس
لمحے میں ٹوٹ جاتی ہے
قسمت کو محبت سے
سدا کا بیر ہو جیسے
جسے یہ دیکھ لے ہنستا
اسے فوراً رلاتی ہے
محبت پاس آتی ہے تو
تو اس کے دور جانے کے
کئی اسباب کرتی ہے
دلوں میں درد بھرتی ہے
دلوں کو سرد کرتی ہے
شب کو رتجگوں کا
آنسوؤں کا ورد کرتی ہے
اسی کرب و اذیت میں
محبت ٹوٹ کر گرتی ہے تب
رب کی چوکھٹ پر
اسی سے درد کہتی ہے
اسی سے مانگتی ہے سب
دعا میں صدق شامل ہو
تو قسمت بھی بدلتی ہے
محبت زندگی بن کر
دھنک رنگوں میں ڈھلتی ہے
یہ تب ہوتا ہے جب
رب کی رضا کا اذن مل جائے
محبت کو دعا کا اذن مل جائے
وگرنہ..... جانتے ہیں سب
محبت اور قسمت کی تو
آپس میں نہیں بنتی



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

سباس گل...... رحیم یار خان

## تھر کی قحط سالی

برستی بارش کے بعد
جب پتے خوشی سے
جھوم رہے تھے......
نیلے آسمان پر
بادل روئی کی مانند
بکھر رہا تھا......
ہر کوئی خوش تھا
سب کے چہروں پر
اک مسکراہٹ تھی......
خوشی کے اک لمحے میں
اچانک......
اچانک سے شور گونجا تھا
تعجب سے دیکھا جو تو
وہاں......
اک پرندہ تھا
جو مجھ سے لب کشائی کر رہا تھا
اپنے پروں کی پھڑ پھڑاہٹ سے
گویا وہ کہہ رہا تھا
تمہیں تھر میں بسنے والے
بچوں کی سسکیاں نہیں تڑپاتیں
تمہاری شوخ آنکھوں کو
وہ مظلوم مائیں نظر نہیں آتیں؟
وہ مائیں جن کے لخت جگر
مثل اصغر تڑپتے ہوں
ان ماؤں کی یادیں تمہارے
پتھر دل کو نہیں پگھلاتیں؟
میں مجسمہ حیرت تھا
بولا......
کیا؟ پرندے بھی بولتے ہیں؟
کیا......
پرندے بھی گفتگو کر سکتے ہیں؟
کہنے لگا......
جب پیاس کی شدت سے
شیر خوار بچے موت کی وادی میں چلے جائیں
جب باپ کا دل
صحرا میں بلکتے شیر خوار کو
دیکھ کر تڑپ جائے
جب اکلوتے بھائیوں کی
بہنوں کی آنکھوں کی چمک
پیاسے بھائی کو دیکھ کر
ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے
اس صورتحال میں جب تم لوگ
کسی کے دکھ کو سمجھنا بھول جاؤ
تو ایسے میں
پرندے بولتے ہیں
وہ اپنے پھڑ پھڑاتے پروں سے
یہ دکھانا چاہتے ہیں
کہ......
آج پھر صحرا میں کوئی پھول، کوئی ننھی کلی، کوئی کونپل
کوئی پرندہ
پیاس سے
پھڑ پھڑاتے پروں سے، ہمیشہ
کے لیے قفس زندگی سے
آزاد ہو گیا ہے

انیلا طالب...... گوجرانوالہ

## غزل

زخم کاری دے گئے
اختر شماری دے گئے
وضع خوب نبھائی ہے
غم گساری دے گئے
ہجر و فراق کو میرے
پائیداری دے گئے
دشمن میرے کیوں پیغام
دوست داری دے گئے
رفیق تھے جو میرے
درد بھاری دے گئے

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

نعیم انصر ہاشمی...... جھنگ صدر

## یقین

پانیوں کے رستے میں
کیا چٹانیں رکتی ہیں؟
رک بھی جائیں تو کب تک
ٹھہر پائیں گی آخر؟
میری جان! پتھر ہو؟
پتھروں کی عادت کو
پانیوں سے بہتر
اور کون جانے گا؟

حمیرا علی...... کراچی

## میرے ارض وطن

میرے وطن تیرے دیوار و در سجانا ہے
تیری عظمت تیری حرمت کو بھی بچانا ہے
یہ تیرے لال گوہر اور تیرے سرو سمن
یہ کوہسار یہ برگ بار ارے میرے ارض وطن
انہیں دشمنوں کی بُری نظروں سے بچانا ہے
اے ارض پاک اے جنت نشان خطہ گل
جس بہارے گلستان رشک سباس گل
یہ لہلہاتے گلستان یہ نجمہ بلبل
کیا عزم کہ انہیں رنگوں سے سجانا ہے
اٹھی بری جو نظر تیری پاک سرزمین پر
لٹا کے جان بھی اپنی یہ فرض ہے اپنا
تیری عزت تیرے وقار کو بچانا ہے
یہ عہد ہے یہ وعدہ ہمیں نبھانا ہے

فہمیدہ ناز غوری...... گلشن اقبال، کراچی

## زندگی کا حاصل

دن تو کسی طور گزر جاتا ہے جاناں
مگر رات کی خاموشی
تیری یادوں کے شور لیے
ہمارے دل و دماغ میں
محفل سجائے رکھتی ہے
اور ہم......
یادوں کے دریچوں پر سفر کرتے ہوئے
دور...... بہت دور نکل جاتے ہیں تو
آنکھیں اشک بار اور......
وجود کرچی کرچی ہو کر بکھرنے لگتا ہے
کیا یہی زندگی کا حاصل ہے؟

ثمین ناز...... اورنگی ٹاؤن، کراچی

## نظم

میری حسرتوں کے بن میں
میرے دل کی تیرگی میں
میری شب کی روشنی میں
ہاں کہتی ہوں
"ہر کہیں ہو"
میرے پاس تم نہیں، میرے پاس کب نہیں ہو
میری ہر دعا کا محور
بس اک آرزو تمہاری
اس آرزو سے آگے
کوئی رستہ نہیں ہے
تمہیں کس قدر ہے چاہا
مجھے خود پتا نہیں ہے

مشا علی مسکان...... کرمشانی

## غزل

زندگی یوں ہوئی تمام تو پھر کیا ہوگا
منزل ملی نہ سر عام تو پھر کیا ہوگا
کاوشیں کی تو بہت ہیں ہم نے چلتے چلتے
کاوشیں یوں ہوئی ناکام تو پھر کیا ہوگا
خود کو قابو میں تو رکھا ہے بہت تیرے بنا
نظر ملی سر بازار تو پھر کیا ہوگا
بہت کیے ہیں بہانے ہم نے ان اشکوں کے
کھلا یہ راز پُر اسرار تو پھر کیا ہوگا
نہیں جیون پہ بھروسا ہنی کو اب
مر گئے آج سر شام تو پھر کیا ہوگا

سرور فاطمہ ہنی...... صوابی، کے پی کے

## نظم

چھوڑ دو جلدی سے گانا بجانا

ورنہ پڑے گا تمہیں دوزخ میں جانا

رب العالمین کا بہنوں یہ ارشاد ہے

نہ چھوڑا جو گانا بجانا تو دوزخ تمہارا لباس ہے

آگ جھڑ کے گی زور سے بھڑکے گی آہ

لذتیں گانے کی تمہیں کردیں گی تباہ

منع فرمائیں نبی ﷺ جس کام کو

ہم نفرت کریں اور چھوڑ دیں اس کام کو

کاش اب بھی گانا بجانا چھوڑ دیں اور توبہ کریں

دوزخ کے کیڑوں سے ہم کچھ تو ڈریں

مانگ کے معافی اپنے رب کو منائیں

تاکہ خوشی خوشی ہم جنت میں جائیں

حافظہ صائمہ کشف...... فیصل آباد

## غزل

وہ روٹھ جاتا ہے اکثر شکوہ کیے بغیر

ہم بھی تو سہہ جاتے ہیں شکایت کیے بغیر

ہم سوچتے رہے محبت بے لوث ہوتی ہے

یہ یونہی ہوجاتی ہے عنایت کیے بغیر

تو کتنا نادان ہے، اتنا تو سوچ لے

جنت کب ملتی ہے عبادت کیے بغیر

ان کا نہیں قصور...... قصور ہمارا ہے

ہم نے محبت کی ان کی اجازت لیے بغیر

روشی وفا...... ماچھیوال

## نظم

تم شجر محبت ہو تھوڑا سا سایہ

دے دو مجھ کو

کہ انتظار کی دھوپ مجھ کو

جھلسائے جا رہی ہے

تم تک پہنچنے کا میں نے

بغیر سوچے بنا سمجھے

اندھا دھند سفر کیا ہے

کہ......

اب تو تھکن کی لہر جسم و جاں میں

چھائے جا رہی ہے

محبت کے خاردار راہوں

پہ چلتے چلتے آبلہ پاسی ہوگئی ہوں

منزل محبت کو پانے چل دی

مگر راستے میں کھوگئی ہوں

بہت ہی جاناں تھک گئی ہوں

کچھ دیر ہی ستانے دو، مجھ کو

وہ چند لمحے ہی میں

اپنی منزل سمجھ کر جی لوں گی

یہ آرزو، مجھ کو رلائے جا رہی ہے

تم شجر محبت ہو......

ذرا سی، مجھ کو سانس لینے دو

عظمیٰ جبیں...... لانڈھی، کراچی

## نظم

اگر میں غلط نہیں

زندگی سراب ہے

محض خام خیال ہے

بس دکھ ہی دیتی ہے

موت آسان ہے

جینا مشکل ہے

زندگی ایسی سزا نہیں

یہ کانٹوں کی سیج ہے

جب پھول آئیں شاخوں پر

یہ وفا کرتی نہیں

اور......

اگر میں غلط ہوں

تو تم ہی کہہ دو

یہ تو ایسے ہے جیسے

صحرا میں پہلی بارش کی بوند

زرد خزاں کی پہلی بہار

سورج کی پہلی کرن

پتے پہ بکھری تازہ شبنم

جیسے......

اماوس میں نکل آئے چاند

مسافر کو مل جائے بادل کا سایہ

اور......

محبوب کی آنکھوں میں
محبت کا عکس
لیکن کہہ نہیں سکتے ناں
کیونکہ......

یہ سب سراب ہے
زندگی سراب ہے
خواہشیں بکھر جاتی ہیں
امیدیں ہار جاتی ہیں
خوابوں کے تاج محل
چکنا چور ہو جاتے ہیں
کہو......

ایسا ہی ہے ناں
تو کیا میں غلط ہوں؟

عکس حبیبہ......

## حجاب کو رواج دو

اماں حوا کی بیٹیوں
نقاب کو رواج دو
حیا کا ہاتھ تھام لو
حجاب کو رواج دو
تم حسن کائنات ہو
نمائشوں کی شے نہیں
جو رب کو ہے پسند
اسی شباب کو رواج دو
نگاہ میں حیا نہیں
تو کوئی فائدہ نہیں
پہن کے سر پہ اوڑھنی
ثواب کو رواج دو
ترقیوں کی راہ پہ چلو
مگر وقار سے
نبی ﷺ نے جو دیا اسی
نصاب کو رواج دو
اتار لو یہ طاق سے
غلاف سے نکال دو
یہ راستہ دکھائے گی
کتاب کو رواج دو

ذکیہ جبین عمر...... مانسہرہ

## غزل

رابطے نہ ہو سکے بحال اب کی بار
جینا ہوا محال اب کی بار
تجھ سے بچھڑ کر بھی زندہ رہی میں
دیکھ کیسا ہوا کمال اب کی بار
بہت کچھ کھو دیا بے پروائی میں ہم نے
پر بہت ہوا ملال اب کی بار
بہت دل توڑے فقط مذاق سمجھ کر
مگر رکھیں گے پورا خیال اب کی بار
یوں ہی بھٹکتے بھٹکتے کہیں کھو نہ جائے کنول
التجا ہے لے لیجیے سنبھال اب کی بار

مدیحہ کنول سرور...... چشتیاں

## پیارے ابو کے نام

ارے بیٹا!
تُو تو میری رانی ہے میری آنکھوں کا پانی ہے
روتی تُو جو ہے روتا آسمان بھی ہے
ہنستی تُو جو ہے کھلتا یہ جہاں بھی ہے
ہنسی رمق بن کر زرا سی زندگی جو دیتی ہے
تیرے رونے پر میری جان چھین بھی تو لیتی ہے
تیرے اونچے سپنوں کی پرواز میں نہ دکھا میں نے یہ زمانہ ہے
اس دنیا میں تو نے اونچا نام کر کے دکھانا ہے
زندگی کو تو نے اک ایسا دیا بنانا ہے
جس کا کام خود جل کر اوروں کو راہ دکھانا ہے
مگر بابا......
تم تو مجھ کو چھوڑ گئے
اب نہ میں کسی کی رانی ہوں نہ آنکھوں کا پانی ہوں
میں روؤں نہ روتا آسمان ہے
ہنسنے سے نہ کھلتا یہ جہاں ہے
ہنسی رمق بن کر نہ کسی کو جان دیتی ہے نہ کسی کی جان لیتی ہے
میرے سپنوں کی پرواز میں آ گیا زمانہ ہے
کس کا نام اونچا کر کے میں نے دکھانا ہے
زندگی کو میں نے کیسا دیا بنانا ہے

خود چل کر کس کو راہ دکھانا ہے
تم تھے زندگی میں تو یہ سب نام تھا میرے سب کام تھے
تیرے بعد میں نہیں جانتی کس کو جینا سکھانا ہے
کس کو مرنا سکھانا ہے کس کو مرنا سکھانا ہے

اقراء ناز...... دھرابی

## غزل

بے مثال آنکھیں
بے حساب کرتی سوال لوگو
کہاں گیا تیرا [illegible]
کرتا تھا جو پیار لوگوں
بے حساب بہہ گئے کمال آنسو
بچھڑا وہ مجھ سے ایسے
تیر جیسے کمان سے لوگو
تھا پیار ہم کو اس سے بے حساب لوگو
لیکن کرتی تھی وہ نفرت ہم سے کمال لوگو
زندگی بھی انجم کی عذاب لوگو
موت بھی نہ تھی مہربان لوگو

انجم...... برنالی

## زندگی

زندگی ان کا ساتھ دیتی ہے
جو حقائق کی شاہراؤں پر
عظمت آدمی کی منزل کو
ڈھونڈنے کے لیے لپکتے ہیں
اپنی پلکیں بچھائے چلتے ہیں
جو کڑی آزمائشوں پر بھی
کارواں سے بچھڑ نہیں سکتے
جو مصائب کو ہنس کر جھیلتے ہیں
اپنی تقدیر خود بنانے کو
قسمتیں جن کی راہ دیکھتی ہیں
منزل جن کے پاؤں چومتی ہیں
جن کا مسکن زمین سے جو لوگ
زندگی کی پکار سنتے ہیں
دل کی دھڑکن کے نغمے بنتے ہیں
زندگی ان کا ساتھ دیتی ہے

اقصیٰ کشش...... محمد پور دیوان

## کیا عجب بات ہے

دل کے تانوں بانوں کو
سلجھا کر بنائی اک داستاں
جو تجھے سنانی چاہی
تو نے نہ سنی
کیا عجب بات ہے؟
[illegible] سے بہتے رہے اشک لہو
[illegible] ٹوٹ کر شیشہ
نہ جوڑا کسی نے
اور خامشی سے رہے دیکھتے
کیا عجب بات ہے؟
بلبل تھی بیٹھی شاخ گل پر
خوشی و مسرت سے گا رہی تھی
پھر آیا اک ظالم
کاٹ ڈالا ٹہنی کو
جس پر تھا بلبل کا آشیاں
وہ کرلاتی رہی مظلوم
ظالم رہا دیکھتا
کیا عجب بات ہے؟
جس چشمے سے پی رہے ہیں پانی
اسی چشمے میں ملا رہے ہیں زہر
کیا عجب بات ہے
جس مٹی میں لیا جنم
اسی مٹی میں
خون کی بہا رہے ہیں ندیاں
کیا عجب بات ہے
ملک عزیز میں پھیلی ہے
عجب لہو کی بساند
جہاں کل اٹھتی تھی مہک خاک
فضائیں جو کل اچھی لگتی تھیں
پرندوں کی چہچہاہٹ سے
شاذ آج وہ فضائیں اداس ہیں
کیا عجب بات ہے؟



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

شازیہ ہاشم سواتی عرف تمثال ہاشمی...... قصور

## غزل

عشق عشق کیا کرتے ہیں
عشق کی آگ میں جلا کرتے ہیں
کوئی بچھڑے نہ کبھی سے
بس اک یہی دعا کیا کرتے ہیں
گزر جاتی ہے رات سجدوں میں
دن کو تیرے نام کی تسبیح کیا کرتے ہیں
اے خدا! انکو ہم سے جدا نہ کرنا
جن کو دیکھ کر ہم جیا کرتے ہیں

فضیلت اقبال......

## نظم

جیون کے سفر میں
حسین یادیں محوسفر ہیں
زندگی کی آنکھ میں تمہارا عکس ہے
دل کی دھڑکن میں تمہاری آرزو ہے
من کے نہال خانوں میں تمہاری تصویر ہے
عبادت کے سجدوں میں تم ہو
دعا کے لیے اٹھے ہاتھوں کے
کٹوروں میں تمہارا وجود ہے
پھر......
پھر تمہاری تلاش ختم کیوں نہیں ہوتی؟

مسز نگہت غفار...... کراچی

## غزل

اس دیوار کے پیچھے کیا ہے
تیرے پیار کے پیچھے کیا ہے
دل کی بازی ہار چکی ہوں
اب اس ہار کے پیچھے کیا ہے
تھوڑی تھوڑی رو لیتی ہوں
اس تعداد کے پیچھے کیا ہے
دشمن کا مہکار سلامت
ہر معیار کے پیچھے کیا ہے
کیا ہے پریم کہانی اندر
اس کردار کے پیچھے کیا ہے
کیا ہے دنیا داری فری
کاروبار کے پیچھے کیا ہے

فریدہ فری...... لاہور

## نظم

کچھ تو ہے جو بدل گیا ہے
وہ تیری آنکھوں کے خواب سارے
وہ باتیں ساری حساب سارے
سوال سارے جواب سارے
وہ خوشیاں ساری عذاب سارے
نشہ تھا جو وہ اتر گیا ہے
کچھ تو ہے جو بدل گیا ہے
جو تیرے ملنے کی آرزو تھی
جو تجھ کو پانے کی جستجو تھی
ہوئی جو چاہت ابھی شروع تھی
جو تیری آنکھوں میں روشنی تھی
جو تیری باتوں کی راگنی تھی
جو تیری سانسوں کی تازگی تھی
جو تیرے لہجے میں چاشنی تھی
وہ لہجہ میٹھا پگھل گیا ہے
کچھ تو ہے جو بدل گیا ہے

ثوبیہ سحر...... بستی ملوک

## ڈسٹنگ

کسی اجڑے ہوئے درخت جیسی
ہے محبت بھی
مری قریشی
میرے "بخت" جیسی......!!

حرا قریشی...... بلال کالونی' ملتان

biazdill@aanchal.com.pk



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

## محبت کے پیغام آپ کے

ہما احمد

### آنچل دوستوں کے نام

طیبہ نذیر آپ نے مجھے اپنی پیاری دوست کہا' شکریہ آپ خود بھی بے حد پیاری ہو۔ انجم انجم ڈیئر آنچل میں آپ کی شاعری بے حد پسند آئی' خوش رہو۔ پیاری سی بھابی پروین افضل بہت یاد آتی ہے تمہاری' فون پر تو بات ہوجاتی ہے تم سے۔ عنزہ جی میں نے آنچل میں آپ کے نام شاعری بھیجی ہے پڑھ کر بتایئے گا کیسی لگی۔ روبی علی' دلکش مریم' کوثر خالد' صدف آصف' اقبال بانو' نزہت جبیں' فصیحہ آصف خان' سباس گل' نگہت جی اور سب کو میرا پیار بھرا اسلام اینڈ دعا۔

فریدہ فری......لاہور

### خاص لوگوں کے نام

السلام علیکم! کیسے ہیں سب یقیناً ٹھیک ہوں گے' سب سے پہلے بہت ہی پیاری زرقا تمہیں سالگرہ بہت مبارک ہو' اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمہیں ہمیشہ خوش رکھے اور تمہاری ہر جائز دلی خواہشات کو پورا کرے' آمین۔ میری پیاری کزنز شیریں اور سمعنہ آپ دونوں کو شادی کی بہت بہت مبارک ہو' آپ کی نئی زندگی غموں اور دکھوں سے پاک ہو' آمین۔ باجی سمیرا آپ کو بیٹے کی بہت بہت مبارک ہو' اللہ اسے صحت و تندرستی عطا کرے' آمین۔ جویریہ تمہیں بھی سالگرہ بہت مبارک ہو' خوش رہو۔ طیبہ خاور پھول آپ کو شادی کی بہت مبارک باد' آپ کی شادی کی تصویریں دیکھیں ماشاء اللہ بہت پیاری لگ رہی ہیں آپ' اللہ آپ کے نصیب اچھے کرے' آمین۔ جیا آپی آپ کدھر گم ہوتی ہیں؟ شاہ زندگی' ام ثمامہ جلدی انٹری مارو۔ ساریہ چوہدری' دلکش مریم' ارم کمال' انجم انجم' نورین انجم کیسی ہیں آپ سب؟ آپی پروین افضل شاہین آپ کیسی ہیں اور نورین مسکان ہیلو ڈیئر! بشریٰ کنول یاد رکھنے کا بہت شکریہ' خوش رہیں۔ گل مینا خان ہیپی برتھ ڈے وش کرنے کا بہت شکریہ۔ بس یہ مت پوچھو عمر کی کس سیڑھی پر قدم رکھا ہے ہاہاہا' باقی تمام پڑھنے والوں کو سلام دعاؤں میں یاد رکھیے گا' اللہ حافظ۔

مدیحہ نورین مہک......گجرات

### آنچل گرلز کے نام

السلام علیکم! آنچل گرلز کیسی ہو یار سب؟ نورین انجم' انجم انجم' انیلہ اکرم' ایس گوہر' ایم سیال' ریما نور رضوان' عائشہ رحمٰن ہنی سناؤ تم سب کیا ہو رہا ہے؟ کرن شبیر ہائے۔ اقرا لیاقت' پارس شاہ' ایس سلطانہ' ساریہ چوہدری' جازبہ عباسی' دلکش مریم' ماہا موٹی' کاجل شاہ' سنیاں و اقصیٰ زرگر' فائزہ بھٹی' شاہ زندگی' نزہت جبین ضیاء' ایس یو آل یار' فوزیہ سلطانہ' سعدیہ رمضان' سہائل اینڈ رشک ماہ رخ تم دونوں نے جواب نہیں دیا۔ عفت' عائشہ پرویز' شاہ رسول ہاشمی' انعم' سارہ زرین' مدیحہ نورین مہک' آرزو روشن' جی کنول خان خوش رہو ہمیشہ۔ آرزو روشن تم سے مل کر بہت بہت اچھا لگا' ارم کمال تو اسی کا نام؟ اینڈ میری طرف سے کرن کو اور ننھی بلی کو پیار' منیبہ نواز کبھی ہمیں دیکھ کر بھی خوش ہوجایا کرو۔ زندگی تنویر خلیل شاید نئی ہو؟ شائستہ جٹ ڈیئر دوستی کے بدلے تھینکس بالکل بھی نہیں کہوں گی اور ہاں تمہارے ماموں کو اللہ جنت میں اعلیٰ مقام دے' آمین۔ کوثر خالد جی آئینہ میں ٹاپ پر ہیں آج کل آپ' اللہ نظر بد سے بچائے' آمین۔ شاء ارشد سب سے پہلے تو مجھ سے کرلو دوستی۔ پرنسز اقو یار میری طرف سے پکی دوستی اور تمہاری کامیابی پر دلی مبارک باد اور بی کام کے لیے نیک تمنائیں۔ عائشہ اختر بٹ یار تمہاری کون سی اسٹوری آئی بتانا ضرور اور چونکہ میں آج کل پڑھ نہیں پاتی۔ مستقل سلسلے اور قسط وار ناولز پڑھ لیتی ہوں۔ افشاں علی' اریبہ منہاج نظر نہیں آرہیں۔ لاڈو جاناں' شاہانہ (شہزادی) واپس آجاؤ۔ شمع مسکان یار تم بہت ست ہو' مہینے لگ جاتے ہیں تمہیں چہرہ دکھاتے دکھاتے اور کالج کی چند لڑکیوں کے نام لے لوں۔ فرسٹ ارشمہ' کرن' صبا' سبیلہ' پروکٹرز تم لوگوں کی تعریف تو میں کرنے سے رہی (نہیں یار تم لوگ بہت اچھی ہو) سچی۔ انیسہ یار میں نے راشدہ علی سے کچھ کہنا تھا پر تمہاری شامت کا خیال کر کے نہیں کہہ رہی لیکن حوصلہ افزائی ضرور کروں گی۔ راشدہ جی بہت اچھا لکھتی ہیں آپ جاری رکھیے گا اور یار دوسروں کی وجہ سے اپنی صلاحیتیں ضائع مت کرنا' لوگوں کی باتوں پر دھیان مت دیا کرو اگر نا جائز ہوں۔ انیسہ کو کچھ مت کہنا پلیز بہت اچھی ہے وہ' سلمٰی' صبا' مسکان علی (مقدس) مقدس کی کزنز' عمارہ' عینی خوش رہو اور دعائے سحر' انا احب' ایمن وفا' حرا قریشی' مونا قریشی' چاندنی سلام یار۔ فریدہ جاوید فری جی' کبھی ہمیں بھی لفٹ کروالیا کریں مجھے تو آپ کی



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

بھائی (کوٹ سی پروین افضل جی) سے جیلس ہونے لگی ہے اور بھی کالج کی جو لڑکیاں آنچل یا حجاب پڑھتی ہیں سب کو سلام اینڈ فی امان اللہ۔

لائبہ میر...... حضرو

ماریہ کنول ماہی صبا اینڈ تمام آنچل فرینڈز کے نام

السلام علیکم! عزیزی دوستو کیسی ہیں آپ سب؟ امید ہے مزے سے ہوں گی۔ سب سے پہلے میری دوست صبا کو اور طیبہ نذیر کو شادی کی ڈھیروں مبارک باد۔ اللہ پاک آپ دونوں کو زندگی کے اس نئے سفر میں ڈھیروں کامیابیاں اور خوشیاں عطا فرمائے' آمین۔ ماریہ کنول آپ سے انسیت محسوس ہوتی ہے سو پلیز تمنا کا خلوص سے بھرا ہاتھ تھام لیجیے' کیا دوستی کریں گی؟ اور ہاں اتنی خوب صورت دعاؤں سے نوازنے کا شکریہ۔ نجم باجی کیسی ہیں؟ لگتا ہے مجھے بھولنے کے ارادے جاری ہیں جو یوں کبھی کبھی یاد کرتی ہیں۔ پروین افضل جی عمرہ کی مبارک بعد دینے کا شکریہ مگر عمرہ پر میری ساس صاحبہ گئی ہوئی ہیں میں نہیں۔ دعا ہے اللہ آپ کو بھی جلد نیک اولاد عطا فرمائے' آمین۔ انعم زرین' سارہ زرین یاد رکھنے اور شادی کی مبارک باد دینے کا شکریہ۔ پرنسز افو آپ کی دوستی دل سے قبول ہے پھر آخری سانس تک نہ ٹوٹے۔ حمیرا نوشین کیسی ہیں دوست؟ جلدی سے انٹری دیں۔ رشک حنا کئی پیغام لکھے آپ کے نام اور باقی سب کے نام مگر شاید وہ ردی کی ٹوکری کی نذر ہوگئے مگر خوشی ہوئی آپ کی اتنے عرصے کی غیر حاضری کے بعد آمد پر مگر یہ کیا ہمیں تو مخاطب تک نہیں کیا' دیس از نوٹ فیئر۔ فریحہ شبیر کہاں غائب ہیں؟ عائشہ پرویز' میرب' ملالہ اسلم' دعائے سحر' جیا عباس' جاناں ملک' کرن شہزادی' فاطمہ آفتاب' مریم کامران' صبا اینڈ آل مائی لیلی اینڈ آنچل فرینڈز کو سلام اور ڈھیروں دعائیں۔

تمنا بلوچ...... ڈی آئی خان

کزنز اور دوستوں کے نام

السلام علیکم! میرے بھائی شہزاد اور منور کو بہت زیادہ مبارک باد آپ کا نکاح ہوگیا ہے۔ یار غزالہ اور مہوش جلدی سے سیٹ خالی کرو میری دوست رقیہ کی باری آئی ہے۔ مہناز' مصباح' وجیہہ اور مافیا یار کہاں گم ہو کبھی مل بھی لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ میرے آنچل کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی دے' آمین' اللہ حافظ۔

سدرہ ریاض...... پرویز والا

آنچل فرینڈز کے نام

السلام علیکم! اللہ پاک کے احسان اور آپ سب دوستوں کی دعاؤں کے نتیجے میں بُرے وقت کے بادل چھٹے اور ذرا سا سکون محسوس ہوا تو سوچا شکریہ ادا کرنا تو اب فرض ہوگیا ہے۔ آنچل کھولا تو ڈھیر ساری دوستوں کے پیغام جنہوں نے مجھے یاد کیا اور دعا کی دل خوش ہوگیا۔ آنچل کی دوستوں کی محبتوں کی مقروض ہوگئی ہوں میری سویٹی فائزہ جانی کیسی ہو؟ زنیرہ طاہر شکریہ کہ تم نے اپنے ہونے کا احساس تو دلایا۔ گل مینا خان' مدیحہ! اس دنیا میں ہے آپ کی محبتیں کہیں نہیں جانے دیتیں۔ عائشہ رحمن ہنی! میں ٹھیک ہوں تم سناؤ' بشریٰ گوندل' سدرۃ المنتہیٰ' اقراء ناز آپ نے مجھے یاد کیا میں سر کے بل دوڑی چلی آئی۔ نورین مسکان سرور دعاؤں کے لیے بہت بہت شکریہ۔ آسمان کی بلندیوں کو چھوؤ اور کامیابیاں تمہارے قدم چومیں آمین۔ انیلا طالب میں فٹ فاٹ ہوں بھئی' تمہارے بارے میں تھوڑا سا جان کر اچھا لگا' کوثر خالد جی آئی سیلوٹ یو' بہت نائس خاتون ہیں آپ۔ پروین افضل جی آپ کے لیے ڈھیر ساری دعاؤں کا تحفہ۔ حرا قریشی آپ میرے لیے باعث کشش ہیں' اس کی وجہ آپ ملتان کی ہیں' آپ لفظوں کا سحر یوں پھونکتی ہیں کہ ان لفظوں کی کشش میں' میں ڈوب جاتی ہوں آپ کے بارے میں یہ کہوں گی کہ لفظ حرا کے سامنے ہاتھ باندھ کر مؤدب کھڑے ہوتے ہیں جسے چاہیں کان سے پکڑ کر لائن میں لگالیں۔ میں تمہیں بہت عروج پر دیکھ رہی ہوں' عائشہ پرویز' سیدہ جیا عباس' یاسمین کنول آپ کے لیے دعائیں۔ ہمیشہ دوسروں کے ساتھ اپنا رویہ اچھا رکھو کیوں کہ انسان مر کر مٹی میں مل جاتا ہے اور صرف اس کا اخلاق یاد رکھا جاتا ہے۔ قارئین آپ سے التماس ہے کہ جب بھی دعا کے لیے ہاتھ اٹھائیں تو اس ناچیز کو یاد رکھا کریں' میں دعاؤں کی بھوکی ہوں اور مجھے دعاؤں کی بہت ضرورت بھی ہے' آپ سب کی اپنی۔

مدیحہ کنول سرور...... چشتیاں

جنید جمشید کے نام

ہوا تھی ضرور لیکن وہ شام سسک رہی تھی
کہ زرد پتوں کو آندھیوں نے عجیب پیغام سنا دیا تھا
کہ جس کو سن کر تمام پتے سسک رہے تھے بلک رہے تھے



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

جانے کس سانحہ کے غم میں شجر جڑوں سے اکھڑ چکے تھے
بہت تلاشا ہے ہم نے تم کو ہر اک رستہ ہر اک وادی
ہر اک پربت ہر اک گھاٹی کہیں سے تیری خبر نہ آئی
تو یہ کہہ کر ہم نے دل کو ٹالا ہوا تھمے گی تو دیکھ لیں
ہم اس کے رستے کو ڈھونڈ لیں گے
مگر ہماری یہ خوش خیالی جو ہم کو برباد کر گئی تھی
ہوا تھمی تھی ضرور لیکن بڑی ہی مدت گزر چکی تھی
فلک پر تارے نہیں رہے تھے گلاب پیارے نہیں رہے تھے
وہ جن سے بستی تھی دل کی بستی وہ یار سارے نہیں رہے تھے
یہ المیہ سب سے بالاتر تھا کہ تم ہمارے نہیں رہے تھے
ہوا تھمی تھی ضرور تھی لیکن وہ شام جیسے سسک رہی تھی

(اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ جنید جمشید کو جنت الفردوس میں جگہ دے آمین۔

فصیحہ الاسلام...... باغ آزاد کشمیر

آپی فرح بھٹو اور آنچل فرینڈز کے نام

السلام علیکم! امید ہے آپ سب بخیریت ہوں گے۔ ڈیئر سٹ جازبہ عباسی ایس گوہر طور ثنا احب احمد شہزادی پارس شاہ د عائے سحر منشی خان سرور فاطمہ ہنی دلکش مریم آنٹی کوثر خالد کیا حال ہے بھئی آپ سب کا؟ آپی طیبہ خاور اللہ آپ کے والد ماجد کو جنت میں جگہ دے آمین اور آنٹی کوثر خالد پتا نہیں کیوں آپ مجھے بے حد اپنی اپنی لگتی ہیں۔ ایس گوہر آپ کی دوستی میرے سے تھی؛ مجھے آپ کی دوستی کی پیشکش بہت اچھی لگی۔ ڈیئر آپ کا اصل نام کیا ہے؟ منزہ عطا حنا کنول مدیحہ کنول آپ اور یاسمین کنول سسٹرز ہیں کیا؟ آپی صائمہ مشتاق میں بہت ایکسائٹڈ ہوں آپ کی بوتیک کی ڈیٹیلز جاننے کے لیے کیا آپ کے ڈریس انٹرنیٹ پر موجود ہیں؟ ہیں تو کس نام سے؟ بہت اچھا لگا آپ مزید کامیابیاں پائیں خدا کرے۔ آپی فرح بھٹو آپ کی کاسٹ کیا ہے؟ ڈیئر آنچل فرینڈز آپ میں سے کوئی بہن میرا "دعا تقدیر بدل دیتی ہے" پڑھنا چاہے تو 170 روپے ہدیہ کے ساتھ اپنے ایڈریس کو مجھے ارسال کرکے منگوا سکتی ہیں۔ آپی حرا قریشی اور آپی فرح بھٹو آٹو گراف کے لیے میں آپ کو لفافہ اور گفٹ کے طور پر اپنی کتاب یعنی ناول بھیجنا چاہتی ہوں پلیز اپنا ایڈریس بھیجیں میرا ایڈریس یہ ہے بھڈے شریف نزد تتلے عالی تحصیل نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ آپ اس پر مجھ سے رابطہ کرسکتی ہیں شکریہ۔

انیلہ طالب...... گوجرانوالہ

ڈیئر برادر میر فہد مری کے نام

پیارے میر فہد مری اپریل میں تمہارے ایگزامز ہیں دعا ہے کامیابیاں تمہارے قدم چومیں۔ تمہارے دل کی ہر مراد پوری ہو ایگزامز میں بھی شاندار کامیابیاں سمیٹو تاکہ تمہارا آرمی میں سلیکشن ہوجائے بطور آرمی آفیسر اپنی الگ پہچان بنا سکو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری راہیں ہموار کرے اپنا اور خود سے منسلک لوگوں کا بہت خیال رکھنا اور ڈیئر لاریب مری 18 اپریل کو تمہاری برتھ ڈے ہے وش یو مینی مینی ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔ دعا ہے تمہارے دل کی ہر مراد پوری ہو خوشیاں تمہاری منتظر ہوں اللہ ہر دکھ تکلیف سے تمہیں اپنے حفظ وامان میں رکھے آمین اور 20 اپریل کو ڈیئر تبشرہ کو میری اور آنٹی حنا کی طرف سے ہیپی ہیپی برتھ ڈے اینڈ میں پوری فیملی کو سلام۔

عائشہ مری...... سبی

آنچل اینڈ عاصمہ اینڈ نازی آپی کے نام

السلام علیکم! آنچل اسٹاف اینڈ قیصر آرا آنٹی آپ سب کیسے ہو؟ امید ہے آپ سب فٹ فاٹ ہوگے آنچل کو اور آپ سب کو اللہ پاک خوب خوب ترقی دے آمین۔ ڈیئر عاصمہ آپ کو شادی مبارک ہو اللہ آپ کو بہت ساری خوشیاں دے سدا سہاگن رہیں آپ اپنے ہم سفر کے ساتھ زندگی کے اس نئے سفر میں آپ کو بہت ساری خوشیاں نصیب ہوں شادی کا احوال ضرور لکھیے گا۔ نازیہ جی اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے سسرال والوں کو ہمیشہ خوش رکھے آپ سدا شاد وآباد رہیں آمین۔

منزہ عطا...... کوٹ ادو

فرینڈز کے نام

السلام علیکم! ڈیئر فرینڈز کیسی ہو؟ میں اللہ کے فضل وکرم سے ٹھیک ہوں خداوند سے یہی دعا ہے کہ آپ سب کو خوش و خرم رکھے آمین۔ ڈیئر سمیرا تعبیر سرگودھا یار کیسی ہو؟ آپ سے دوستی کے لیے کہا تھا؟ پروین افضل شاہین اللہ سے دعا ہے کہ اس سال آپ کی زندگی میں ننھے منے پھول کھلائے آپ کو ہر غم سے دور رکھے آمین۔ فائزہ بھٹی چتوکی! یار آپ کو بھائی محمد فاروق بھٹی کی شادی کی بہت بہت مبارک ہو میری طرف سے آپ کی بہنوں عالیہ اور شازیہ کو بھی سلام۔ فائزہ کیا تم مجھ



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

سے دوستی کروگی ضرور بتادینا اور اگر کوئی اور دوستی کرنا چاہتا ہے تو موسٹ ویلکم اینڈ پر سب کو سلام اینڈ اللہ نگہبان اگر زندگی نے وفا کی تو پھر ملاقات ہوگی فی امان اللہ۔

صائمہ مشتاق......سرگودھا

آنچل اور آنچل پریوں کے نام

سب سے پہلے تو آنچل کو میری طرف سے دل کی گہرائیوں سے سال نو مبارک۔ اب آتے ہیں فرینڈز کی طرف ڈیئر ریڈرز رائٹرز اور آنچل اسٹاف کو میری طرف سے محبت بھرا اسلام۔ ڈیئر ارم کمال میری نگارشات پسند کرنے اور یاد رکھنے کا شکریہ۔ ریما نور رضوان آپ کو میرا تعارف پسند آیا' تھینکس۔ انا احب ڈیئر آپ کو خوش دیکھ کے دل مطمئن ہوگیا۔ محبتوں کی فاختہ (نازیہ کنول نازی) ویل ڈن' ہمیشہ لاجواب لکھتی ہیں اگر کوئی مجھ سے آغاز میں ہی عروج کی بلندیوں پر پرواز کرنے والی شخصیت کا نام پوچھے تو میں کہوں گی (حرا قریشی) بے مثال۔ نزہت جبیں ضیاء آپ کے شوہر کی صحت یابی کے لیے دعا گو ہیں' سدا خوش رہیں۔ پروین افضل شاہین میرے خیال میں (ملکہ سکان) خوش رہیں اور یوں ہی مسکراہٹیں بکھیرتی رہیں۔ طیبہ نذیر میری طرف سے شادی کی بہت بہت مبارک باد' سدا خوش رہیں' پیا سنگ۔ ڈیئر شبنم کنول (حافظ آباد) ڈیئر آپ نے دوستی کی آفر کی۔ مجھے آپ کی دوستی دل و جاں سے قبول ہے۔ نجم انجم اعوان' نورین انجم اعوان' مدیحہ نورین مہک' شمع مسکان' رشک حنا' عاصمہ اقبال' سمیرا شریف طور' اقراء صغیر احمد اور سب پڑھنے' لکھنے والوں کو میری طرف سے محبت بھرا پیغام۔ ہمیشہ خوش رہیں' دوسروں کو بھی خوش رکھیں اور اپنے وطن سے محبت کریں' اللہ نگہبان۔

ایم فاطمہ سیال......محمود پور

پیارے بھائی وقاص عمر بنگڑ نو کے نام

السلام علیکم پیارے بھیا امید و یقین ہے کہ آپ ایک دم فٹ فاٹ ہوں گے۔ بھائی میں آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھ ناچیز کو ایک پہچان دلوائی بہت شکریہ کہ آپ نے میری شاعری اور میری تحریریں پسند کیں۔ بھائی آپ جیسے عظیم لوگوں کے سامنے میری شاعری تو کچھ بھی نہیں آپ کو سالگرہ کی بہت بہت مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و تندرستی عطا فرمائے' آپ کو توقع سے زیادہ کامیابیاں ملیں' آمین۔ آنچل میں پھر سے تحریریں لکھیں میں آپ کو آنچل میں بہت مس کرتی ہوں۔ آپ کی تحریریں تو دل موہ لیتی ہیں' کتنے سچائی سے لکھتے ہیں آپ۔ آپ کے بارے میں لکھنے بیٹھوں تو شاید لفظ ختم ہو جائیں بھائی میں جو آپ کو روبرو کہنا چاہتی ہوں کہہ نہیں سکتی۔ اس لیے سوچا آنچل کے ذریعے ہی کہہ دوں۔ خوش رہا کریں' ٹینشن مت لیا کریں' ہر چیز کا حل پریشانی نہیں ہوتا ویسے بھی زندگی اس پودے کا نام ہے جس میں کانٹے بھی ہوتے ہیں اور پھول بھی آخر میں آنچل کے لیے دعا گو ہوں۔

نادیہ رانی......حافظ آباد

پیاری عافین کے نام

السلام علیکم! ڈیئر عافین سترہ فروری کو تمہاری شادی ہے' ہم نے سوچا کیوں نہ نئے طریقے سے تمہیں وش کریں تو پیاری عافو ہماری طرف سے ڈھیروں ڈھیر مبارک باد قبول کرو۔ ہماری دعا ہے اللہ تعالیٰ تمہارا دامن سچی خوشیوں اور مسرتوں سے بھر دے اور تمہاری شادی شدہ زندگی میں کبھی کوئی آزمائش نہ آئے ویسے آپس کی بات ہے غنی بھائی کی زندگی تو آزمائش بن جائے گی تم سے شادی کر کے (چچ بے چارے) مگر ہمیں تو جی......سکون نصیب ہوگا (بھئی تم سے جان چھوٹ جائے گی اور کیا)۔ اب تو جی تمہارا یوں آزادی سے گھومنا پھرنا بند ہو جائے گا اور بہت کم ہماری ملاقات ہوا کرے گی ویسے بھی شادی کے بعد تم کون سا ہمارے کام کی رہو گی۔ اچھا جی اب کافی ہوگئی تمہارے ساتھ' اب جی باجی طیبہ کی طرف چلتے ہیں اور ان کو پاک صاف کرتے (دھوتے) ہیں۔ ہائے کیسی ہیں باجی طیبہ! تیار ہیں ناں؟ یاد ہے ناں اسی فروری کے مہینے میں آپ کی بھی تو شادی ہے ناں' بہت بہت زیادہ مبارک ہو جناب! دعا ہے کہ اللہ آپ کو خوش رکھے۔ آپ کو اپنے شوہر کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سکون بنائے سوسوری باجی طیبہ جی! خوشی سے منہ سے الٹی سیدھی باتیں نکل رہی ہیں' بھئی سکون اور ٹھنڈک والی بات' آخر میں خلوص کے ساتھ کہہ رہی ہوں یہ ضروری تو نہیں کہ آپ ہماری نگاہوں میں رہو بس جہاں رہو خدا کی پناہ میں رہو۔ ایک بار پھر شادی کی ڈھیر ساری مبارک باد قبول کرو' اللہ حافظ۔

مریم رباط دیا جبین......صادق آباد

دل کے مکینوں کے نام

عزیز از جان مائی سویٹ رینڈ (پاناجی) کیسی ہو جانو!



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

دیکھا پھر نہیں کہنا کہ اپیا نے مجھے مس نہیں کیا، جانو 8 دسمبر کو آپ کی برتھ ڈے تھی ہیپی برتھ ڈے ٹو یو اینڈ مینی مینی ریٹرن آف دی ڈے۔ نمرہ جاوید دسمبر ہی میں تمہاری بھی برتھ ڈے تھی، تمہیں بھی بہت بہت مبارک ہو سالگرہ کزن نادر بھائی 30 نومبر آپ کی برتھ ڈے تھی، سوسوری ٹائم پر وش نہیں کرسکی آئیم سوری۔ اللہ کرے تمہاری لائف میں ایسے لاکھوں کروڑوں دن آئیں۔ آنچل فرینڈ کیسی ہو آل؟ جازبہ ضیافت (خیر تو ہے اتنی سیڈ پوئٹری) طیبہ نذیر، سباس گل، سنیاں زرگر، اقصیٰ زرگر، شمع مسکان، نورین مہک، نجم انجم جی، پروین افضل (آنٹی لو یو) آپ کے لیے ڈھیروں دعائیں رب تعالیٰ آپ کو اولاد نرینہ نصیب کرے، آمین۔ طیبہ نذیر (شادی، بربادی ہاہاہا مبارک) دعائے سحر (منگنی مبارک) ویسے بتایا نہیں آپ نے۔ عائشہ پرویز لو یو ٹو، عائشہ نور محمد کیسی ہیں؟ فصیحہ آصف (اچھا نیم ہے)۔ سمیرا سواتی (آپ مجھے معصوم سی لگتی ہیں) انعم برنالی آپ اپنا بائیو ڈیٹا بتانا پسند کریں گی؟ فریدہ فری جی (تسی گریٹ ہو)۔ ایس گوہر طور (لگتا ہے آپ مجھ جیسی ہیں)۔ دلکش مریم، سمیرا تعبیر، فائزہ بھٹی، لائبہ میر، سمیہ کنول، ثناء رسول ہاشمی، سب فٹ ہیں ناں۔ شاہ زندگی (نائس نیم) اچھی لگتی ہو، انا احب، آرزو روشنی، منزہ یونس، رشک حنا سب کو سلام اینڈ ڈھیر ساری دعائیں۔ اس کے بعد عائشہ رحمٰن ہنی (مائی سویٹ سسٹر) اب زیادہ ناراضگی اچھی نہیں۔ طیبہ آپی آخر کار ہیرو مل ہی گیا (مصطفیٰ جیسا ہاہاہا)۔ حفظہ جی (اسمراد) مذاق کررہی ہوں، سچ میں بدر بہت نائس ہے۔ دعا ہے خوش رہو موٹی، نمرہ۔ (ارے شاہو) کیسی ہو؟ دیکھا ناں تم بھی یاد ہو بس جب لاڈ سے موں کہتی ہو تو سچ بہت اچھی لگتی ہو جان، بس ذرا مستیاں کم کرو، ہاہاہا۔ اوہ سویٹ ماموں زید آپ کو بھول جاؤں (ناممکن، دم درود کرتے ہو کہ ناں، ہاہاہا) کلثوم گڈی کیسی ہو چڑیل؟ حرا رمضان تعارف اچھا لگا لیکن آپ تھوڑی عجیب سی لگیں، انا احب آپ کا تعارف اچھا لگا۔ سرور فاطمہ ہنی آپ کا بھی۔ دیدی (عائشہ رحمٰن ہنی) تمہارا شعر پسند آیا۔ وقاص عمر بنگش تو آپ کا انتظار پسند آیا۔ تمام ریڈرز اینڈ رائٹرز جو بھی دوستی کرنا چاہے ناچیز سے حاضر ہوں دل و جاں سے۔ بس چانس ملا تو پھر آؤں گی محفل کو رونق بخشنے، سب اپنا اپنا خیال رکھیے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمارے ملک کو ہر پریشانی ہر آفات سے بچائے اور پاکستان کو خوشیوں کا مسکن بنادے آمین، پاکستان زندہ باد، آنچل حجاب پائندہ باد۔

آمنہ رحمٰن مسکان...... ملکہ کوہسار مری، ریالی

## آنچل فرینڈز کے نام

السلام علیکم کیسی ہیں سب آنچل فرینڈز! ماریہ کنول ماہی مجھے آپ کی دوستی قبول ہے۔ کوثر خالد جی مجھے آپ نے تعریف کے قابل سمجھا اور مجھے دعائیں دیں بے حد شکریہ، آپ کا انداز ٹھیک ہے (پھول واقعی خوشبودار ہے)۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے، کوثر خالد جی۔ بخاور ناز، ایلا طالب آپ دونوں بہنوں کا بے حد شکریہ، آپ نے مجھے یاد رکھا اور دعاؤں سے نوازا، میں بہت خوش ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو زندگی کے ہر امتحان میں کامیاب کرے، آمین۔ نجم انجم نئے گھر میں شفٹ ہونے پر مبارک باد جی۔ گل مینا خان اینڈ حسینہ ایچ ایس، شکریہ ہمیشہ خوش رہیے۔ ارم کمال نانی بننے پر مبارک باد، خوش رہیے۔ نورین مسکان سرور کیسی ہو، فوزیہ سلطانہ! ہمیشہ خوش رہو میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ عظمیٰ شاہین کیسی ہیں لائف کیسی جارہی ہے؟ عظمیٰ فرید لگتا ہے آپ کافی بزی ہو، بچے کیسے ہیں، کیا ہورہا ہے آج کل؟ سیدہ جیا عباس اللہ آپ کی پریشانیاں دور فرمائے آمین۔ کرن ملک، شگفتہ خان، آنسہ شبیر، فائقہ سکندر، نادیہ یٰسین، ایس بتول شاہ، روبی علی، ملالہ اسلم، تمنا بلوچ، اقصیٰ و سنیاں زرگر، ساریہ چوہدری، شمع مسکان آپ سب کہاں غائب ہیں۔ فریدہ جاوید فری، پروین افضل، شازیہ فاروق، مسز نگہت غفار، نزہت جبیں صاحبہ آپ سب کیسی ہیں؟ سبین افضل پڑھائی کیسی جارہی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ کامیاب اور خوش و خرم رکھے، آمین۔ انا احب، دعائے سحر آپ دونوں بہنیں کہاں ہیں؟ دعائے سحر منگنی کی مبارک باد اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے۔ مدیحہ نورین سویٹ لڑکی کیسی ہو؟ فریحہ شبیر، بشریٰ باجوہ، آمنہ امداد، آمنہ غلام نبی، تسلیم شہزادی، حمیرا نوشین، وشیقہ زمرہ، نورین لطیف، نورین انجم، اقراء لیاقت، تحریم اکرم چوہدری، ثناء رسول ہاشمی، کی ایم نور المثال، لائبہ میر، جاناں، روشی وفا، حرا قریشی، مونا شاہ قریشی، ایس انمول، کشور بلوچ (ننکانہ صاحب)، عائشہ دین محمد، عائشہ خان، ثوبیہ کوثر آپ سب کے لیے اور سب آنچل سے وابستہ لوگوں کے لیے ڈھیروں ڈھیر دعائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر اپنا کرم فرمائے، آنچل اور حجاب کو اللہ تعالیٰ ہمیشہ ترقی کی راہوں پر گامزن رکھے آمین۔

طیبہ خاور بھول...... عزیز چک وزیرآباد

پیاری ٹیچرز کولیگز اینڈ آنچل فرینڈز کے نام

جان سے پیارے فرینڈز السلام علیکم! کیا حال چال ہیں جی آپ سب کے؟ ایس کو ہر طور بنڈل آف تھینکس کہ آپ نے مجھ ناچیز کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا بلکہ سوری مابدولت کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو پیار سے تھام لیا (ایم وری ہیپی) میں نے ایویں ہی تو کس کہا تھا کہ آپ کمال ہیں۔ دوستی پکی لیکن مجھے کنفیوژن ہے کہ آپ مجھ سے بڑی ہیں یا چھوٹی؟ آپ کو نام سے پکاروں یا آپی کہوں؟ میں تو 1996ء کو تشریف لائی تھی اور آپ؟ بتانا ضرور۔ ہائے مس سمیرا آپ سنائیں کیسی ہیں آپ اینڈ مس عروسا آپ تو ٹھیک ہیں ناں میری دعاؤں سے مس رزمہ (شوقی گروپ ہاہاہا)۔ آپ سنائیں آپ کی شادی نہیں ہوئی کیا؟ مس فوزیہ آپ کیسی ہیں اور آپ کے سائنسدان؟ محترمہ ارم آپ نے کیا سوچا تھا عاشی میرا نام نہیں لکھے گی۔ مس عاصمہ دیکھیں آپ کی تربیت کا نتیجہ میری صورت میں آپ کے سامنے ہے اور آپ کو تو فخر ہوگا ناں مجھ جیسی لائق فائق، ذہین فطین، فرماں بردار اسٹوڈنٹ پر ہاہاہا (ہائے ری خوش فہمی)۔ شبینہ تم بھی یاد ہو یار! مونا تمہیں شکوہ تھا کہ تمہارا نام نہیں لکھا لو لکھ دیا اب خشک (خوش)۔ بشریٰ تم ساؤ فٹ ہو ناں؟ عینی (حنا) تم تو ٹھیک ہی ہو مجھے پتا ہے مدیحہ فائن! آگے تم خود سمجھ دار ہو۔ سلمیٰ اینڈ سیماب ٹھیک ٹھاک اور سر عتیق کے نام بھی کچھ لکھتی مگر صرف اتنا کہوں گی سر جی۔

اداس رکھو، خوش رکھو گلہ نہیں کرتے
خزاں کے پھول کبھی کھلا نہیں کرتے
ملا دو خاک میں ہم کو مگر دھیان رہے
ہم جیسے لوگ دوبارہ ملا نہیں کرتے

او کے ناں اور کوثر خالد آپ کا بھی شکریہ ارم کمال یہ واقعی نہ سمجھ آنے والی بات ہے کہ ہم اس بات پر خوش کیوں ہوتی ہیں جب کوئی ہماری عمر کم بتاتا ہے۔ فوزیہ سلطانہ مجھے یاد کرنے کا شکریہ۔ دلکش مریم دعا کے لیے تھینکس آپ بھی خوش رہیں اور کسی نے تو مجھے یاد ہی نہیں کیا، چلیں خیر کوئی بات نہیں مجھے تو آپ لوگ یاد ہیں ناں سو یہ بھی کافی ہے۔ حرا قریشی آپ کے قلم سے پھول بکھرتے ہیں صفحہ قرطاس پر یقین مانیں پڑھ کر مزہ آجاتا ہے۔ شاہ زندگی کوئی تو پیغام لکھ بھیجو یار ہم اتنے بھی برے نہیں ہیں۔ اقراء ماریہ برنالی آپ کی امی جان کی وفات کا سن کر بہت دکھ ہوا بہر حال اللہ تعالیٰ آپ کو صبر دے اور آپ کی امی جان کے درجات بلند کرے۔ انجم آپ کی ماں بھی رحلت کر گئی، اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو صبر عطا کرے اور آپ کی امی کو جنت میں بلند مقام عطا فرمائے آمین۔ فریدہ فری تھینک یو آپ نے مجھے یاد رکھا۔ سحر نورین آپ سنائیں کیسی چل رہی ہے لائف؟ نورین انجم چڑیل تم نے بھی نہیں یاد کیا۔ انا احب یقین مانیں میں آپ کو کنواری لڑکی سمجھ رہی تھی ارم کمال آنٹی کی طرح ہاہاہا۔ دعا ہے سحر خوش رہیں ہمیشہ۔ اللہ حافظ۔

عائشہ رحمٰن جنی...... دریالی مری

بہت پیاری صائمہ قریشی آپی کے نام

اسلام علیکم آپی کیسی ہیں؟ آپ کے ناول مجھے اور میری دوستوں کو بہت اچھے لگتے ہیں، کالج میں آپ کا ذکر ہوتا ہے "اناڑی پیا" ہمارے موسٹ فیورٹ ہیں نادانیاں شوخیاں اور اناڑی پیا ہم نے اپنی کلاس روم میں گروپ کو سنائی ہنس ہنس کر برا حال ہوا، حسنین کا سانپ مارنا کمال کا سین تھا اور فاطمہ کے شرٹ کو رنگ کر نیا ڈیزائن بنانا کمال کا آئیڈیا ہے آپی اکثر ہمارے کپڑوں پر بھی دوسرے کپڑوں کا رنگ چڑھ جاتا ہے اب نئے ڈیزائن بنیں گے (ہاہاہا)۔ میری فرینڈ صالحہ کہتی ہے کہ ہمارے گھر میں اکثر امی دو تین دن کا کھانا ایک ساتھ گرم کردیتی ہیں جس پر سب کا شور ہوتا ہے لیکن ہماری ہونہار فاطمہ کا یہ کارنامہ بے حد اچھا لگا، بہت بہت شکریہ پیاری آپی اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ جہاں جہاں آپ کا نام ہوتا وہ کہانی ضرور پڑھتی ہیں، کچھ دن پہلے ہمارے کالج گروپ کی لڑکی ارم نے آپ کا ایک ناول کسی اور ڈائجسٹ میں دیکھا بہت اچھا اور مزے کا سین تھا، جلدی وہ ناول بھی پڑھیں گے۔

ارم ، صالحہ، عائشہ اینڈ عابدہ...... لاہور

# یادگار لمحے

جویریہ سالک

## مومن کی چند صفات

☆ امور میں توکل۔
☆ گفتگو میں صداقت۔
☆ سلام میں پہل۔
☆ انتقام میں تاخیر۔
☆ نیکی میں سبقت۔
☆ لباس میں پاکیزگی۔
☆ تکبر میں دوری۔
☆ غصے سے پرہیز۔
☆ غیبت سے اجتناب۔
☆ لوگوں سے محبت۔
☆ گھر والوں سے خوش اخلاقی۔

اللہ ہمیں ان صفات کا مالک بنائے آمین۔

علمہ اشمشاد حسین..... کورنگی، کراچی

## خواتین کے حقوق کا عالمی دن

ہر سال خواتین کے حقوق کا عالمی دن 8 مارچ کو منایا جاتا ہے۔ پوری دنیا میں سیمینار ہوتے ہیں۔ یہ دن دنیا بھر میں خواتین کے حقوق، ان کے مسائل، اور ان کے حل کے لیے منایا جاتا ہے، اس دن کی ابتدا اس وقت ہوئی، جب نیویارک میں ملبوسات کی صنعت سے منسلک خواتین نے دس گھنٹے کی ملازمت کے عوض تنخواہیں بڑھانے کے لیے جدوجہد شروع کی، انہوں نے اپنے حق کے لیے احتجاج کیا تو پولیس نے ان پر لاٹھی چارج کیا۔ ایک سال بعد 1908 میں خواتین نے ووٹ کے حق کے لیے جدوجہد شروع کی۔ دنیا کی نصف آبادی خواتین پر مشتمل ہونے کے باوجود اس وقت تک خواتین کی رائے کو اہمیت نہ دی جاتی تھی۔ خواتین کی طرف سے اپنے حقوق کے لیے جدوجہد جاری رہی اور آخر کار 1910 میں کوپن ہیگن میں خواتین کی پہلی عالمی کانفرنس ہوئی جس میں 17 ممالک سے خواتین شریک ہوئیں۔ جس میں خواتین کے ساتھ ہونے والے مظالم کے خلاف عالمی دن منانے کا فیصلہ کیا گیا۔ بے شک خواتین کی محنت رنگ لائی ان کو ووٹ کا حق مل گیا۔ لیکن ایک صدی گزر جانے کے باوجود آج بھی دنیا کے ہر خطے میں عورتوں کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جارہا ہے۔ ہر خطے میں، علاقے میں اس کا انداز مختلف ہے۔

سکینہ مغل..... ساہیوال

## خوشیاں

خوشیاں ایسے موتی ہیں جنہیں تلاش کرنے کے لیے انسان کو زندگی کے سمندر میں چھلانگ لگانی پڑتی ہے کبھی تو وہ انہیں پالیتا ہے اور کبھی سمندروں کی وسعت میں کھو کر غموں کی وادیوں میں گم ہوجاتا ہے۔ خوشیاں غریب انسان کے لیے شوکیس میں سجے ہوئے کھلونے کی مانند ہے جنہیں وہ چھو نہیں سکتا وہ انہیں دیکھ سکتا ہے مگر پا نہیں سکتا۔

خوشیاں بعض اوقات بڑی تلخ ہوجایا کرتی ہیں جب ان میں کسی کی خواہشوں کا لہو شامل ہوجائے تو ایسی خوشیاں حقیقی خوشیاں نہیں ہوتی ہیں ان سے مظلوموں کی سسکیوں کی آوازیں آتیں ہیں لیکن انہیں حاصل کرنے والے تمام باتوں سے بے نیاز ہوتے ہیں وہ انسانیت کو بھلا کر حیوانیت کا روپ دھار لیتے ہیں اور اپنی خوشیوں کی خاطر دوسروں کی بھی خوشیاں چھین لیتے ہیں۔

مسز نگہت غفار..... کراچی

## آؤ سنت نبوی ﷺ کو عام کریں

ہیلو نہیں..... السلام علیکم کہو۔
اوکے نہیں..... ان شاءاللہ کہو۔
بائے نہیں..... فی امان اللہ کہو۔
گریٹ نہیں..... سبحان اللہ کہو۔
فائن نہیں..... الحمدللہ کہو۔
نائس نہیں..... ماشاءاللہ کہو۔
تھینکس نہیں..... جزاک اللہ کہو۔

میمونہ ناز مونا..... وزیر آباد

## اچھی بات

میں نے لوگوں سے متاثر ہونا چھوڑ دیا کیونکہ لوگ وہ نہیں ہوتے جو نظر آتے ہیں (جون ایلیا)۔

سمیرا اشتاق ملک...... اسلام آباد

جواہرات سے بھی قیمتی

❖ خدا کی راہ میں کوشش کرو اور کبھی پیچھے نہ ہٹو کیونکہ خدا نے تم سے کوشش مانگی ہے نتیجہ نہیں۔

❖ اپنی زندگی میں ایسے لوگوں کو شامل کرو جو کبھی آئینہ اور کبھی سایہ بن کر ساتھ رہیں کیونکہ آئینہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا اور سایہ کبھی ساتھ نہیں چھوڑتا۔

☆ اگر تم اپنے اللہ پر بھروسہ رکھتے ہو تو یہ بھی جان لو کہ تمہارا اللہ اس بھروسے کو کبھی ٹوٹنے نہیں دے گا۔

☆ کون کہتا ہے کہ اللہ نظر نہیں آتا؟ ایک وہی تو نظر آتا ہے جب کچھ نظر نہیں آتا۔

سعدیہ عظیم...... بہاولپور

غصہ

گھر گھر ڈبل روٹی فروخت کرنے والی کمپنی نے ایک نوجوان پٹھان کو ملازم رکھا۔ پہلے روز پٹھان جب ڈبل روٹیاں تقسیم کرنے گیا تو تھوڑی ہی دیر بعد کمپنی کو ایک کال موصول ہوئی آپ نے ڈبل روٹیاں تقسیم کرنے کے لیے ایک پٹھان کو ملازم رکھا ہے؟"

"جی ہاں! کیا کوئی خاص بات ہے؟" آپریٹر نے پوچھا۔

"جی ہاں، بہت ہی خاص بات ہے۔ وہ ہمارے ہاں آیا اور میری ذری بات پر چراغ پا ہو گیا۔"

"ابھی نیا ہے آئندہ اسے ہدایت کردی جائے گی کہ گاہکوں کے ساتھ خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آیا کرے۔"

"پوری بات سنو......" فون کرنے والے نے چیخ کر کہا۔ "اس کی لال لال آنکھیں دیکھ کر مجھے غصہ آ گیا اور میں نے اس پر پستول تان لیا۔"

"ارے کہیں آپ نے اس پر گولی تو نہیں چلا دی؟"

"مجھے بات کرنے دو دیکھو جب وہ پٹھان اپنے کام سے فارغ ہو کر واپس آئے تو اس سے کہیے گا کہ وہ مہربانی کر کے میرا پستول لوٹا دے۔"

ہائیکو

عقل حیران تو نہیں ہے گل
پھر بھی اچھا نہیں لگا ہم کو
چاند چہروں کا یوں بدل جانا

سباس گل...... رحیم یار خان

مقام عشق اویس قرنی

ایک بار کچھ صحابہ اکرام کی ملاقات حضرت اویس قرنی سے ہوئی صحابہ کرام فرمانے لگے۔

"اے اویس! آپ کی ساری زندگی گزر گئی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے حاضری نہ دی۔"

حضرت اویس قرنی نے جواب دیا۔ "کیا آپ سب نے حاضری دی؟"

سب نے فرمایا۔ "جی ہاں!"

حضرت اویس قرنی کہنے لگے کہ "آپ سب نے حاضری دی ہے تو یہ بتاؤ کہ سرکار محبوب خدا کے سر مبارک اور داڑھی مبارک میں کتنے سفید بال ہیں؟"

صحابہ کرام نے فرمایا۔ "ہمیں نہیں پتا کیونکہ ادب کی وجہ سے کبھی سر اٹھا کر نہیں دیکھا تو گنتے کیسے۔"

حضرت اویس قرنی نے فرمایا "میں بتاتا ہوں کہ میرے آقا کے سر مبارک میں چودہ بال مبارک سفید اور داڑھی مبارک میں پانچ سفید بال ہیں۔ میں نے دیدار رسول ﷺ نہیں کیا میں تو رہتا ہی کوچہ یار میں ہوں کیونکہ مجھے ہر طرف بس ان کے جلوے ہی نظر آتے ہیں۔" سبحان اللہ۔

صباء زرگر ذکاء زرگر...... جوڑہ

کھمبا سے بچا کر کھمبا سے بچا کر

ایک عورت پر سکتہ طاری ہو گیا لوگ اسے مردہ سمجھ کر دفنانے لے جا رہے تھے کہ اچانک میت کھمبے سے ٹکرا گئی اور عورت اٹھ کر بیٹھ گئی لوگ خوشی خوشی واپس آ گئے۔

تھوڑے دن بعد وہ عورت سچ مچ مر گئی جب لوگ اسے دفنانے لے جا رہے تھے تو سب لوگ کلمہ کا ورد کر رہے تھے جبکہ اس کا شوہر صرف یہ کہہ رہا تھا۔

"کھمبا سے بچا کر کھمبا سے بچا کر...... کھمبا سے بچا کر۔"

وجیہہ خان بادل...... کہوٹہ

لاریب انشال...... موضع بخشو، اوکاڑہ

محبت

☆ رب اور انسان سے محبت میں یہ فرق ہے کہ انسان سے محبت آپ کی سب سے بڑی کمزوری بن جاتی ہے اور رب سے محبت آپ کی سب سے بڑی طاقت بن جاتی ہے۔

☆ محبت کرو تو ایسے کہ جیسے دھیرے دھیرے بہتی ہوئی ندی ہو طوفانی محبتیں سب کچھ بہا لے جاتی ہے۔

☆ محبت کی حد وہاں سے شروع ہوتی ہے جہاں اختیار کی حد ختم ہو جاتی ہے۔

☆ محبت کسی فلسفے کسی مذہب کی محتاج نہیں ہوتی۔

☆ محبت اس دریا کی مانند ہے کہ اگر بارش نہ بھی ہو تو پانی کم نہیں ہوتا۔

☆ تکلف کی زیادتی محبت کی کمی کا باعث بن جاتی ہے۔

☆ محبت ہمیشہ اپنی گہرائی سے بے خبر رہتی ہے جب تک کہ جدائی کے لمحے اسے بیدار نہیں کرتے۔

پروین افضل شاہین...... بہاولنگر

سنہری بات

زندگی میں کبھی کسی کے لیے مت رونا کیونکہ وہ تمہارے آنسوؤں کے قابل نہ ہوگا اور جو تمہارے آنسوؤں کے قابل ہوگا وہ تمہیں رونے نہ دے گا۔

ہماری دکان

بیوی نے سائن بورڈ دیکھا ''نائیلون ساڑھی 35 روپے......

کاٹن ساڑھی 30 روپے

بنارسی ساڑھی 10 روپے

بیوی: ''مجھے 500 روپے دینا میں 50 ساڑھیاں لوں گی۔''

شوہر: اندھی...... یہ دھوبی کی دکان ہے۔

سمیرا سواتی...... بھیر کنڈ

ہمارے رویے

عجیب صورت حال ہے سمجھ سے بالاتر، ہمارے رویے اتنے تلخ ہوگئے ہیں کہ اللہ کی پناہ۔ طنز، غیبت، چغلی ہمارا معمول بن چکا ہے۔ کوئی بات کہتے ہوئے ہم ایک منٹ بھی نہیں سوچتے کہ ہماری کہی بات سے کسی کی کس قدر دل آزاری ہوگی۔ احساس نام کی چیز بالکل ہی ختم ہو چکی ہے اور برداشت بھی ختم۔ ہم اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کے عادی ہو چکے ہیں اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم صرف لطف لینے کی خاطر کسی کی باتوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں اور پل بھر کو بھی نہیں سوچتے کہ ایسا کرتے ہوئے ہم کس قدر عظیم گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ہمارے رویوں کی تلخی ہمارے اعمال کو دیمک کی طرح کھا رہی ہے۔ ہمارے بدصورت رویے ہماری شخصیت کو گرہن لگا رہے ہیں، اپنے رویوں پر احتساب ضروری ہے۔

مدیحہ کنول سرور...... چشتیاں

بیسٹ بات

انسان سب کچھ بھول سکتا ہے
سوائے ان لمحوں کے جب اسے اپنوں کی ضرورت تھی
اور
وہ دستیاب نہیں تھے۔

ارم ریاض...... برنالی

افسانچہ

میں جلدی جلدی میں تیار ہو رہی تھی مجھے ضروری جانا تھا کیونکہ اگر میں لیٹ ہو جاتی تو اس کو غصہ آ جاتا اور وہ مجھے ساتھ لے کر نہ جاتا اور میں اکیلی جا نہ سکتی تھی کیونکہ یہ میری بھی مجبوری تھی اور اس کی بھی اور سے والدین کا حکم بھی تھا میں نے جلدی سے چیزیں بیگ میں ڈالی۔ لپ گلوس لگایا دوپٹہ حجاب کی طرح لیا اور اس کے پاس جا کر رکی اس نے سائیکل نکالی اور مجھے جلدی سے کہا۔ ''آپ جلدی بیٹھو ورنہ کالج سے دیر ہو جائے گی۔''

سنبل بلوچ...... آزاد کشمیر

مہکتی کلیاں

❖ کسی پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش نہ کرو، ہو سکتا ہے کہ آپ کا نشانہ خطا ہو جائے لیکن یہ بات یقینی ہے کہ آپ کے ہاتھ ضرور گندے ہوں گے۔

❖ اس دوست کا گلہ کر رہے ہو جو دھوکہ دے گیا۔ گلہ اپنی عقل کا کرو کہ دھوکہ دینے والے کو دوست سمجھے



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

رہے۔ کوشش اور دعا کریں کہ جیسے آپ کا ظاہر خوب صورت ہے ویسے ہی آپ کا باطن بھی خوب صورت ہوجائے۔

عائشہ رحمٰن ہنی...... ریالی، مری

انمول ہیرے

❖ زندگی میں سکون چاہیے تو ضد و غصہ اور خواہش کی پرستش چھوڑ دو۔

❖ دل میں اترنے کے لیے سیڑھی کی نہیں اچھے اخلاق کی ضرورت ہوتی ہے۔

❖ ہمیشہ یہ سوچ کر زندگی گزارو کہ میرے رب نے مجھے بہت کچھ دیا ہے۔

❖ اللہ پر ہمیشہ بھروسہ رکھو کیونکہ......

اللہ وہ نہیں دیتا جو آپ کو اچھا لگتا ہے
بلکہ وہ دیتا ہے جو آپ کے لیے اچھا ہوتا ہے

☆ بہترین انسان اعمال سے پہچانا جاتا ہے
ورنہ......
اچھی باتیں تو دیواروں پر بھی لکھی جاتی ہیں۔

ثوبیہ سحر...... بستی ملوک

ٹھپکا

اپنے بارے میں کبھی برا مت سوچو کیونکہ یہ ٹھیکا آپ کے رشتہ داروں نے اٹھایا ہوا ہے...... اور خاص کر آپ کے کزنز نے۔

وقاص عمر...... بنگڑ نو حافظ آباد

زندگی کیا ہے؟

زندگی کیا ہے
غموں کا دریا
دکھوں کا سمندر
آنسوؤں کی بارش
بے وفائی، خواہش، احساس، پیاس
آرزو، خوشی، غم، محبت، نفرت
یا کچھ اور......

اینعہ احمد...... تلہ گنگ

چمکتے ستارے

❖ انسان ایک دکان ہے اور زبان اس کا تالا، تالا کھلتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ دکان سونے کی ہے یا کوئلے کی۔

❖ صبر ایک ایسی سواری ہے جو اپنے سوار کو کبھی گرنے نہیں دیتی نہ کسی کے قدموں میں، نہ کسی کی نظروں میں۔

❖ تین رشتے زندگی میں بے نقاب ہوتے ہیں

✦ بڑھاپے میں اولاد۔
✦ مصیبت میں دوست۔
✦ غربت میں بیوی۔

❖ دنیا نصیب سے ملتی ہے اور آخرت محبت سے جبکہ آج ہماری ساری محنت دنیا کے لیے ہے اور آخرت کو ہم نے نصیب پر چھوڑ دیا ہے۔

❖ دل کا ٹوٹنا کیا ہوتا ہے اس چڑیا سے پوچھو جس کا ایک ایک تنکے سے بنا ہوا گھونسلہ کسی سنگ دل نے اس کی آنکھوں کے سامنے توڑ دیا ہو یا پھر اس ماں سے پوچھو جس کا جوان بیٹا کسی حادثے میں چل بسے۔

❖ زندگی کو رمضان جیسا بنالو تو موت عید جیسی ہوجائے گی۔

ارم کمال...... فیصل آباد

شیخ سعدی

ایک دن شیخ سعدی کے گھر ان کا اک پرانا دوست کچھ رقم مانگنے آیا۔ شیخ سعدی نے دوست کو رقم دے کر رخصت کیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے، بیوی کہنے لگی۔

"اگر رقم کی واپسی کی امید نہیں تھی تو کوئی بہانہ کر دیتے۔"

شیخ سعدی نے کہا۔ "یہ بات نہیں ہے بلکہ رونا اس پر آرہا ہے کہ میں اپنے دوست کی ضرورت سے اس قدر بے خبر کیسے رہا کہ اسے خود میرے دروازے پر آنا پڑا۔"

طیبہ خاور...... عزیز چک، وزیر آباد

# آئینہ

شہلا عامر

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ! رب العزت کے نام سے ابتدا ہے جو خالق کونین اور مالک ارض وسماں ہے۔ موسم بہار کی آمد ہو چکی ہے سردی کا زور ٹوٹ چکا ہے۔ آپ بہنیں اپنی مصروف زندگی میں سے وقت نکال کر آنچل کے نام کرتی ہیں اس پر ہم آپ کے شکر گزار ہیں۔ اپریل کا شمارہ آنچل کی سالگرہ کے حوالے سے ہوگا امید ہے آپ کا تعاون بھرپور طریقے سے ہمارے ساتھ رہے گا۔ اب بڑھتے ہیں تبصروں کی جانب جو بزم آئینہ میں ستاروں کی مانند جھلملا رہے ہیں۔

**ثانیہ مسکان...... گوجر خان۔** پلیز آنی نئی مصنفات کو صرف ایک دو افسانوں تک ہی محدود رکھیں چند گزارشات پر عمل کیجیے۔ میں جانتی ہوں کہ آپ سب کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں مگر بہت سی نئی مصنفات اس کا درست استعمال نہیں کر رہیں جس سے آنچل کا معیار متاثر ہو رہا ہے وہی گھسی پٹی لو اسٹوریز ہیرو ہیروئن کا روٹھنا منانا یہ سب ہمارا معاشرہ مزید نہیں جھیل سکتا۔ اب مزید کی تاب نہیں ہمارا ملک کن سنگین مشکلات کا شکار ہے اور ہماری نئی نسل کن چکروں میں پڑ گئی ہے۔ آنچل کی بہت سی مصنفات بہت اچھا لکھ رہی ہیں صرف دو چار نئی مصنفات کے سبب سب کا نام خراب ہوگا۔ سیدہ غزل زیدی، عائشہ نور محمد، حمیرا نگاہ، سدرہ سحر عمران، ام مریم، عشنا کوثر، نظیر فاطمہ، جبیں ستارہ، عفت سحر، اقراء صغیر، سمیرا شریف، نعیقہ ملک، سویرا فلک، نگہت عبداللہ، رفعت سراج کتنے ہی تو مایہ ناز نام ہیں آنچل کے پاس، میں جانتی ہوں آپ میری بات سمجھ جائیں گی اور میرے لفظوں کا برا مت منایئے گا پلیز۔ میں بس آنچل کو اس پرانے ٹریک پر پھر سے لانا چاہتی ہوں جب آنچل کے اولین صفحات پر ایک بے مثال مکمل ناول ہوتا تھا جسے بھلانا ناممکن۔ اب تک کی تمام اپنی فیلوز کو میں نے "دھرتی اپنی ماں" اور اس جیسے بے شمار ناول سنائے ہیں اور انہیں بے حد انجوائے بھی کیا۔ میرے باعث میرے پورے گروپ نے آنچل پڑھنا شروع کیا مگر اب میرے کارروان کی ایک تتلی اڑ گئی۔ "موسم کی محبت" کی ایک قسط میں کافی عامیانہ پن تھا جس کے باعث میری بہت پیاری دوست نے آنچل ہی پڑھنا چھوڑ دیا ہے۔ مجھے اپنی دوست کو واپس لانا ہے اور اس کے لیے آنچل کا پرانے ٹریک پر واپس آنا بہت ضروری ہے اور مجھے امید ہے کہ ایسا ہی ہوگا ان شاء اللہ۔

آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہونے تک

راحت آپی بہت اچھی رائٹر ہیں ان کا ناول "جان جاں تو جو کہے" میرے فیورٹس کی لسٹ میں شامل ہے مگر اس بار بھارتی ڈراموں کا اثر غالب نظر آیا جو دکھ کا باعث بنا (معذرت)۔ ابھی جنوری میں نزہت جبین ضیا کا ناولٹ پڑھا ہیروئن کی جذباتیت اور ہیرو کی وفاداری اور اعلیٰ ظرفی یا دحشت یہ کہاں ہوتا ہے؟ کس کے پاس اتنا ٹائم ہے؟ آج کی بیوی تو آنے والی کے چکروں سے نکل نہیں پائی اور پھر ہیروئن اتنی شاندار ہیرو اتنا ڈیشنگ، سب سے بڑھ کر اگر مرد افورڈ کر سکے اور انصاف کے تقاضے پورے کرنا جانتا ہو تو اسلام نے اسے چار شادیوں کی اجازت دی ہے۔ اتش کو ایک ایسا ہی مرد دکھایا گیا پھر زینمل کے واویلا مچانے کا مطلب؟ پلیز اصلاحی موضوعات آنچل پڑھنے والی ہر عمر کی ہیں کچے اذہان پر کیا نقوش چھوڑیں گی ایسی باتیں۔ آپی آپ میری بات کو سمجھے گا اور پلیز ناراض مت ہوئیے گا یہ میں افورڈ نہیں کر سکتی۔ ویسے آپ تو شاید اب بھی مجھ سے ناراض ہیں دو بار تعارف بھیج چکی مگر یا تو آپ کو پسند نہیں آیا یا پھر آنچل کو خیر آپ کی خوشی مقدم ہے آنچل سے تعلق تا مرگ رہنا ہے۔ دعا کیجیے گا کہ میں ایگزامز میں اچھے نمبروں سے کامیابی حاصل کر سکوں۔ آپ کو کہہ رہی ہوں گی (معذرت)۔ اپنا بے پناہ خیال رکھیے گا اور آنچل "تجھے عروج پہ لے جائے تیرا نصیب" آمین۔ اللہ حافظ۔

☆ ڈیئر ثانیہ! خوش رہو مصنفین اب بھی قلم کا حق ادا کر رہی ہیں۔ بے شک آپ کی بات ٹھیک ہے کہ "موسم کی محبت" میں کچھ باتیں غیر اخلاقی تھیں لیکن اگر انہی باتوں پر گرفت کی جائے تو پھر باقی کی کہانی بے کار ہی تھی جبکہ پوری کہانی شرمین پر تھی۔ کیا عورت کو ان مشکلات کا سامنا نہیں رہتا۔ نزہت جبین نے عورت کے دل کو سامنے رکھ کر تحریر لکھی۔ معذرت کے ساتھ مصنفین کی اچھی بات بھی دیکھیں۔

**مشی خان...... مانسہرہ۔** السلام علیکم! شہلا آپی کیسی ہیں آپ؟ آنچل اسٹاف کو ڈھیر محبتوں اور چاہتوں سے بھرا اسلام جیسے سردی کے بعد بہار کا زبردست جھونکا آتا ہے ویسے ہی میں پہلی بار آئینہ میں بہار بن کر آئی ہوں لیجیے پھولوں کا تحفہ لگتا ہے کچھ زیادہ ہو گئی اپنی

تعریف۔ اب آتی ہوں تبصرے کی طرف ویسے تو آنچل 25یا20 کو ملتا تھا اس بار بارشوں سے دوستی ہمیں مہنگی پڑی کیونکہ نہ کوئی اسٹال جانے کو تیار اور جب کسی نے ہاں کردی اور گیا تو آنچل ملا ہی نہیں۔ پھر اللہ اللہ کرکے 29 کو ملا‘ سرورق کی جھلک دیکھتے ہی کچھ پرانا سا لگا پھر بھی اچھا لگا۔ رفعت آنٹی آپ سے شکایت ہے ”چراغ خانہ“ کی اتنے کم صفحات کیوں لکھتی ہیں پلیز مشہود کو کچھ عقل دیں ورنہ وہ پیاری کو کھودے گا۔ اس کے بعد موسٹ فیورٹ ”شب ہجر کی پہلی بارش“ اس کہانی کے بارے میں جو جذبات ہیں وہ بیان سے باہر ہیں۔ نازی آپی بہت اچھی طرح سب کرداروں کے ساتھ انصاف کررہی ہیں۔ عائلہ بے چاری کے ساتھ بہت برا ہوا ایک کے بعد ایک پریشانی ہے‘ کچھ ایسا ہوجائے کہ عبد الہادی کو شہزاد کے سامنالا کھڑا کردیں۔ اقراء آپی ”تیری زلف کے سر ہونے تک“ جیسے جیسے آگے بڑھ رہی ہے اسی قدر انٹرسٹ بڑھ رہا ہے‘ انشراح کی نانو ایسی کیوں ہیں دیکھتے ہیں۔ نوفل کا کردار بہت اسٹرونگ ہے‘ دنیا میں بہت کم لوگ نوفل کی طرح مضبوط کردار کے ہوتے ہیں اور مسز لاویب جیسے لوگوں کی تو بھرمار ہے دنیا میں ڈھٹائی کی آخری حد ابھی محترمہ پر ختم ہوئی ہے اور باقی کہانیاں ابھی زیر مطالعہ ہیں اور یہ کہ ہما احمد میرا پیغام شامل کرنے کا بنڈل آف تھینکس اس بار بھی شامل کیجیے گا۔ اوکے شام ہورہی ہے‘ میں ان صاحب کو کیسے بھول سکتی ہوں جنہوں نے فروری کے آنچل میں آئینہ میں اتنے اچھے انداز بیاں کہ بندہ چونک پڑے۔ زندگی تنویر خلیل بھائی بہت ہی اچھا تبصرہ تھا‘ مزہ آیا پڑھ کر نظمیں تو بہت پسند آئیں‘ زندگی نے وفا کی تو اگلے ماہ پھر شریک محفل ہوں گی۔ ”سانسوں کی مالا پر“ کچھ بھروسہ نہیں کب ٹوٹ جائے‘ اس لیے ان شاءاللہ ضرور کہوں گی‘ اللہ حافظ۔

☆ پہلی بار محفل میں شامل ہونے پر خوش آمدید۔ زندگی تنویر خلیل صنف نازک میں شامل ہیں۔

**کرن شہزادی...... مانسہرہ۔** السلام علیکم! پیاری شہلا آپی اینڈ ڈیئر آنٹیوبا جیوددستو اور چھوٹی بہنوں کیسے ہو سب؟ اس بار بھی ہم سے صبر نہ ہوسکا اور مشتاق دید میں دوڑے چلے آئے۔ آنچل حسب معمول 27 کو ملا اور ٹائٹل ہمیشہ کی طرح دل کی مسند پر براجمان رہا‘ سبک روی سے چلتے ہوئے سرگوشیاں پر پہنچے‘ قیصر آرا آنی کو ہمیشہ کی طرح مہربان پایا۔ حمد و نعت کو آنکھوں کے ذریعے دل میں اتارا‘ در جواب آں میں پیاری رائٹرز رفعت سراج کے والد محترم کی رحلت کی خبر پڑھ کر دکھ ہوا۔ اللہ ان کے خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے‘ اقراء صغیر احمد کو بیٹے اور بیٹی کی شادی کی مبارک باد۔ نازی آپی کو ان کی نند عاصمہ اقبال کی شادی کی مبارک باد اور ندا حسنین کو پیا دیس سدھارنے کی مبارک باد قبول ہو۔ دانش کدہ سے مستفید ہوتے ہوئے ہمارا آنچل میں چاروں بہنوں سے ملاقات خوب رہی۔ سروے ”سال نو کی بہار“ میں قاری بہنوں کے بارے میں جان کر اچھا لگا‘ پھر دوڑ لگائی اپنے پسندیدہ سلسلہ وار ناول کی طرف ”شب ہجر کی پہلی بارش“ اور شہزاد ملک فیاض کے قبضے میں چلی گئی اور ادھر عبد الہادی بستر پر پڑا ہے۔ پلیز آپی شہزاد کا نکاح ملک فیاض سے مت کیجیے گا۔ کرنل صاحب کی موت نے افسردہ کیا اور مریرہ کے کومہ میں جانے پر دل کچھ اور بوجھل ہوا۔ صیام کی نیا ابھی تو بیچ منجدھار پھنسی ہے‘ پتا نہیں کب پار لگے گی پھر پہنچے ”ذرا مسکرا میرے گمشدہ“ پر شکر ہے ارتش نے حنین کی غلط فہمی دور کی۔ آپی پلیز شرمین کی اصلیت کا پول ارتش اور اس کی امی کے سامنے کھول دیں ویسے ہی یہ ہضم نہیں ہورہی تھی‘ کہاں پوری فیملی آدھمکی ہے پھر بڑھے ”تیری زلف کے سر ہونے تک“ عمرانہ بیگم تو بڑی شاطر عورت نکلی اپنے بیٹے کا بھی خیال نہ کیا اور کتنا گھٹیا الزام لگادیا جہاں آرا بیگم کا کردار عجیب لالچی لگا ویسے اسٹوری خوب جارہی ہے۔ ”چراغ خانہ“ مشہود کا رویہ تو بےگانگی کی حدوں پر پہنچا ہوا ہے اوپر سے اتنی بے حسی کے پیاری کے بے ہوش ہونے کو بھی ڈرامہ قرار دے دیا۔ خیر پتا نہیں سعدیہ بیگم اب کیا کرنے والی ہے‘ مکمل ناول میں ”حساب دوستاں“ واقعی میں حسد انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتا۔ حسد ایسی آگ ہے جس میں حاسد کسی دوسرے کا کچھ نہیں بگاڑتا بلکہ خود اپنی آگ میں جلتا ہے۔ ”جو نصیب میں تھا“ نفیسہ سعید نے بھی خوب لکھا‘ جو چیز نصیب میں ہو چاہے جو کچھ بھی ہو وہ مل کے رہتی ہے۔ مینل راحم کے نصیب میں لکھی جاچکی تھی پھر کیسے راحم سفینہ کا ہوجاتا۔ افسانوں میں ”تعلیم یافتہ“ شازیہ ستار نے پہلی دفعہ لکھا لیکن خوب لکھا‘ کیا طمانچہ مارا تھا تعلیم یافتہ بیوی نے دل عش عش کر اٹھا۔ مستقل سلسلوں میں بیاض دل میں فائقہ سکندر حیات‘ سائرہ خان‘ فائزہ بھٹی۔ یادگار لمحے میں مدیحہ نورین مہک‘ رشک حنا‘ نجم انجم عوان‘ ثناء کنول اللہ دتہ اور آسیہ شاہین کے انتخابات پسند آئے۔ دوست کا پیغام آئے میں سب کے پیغام پڑھے۔ ڈیئر حسینہ ایچ ایس یاد رکھنے کا شکریہ ویسے تم اپنی سیاہ لانبی جھالروالی بڑی بڑی آنکھوں سے اپنے اردگرد دیکھتی تو بزم آنچل میں تمہاری ساتھ والی نشست پر ہی بیٹھی تھی (ہاہاہا)۔ آئینہ بیسٹ رہا‘ ہم سے پوچھئے سیر پر سوا سیر لگے‘ اچھا جی اب اجازت دیں پھر حاضر ہوں گے‘ اللہ حافظ‘ پاکستان زندہ باد۔

**کوثر خالد...... جڑانوالہ۔**

بزم آئینہ کے سب مکینوں کو سلام
دلربا و شوخ و شنگ حسینوں کو سلام

آنچل کی پذیرائی پر کمربستہ، تبصرے کے لوازمات لیے کوثر خالد بزم میں تشریف لاچکی ہیں۔ سرگوشیاں سرآنکھوں پر سجاچکی ہیں اور حمد ونعت سے دل مہکا چکی ہیں اور در جواب آں میں قیصر آراء جی ایک غم سنانا بھی چاہوں گی۔ فی الحال محترم مشتاق جی کو السلام علیکم! اللہ وحدہ ہمیں اہل یمین کے ساتھ رکھے آمین۔ ہمارا آنچل سوفی سوپ آپ اچھی ہیں ایمان زہرا ہمیں تو نام شناسا لگا بھئی ہمارے بھی ایک ہی خالہ ماما چاچا پھوپو تھے۔ پھوپو ماموں تو گئے سدھار خالہ بیمار اور چاچا ہمت والے ہیں تو آپ میری بہن ہی ہوئی شاعری کے حوالے سے بھی۔ شاعری کیوں نہ دکھائی دکھ ہوا متعارف کرواؤ۔ عافیہ جہانگیر جو ہمارے دکھ لے کر سکھ دے (ہماری طرح) تو اس سے بور کیوں؟ ایمن منفرد سی ہوگی، بھئی ہم بھی بونگے ہی ہیں۔ سال نو کی بہار اُرے موناشاہ تو حراقریشی بنتی جارہی ہے۔ مسکان بھئی شاعری اچھی لگی میرے پاس ایک یتیم بچی مسکان ماں اور پانچ بھائیوں بہنوں کے ساتھ آتی ہے ہم ان کے دکھ کم کرنے میں لگے ہیں۔ طیبہ خاور دیوانہ کریں قرآن ترجمے سے پڑھیں بابا کو یہی تحفہ دیں بس۔ رونے سے انہیں تکلیف ہوگی۔ شبنم کنول پاپے) نہیں لائی بھئی فرحت اشرف ہم نے ننکانہ دیکھا ہے طیبہ عنصر لغت کوئی مبارک ہو۔ فیاض اور پروین کے اشعار اچھے لگے۔ مدیحہ نورین بھئی سالگرہ مبارک و دنیا سال۔ انیلا طالب تم تو ہم سے بہت آگے ہو بھئی ہمارے بچے ہم سے اچھے جیت جائیں گے بچے بچے۔ سلمٰی عنایت یہ یادوں کے جگنو ہی ہماری زندہ دلی کو قائم رکھتے ہیں۔ قرینہ اپنا نام بدل لو اچھے معنی والا نام رکھو اللہ بہتر کرے گا فاطمہ عائشہ یا افراد کھ لو۔ نورین مسکان ہمیں تو مسکان کافی ہے پھوہڑپن سے ہمیں مسئلہ نہیں البتہ بداخلاقی ہضم نہ ہوگی۔ ڈاکٹر شمائلہ ہائے ساتویں شمائلہ پر نظر پڑی۔ "چراغ خانہ" جل رہا ہے خوب جل رہا ہے ریشم کی زنجیر مشکل سے بنتی ہے جس تن لاگے وہی جانے۔ "حساب دوستاں" جان حسد گرگرد۔ خدائے لم یزل ہمیں بچا۔ "تیری زلف کے سرہونے تک" جانے کہاں ہوں گے؟ پلڑا......

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| مصباح | علی | تم | ہنسایا | نہ | کرو |
| یونہی | بس | عبرت | دلایا | | کرو |
| کہ | غصے | ترک | کروانے | | ہیں |
| ہر | سو | گلاب | اُگانے | | ہیں |

ایک دن محبت کا "نفرت کی گنجائش تشنہ سب دن محبت کے۔" "شب ہجر کی پہلی بارش" جانے کتنوں کو کھا گئی دیکھو کون بچتا ہے۔ "بری ماں" ام اقصیٰ واقعی تم کامیاب ماں ہو میں بھی ایسی ہی ہوں۔ کہانی بتانے کا وقت نہیں کہ میں شاعرہ ہوں جو نصیب میں تھا۔ نفیسہ تیری تحریر پسند آئی مینل مینل مینل چھاگئی۔ "ذرا مسکرا"

فاخرہ گل......

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| خوشبو | | بھرا | گلاب | | ہے |
| تاثیر | اس | کے | حرفوں | کی | لاجواب ہے |

"زندگی مسکرائے گی" ان شاءاللہ۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| یہ | لمحے | امر | ہوجائیں |
| چلو | آؤ | یوں | کھو جائیں |
| عمل | اپنا | نمونہ | ہو |
| فصل | کچھ | ایسی | بو جائیں |

ویسے حمیرا، راحیل کا نام بھی احمد رکھ لیتیں، عقیدت مجھے بھی ان ناموں سے ہے اسی لیے۔ "تعلیم یافتہ" پھول والی شازیہ ستار، تم سے یہی امید تھی آہا۔ میرے مکالمے تو اس سے بھی کرارے تھے۔ نیرنگ خیال جناب کس کس کا نام لوں، ہم سے تم تک سب چھاگئے۔ ودیعہ، سارہ، عائشہ، زنیرا، حمیرا، فریدہ، ثوبیہ اور......اور......سب دوست کا پیغام......

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| دل | و | جگر | سر | آنکھوں پر |
| خوش | ہوں | دوستوں | کی | باتوں پر |

یادگار لمحے ہمارے ذہنی لمحے کدھر گم ہوئے؟ کم انتظار میں آنکھیں سلگ گئیں، خیر کوئی بات نہیں۔ آئینہ دیکھ لیتے ہیں ارم خالد آمنہ رحمان، خوش آمدید۔ زندگی تنویر کا خط اچھا لگا یاسمین، پروین، نجم انجم، بختاور کو سلام اور منی سی نظمیں کچھ دوستوں، بچوں کے نام۔

فریدہ فری......

فریدہ نام ہے اس کا سخن کی ہے وہ ساحرہ
تصویر پاکیزہ میں دیکھی تھی، بڑی شہزادی دِکھتی تھی
پھر حجاب میں آئی، اپنی سہیلی سی پائی
وہ اب بیمار رہتی ہے مگر بڑا جذبہ رکھتی ہے
میرے مولا رضا دے دے، خداوند شفا دے دے
یہ کوثر کہنے آئی ہے، فریدہ دل کو بھائی ہے

کنول ماہی کو پیغام......

یہی تو راز ہے ماہی، سبھی دل گہرے ہوتے ہیں
نہ ہم ان کو سمجھتے ہیں، نہ وہ ہم کو سمجھتے ہیں
جنم لیتی ہے ناراضگی، یوں کچھ لوگ بچھڑتے ہیں
ازل سے داستاں یہی، ابد تک روتے رہتے ہیں
دلوں کو سمجھیں وہ کوثر جو اپنی جاں سے گزرتے ہیں

نجم انجم کے نام......

سائباں مبارک ہو، اپنا مکاں مبارک ہو
نجم انجم، نورین انجم، خوشی کا سماں مبارک ہو
بہاریں بن کے برسو تم، کوثر آسماں مبارک ہو

**ملالہ اسلم...... خانیوال۔** السلام علیکم! دھند کے کہر میں مقید، پھیلے اور ٹھٹھرتے سرد موسم میں آنچل ٹیم اور تمام ہر دلعزیز پڑھنے لکھنے والوں کو ملالہ اسلم کا چاہتوں سے لبریز محبت بھرا اسلام قبول ہو (تمہید زیادہ نہیں باندھ لی)۔ آنچل 29 جنوری کو ملا سب سے پہلے سرفہرست پر نظر دوڑائی، کچھ نئے نام نظر سے گزرے۔ فروری کے شمارے کی بات کرتے ہیں سرگوشیاں سنی اللہ ہمارے ملک پر اپنا خاص کرم فرمائے آمین۔ حمد و نعت سے دل کو منور کرتے ہوئے انکل مشتاق کی باتیں سنیں جن سے روح و جان کو سکون ملتا ہے۔ تمام آنچل کی پریوں سے مل کر اچھا لگا۔ "سال نو رکی بہار" جنوری میں حرا قریشی کو پڑھا تھا یار تمہارے پاس تو لفظوں کا جہاں آباد ہے میں کن الفاظ میں تمہیں مخاطب کروں؟ تمہارے لیے الفاظ کا انتخاب کرنا ہی دشوار لگتا ہے اتنا کہوں گی جہاں رہو خوش رہو اور بہت، بہت شکریہ مائی ڈیئر کہ تم نے مجھ خاکسار کو ڈھیر ساری محبتوں اور دعاؤں کے قابل سمجھا بہت، بہت شکریہ رفعت سراج پلیز اب سعدیہ کو عقل دیں، وہ بیاری کے لیے مثبت انداز سے سوچے۔ نازیہ جمال کی "حساب دوستاں" متاثر کن اور سبق آموز کاوش تھی۔ رسالے کی جان نفیسہ سعید "جو نصیب میں تھا" کیا عشق، کہاں کی محبت ہوتا تو وہی ہے جو نصیب میں لکھ دیا ہوتا ہے۔ زور قلم اور زیادہ ہو آمین۔ اقراء صغیر احمد پہلے تو آپ کو بچوں کی شادی کی بہت مبارک ہو، امید ہے اب انشراح اور نوفل کے درمیان سب ٹھیک ہو جائے گا۔ نازیہ آپی امید ہے آپ تمام کرداروں کے ساتھ انصاف کریں گی آپ کرداروں میں کھو کر قلم بند کرتی ہیں۔ ماہم علی ام اقصیٰ اور شازیہ ستار کے افسانے سبق آموز تھے۔ "پلڑا" مصباح علی آپ نے بہت اہم موضوع پر نکتہ اٹھایا ہے آج کے دور میں یہ چیز بہت زیادہ ہے۔ میرے خیال میں ہم لڑکیاں اپنا گھر، اپنے ماں باپ چھوڑ کر جاتی ہیں تو گھر کے ساتھ ساتھ وہاں کے رہنے والے تمام مکینوں کو اپنا سمجھیں، ساس ماں بن سکتی ہے اگر ہم اپنے دل و دماغ میں بات بٹھالیں تو۔ باقی تمام افسانے اپنی اپنی جگہ اچھے تھے فاخرہ گل پلیز اربش کو اجیہ سے الگ مت کرنا۔ کہانی نے ایک نیا موڑ لیا ہے ثمرین یہاں بھی کبھی کوئی چال ضرور چلے گی۔ بیاض دل میں سب کے شعر اچھے تھے فی الحال تو مٹن رائس اور شاہی ہانڈی ٹرائی کرنے کا سوچا ہے۔ بیوٹی گائیڈ کے لیے ٹائم ہی نہیں ملتا (کیونکہ ہم خود ہی بیوٹی کوئین ہیں آہم)۔ نیرنگ خیال میں کسی ایک کو سراہنا ذرا مشکل ہے لیکن پھر بھی کوثر خالد، حرا قریشی، حمیرا قریشی اور عائشہ پرویز چھائی ہوئی تھیں۔ کوثر خالد آپ نے میری سسٹر نبیلہ اسلم کے لیے اپنی کتاب حوض کوثر تحفہ کی تھی، بہت خوشی ہوگی اگر آپ آٹوگراف کے ساتھ بھیجنا چاہیں میں نے رابطہ نمبر لینے کی کوشش کی تھی مگر مجھے نہیں مل سکا۔ ہمیں خوشی ہوگی اگر آپ ہم سے رابطہ کریں گی۔ دوست کا پیغام آئے کسی نے بھی یاد نہیں کیا۔ یادگار لمحے سب اچھے ہوتے ہیں اجازت دیں، اللہ حافظ۔

**مہوش ظہور مغل...... کوٹ ادو۔** السلام علیکم! کیا حال ہیں ڈیئر آنچل اسٹاف اور تمام قارئین کو میرا محبتوں بھرا اسلام قبول ہو۔ میں پہلی بار آنچل میں شرکت کر رہی ہوں آنچل میرا پسندیدہ رسالہ ہے یہ میں تب سے پڑھ رہی ہوں جب میں میٹرک میں تھی



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

ماشاء اللہ اب میں سرکاری اسکول میں ٹیچر ہوں ایم اے ہسٹری اور بی ایڈ کر چکی ہوں۔ جنوری کا شمارہ بھی بہت اچھا تھا خاص طور پر ماڈل اس ماہ کا شمارہ 30 تاریخ کو ملا ایک دن میں ہی ختم ہو گیا اور ایک بات میں رسالہ ایک دن میں ہی ختم کر لیتی ہوں کتابیں بہت زیادہ پڑھتی ہوں۔ رسالہ ملتے ہی سب سے پہلے "ذرا سکرا میرے گمشدہ" پڑھی ارتش اور اجیہ کا کردار بہت اچھا ہے شکر ہے حنین کا اجیہ سے دل صاف ہوگی اشرمین اور غزنی تو ایک دوسرے کے لیے ہی ٹھیک ہیں۔ حنین کے لیے کوئی اچھا سا لڑکا ڈھونڈ دیں پلیز اس کے بعد "تعلیم یافتہ" پڑھا اچھا لگا۔ واقعی عورت کو ہی الزام دیا جاتا ہے پر عورت کا قصور ہوتا نہیں اولاد دینے والی ذات تو اللہ کی ہے "زندگی مسکرانے لگی" میں بھی یہ ہی ہے۔ کوئی بیٹوں پر ناخوش ہے اور کوئی بیٹیوں پر، بس ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر یقین رکھنا چاہیے۔ "ریشم کی زنجیر" بھی بہت اچھی تھی، جس طرح سنبل کی زندگی عذاب بنائی ہوئی تھی اس طرح ہی بہت سی لڑکیوں کی زندگی حقیقت میں عذاب بنی ہوئی ہے۔ شکر ہے جمشید کو عقل آ ہی گئی مگر اس کی ساری، بہنوں کی زندگی بھی خراب ہوئی، سب کا گھر اجڑ گیا تھا۔ "بری ماں" اور "ایک دن محبت کے نام" بھی اچھے افسانے تھے۔ بری ماں نے بڑا اچھا فیصلہ کیا، وہ ہر پل اپنے بچوں کے لیے تڑپی ہوگی اور ایک دن محبت کے نام بھی اچھا ہے، ضروری تو نہیں محبت صرف لڑکا لڑکی میں ہی ہوتی ہے۔ سب سے زیادہ محبت تو ہم سے ہمارا خدا کرتا ہے پھر ہماری ماں، باپ، بہن بھائی۔

اک گناہ میرا ماں پیو ویکھے تے دیوے دیس نکال
لکھ گناہ میرا اللہ ویکھے تے اوہ پردے پاون والا

(میاں محمد بخش)

"پلڑا" بھی اچھا ہی رہا مگر بہت زیادہ پسند آئی۔ "حساب دوستاں ناول اچھا تھا" کچھ لوگ دوستی کے در پردہ دشمن ہوتے ہیں مگر گناہ تو ہوتا ہے، سندیا کاری کا عدینہ کیا، بہ سے ہر پل بدلے لیتی رہی، کالا سوٹ بھی اس لیے ہی ایک جیسا بنایا تھا مگر قسمت تو اللہ ہی لکھتا ہے، جیلسی میں کیا کیا کرتی رہی اور خود ذیشان کی نظروں میں گر گئی۔ "جو نصیب میں تھا" ناول تو اچھا تھا مگر تھا چھوٹا، ناول کی بجائے ناولٹ لگ رہا تھا۔ اب بات ہو جائے سلسلے وار ناول کی "شب ہجر کی پہلی بارش" نازیہ کنول نازی یار سو سویٹ، بہت اچھی اسٹوری جا رہی ہے۔ ویسے نازیہ کنول نازی، بہت ہی اچھا لکھتی ہیں۔ "تیری زلف کے سر ہونے تک" بھی اچھا ناول ہے، میرے خیال سے انشراح کی نوفل کے ساتھ شادی ہوگی اور سودہ کی زید کے ساتھ ویسے یہ میرا خیال ہے کچھ اور بھی ہو سکتا ہے۔ باقی سارے سلسلے بیاض دل اور نیرنگ خیال بھی بہت ہی اچھے ہیں۔ ڈش مقابلہ، ہم سے پوچھیے، یادگار لمحے آئینہ کام کی باتیں، ہمارا آنچل ہر چیز بیسٹ ہے، اللہ تعالیٰ آنچل کو مزید ترقی عطا فرمائے آمین۔ میٹرک، ایف اے میں، میں اور میری دوست کنول مل کر پڑھتی تھیں مگر پھر 2012ء میں اس کی شادی ہوگی۔ ماشاء اللہ اب اس کے تین پیارے سے بیٹے ہیں، اللہ اس کو خوش رکھے۔ اللہ حافظ۔

☆ پہلی بار آمد پر خوش آمدید۔ آئندہ بھی محفل میں شامل رہیے گا۔

**نامعلوم...... نامعلوم۔** پیاری شہلا آپی میری طرف سے تمام آنچل اسٹاف، رائٹرز، قارئین کو محبتوں بھرا اسلام قبول ہو آنچل تو ہم نے میرا شریف طور کے ناول "یہ چاہتیں یہ شدتیں" سے پڑھنا شروع کیا میں نے اور میری دو کزن ریحانہ اور ثانیہ نے کیونکہ اسکول کالج میں ہم اکٹھی ہوتی تھیں تو تمام رسالے مل کے منگواتیں اور باری باری پڑھتی تھیں۔ اس دفعہ اصل وجہ میرے خط لکھنے کی ڈاکٹر ہاشم مرزا کی وفات ہے مجھے سچ میں ان کی وفات کا بہت زیادہ افسوس ہوا ہے۔ سب سے پہلے رسالہ میرے پاس ہی ہوتا ہے تو میں نے سب کو بتایا اصل میں مجھے دکھ بہت ہوا تھا اور میرا خیال ہے کہ دکھ کی کیفیت بھی انسان الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔ ہمارا آنچل میں سوفی خان اور ایمن بتول کی باتیں اچھی لگیں۔ ریحانہ زہرہ اور عافیہ جہانگیر سے بھی ملاقات خوب رہی۔ سال نو کی بہار میں حسینہ ایچ ایس آپ کی گفتگو اور بائیک والا قصہ مجھے بھی ایک پرانی یاد کروا گیا۔ سلسلہ وار ناول دونوں ہی اپنی اپنی جگہ بہت شاندار ہیں رائٹرز کو اللہ تعالیٰ زور قلم اور عطا کرے آمین۔ پیاری فاخرہ گل اجیہ اور ارتش کو ضرور ملانا، غزنی کو حنین سے ملا دیں باقی تمام مکمل ناول، ناولٹ، افسانے تمام ہی زبردست تھے۔ سروے میں انیلہ طالب اللہ تعالیٰ آپ کو اور کامیابیاں عطا فرمائے آمین۔

☆ آئندہ خط لکھتے وقت اپنا نام اور شہر کا نام ضرور تحریر کریں۔

**ثناء اعجاز قریشی...... ساہیوال۔** گرلز کیا حال چال ہیں یقیناً سب صحت مند خوش باش ہنستے کھیلتے اور سردیوں کی رم جھم، ٹھنڈی ہواؤں کو انجوائے کر رہے ہوں گے (ویسے آپس کی بات ہے بندہ شہر کی بجائے گاؤں میں ایسے موسم انجوائے جی بھر کے کرتا ہے)۔ ہاں تو میں آئینہ کی محفل کو چار نہیں دس چاند لگانے آئی تھی اس بار آنچل ہمیشہ کی طرح 26 کو ملا سرورق بس ٹھیک ہی تھی (ویسے سادگی میں حسین ہوتا ہے سادہ سی لڑکی زیادہ اچھی لگتی ہے)۔ اپنا نام نہ دیکھ کر افسوس ہوا ظاہر سی بات ہے جب بندہ اتنی منت سماجت کر کے بھائی کو راضی کرے



WWW.URDUSOFTBOOKS.COM
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS

کہ وہ چلا جائے ڈاک خانہ (ارے ان دنوں بھائی بھی تو آنکھیں ماتھے پر رکھ لیتا ہے نا) پھر جب اپنا نام نہ ملے تو دکھ تو ہوگا نا۔ ویسے اس بار میں نے ''تیری زلف کے سر ہونے تک'' بھی پڑھی واہ بڑی زبردست ہے۔ دل مچل اٹھا پوری کہانی پڑھنے کو باقی شمارہ کچھ کچھ پڑھا نہیں سوچا پہلے جلدی سے لکھ دوں یہ نہ ہو کہ دیر ہو جائے اور پھر بھائی بھی کہیں کھسک نہ جائے ان دنوں تو کچھ زیادہ ہی مصروف ہونے کی اداکاری کرتے ہیں نا تاکہ میں کچھ منت سماجت کروں تب وہ جائیں ان شاء اللہ زندگی نے ساتھ دیا تو اگلے ماہ مکمل تبصرے کے ساتھ شریک محفل ہوں گی۔

**طیبہ خاور...... عزیز چک، وزیر آباد۔** السلام علیکم! سہلا آپی کیسی ہیں آنچل مجھے 24 کو مل گیا تھا۔ ٹائٹل بہت زبردست تھا سب سے پہلے آنٹی قیصر آرا کی سرگوشیاں سنیں پھر دانش کدہ میں جھانکا تو مشتاق انکل بہت زیادہ معلومات میں اضافہ دیتے ہوئے نظر آئے تھوڑا سا آگے بڑھے تو ہمارا آنچل میں چار دن بہنوں نے روک لیا ایمن بتول نے تو (دل کے پھپھولے ہی پھوڑ ے) ہاہاہا۔ سروے میں شامل انیلا طالب جی بہت بہت مبارک ہو اتنی کامیابیاں آپ نے سمیٹیں اللہ تعالیٰ اس سے بھی بڑھ کے آپ کو کامیابیاں نصیب فرمائے آمین۔ سلسلہ وار ناولز کی طرف بڑھے تو ''شب ہجر کی پہلی بارش'' بہت اچھی جا رہی ہے لیکن سلو تھوڑی سی فاسٹ کریں نازی آپی۔ ''تیری زلف کے سر ہونے تک'' اقراء جی زبردست، بہت اچھی اسٹوری جا رہی ہے۔ افسانوں کی طرف بڑھے تو ''ریشم کی زنجیر'' سیما بنت عاصم جی زبردست، بہت سبق آموز اسٹوری تھی۔ ''تعلیم یافتہ'' شازیہ ستار بہت اعلیٰ یہ سب سمجھنے کی باتیں ہیں اگر کوئی سمجھ جائے تو ''زندگی مسکرانے لگی'' حمیرا نوشین میرے پاس الفاظ نہیں کہ آپ نے اتنی زبردست کے اسٹوری لکھی بہت مزہ آیا رئیلی۔ ''جو نصیب میں تھا'' نفیسہ سعید اتنا مزہ آیا کہ دل کر رہا تھا اسٹوری ختم ہی نہ ہو۔ ''بری ماں'' ام اقصیٰ واقعی عورت کو بہت کچھ سہنا پڑتا ہے پتا نہیں عورت کو کب صحیح مقام حاصل ہوگا۔ ''ایک دن محبت کے نام'' ماہم علی بہت زبردست جی۔ ''پلڑا'' مصباح علی سید جیسا کرو گے ویسا بھرو گے کہ مصداق بہت اعلیٰ کیپ اٹ اپ۔ ''حساب دوستاں'' نازیہ جمال (آئے او تے چھا گئے او ٹھاہ کرکے) بیوٹی فل جی اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کرے آمین۔ نازیہ جی جب بھی آتی ہیں کچھ نیا ضرور لے کے آتی ہیں۔ کام کی باتیں میں شہزادی فرخندہ بہت اچھا لکھا آپ نے۔ ہم سے پوچھیے میں شاہ کنول، عائشہ پرویز، نجم انجم ارم کمال آپ سب کے سوالات بہت مزے کے تھے اور جواب بہت کرارے تھے ہاہاہا آئینہ میں کوثر خالد، زندگی تنویر خلیل آپ دونوں کا تبصرہ بہت جاندار تھا۔ یادگار لمحے غلام سرور، عائشہ یونس، مدیحہ نورین، سحر گل آپ نے لمحے یادگار بنا دیئے۔ نیرنگ خیال میں نورین مسکان سرور، رابعہ عمران، سارہ چوہدری آپ کی تخلیق لاجواب تھی۔ بیوٹی گائیڈ ہالہ و عائشہ سلیم زبردست بہت اچھا لکھا آپ نے۔ ڈش مقابلہ میں مہوش الطاف آپ کی ڈش مزے کی تھی۔ بیاض دل میں حمیرا قریشی، سائرہ مدیحہ اعلیٰ جی آنچل از دی مکمل بیسٹ۔ (میری بہنوں جیسی) نند ربیعہ آصف کو اللہ تعالیٰ نے چاندی بیٹی سے نوازا جس کا نام سیدہ شہزادی ہے۔ ربیعہ آصف (یہ کراچی میں مقیم ہیں) آپ کو بہت بہت مبارک ہو اللہ تعالیٰ آپ کو بہت سی خوشیوں سے نوازے آمین۔ اینڈ پر آنچل سے وابستہ سب لوگوں کے لیے میری پُرخلوص دعائیں مجھے بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے گا اللہ حافظ۔

**انیقہ احمد...... تلہ گنگ (کوٹ سارنگ)۔** السلام علیکم! تمام قارئین اینڈ آنچل اسٹاف کو پیار بھرا اسلام۔ امید کرتی ہوں کہ سب اللہ کے کرم سے ٹھیک ٹھاک ہوں گے سرورق دیدہ زیب ہے اشتہارات کو چھوڑ کر حمد و نعت سے فیض یاب ہوئے اس کے بعد در جواب آں میں جھانکا۔ عافیہ اور ایمن کا تعارف اچھا لگا ''سال نو کی بہار'' پر نظر دوڑائی پھر موسٹ فیورٹ کہانی ''شب ہجر کی پہلی بارش'' پڑھنا شروع ہی کی تھی کہ آگے یہ پڑھا ان شاء اللہ باقی آئندہ ماہ پلیز آپی نازیہ زیادہ لکھا کریں اگلی دوڑ فاخرہ گل کے ناول ''ذرا مسکرا میرے گمشدہ'' رکی سانسیں بحال ہوئیں کہ شکر ہے حسین کا دل اجیہ کے لیے صاف ہوا مزا آیا پڑھنے میں۔ اگلی دوڑ ''تیری زلف کے سر ہونے تک'' میں انشراح اور نوفل کا کردار بہت اچھا لگا ناول دونوں ہی اچھے تھے افسانوں میں ''بری ماں'' اور ''زندگی مسکرانے لگی'' ٹاپ پر تھے۔ ڈش مقابلہ میں شاہی ہانڈی زبردست تھی بیوٹی گائیڈ کو پڑھا۔ نیرنگ خیال میں سیدہ جیا عباس، فریدہ فری اور زنیرہ رؤف کی غزل بہت اچھی تھی۔ سمیرا آپی آپ کو نیا ناول ''ٹوٹا ہوا تارا'' کتابی شکل میں شائع ہونے پر مبارک باد آخر میں یہ دعا ہے کہ اللہ ہمارے آنچل کو اور ترقیاں دے اللہ حافظ۔

**دیا جبین...... صادق آباد۔** السلام علیکم! کیسے ہو جی آنچل تیار کرنے والو اور پڑھنے والو۔ امید ہے خیریت سے ہوں گے اور خوشیاں بکھیر رہے ہوں گے (ہے ناں) میں پہلی بار آنچل میں شرکت کر رہی ہوں پڑھ تو کافی ٹائم سے رہی ہوں۔ فروری کا شمارہ خلاف توقع 23 تاریخ کو مل گیا ٹائٹل بے حد پسند آیا (ویسے کچھ عرصے سے ٹائٹل بہت اچھے آ رہے ہیں نا)۔ ماڈل کے مکھڑے سے نظریں چراتے ہوئے سرگوشیوں پر پہنچے قیصر آنی آپ کی تعریف کے لیے لفظ نہیں میرے پاس بس اتنا کہوں گی......

نظر کا چین دل کا سرور ہوتے ہیں
کچھ لوگ ایسے جہاں میں ضرور ہوتے ہیں



WWW.URDUSOFTBOOKS.COM DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS

دانش کدہ سے معلومات میں اضافہ کیا اور دوڑے "تیری زلف کے سر ہونے تک" اُف جکڑا ہوا ہے اس کہانی نے مجھے جب یہ پڑھتی ہوں نا اس دن اور کچھ نہیں پڑھ پاتی (پریشانی کی وجہ سے) آپی پلیز زید اور سودہ میرے پسندیدہ کردار ہیں ان کے ساتھ کچھ برا مت کیجیے گا۔ زید کا دماغ لگتا ہے ٹھکانے آنے لگا ہے ویسے بھی زید سودہ جیسی پیاری اور معصوم لڑکی ڈیزرو کرتا ہے پلیز شاہ زیب کی مما کو بھی سامنے لائیں نا۔ عمرانہ کو تو دل کرتا ہے قتل کر ڈالوں بے حس نہ ہو تو۔ "حساب دوستاں" بہترین کہانی بس لبابہ کی شادی حسن کے ساتھ ہوتی تو کیا بات تھی لیکن خیر کوئی بات نہیں "وہ جو نصیب میں تھا" نفیسہ سعید نے اچھا لکھا۔ "پلڑا" جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے نہ مانے تو کرکے دیکھ مکافات عمل پر بہترین داستان۔ "چراغ خانہ" نے سانسیں سولی پر لٹکا رکھی ہیں۔ "شب ہجر کی پہلی بارش" میں بھی ہجر کے مارے ہیں۔ "ذرا مسکرا میرے گمشدہ" نہ جانے کیا ہوگا آگے جاکر۔ "ایک دن محبت کے نام" پہلے تو میں نے سوچا کہ ویلن ٹائن ڈے جیسی بے ہودگیاں ہمارے آنچل میں کیسے آگئیں مگر جب پڑھی تو منہ سے بے اختیار نکلا آنچل واقعی میں آنچل ہے۔ "زندگی مسکرانے لگی" تعلیم یافتہ "ریشم کی زنجیر" ایک سے بڑھ کر ایک تھیں (ایسے ہی تو دیوانے نہیں ہم آنچل کے)۔ ہمارا آنچل تین پریوں میں ایک چڑیل کیا کر رہی تھی (عافیہ جہانگیر کی بات کر رہی ہوں یار)۔ یہ میری کزن بھی ہے اور دوست بھی عافی یار بہت پسند آیا تمہارا تعارف۔ ڈش مقابلہ (توبہ توبہ) بیوٹی گائیڈ ہمیں اس کی ضرورت نہیں بھئی ہاہاہا۔ بیاض دل میں فائقہ سکندر اور نورین انجم کے اشعار پسند آئے۔ نیرنگ خیال میں کرشمہ کرن اور کوثر خالد بھاری رہیں۔ یادگار لمحے واقعی میں یادگار رتھے آئینہ میں اقراء لیاقت اور بختاور ناز کے تبصرے پسند آئے (بھئی انہیں بھی میری طرح زید اور سودہ جو پسند ہیں اس لیے)۔ ہم سے پوچھیے شمائلہ آپی تھوڑا ہولا ہاتھ رکھا کریں بے چاریوں پر بس جی پورا ماہ انتظار اور تین دن میں ختم کر ڈالا اور پھر سے اگلے رسالے کا انتظار شروع کر دیا۔ میں اپنی دوست رباط کا شکریہ ادا کروں گی کہ وہ ہر ماہ مصیبتیں جھیل کر رسالہ منگواتی ہے (تھینک یو سو مچ)۔ آخر میں دعا ہے اللہ تعالیٰ پاکستان کی حفاظت کرے اور آنچل دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے آمین والسلام۔

**انیلا طالب...... گوجرانوالہ۔** السلام علیکم پیاری سویٹ سی شہلا آپی اور تمام آنچل رائٹرز اینڈ ریڈرز کو تہہ دل سے میرا سلام قبول ہو۔ طویل انتظار کے بعد آخری 2 فروری کو آنچل مل ہی گیا ماریہ رضوی ٹائٹل پر اچھی لگ رہی تھیں۔ سرگوشیاں پڑھ کے حمد ونعت سے دل منور کیا در جواب آں میں رفعت سراج کے والد کی رحلت کا جان کے بہت دکھ ہوا اللہ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دے۔ آمین آپی اقراء صغیر احمد کو بیٹے بیٹی کی شادی کی بہت بہت مبارک۔ اس کے بعد دانش کدہ میں جھانکا تو معلومات کا اضافہ کیے بغیر واپس نہ آسکے۔ ہمارا آنچل میں ایمان زہرا شہزادی سے مل کے بہت اچھا لگا ایمن بتول آپ کے کھانے کی پسند تو مجھ سے کافی میچ کرتی ہے چٹ پٹے کھانے۔ سروے پر نظر دوڑائی تو مجھ سمیت کئی بہنیں جلوہ افروز تھیں عنزہ یونس آپی پروین افضل شاہین کے جوابات سپرہٹ رہے۔ سلسلے وار ناول میں ابھی کوئی بھی نہیں پڑھا۔ مکمل ناول میں آپی فاخرہ گل موتی بکھیر تیں نظر آئیں دیکھیں اب اجیہ بے چاری کے ساتھ کیا ہوتا ہے۔ ناولٹ میں مصباح علی سید نے بہت سبق دیا افسانوں میں ماہم علی کا افسانہ اور ام اقصیٰ کا منفرد انداز دل کو بہت بھایا۔ ہومیو کارنر پڑھ کے بے بہا معلومات ملیں۔ بیاض دل میں رشک حنا صباء زرگر زکاء زرگر زرانی کوثر رانی نورین انجم سائرہ خان کے اشعار پڑھ کے مزہ آگیا۔ ڈش مقابلہ میں کلیجی مصالحہ کی ترکیب اچھی لگی۔ نیرنگ خیال میں آنٹی کوثر خالد سیدہ لوبا سجاد جازبہ عباسی اور رابعہ عمران چوہدری ٹاپ پر رہے۔ دوست کا پیغام آئے میں بھی کے پیغامات اچھے لگے۔ یادگار لمحے آئینہ ہم سے پوچھیے آپ کی صحت کام کی باتیں سارے سلسلے بہترین تھے اگلے ماہ تک کے لیے اللہ حافظ۔

**مدیحہ نورین مہک...... گجرات۔** السلام علیکم! شہلا آپی کیسی ہیں؟ کچھ دو ماہ سے میں لیٹ ہو جاتی ہوں لیٹر لکھنے میں اس دفعہ نہیں ہوئی۔ 24 کو آنچل ملا اور امی نے کہا "لو آ گئی تمہاری کتاب حفظ کرلو بیٹھ کر" ہاہاہا۔ آنچل کا ٹائٹل بہت بہت نائس تھا کیوٹ سا حمد ونعت کے بعد میں بیاض دل کھولتی ہوں اور بیاض دل میں نجم انجم آسیہ شاہین نورین مسکان کے اشعار پسند آئے۔ ڈش مقابلہ میں دریشہ کا ساگ گوشت اور عائلہ کے پسندے آلو پسند آئے ٹرائی کریں گے سنڈے کو۔ نیرنگ خیال میں جیا آپی فریدہ فرید حمیرا قریشی کی شاعری پسند آئی۔ دوست کا پیغام آئے میں جنہوں نے ہمیں یاد رکھا ان کا بے حد شکریہ۔ یادگار لمحے میں رشک حنا ثناء کنول نجم انجم نعم ستارا کا انتخاب پسند آیا۔ ہم سے پوچھیے میں انیلا طالب اور ارم کمال پروین آپی کے سوالات بہت اچھے لگے اور کہانیاں ابھی تک پڑھی نہیں ہیں سب کو میرا سلام اللہ حافظ۔

☆ ڈیئر مدیحہ! تبصرہ کہانیاں پڑھ کر کیا کریں۔

**عابدہ مغل...... پھیر کنڈ۔** السلام علیکم! امید ہے تمام آنچل ریڈرز رائٹرز اور اسٹاف خیریت سے ہوں گے اور اللہ رکھے بھی۔ ٹائٹل گرل خوب صورت اور چیلنج دیتی ہوئی لگی مگر زیور خاص نہیں تھے۔ دوسری نظر ہماری سیدمی نازیہ کنول نازی کے ناول "شب ہجر کی پہلی


URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

بارش“ پر پڑی‘ سدید کے لیے مشکلات مت بنایئے گا۔ سارہ بیگم کے لیے کوئی سخت حالات نہ پیدا کیجیے گا۔ صیام اور درمکنون کی کہانی میں ولن نہ ہوتے ہوئے بھی ان کا اسٹیٹس بہت بڑا ولن ہے اور پلیز شہزاد کا نکاح فیاض کے بجائے عبدالہادی سے کردیں۔ ”تیری زلف کے سر ہونے تک“ میں ہم بھی ٹینشن میں رہیں گے کہ آخر نوفل اور انشراح آپس میں کیا لگتے ہیں کیا زید اور انشراح آپس میں بہن بھائی ہیں؟ سودہ کی اور زید کی بیل منڈھے چڑھ ہی جائے گی باقی کہانی بہت ہٹ چل رہی ہے۔ ”چراغ خانہ“ میں برائے مہربانی ذرا جلدی کوئی دوسرا موڑ لے آئیں یا پھر اس کو ختم کردیں (رائٹر سے معذرت)۔ ”ذرا مسکرا“ امیر نے گمشدہ میں دونوں بہنیں مل جائیں تو گمشدہ مسکرا ہی لیں اب لے آئے غزالی کو تو اللہ ہدایت دے۔ ”حساب دوستاں“ کیا واقعی میں دوستی میں بھی حساب ہوتا ہے۔ ”جو نصیب میں تھا“ وہ بہت طوالت کا شکار (صرف مکالمے) مگر ایک سبق تھا کہ شرط اپنی چیز پر کیسی شرط لگانا۔ ”پلزا“ بہترین تھی بیٹوں کو ماں سے بھی کبھی کبھی لمبی بات کرنی چاہیے۔ ”ریشم کی زنجیر“ میں جمشید تو مرد لگا ہی نہیں‘ وہ مرد ہی کیا جو ماں‘ بیوی اور بہنوں میں انصاف نہ کرسکے۔ ”ایک دن محبت کے نام“ ویلنٹائن‘ ہاہم علی میں بھی اس طرح کی محبت کی قائل ہوں۔ ”بری ماں“ حقیقتاً ایک کامیاب ماں مامتا کے جذبے سے چُور ایک ماں۔ ”زندگی مسکرانے لگی“ میں بہت خوب صورت منظر تھا آخری اور بیچ میں اگر لوگ بہوؤں کو بیٹیاں بنالیں تو زندگی مسکرانے لگے گی۔ ”تعلیم یافتہ“ لوگوں سے لوگ ایسے ہی ڈرتے ہیں خیر اتنا بھی تعلیم یافتہ لوگوں سے ڈرنا نہیں چاہیے کیونکہ وہ تعلیم یافتہ ہوتے ہیں جاہل نہیں۔ سوفی خان کا تعارف زبردست لگا آج سے ہم دوست ہیں۔ باقی سب کی عادتیں اچھی لگیں‘ ہاشم مرزا کی وفات کا نہایت افسوس ہوا۔ بیوٹی گائیڈ ہمارے کسی کام کا نہیں‘ دوست کا پیغام آئے زبردست سلسلہ ہے آنچل ریڈرز کے لیے خوب صورت پیغام بھیجنے والوں کا شکریہ۔ یادگار لمحے واقعی میں یادگار ہوتے ہیں۔ نیرنگ خیال میں تو کوثر خالد اور سیدہ لوبا سجاد اور نمیرہ بازی لے گئیں۔ بیاض دل میں زنیرہ طاہر زونی اور عنزہ یونس‘ اروی مختار بازی لے گئیں۔ باقی سب سلسلے زبردست تھے مگر ہومیو کارنر ایک بہترین سلسلہ ہے۔ حمد و نعت کی تعریف کرنے کے لائق نہیں ہیں ہم‘ سرگوشیاں میں ہم نے پہلی بار پڑھا کراچی میں سردیاں آ گئی ہیں‘ زبردست آنچل یونہی ہمارے سروں پر سایہ کیے رہو فی امان اللہ۔

**ارم ریاض...... بونالی۔** السلام علیکم! آپی شہلا کیسی ہیں آپ؟ سب پڑھنے والوں کو میری طرف سے محبتوں‘ الفتوں‘ چاہتوں اور مسرتوں بھرا اسلام قبول ہو۔ پہلی بار آپ کی محفل میں شرکت کررہی ہوں‘ فروری کا ٹائٹل بہت پسند آیا‘ تمام سلسلہ وار ناول‘ ناولٹ‘ مکمل ناول بہت پسند آئے۔ میں آنچل وحجاب بہت شوق سے پڑھتی ہوں‘ افسانے بھی تمام اچھے لگے۔ میں سب ریڈرز اور رائٹرز سے دوستی کرنا چاہتی ہوں آخر میں اللہ آنچل کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین۔

**پروین افضل شاهین...... بهاولنگر۔** اس بار بھی آنچل کا سرورق ماریہ رضوی نے خوب ہار سنگھار کرکے سجایا ہوا تھا۔ یہ سرورق دیکھ کر یہ شعر ہونٹوں پر مچلنے لگا۔

زیست میں خوشیوں کے کنول کھلتے رہیں
لبوں سے کبھی تمہارے ہنسی جدا نہ ہو

سلسلے وار ناولز تو خوب جا ہی رہے ہیں ان کے علاوہ ”چراغ خانہ‘ ریشم کی زنجیر‘ زندگی مسکرانے لگی‘ تعلیم یافتہ“ اور ”بری ماں“ پسند آئے۔ ”سال نو کی بہار“ (سروے) میں ناچیز کے خیالات شائع فرمانے پر آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میری تحریریں پسند فرمانے پر اقرا ءلیاقت‘ نورین مسکان سرور کا شکریہ۔ آمنہ رحمان مسکان پہلی انٹری پر خوش آمدید۔ کوثر خالد نے میری بہن شبنم کنول کے بارے میں بہت ہی اچھے اچھے الفاظ کہے‘ واقعی میری بہن ایسی ہی ہیں۔ میری بہت پیاری ملنسار محبت کرنے والی نند فریدہ جاوید فری کی‘ وہ میری ایسی پیاری نند ہے‘ جس کے لیے میرے دل سے ہر وقت دعائیں ہی نکلتی ہیں۔ رفعت سراج ہے اللہ آپ کے والد‘ آمنہ رحمان مسکان آپ کی کزن کو بھی اللہ تعالیٰ جنت میں جگہ عطا فرمائے آمین۔

**شازیه ملك‘ پاكیزه علی...... جتوئی۔** السلام علیکم! آنچل اسٹاف اور پیارے پیارے قارئین کو میرا محبت بھرا آداب۔ اس دفعہ آنچل جلدی ہی ہاتھ میں آ گیا جب آنچل کی ٹائٹل پر نظر پڑی تو خوشی ماند پڑ گئی کیونکہ دلہن زیادہ پیاری نہیں لگی ہمیں البتہ ہم آگے بڑھے تو کمرشل جاری ہوگئے ان کو پیچھے چھوڑ کر ابتدائیہ میں قیصر آنی کی سرگوشیاں سنیں۔ قیصر آنی کی سرگوشیوں سے ہم بھی اتفاق کرتے ہیں واقعی ہمارے ملک میں کرپٹ لوگ بہت ہوتے ہیں بس جو قوم خود کو سدھارنے کے لیے کوششیں نہیں کرتیں ان کا ایسا ہی حال ہوتا ہے ہماری تو دعا ہے کہ اللہ ہمارے ملک کو اپنی حفظ و امان میں رکھے آمین تو جناب آگے حمد و نعت سنی بہت ہی اچھا لگا۔ ذکر اللہ اور توصیف محمد صلی اللہ علیہ وسلم سن کر لطف آیا تو جناب ہماری دوڑ سلسلے وار ناول ”شب ہجر کی پہلی بارش“ کی طرف لگی کیونکہ نازیہ آپی نے ہمیں پہلے ہی اپنی جھلک دکھادی تھی تو صبر نہ ہوا شب ہجر کی بارش میں ہم ٹھیک سے بھیگ بھی نہ سکے تھے کہ بارش رک گئی یعنی ناول اتنی جلدی ختم اتنے کم صفحات پر مشتمل ناول



WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

تھا پلیز یہ سلسلہ وار ناول زیادہ صفحات پر ہونا چاہیے۔ آنچل میں اکثر کہانیوں میں یکسانیت پائی جاتی ہے مہربانی کر کے آنچل کا معیار بہتر کریں کیونکہ آنچل ہمیں پسند ہے تو ہم اس کو آگے بڑھتے دیکھنا چاہتے ہیں۔ باقی سارے سلسلے اچھے جارہے ہیں آئینہ میں تبصرے پڑھے سب کے ہی اچھے تھے زیادہ مہ جبین اقراء لیاقت اور عائشہ پرویز کا پسند آیا۔ نجم انجم کو نئے مکان کی مبارک ہو اور فریدہ فری اللہ آپ کو صحت دے آمین۔ آمنہ رحمن اور نورین مسکان کا تبصرہ زبردست تھا یادگار لمحے تو واقعی یادگار ہی تھے۔

**یاسمین کنول ...... پسرور، سیالکوٹ۔** السلام علیکم! فروری کا آنچل شادیوں کے موسم کی بھرپور عکاسی کرتا نظر آیا۔ سرورق ہی دلہن سے سجا تھا مہندی چوڑیاں اور دلہن کا پہناوا زبردست رہا۔ سرگوشیاں ملکی حالات خصوصی سیاسی حالات و واقعات پر بھرپور تبصرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ وطن عزیز کی حفاظت فرمائے اور سب کو آپ کی طرح سچ لکھنے کی توفیق بخشے آمین ثم آمین۔ سال نو کی بہار اچھی لگی نورین مسکان کے جوابات زیادہ اچھے لگے، نظم پسند آئی۔ "چراغ خانہ" رفعت سراج کی بہترین تحریروں میں سے ایک ہے جو قارئین آج کل پڑھ رہے ہیں ان کے والد کی وفات کا سن کر بڑا دکھ ہوا فکر کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل بخشے آمین۔ "ریشم کی زنجیر" اچھی لگی۔ حساب دوستاں" نازیہ جمال نے بہت اچھا لکھا۔ اقراء صغیر کو بیٹے اور بٹی کی شادی کی بہت بہت مبارک باد قبول ہو۔ فاخرہ گل "زرا مسکرا میرے گمشدہ" کے ساتھ بہت اچھی لگی حمیرا نوشین کی تحریر "زندگی مسکرانے لگی" پسند آئی تحریر سے قبل میرے اشعار کوڈ فرمانے کا شکریہ، حیرت انگیز مسرت ہوئی۔ نظم کو نیرنگ خیال کا حصہ بنانے کا شکریہ تاہم مصرعہ پرنٹ نہیں ہوسکا وہ بھی ساتھ شائع ہوتا تو نظم زیادہ اچھی لگتی خیر جو ہوا سو ہوا۔ شعر و شاعری کے لیے احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے ایک مصرعہ کے نہ ہونے سے نظم کا تاثر بدل جاتا ہے۔ کوثر خالد صاحبہ نیکی اور پوچھ پوچھ پلیز ہمیں اپنی کتاب حوض کوثر جلد ارسال فرمائیں، باقی باتیں آئندہ اجازت اللہ حافظ۔

**عارفہ ھادی ...... خیبر پختونخوا۔** السلام علیکم! کیسے ہو سب؟ آپی پہلی بار شرکت کررہی ہوں خوش آمدید نہیں کہو گی؟ فروری کا ٹائٹل اچھا لگا۔ حمد و نعت پڑھنے کے بعد اقراء صغیر کا ناول "تیری زلف کے سر ہونے تک" کی طرف دوڑ لگائی، پڑھ کے بہت مزہ آیا۔ یہ ناول تو مجھے آنچل کی جان لگتا ہے۔ مکمل ناول میں نفیسہ سعید کا ناول "جو نصیب میں تھا" بہت اچھا لگا ناٹس باقی بھی اچھے تھے۔ مصباح علی کا ناولٹ "پلڑا" کافی پسند آیا اب بات کی جائے افسانوں کی تو ام اقصیٰ کا افسانہ "ثمری ماں" دل کو چھو گیا۔ ہمارا آنچل میں عافیہ جہانگیر اور سوفی خان سے ملاقات اچھی رہی۔ سروے میں حسینہ ایچ ایس اور عنزہ یونس کے جوابات اچھے لگے۔ بیاض دل میں نورین انجم، انعم ستار، مدیحہ نورین مہک، سلمیٰ عنایت حیا اور تسلیم شہزادی کے اشعار اچھے لگے۔ نیرنگ خیال میں نورین مسکان سرور، دیعہ یوسف، سلمیٰ عنایت حیا، سار یہ چوہدری اور سیدہ لوبا سجاد نے بازی جیت لی۔ کوثر خالد اور زندگی تنویر خلیل کا تبصرہ اچھا لگا باقی سب سلسلے بھی اچھے تھے اب اجازت چاہوں گی اللہ حافظ۔

**نور المثال شہزادی ...... کھڈیاں خاص۔**

پستی سے بلندی کی طرف پرواز کرتی ہوں
بسم اللہ سے آئینہ کا آغاز کرتی ہوں

سب سے پہلے حمد و نعت سے دل و دماغ کو معطر کیا پھر سیدھا پہنچ گئے "شب ہجر کی پہلی بارش پر" (بارش کی وجہ سے یہاں بھی کیچڑ بہت ہے یار) آہ شہزاد ملک فیاض کے تحویل میں صد افسوس۔ درمکنون کی اکڑ ختم ہو جائے گی صیام بے فکر رہے ہاہا۔ گمشدہ محبت اربش اجیہ کی محبت کو پالے گا۔ "چراغ خانہ" پیاری کی مشکلات کب ختم ہوں گی، سعدیہ کا دماغ بہت کام کرتا ہے الٹی میٹم۔ "تیری زلف کے سر ہونے تک" ہمیں تو سمجھ نہیں آرہا آخر کو ذہین جو ہوئے ہم۔ "پلڑا" مصباح نے بھی خوب زور قلم آزمایا، پلڑا تو ہمیشہ صبر کا ہی بھاری ہوتا ہے پتا نہیں آج کل کی بہوئیں ساس کو اپنی ماں جیسی کیوں نہیں سمجھتیں، میرے ہاتھ میں جادو کی چھڑی ہو جسے گھما کر ساری بہوؤں کے دماغ ٹھکانے لگا دوں۔ آخر کو مثالی فرماں بردار خدمت گار بہو کا سرٹیفکیٹ جو حاصل کرچکی ہوں۔ "تعلیم یافتہ" بہت اچھی تحریر تھی، نو آموز رائٹر کا خوش آئندہ افسانہ۔ "ریشم کی زنجیر" زہر لگتی ہیں مجھے ایسی نندیں جو اپنے میکے کو جنجال پورہ بنائے رکھتی ہوں۔ صولت پر ہاتھی والا محاورہ فٹ آتا ہے "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے کچھ اور ہوتے ہیں" "زندگی مسکرانے لگی" کاش ہر عورت حفصہ جیسی ساس ہو تو بہوؤں کے لیے ہر دن عید ہر رات شب بارات ثابت ہو۔ "ایک دن محبت کے نام" واہ ماہم جی کیا تحریر تھی، محبت ہو تو ایسی ہو۔ "ثمری ماں" ام اقصیٰ نے تو ایک تلخ حقیقت آشکار کی ہے یہ کہانی تو ہر مشرقی عورت کی کہانی ہے۔ ایک عورت بیٹی، بہن، بیوی، بہو، ماں کے روپ میں سب کچھ تیاگ دیتی ہے پھر بھی طعنے تشنے نت نئے القابات عورت کے دامن میں آتے ہیں جہاں وہ جیت کر بھی ہار جاتی ہے۔ "سال نو کی بہار" کچھ کچھ سونی سونی تھی ان کو رونق بخشنے کے لیے ہم جو نہیں تھے ہاہا۔ ہمارا آنچل میں ہمیں تو حسرت ہی رہے گی کہ صوفی ایمان، عافیہ ایمن کی طرح ہمارا اسم گرامی بھی رخ روشن کرے۔ بیاض دل،



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

لیقہ احمد‘ وفا خان‘ رشک حنا نے کی پرواز ہمارے دل کے ائرپورٹ پر لینڈ کرگئیں۔ ڈش مقابلہ سارا ہی زبردست تھا‘ بشرطیکہ پکا پکایا ملے تو‘ ہاہاہا۔ بیوٹی گائیڈ سے ہمارا کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ نیرنگ خیال میں نورین مسکان بہت کچھ سادہ لفظوں میں آشکار کرگئیں۔ دوست کا پیغام آئے ہم تو ڈھونڈتے ہی رہ گئے شاید کوئی...... ہاہاہا۔ یادگار لمحے تو سارے ہی زبردست تھے‘ ہماری ہی کمی تھی۔ ہم سے پوچھئے میں نبیلہ ناز اول آگئی ہیں۔ کام کی باتیں اف اللہ یاد آیا ابھی تو اتنے سارے کام باقی ہیں ورنہ...... اللہ حافظ‘ رب راکھا۔

**سامعہ ملک پرویز...... خان پور‘ ہزارہ۔** ٹو مائی ڈیئرسٹ سویٹ اینڈ لولی شہلا آپی‘ مائی پیارے پیارے ریڈرز اینڈ اچھے اچھے رائٹرز محبتوں اور چاہتوں بھرا پرخلوص۔ السلام علیکم! امید بالخیر اور یقین واثق سب لوگ بخیر و عافیت ایام زیست کی آسان و کٹھن رہ گزر پر محو سفر ہوں گے۔ دور فلک پر روئی کے گالوں جیسے سفید اور کالی گھنیری شب کے جیسے سیاہ بادل اپنے اپنے لشکر کے ہمراہ آسمان کی وسعتوں پر مکمل استحقاق اور آزادی کے ساتھ یہاں وہاں اٹکھیلیاں کرتے پھر رہے ہیں۔ آفتاب میاں انہی بادلوں کی اوٹ میں چھپے بیٹھے کہیں کہیں اپنی صورت دکھلا جاتے ہیں خیر قدرت کے یہ مناظر اور ان کی حسین داستان ناقابل بیان ہے‘ انہی منظروں یا مناظر میں ہے محو میری نگاہ ہاتھوں میں تھام رکھا ہے آنچل اور گود میں یہ حکایات قلب...... آنچل کے آئینہ میں کافی عرصے بعد حاضر خدمت ہوں کچھ مصروفیات اور کچھ ازلی سستی کے ہاتھوں مجبور اپنی نگارشات ادارے کو ارسال نہ کرپائی مگر ریڈنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ حمد و نعت سے سب سے پہلے نگاہ و قلب کو فیض یاب کیا پھر رفتہ رفتہ باقی سلسلہ جات کی جانب انٹری دی۔ نازیہ کنول نازی گریٹ اسٹوری لوات یار لیکن پلیز شہرزاد کے ساتھ کچھ برامت کیجیے گا‘ شی از مائی فیورٹ۔ فاخرہ گل ڈیئر آپ کی اسٹوری بھی باکمال لیکن مجھے دونوں بہنوں کے درمیان اسکی مس انڈرسٹینڈنگ قطعی پسند نہیں پلیز جلدی سے یہ پزل سولو کردیجیے گا۔ اقراء صغیر احمد سب سے پہلے تو ڈھیروں مبارک باد‘ بچوں کی شادی کی پھر اس کے بعد ویل ڈن فاریور اسٹوری۔ معاشرتی رویوں‘ احساسات اور گہرے پردوں میں چھپے افراد پر لکھی گئی اب کے یہ داستان ناقابل فراموش رہے گی۔ نازیہ جمال ”حساب دوستاں“ زبردست کہانی تحریر کی۔ زندگی لبابہ جیسے مخلص اور سادہ لوگوں سے جہاں بھری پڑی ہے وہی عدینہ جیسے شرپسند اور حاسد لوگوں کی بھی کمی نہیں خلوص کے پردوں میں چھپے عیار لوگ ہمیں کہاں کہاں مات دے سکتے ہیں۔ آپ نے خوب صورتی کے ساتھ بیان کیا‘ گریٹ۔ شازیہ ستار گریٹ کاوش یار‘ حمیرا نوشین بہت اعلیٰ جناب آپ کی کہانی ہمارے معاشرے کی حقیقی عکاسی کرتی ہیں اگر ہم دوسروں کی بیٹیوں کو بہو کی بجائے بیٹی سمجھیں تو سب مشکلات آسان ہوجائیں‘ باقی تمام رائٹرز کی تحریریں بھی کمال باکمال تھیں‘ میری دعا ہے کہ آپ سب یوں ہی قلم تھامیں رکھیں آمین۔ نیرنگ خیال‘ بیاض دل اور یادگار لمحے کمال تھے سب سلسلے‘ جن بہنوں نے دوستی کی خواہش کی موسٹ ویلکم سسٹرز پر پیور ہزارہ والوں تھینکس آلاٹ۔ اجازت چاہوں گی اس دعا کے ساتھ اللہ رب العزت اپنے سوا کسی کا محتاج نہ کرے اور عزتوں میں اضافہ فرمائے آمین۔

☆ ڈیئر سامعہ! طویل عرصے بعد آپ کی آمد اچھی لگی۔

**اقراء مزمل‘ آصفہ دائود...... ظاہر پیر۔** عزیزی شہلا آنی السلام علیکم! تمام پڑھنے والوں کو تمام لکھنے والوں کو کیسی ہیں آپ؟ ٹائٹل کیوٹ تھا‘ پہلے ہم نے حمد و نعت سے سکون حاصل اور پھر جمپ لگائی ”ذرا مسکرا میرے گمشدہ“ پر فاخرہ گل بہت اچھا لکھ رہی ہیں۔ فاخرہ آنی پلیز اس شرمین کو تو دور ہی رکھیں اربش بھائی سے‘ اربش صرف اجیہ بھائی کے لیے ہیں۔ ”شب ہجر کی پہلی بارش“ پلیز عبد الہادی کو شہرزاد تک پہنچائیں اور ملک فیاض کے چنگل سے شہرزاد کو آزاد کرائیں۔ ”چراغ خانہ“ کا بھی اب اینڈ کریں۔ ”تیری زلف کے سر ہونے تک“ اقراء آنی اس نوفل کو اتنا غرور کس چیز کا ہے؟ اور زید کی امی کا دماغ بھی ٹھکانے لگائیں۔ قصور کیا تھا معصوم سی سودہ کا اور نہ ہی زید بے چارے کا۔ ”جو نصیب میں تھا“ بہت اچھی تھی اس میں مینل اچھی تھی۔ باقی ناولٹ بھی سب ٹھیک تھے۔ سمیرا آپی کہاں ہیں آپ اور ام مریم آپی آپ بھی آنچل کو زینت بخشیں۔ دعاؤں میں یاد رکھیے گا‘ اللہ نگہبان‘ اللہ رب العزت آپ کا حامی و ناصر ہو آمین۔

☆ اس دعا کے ساتھ آئندہ ماہ تک کے لیے اجازت کہ اللہ رب العزت وطن عزیز کو دائمی خوشیوں سے نوازے اور تمام مسلمانوں کی پریشانیاں دور فرمائے آمین۔

aayna@aanchal.com.pk



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

# ہم سے پوچھیے

شمائلہ کاشف

وثیقہ زہرہ...... سمندری

س: شمائلہ آپی میرے شوہر کی ایک عادت مجھے پسند نہیں بھلا کون سی؟
ج: اپنی اصل تنخواہ خاص آپ سے چھپنے کی۔
س: وہ اتنا غصے سے میری طرف دیکھتے ہیں کہ......؟
ج: ہنس ہنس کر پیٹ میں بل پڑ جاتے ہیں۔
س: اچھی زندگی گزارنے کے لیے کیا ضروری ہے؟
ج: ساس نند کی جلی کٹی باتیں صبر سے سننا اور شوہر تھکا ہارا آئے تو مسکرا کر چائے پانی دینا۔
س: آپی ہنی مون منانے کے لیے کراچی آ جاؤں؟
ج: سمندری سے نکل کر سمندر میں چھلانگ لگانی ہے کیا؟

مریم شاہد، ماریہ کنول ماہی...... گوجرانوالہ

س: آپی جی! آپ اپنی محفل کے سبھی چراغ بجھا دیں کیونکہ آپ کی محفل کو چار چاند لگانے آ رہی ہیں مس روشنی۔
ج: لیکن تمہیں دیکھتے ہی ہماری لائٹ چلی گئی، جنریٹر خراب ہو گیا اور اس اندھیرے میں تم کالی بلی لگ رہی ہو بالکل۔
س: آپی جی جو دل میں ایک بار انٹر ہو جائے انہیں دل سے باہر کیسے نکالیں؟
ج: ان کی جیب پر نظر رکھو وہ خود ہی باہر ہو جائے گا۔
س: جو لوگ محبت کے بے حساب دعوے کرتے ہیں ہر پل ساتھ نبھانے کا وعدہ کرتے ہیں، وقت آنے پر وہی لوگ آنکھیں کیوں پھیر جاتے ہیں؟
ج: ایسا تو ہونے والی ساس کرتی ہے اور جب وہ خود ساس بن جاتی ہے تو پھر آنکھیں ماتھے پر رکھتی ہے، لگتا ہے تم اس تجربے سے گزر رہی ہو۔
س: اوئے آپی! اُف اس ادا سے مت دیکھیے مجھے میں بہت کمزور دل کی لڑکی ہوں؟
ج: لو رہتی جنگل میں ہو اور خود کو کمزور دل کہتی ہو۔
س: آپی میری خوب صورتی سے لوگ جلتے کیوں ہیں؟
ج: صرف بن مانس کی فی میل جلتی ہے باقی تو سب حیران ہوتے ہیں۔
س: آپی جی شوہر کو مٹھی میں کیسے کیا جائے کوئی گر بتا دیں؟
ج: اس کے سامنے اپنی ساس نندوں کی جھوٹی تعریف کرو۔
س: آپی میرے شوہر مجھے دیکھتے ہی آنکھیں کیوں دکھانے لگتے ہیں؟
ج: وہ تمہیں آنکھوں کا ڈاکٹر سمجھتے ہوں گے، تم انہیں میٹرک کا سرٹیفکیٹ دکھا دو پھر نہیں دکھائیں گے۔
س: اچھا جی اجازت دیں، اچھی سی دعا اور نصیحت کے ساتھ؟
ج: اپنی ساس کو ہمیشہ خوش رکھو، دعا اور نصیحت دونوں ساتھ۔

نورین انجم...... کورنگی، کراچی

س: یہ تو بتائیے کہ پاگل تنہائی میں کیا محسوس کرتا ہے؟
ج: اس کے لیے تم خود ہی پاگل خانے پہنچ جاؤ اور سب کو بتاؤ۔
س: آنٹی آپ ذرا میری امی کو سمجھا دیجیے نا وہ ہاتھ پیر، منہ دھو کر میرے پیچھے پڑ جاتی ہیں؟
ج: شکر ہے بیٹا اس بہانے وہ نہا تو لیتی ہیں ورنہ تو وہ سدا کی......
س: مجھے دیکھ کر یہ ڈنڈا کیوں اٹھایا ہوا ہے، جا رہی ہوں، اب تو خوش؟
ج: تمہارے سر پر چوہیا ناچ رہی تھی اس لیے ڈنڈا اٹھایا تھا، تم ڈر گئی چلو اس بہانے تم ڈری تو۔

نورین مسکان سرور...... سیالکوٹ ڈسکہ

س: آپ ہمیں ان ساس نندوں کے آسیب سے کیوں ڈراتی ہیں، آپ کو پتا نہیں ننھی دوشیزائیں خوف زدہ ہو جاتی ہیں؟
ج: ہائے اللہ ننھی دوشیزائیں...... تمہیں دیکھ کر تو مصر کی ممی بھی جوان لگتی ہے۔
س: آپ میرے آدھے سوالات کیوں کھا جاتی ہیں، کھانا نہیں ملتا کیا؟
ج: تمہارے فضول سوالات ہماری ردی کی ٹوکری کو بہت بھاتے ہیں ناں اس لیے۔



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

بشریٰ کنول، مریم، سدرۃ المنتہیٰ، اقراء ناز...... سیالکوٹ، ڈسکہ

س: شمائل آپی! کیسی گزر رہی ہے ہم پرنسز کے بغیر؟ سچ بتایئے گا؟

ج: ملکہ کچھ ارانی کے بغیر اداسی تو تھی بہرحال اب یہ سب کچھ اسمیٹ کر چلتی پھرتی نظر آؤ۔

س: آپی شمو! میں نے کل آپ کو ان کو ریلوے اسٹیشن پر دیکھا تھا کیا نظر آیا تھا آپ کو ان میں جو قلی نما بندے پر لٹو ہو گئیں؟

ج: میں تو تمہارا بھائی سمجھ کر سامان اٹھوا رہی تھی، تم تو الٹا مطلب لے گئیں۔

س: شمائلہ جی یہ منہ اٹھائے کہاں چلی جارہی ہیں، میرے سوالوں کا جواب تو دیں (جھوٹی عورت)؟

ج: تمہارے سسرال جارہی ہوں ظالم عورت! تمہاری ساس کی عیادت کے لیے تم نے ان کی ٹانگ جو توڑ دی۔

س: شمائل آنٹی! اگر میں آپ کو آنٹی، آپی، آنی کے بجائے دادی اماں کہہ کر پکاروں تو کیسا رہے گا؟

ج: یوں دل کی بھڑاس نکالنے سے تمہاری عمر کم تھوڑی ہوجائے گی بھلا۔

آسیہ شاہین...... چوآسیدن شاہ

س: زن مرد بن گئے ہیں اب مرد زن بنیں گے کرکٹ میں گول ہوگا ہاکی میں رن بنیں گے

ج: جب سب کچھ بن چکا تو اب کیا پوچھنا۔

س: مہنگائی کو کم کرنے کا کوئی نسخہ بتائیں؟

ج: اپنے فضول اخراجات پر کنٹرول کرلو بس۔

س: اگر آپ کو پاکستان کرکٹ بورڈ کا چیئرمین بنادیا جائے تو آپ سب سے پہلا کام کیا کریں گی؟

ج: ٹیم کا کپتان تمہیں بنادوں گی تاکہ تم بھی کسی کام سے لگو۔

س: زندگی میں جیتنے کے لیے ہار کا منہ کیوں دیکھنا پڑتا ہے؟

ج: تمہیں دیکھنا پڑتا ہوگا ہم تو محنت کرکے جیت کا منہ دیکھتے ہیں۔

س: نائٹ کریم استعمال کیے بنا لڑکیاں سوتی نہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟

ج: تاکہ کم از کم تم خواب میں تو خوب صورت نظر آؤ۔

س: خوشامدی لوگوں سے کیسے بچا جائے؟

ج: یہ تو تم بتاؤ کہ تم سے کیسے دور رہا جائے اور بچا جائے۔

سمیرا سواتی...... بھیر کنڈ

س: آپی پلیز بتائیں کہ...... بوجھے کیا پوچھ رہی ہوں؟

ج: تمہاری شادی کب ہوگی، جب لڑکے کی اماں تم جیسی چڑیل کے لیے راضی ہوگی۔ یہی پوچھنا چاہ رہی تھیں ناں۔

س: سنا ہے آپ مادھوری کی ہم شکل ہیں اور ان پر تو دنیا مرتی ہے اگر آپ کے ساتھ ایسا ہوگیا تو پھر آپ کے (ان) کا کیا ہوگا؟

ج: ہمارے اُن کو چھوڑو، تمہارا کیا ہوگا کالی کلوٹی۔

کنول...... ستیانہ

س: آپی جی ہم پھر آپ کا دماغ چاٹنے آگئے، ویلکم کریں جی۔

ج: تم خود تو دماغ سے پیدل ہو اب میرا دماغ چاٹ کر اپنا پیٹ ہی بھرو۔

س: آپی ہماری غیر حاضری کو آپ نے اتنا محسوس کیوں کیا؟

ج: کیونکہ ردی کی ٹوکری کافی بھر گئی تھی چلو شاباش صفائی کرو۔

س: آپی جی دنیا والوں کے دماغ الٹے کیوں چلتے ہیں؟

ج: یہ سوال تو تم خود سے کرکے جواب سب لو۔

مدیحہ نورین مہک...... گجرات

س: آپی لوگ اپنے محبوب کو چاند تاروں کی بجائے سورج سے کیوں نہیں ملاتے؟

ج: سورج سے آنکھیں جلتی ہیں بے وقوفوں کی ملکہ۔

س: بندر کیا جانے ادرک کا سودا، بے چارے کو ادرک ملے تب نا۔

ج: لو جی ابھی تک تمہیں ادرک نہیں ملی، بے چاری چی چی چی۔

س: یہ منہ اور مسور کی دال، بھلا منہ کا دال سے کیا تعلق؟

ج: کیوں تم منہ کی جگہ ناک سے کھاتی ہو کیا۔

س: اگر کوئی پیسے لے کر واپس نہ کرے تو کیا کرے بندہ؟

ج: تم خود ہی اپنے لیے کوئی خطرناک اور خوفناک سزا تجویز کرلو۔

س: اگر درختوں پر انسانوں کے گھونسلے ہوتے تو؟
ج: تو تم جیسی چڑیلیں گھروں میں بسیرا کرتیں۔
س: اگر بندہ ادائیں دکھاتا دکھاتا اچانک کیچڑ میں گر جائے تو؟
ج: بندہ نہیں بندی، وہ بھی مس مدیحہ کوئی بات نہیں گری رہو لیکن تمہیں کوئی اٹھانے نہیں آئے گا۔ یجی میں کوئی نہیں۔
س: امی ہر وقت یہ کہتی رہتی ہیں پڑھ پڑھ لو ورنہ......؟
ج: ان پڑھ لڑکی کو ان پڑھ سسرال ملے گا۔
س: مرد اپنی تنخواہ کیوں نہیں ٹھیک بتاتے؟
ج: کیونکہ لڑکی پھر فوراً رشتہ لانے کی بات کرتی ہے اس لیے۔
س: جب بھی کسی کی شادی پر جاؤں ایک ہی خیال آتا ہے؟
ج: میں کب ساس بنوں گی، تم ہمیشہ بہت دور کی سوچتی ہو۔
س: ہنستے ہنستے اچانک ہنسی کو بریک کب لگتی ہے؟
ج: جب تمہیں اپنے پاگل ہونے کا احساس ہو جائے۔

آمنہ رحمن مسکان...... ملکہ کوہسار مری

س: آپی جانی! ملکہ کوہسار (یعنی میں) تشریف کا ٹوکرا لائی ہیں اب کھو کیا رہی ہیں جلدی سے آداب کیجیے؟
ج: صبر کرو پہلے میں دل کھول کر ہنس تو لوں ہاہاہا...... تم اور ملکہ وہ بھی اتنی موٹی تازی۔
س: آپ جانی! معصوم چہرہ، نگاہیں فریبی، لبوں پر ہنسی اور دل میں دغا ہے...... بھلا کس کے؟
ج: اپنا تعارف اچھا کروا لیا ہے تم نے۔
س: ویسے دماغ جگہ پر کب رہتا ہے؟
ج: جب تمہیں امی کے دو تھپڑ لگتے ہیں۔
س: شاباش آپو! جلدی سے مائی کزن نمرہ اینڈ نادر اینڈ (پاتا) کو برتھ ڈے وش کیجیے۔
ج: کیک تو لے کر آتی نا پھر وش بھی کرتے، سالگرہ مبارک۔

اقراء افضل جٹ...... منچن آباد

س: آپی آپ اپنی خوشی کا راز بتائیں؟
ج: ابھی تک کنواری ہوں اور خوب صورت اسمارٹ، بس اب حل کر وا کو مست ہو جانا۔

س: دل کو دل سے راہ ہوتی ہے......؟
ج: تمہارے دل کو تو پیٹ سے راہ ہے جب ہی کھانے پینے کے علاوہ کچھ اور نہیں سوچتا۔
س: کیا محبت سچ میں اندھی ہوتی ہے؟
ج: جھوٹ میں کیسے اندھی ہوتی ہے بتاؤ نا پلیز۔
س: تم آؤ گے تو کیا لاؤ گے، ہم آئیں گے تو کیا دو گے؟ فٹافٹ بتائیے؟
ج: ہم آئیں گے تو تمہارے لیے ایک عدد رومال لائیں گے تاکہ اپنی بہتی ناک صاف کر سکو اور تم آئیں تو اپنی کچرے کی ٹوکری تمہیں دیں گے۔

ارم کمال...... فیصل آباد

س: سنا ہے چوں چوں کا مربہ آپ کی مرغوب ترین غذا ہے؟
ج: بنا تی آخر تم ہو مرغوب تو ہوگا ناں۔
س: ان کو میرا دل توڑ کر کیا خوشی ملتی ہے؟
ج: چند دنوں کے لیے تمہاری کائیں کائیں سننے سے بچ جاتے ہیں، بے چارے اور کیا۔
س: مرد اور عورت میں کیا چیز مشترک ہے؟
ج: پہلے نہیں تھی مگر اب ہے بال کٹوانا، میک اپ کرنا، فیشن میں سب ایک جیسا ہو رہا ہے۔
س: نئے سال کے پہلے لمحے انہوں نے میرے کان میں کیا کہہ دیا جلدی سے بتا دیں؟
ج: اس سال تم ماسی سے ملکہ بن جاؤ۔ بے چارے کی خواہش ہی پوری کر دو۔
س: نفرت، نفرت کیا دیتی ہے؟
ج: سسرال۔

شائستہ جٹ...... چیچہ وطنی

س: اتنے سڑے ہوئے جواب دے کر اپنا سر تو دیوار سے ضرور پھوڑتی ہوں گی؟
ج: کیا کروں تم پر بس جو نہیں چلتا ورنہ یہ عمل تمہارے ساتھ ضرور ہوتا۔
س: ہر بار میرے سوال کھا کر ہضم بھی کر جاتی ہیں، بتائیں ذرا کون سی پھکی کھاتی ہیں؟
ج: جو تمہاری ساس بناتی ہیں۔
س: میری مانو اپنی ساحرآ نکھوں سے مجھے تر چھا کیوں



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

دیکھتی ہے؟

ج: تم سیدھی کھڑی ہوجاؤ وہ ترچھا دیکھنا بند کردے گی۔

س: ایک گانا آپ کے لیے ہماری انٹری کے وقت کا منظر ہے

دائیں بائیں کیسے کمرا کو جھلائے
انٹری دور نظر نہیں آئے......

ج: گانا گانے کے ساتھ ناچ کیوں رہی ہو؟

ایس کنول...... سیانہ

س: آپو میں دو ماہ بعد آئی آپ نے مس کیایا......؟

ج: بہت مس کیا کمرہ بہت گندہ ہورہا تھا اب جلدی سے صفائی کرو۔

س: آپو اتنی سردی میں آپ کے ہاتھ میں سکنجبین کیوں ہے؟

ج: تمہارے لیے تاکہ تھوڑی توانائی آئے اور آئندہ غیر حاضر نہ ہو۔

س: آپی میرے سر میں چوٹ لگی تھی اب مجھے باتیں بھولنے لگی میں کیا کروں؟

ج: اچھی بات ہے اب آئندہ یہاں آنا بھی بھول جاؤ گی لیکن یہ نہیں بھولوں گی تم۔

وفا خان...... محمد پور دیوان

س: آپی شعر کا جواب شعر میں دیجیے؟

آیا تھا امتحان میں مضمون بے وفا
وضاحت جو تیری کی ہم ٹاپ کر گئے

ج: پڑھنے میں ہم غالب کو غائب کر گئے
اتنی نقل کی کہ پھر بھی فیل کر گئے

س: آپی یہ کیوں کہتے ہیں کہ پہلا پیار کبھی نہیں بھولتا......؟

ج: ہمتا بھرا ہوتا ہے اس لیے۔

س: آپی مرد خود جیسے بھی ہوں وہ باوفا اور نیک ہمسفر کیوں چاہتے ہیں؟

ج: کیونکہ اگر سفر میں گھوڑا ہی لنگڑا ہوگا تو پھر سفر میں کہاں مزہ آئے گا اس لیے سو فیصد یقین کرلیں۔

پروین افضل شاہین...... بہاولنگر

س: میرے میاں جانی پرنس افضل شاہین مجھے کہتے ہیں تمہیں دیکھ کر کبھی کبھی میرا دل دھڑکنا بھول جاتا ہے کیا میں ان کی اس بات پر یقین کرلوں؟

ج: کیونکہ آپ کو بغیر میک اپ کے دیکھ کر ہمارا بھی یہ ہی حال ہوتا ہے۔

س: کیا عورت کو بے وقوف بنایا جاسکتا ہے؟

ج: ہاں صرف بے وقوف عورت کو۔

س: اللہ نے عورت کو اتنی محدود عقل کیوں دی ہے؟

ج: آپ کے پاس جتنی ہے کم از کم اسے تو ٹھیک سے استعمال کرلو محدود کا رونا رو کر اسے تو ڈبے میں بند مت کرو۔

عائشہ رحمن ہنی...... دریائی مری

س: آپی الو رات کو کیوں جاگتا ہے؟ اور اس کی گردن چاروں طرف کیوں گھومتی ہے؟

ج: الو کی بہن یہ بات تم ہی بتادو ناں۔

س: آپی وہ کیا کہتے ہیں ابو نے پڑھی فارسی سولہ دو نے......؟

ج: ابو کو بخش دو تم بھی کچھ پڑھ لیا کرو۔

س: آپی وہ کون سا پرندہ ہے جس کے سر پر پاؤں ہیں؟

ج: عقل سے پیدل خاتون سب پرندوں کے ہی سر پر اور پاؤں ہوتے ہیں۔

س: آپی لڑکی شادی والے دن اتنا روتی کیوں ہے اور دوسرے دن مسکراتی کیوں ہے؟

ج: دوسروں کو رلانے کا ارادہ جو کرلیتی ہے مسکرائے بھی ناں۔

س: شادی پر دلہن کو آٹھ نو سوٹ دیئے جاتے ہیں تو دلہا کو کیوں نہیں؟

ج: تم اپنے سوٹ اپنے دلہا کو پہنا کر یہ شوق پورے کرلینا۔

yaadgar@aanchal.com.pk



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

# آپ کی صحت

ازکنی اعجاز، خیبر پختونخواہ سے لکھتی ہیں کہ انہیں لیکوریا کی شکایت ہے اس کے علاوہ معدہ میں جلن رہتی ہے اور کھٹی ڈکاریں آتی ہیں۔

محترمہ لیکوریا کے لیے آپ Sepia30 کے 5 قطرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار پئیں اور معدہ کی تیزابیت کے لیے Natrum Phos 6 کے 5 قطرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار پئیں۔

اُم سدرہ نور، ٹمن سے لکھتی ہیں کہ اُن کی عمر 19 سال ہے، اُن کا قد بہت چھوٹا ہے اور بڑھ نہیں رہا، پیٹ میں اکثر گیس رہتی ہے اور وزن بھی زیادہ ہے۔

محترمہ آپ قد کے لیے Calcium Phos 6x کی 4، 4 گولیاں دن میں تین وقت کھائیں اور Barium Carb 200 کے 5 قطرے آدھا کپ پانی میں ہفتے میں ایک بار پئیں، پیٹ کی گیس کے لیے Carboveg 6 کے 5 قطرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار کھانے سے پہلے پئیں۔

جہاں زیب چیمہ، فیصل آباد سے لکھتے ہیں کہ اُن کی عمر 22 سال ہے اور وزن 35 کلو ہے، قد 5 فٹ ہے بہت کمزور ہیں گال اندر کو دھنسے ہوئے ہیں، پیٹ میں کیڑے ہیں۔

محترم آپ کمزوری کے لیے Alfalfa Q کے 10 قطرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار کھانے سے پہلے پئیں اور پیٹ کے کیڑوں کے لیے Cina 30 کے 5 قطرے دن میں تین بار پئیں۔

ہارون چیمہ، فیصل آباد سے لکھتے ہیں کہ اُن کی عمر 16 سال ہے اور وزن 25 کلو ہے قد 5 فٹ ہے رنگ پیلا ہے، کمزوری بہت زیادہ ہے اور اٹھتے بیٹھتے چکر آتے ہیں ہر وقت غنودگی اور چڑچڑاپن طاری رہتا ہے دماغی کمزوری بھی بہت زیادہ ہے، کچھ یاد نہیں رہتا۔

محترم آپ Alfalfa Q کے 10 قطرے دن میں تین بار آدھا کپ پانی میں پئیں۔ آپ کے تمام مسائل جسمانی کمزوری کی وجہ سے ہیں۔

ارم چیمہ، فیصل آباد سے لکھتی ہیں کہ میرے چہرے پر آنکھ کے نیچے اچانک سیاہ تل بن گئے ہیں اور چہرے پر دانے بہت نکلتے ہیں اور داغ دھبے بھی ہیں۔

محترمہ سیاہ تل کے لیے آپ Thuja Q کے 10 قطرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار پئیں اور دانوں کے لیے آپ Graphites 30 کے 5 قطرے دن میں تین بار آدھا کپ پانی میں ڈال کر پئیں۔

ثمن لکھتی ہیں کہ مسئلہ شائع کیے بغیر دوا تجویز کریں۔

محترمہ آپ Graphites 30 کے 5 قطرے دن میں تین بار آدھا کپ پانی میں پئیں اور ہمارے کلینک کے پتے پر مبلغ 600 روپے کا منی آرڈر کردیں، Breast Beauty آپ کے گھر پہنچ جائے گا۔

عنبرین رشید، فیصل آباد سے لکھتی ہیں کہ اُن کے چہرے اور جسم پر غیر ضروری بال ہیں جس کی وجہ سے وہ کافی پریشان ہیں، برائے مہربانی کوئی دوا تجویز کریں۔

محترمہ آپ کی طرح ہزاروں خواتین ہمارے کلینک کے تیار کردہ Aphrodite Hair Inhibitor سے فیض یاب ہوچکی ہیں، آپ ہمارے کلینک کے پتے پر مبلغ 900 روپے کا منی آرڈر کریں، Aphrodite آپ کے گھر پہنچ جائے گا۔

صائم غفور، لیہ سے لکھتی ہیں کہ اُن کے ہونٹوں کے گرد بال ہیں، بار بار تھریڈنگ کرانی پڑتی ہے جس کی



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

وجہ سے سیاہ دھبے پڑ گئے ہیں، اُن کا دوسرا مسئلہ لیکوریا کا بھی ہے۔

محترمہ آپ Berberis Aqui Q کے 10 قطرے آدھا کپ پانی میں دن میں 3 بار پئیں، ہونٹوں کے گرد بالوں کے لیے ہمارے کلینک کے پتے پر مبلغ 900 روپے کا منی آرڈر بھیجیں Aphrodite آپ کے گھر پہنچ جائیگا۔

کشور، ضلع اوکاڑہ سے لکھتی ہیں کہ انہیں کمزوری بہت ہے اور چہرے پر چھائیاں بھی ہیں، دوسرا مسئلہ اُن کی بھانجی کا ہے جس کی عمر 8 سال ہے وہ بستر پر پیشاب کردیتی ہے، تُتلا کر بولتی ہے اور ذہنی طور پر کمزور ہے، سبق دیر سے یاد ہوتا ہے، تیسرا مسئلہ اُن کی بہن اور بھتیجے کا ہے جس کی عمر 5 سال ہے، بہن شادی شدہ ہے دونوں کا رنگ بہت کالا ہے، بہن کی تین ماہ کی بچی نظام ہاضمہ درست نہیں قبض کی شکایت ہے۔

محترمہ آپ Alfalfa Q کے 10 قطرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار پئیں۔ بھانجی کو Causticum 30 کے 5 قطرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار پلائیں۔ بہن کو رنگ گورا کرنے کے لیے Jodium 1M کے 5 قطرے آدھے کپ پانی میں 15 دن بعد پئیں، خبردار 10 سال یا اُس سے کم عمر بچوں کو رنگ گورا کرنے کی ادویات ہرگز استعمال نہ کروائیں۔ 3 ماہ کی بچی کے قبض کے لیے Opium 30 کا ایک قطرہ ایک چمچہ پانی میں ڈال کر دن میں ایک دفعہ پلائیں۔

مہوش مغل، آزاد کشمیر سے لکھتی ہیں کہ اُن کی عمر 23 سال ہے اور انہیں بہت چھوٹی عمر سے لیکوریا کا مسئلہ درپیش ہے بہت علاج کروایا، مگر آرام نہیں آتا، دوسرا مسئلہ ان کو خارش کا ہے۔

محترمہ آپ Kreasotum 30 کے 5 قطرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار پئیں۔

نوٹ: جن خواتین وحضرات کے خطوط شائع نہیں ہو سکے وہ براہ راست صبح 10 سے دوپہر 1 بجے کے دوران کلینک کے نمبر پر رابطہ کرکے اپنا مسئلہ بیان کرسکتے ہیں۔

جنت ثناء اللہ، ڈھلو سے لکھتی ہیں کہ مجھے بہت غصہ آتا ہے، جس کی وجہ سے اکثر گھر میں کسی نہ کسی سے لڑائی ہوتی ہے، غصے کے وقت سر میں درد ہوتا ہے۔ دل کی دھڑکن تیز ہوجاتی ہے اور آنکھوں سے اکثر پانی نکلتا ہے، نظر بھی کمزور ہے۔

محترمہ آپ Kali Phos 6x کی 3 گولیاں دن میں تین بار کھائیں۔ آنکھوں کے لیے کسی آئیز اسپیشلسٹ سے رابطہ کریں۔

افشاں، ملتان سے لکھتی ہیں کہ اُن کا مسئلہ شائع کیے بغیر دوا بتائیں اور دوسرا مسئلہ میری بہن کا ہے جس کے چہرے پر براؤن تل ہیں بہن کی عمر 20 سال ہے۔

محترمہ آپ Pulsatilla 30 کے 5 قطرے آدھا کپ پانی میں دن میں 3 بار پئیں اور مبلغ 600 روپے کا منی آرڈر کلینک کے نام پتے پر بھیجیں بریسٹ بیوٹی آپ کے گھر پہنچ جائے گا۔ فارم کے آخر میں بریسٹ بیوٹی لازمی لکھیں۔ اور اپنی بہن کو Thuja Q کے 10 قطرے آدھے کپ پانی میں دن میں 3 بار پلائیں، ان شاء اللہ چہرہ صاف ہوجائے گا۔

حافظ یاسر کی بہن سیالکوٹ سے لکھتی ہیں کہ ان کی عمر 16 سال ہے ان کا قد چھوٹا ہے، کوئی اچھی سی دوا تجویز کردیں اور دوسرا مسئلہ ان کی بہن کا ہے جن کے بال بہت لمبے ہیں مگر روزانہ کافی بال ٹوٹتے ہیں جس سے گھنا پن ختم ہوگیا ہے۔

محترمہ آپ Calcium Phos 6x کی 3 گولیاں دن میں تین بار کھائیں اور Barium Carb 200 کے 5 قطرے آدھا کپ پانی میں ہفتے میں ایک بار پیا کریں اور بہن کے لیے مبلغ 700 روپے کا منی آرڈر کلینک کے نام پتے پر بھیج دیں،

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

# ہومیو ڈاکٹر محمد ہاشم مرزا

ڈاکٹر صاحب مرحوم 50 سال سے زائد عرصہ طب کے شعبے سے وابستہ رہے اور 20 سال سے زائد عرصہ "ماہنامہ آنچل" کے معروف سلسلے "آپ کی صحت" کے ذریعے قارئین کو ہومیو پیتھک طریقہ علاج کے مطابق طبی مشورے فراہم کرتے رہے۔ ہومیو پیتھی کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر صاحب یونانی طریقہ علاج کی سند بھی رکھتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے یونانی طریقہ علاج کے مطابق مردوں اور خواتین کے بالوں کے مسائل کے حل کیلئے بھی 2 دوائیں Aphrodite Hair Grower غیر ضروری بالوں کے خاتمے کیلئے جبکہ Aphrodite Hair Inhibitor سر کے بالوں کے مسائل، خاص کر گنج پن کے حل کیلئے متعارف کرائیں جو کہ 15 سال سے زائد عرصے سے بہت کامیابی کے ساتھ بالوں کے مسائل کے حل کیلئے استعمال کی جارہی ہیں۔ اپنے جادوئی اثر کی بناء پر یہ دوائیں نا صرف پورے ملک بلکہ بیرون ملک بھی جیسا کہ برطانیہ، امریکہ، کینیڈا، ناروے، فرانس، جرمنی، عرب ممالک و دیگر ترقی یافتہ ممالک میں بھی کامیابی سے استعمال کی جاتی رہی ہیں۔

Aphrodite Hair Grower

**قدرتی بال، سر کی رونق بحال**

**اسپیشل آفر**

Rs. 400/= بچائیں 2 بوتلیں بذریعہ منی آرڈر صرف Rs. 1000/= میں حاصل کریں

اسپیشل آفر محدود مدت کیلئے ہے۔

ایک بوتل بذریعہ منی آرڈر قیمت =/700 روپے

براہ راست کلینک سے لینے پر قیمت =/500 روپے

Hair Inhibitor

**چہرے و دیگر غیر ضروری بالوں کا مستقل خاتمہ**

**اسپیشل آفر**

Rs. 400/= بچائیں 2 بوتلیں صرف Rs. 1400/= میں حاصل کریں

اسپیشل آفر محدود مدت کیلئے ہے۔

ایک بوتل بذریعہ منی آرڈر قیمت =/900 روپے

براہ راست کلینک سے لینے پر قیمت =/800 روپے

## ہومیو ڈاکٹر محمد ہاشم مرزا کلینک

ایڈریس: دوکان نمبر C-5، کے ڈی فلیٹس فیز 4،
شادمان ٹاؤن نمبر 2، سیکٹر B-14، نارتھ کراچی 75850
فون نمبر: 021-36997059 صبح 10 تا رات 9 بجے
منی آرڈر کی سہولت میسر نہ ہونے کی صورت میں فون پر رابطہ کریں

منی آرڈر بذریعہ پاکستان پوسٹ بھیجنے کا پتا:
منی آرڈر کرنے کے بعد فارم نمبر، نام، ایڈریس، مطلوبہ دوا، بھیجی گئی رقم، 0320-1299119 پر SMS کردیں

زیرِ نگرانی:
محمد عاصم مرزا
محمد آصف مرزا
محمد عامر مرزا



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

ہیر گروور آپ کے گھر پہنچ جائے گا، اس کے استعمال سے بال پھر سے گھنے اور لمبے ہوجائیں گے۔

مسز، ث، ش، لکھتی ہیں کہ ان کی شادی کو 6 سال ہوگئے ہیں، اپنی خراب عادتوں کی وجہ سے اپنی صحت کو کافی نقصان پہنچا چکی ہیں، عمر 35 سال ہے بہت کمزور اور رنگت بھی پیلی ہوگئی ہے۔ لیکوریا کی بھی تکلیف ہے۔ بچے نہیں ہیں، ڈاکٹر کہتے ہیں کہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ بہت امید کے ساتھ خط لکھ رہی ہیں کوئی میڈیسن تجویز کردیں کہ تمام بیماریاں ٹھیک ہوجائیں۔

محترمہ آپ Orcganum 30 کے 5 قطرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار پئیں اور Alfalfa Q کے 10 قطرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار پئیں، دونوں دوائیوں کے درمیان 25 منٹ کا وقفہ دیں۔

محمد فیاض خالق، سرگودھا سے لکھتے ہیں کہ میری عمر 18 سال ہے، میرا رنگ سانولا ہے، رنگ گورا ہوجائے، دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ پچھلے 3، 4 سال سے چہرے پر دانے نکل رہے ہیں جو داغ چھوڑ جاتے ہیں۔ تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے سر کے بال بہت سخت اور گھنے ہیں میں چاہتا ہوں کہ نرم ہوجائیں، جتنا بھی تیل لگاؤں بال خشک ہوجاتے ہیں۔

محترم آپ سے گزارش ہے کہ خط کے لفافے میں رقم رکھ کر نہ بھیجا کریں جو بھی میڈیسن چاہیے ہو اُس کے لیے منی آرڈر یا پھر ایزی پیسہ کیا کریں۔ رنگ گورا کرنے کے لیے Jodium 1M کے 5 قطرے آدھا کپ پانی میں ہفتے میں ایک بار پئیں، جسم وائٹ تو نہیں ہوگا لیکن بہت بہتر ہوجائے گا۔ دانوں کے لیے آپ Graphites 30 کے 5 قطرے دن میں تین بار آدھا کپ پانی میں ڈال کر پئیں۔ اپنے بالوں کے لیے ہمارے کلینک کے پتے پر مبلغ 700 روپے کا منی آرڈر بھیج دیں، Hair Grower آپ کے گھر پہنچ جائے گا۔

عالیہ، فیصل آباد سے لکھتی ہیں کہ میرے منہ پر بہت زیادہ تل ہیں جو کہ باریک ہیں ان کا رنگ بلیک ہے، پلیز کوئی دوا تجویز کریں تاکہ یہ ختم ہوجائیں۔

محترمہ آپ Thuja Q کے 10 قطرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار پئیں اور اسی دوا کو تھوڑی سی روئی میں جذب کرکے دن میں ایک بار تلوں پر لگایا کریں۔

کنیز فاطمہ، ملتان سے لکھتی ہیں کہ میری عمر 17 سال ہے، میرا قد 5 فٹ 2 انچ ہے، میں اپنا قد مزید بڑھانا چاہتی ہوں، پلیز کوئی اچھی سی دوا تجویز کردیں۔

محترمہ آپ Calcium Phos-6X کی 4 گولیاں دن میں تین بار کھائیں اور Barium Carb-200 کے 5 قطرے آدھا کپ پانی دن میں تین بار پئیں۔ یہ دوائیں 3 ماہ تک استعمال کریں انشاءاللہ قد بڑھنا شروع ہوجائیگا۔

منی آرڈر کرنے کا پتا

ہومیو ڈاکٹر محمد ہاشم مرزا کلینک

ایڈریس: دوکان نمبر C-5، کے ڈی اے فلیٹس، فیز 4، شادمان ٹاؤن نمبر 2، سیکٹر 14-B، نارتھ کراچی۔ 0 5 8 5 7 فون نمبر 021-36997059

صبح 10 تا 1 بجے، شام 6 تا 9 بجے۔

خط لکھنے کا پتا

آپ کی صحت ماہنامہ آنچل کراچی پوسٹ بکس نمبر 75 کراچی۔

URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

# رنگ کی باتیں

حنا احمد

انار

## خواص کے اعتبار سے دواؤں سے زیادہ شفا بخش

اس دنیا میں قدرت کے ان گنت شاہکار بکھرے ہوئے ہیں۔ انسان ان سب کے مکمل اوصاف جاننا تو درکنار' ان شاہکاروں کا شمار بھی نہیں کرسکتا۔ انار بھی قدرت کے شاہکاروں میں سے ایک ہے۔ دانشوروں اور تحقیق کرنے والوں کا اس کے بارے میں خیال ہے کہ یہ دنیا کے قدیم ترین پھلوں میں سے ایک ہے بلکہ ان کے خیال میں اس بات کا بھی امکان ہے کہ یہ جنت میں حضرت آدم اور حوا علیہم السلام کے پاس بھی موجود تھا۔ انہوں نے جنت کے جن پھلوں کا مزا چکھا تھا' ان میں شاید یہ بھی شامل تھا۔ اس سلسلے میں تو یقین سے کچھ نہیں کہا جاسکتا لیکن یہ بات بہرحال یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ انتہائی قدیم زمانے سے لے کر اب تک انار سے نہ صرف بہت سی روایات منسوب ہوچکی ہیں بلکہ بہت سے قصے کہانیوں میں بھی اس کا تذکرہ ملتا ہے۔ اس کے علاوہ اسے طب کی دنیا میں بھی بے پناہ اہمیت حاصل ہے۔ پھلوں میں بھی اس کا ایک الگ اور خاص مقام ہے۔

علم نباتات' یعنی باٹنی میں انار کا نام Punicum Grantum ہے۔ یہ لاطینی زبان کا لفظ ہے اور اس کا مطلب ہے ''بہت سے بیجوں والا سیب' ساخت کے اعتبار سے یہ قدرے گولائی لیے ہوتا ہے لیکن اسے گیند یا کرۂ ارض کی طرح مکمل طور پر گول بھی نہیں کہا جاسکتا۔ اوپر کی طرف چھوٹا سا ایک تاج ہوتا ہے' ایسا لگتا ہے جیسے قدرت بھی اسے پھلوں کا بادشاہ ظاہر کرنا چاہتی ہے۔

انار کا چھلکا گلابی' سرخ اور کسی حد تک سفید بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح اس کے دانے بھی سفید اور یاقوتی رنگ کے ہوتے ہیں۔ انار جامنی رنگ کا بھی ہوتا ہے لیکن انار کی یہ قسم انتہائی کم یاب ہے ویسے تو انار پاکستان سمیت کئی ملکوں میں پیدا ہوتا ہے لیکن ہمالیہ کی وادیاں اور ایران ایسے علاقے ہیں جہاں یہ کثرت سے پیدا ہوتا ہے اور اس کی نہایت عمدہ اقسام یہاں ملتی ہیں۔

مشرقِ وسطیٰ کے کھانوں میں بھی انار کا کردار بہت اہم ہے۔ ''اش انار'' نامی ایک سوپ کے علاوہ فسنجان نامی ایک کھانے کی تیاری میں انار استعمال ہوتا ہے۔ انار کے رس کے علاوہ اس کھانے میں پالک' گوشت اور مصالحے وغیرہ بھی شامل کیے جاتے ہیں۔ بھارت اور پاکستان کے کھانوں میں بھی انار دانے یعنی انار کے خشک دانوں کو کئی طرح سے استعمال کیا جاتا ہے۔ انار کے خشک دانے' انار کے جوس کی کمی بھی پورا کرتے ہیں۔ کھانوں کا صرف مزا دوبالا کرنے کے لیے ہی نہیں بلکہ ان کی ظاہری خوب صورتی میں اضافے کے لیے بھی انار کو مختلف طریقوں سے استعمال کیا جاتا ہے اور اس سلسلے میں تجربات جاری رہتے ہیں۔

آج کے دور میں جبکہ بیماریاں بہت بڑھ چکی ہیں' علاج معالجہ اتنا ہی مشکل ہوچکا ہے۔ معاشرے کے عام انسانوں اور کم وسائل رکھنے والے افراد کے لیے تو علاج معالجے کے اخراجات برداشت کرنا روز



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

بروز زیادہ سے زیادہ مشکل ہوتا جارہا ہے۔

جدید دور میں انسانی قوت مدفعت بھی کمزور پڑ چکی ہے۔ ہمارا جسم اب بیماریوں کے سامنے زیادہ جلدی اور آسانی سے ہتھیار ڈال دیتا ہے۔ ایسے میں بہت سے لوگ ڈاکٹروں کے مشورے پر یا ڈاکٹروں کے مشورے کے بغیر ہی غیر ضروری طور پر دوائیں پھانک پھانک کر اپنی قوت مدافعت کو اور بھی کمزور کرلیتے ہیں۔ ہمارے حق میں بہتر یہی ہے کہ ہم قدرت کی عطا کردہ شفا بخش چیزوں سے استفادہ کرنے کی کوشش کریں۔ قدرت نے چھوٹی سے چھوٹی اور معمولی سے معمولی چیز کو بھی بے مقصد اور بے مصرف پیدا نہیں کیا ہے۔

پھلوں‘ سبزیوں‘ جڑی بوٹیوں‘ معدنیات اور نباتات سب میں قدرت نے انسان کو شفا بخشنے والے بے شمار خواص اور خوبیاں رکھی ہیں۔ ہمیں ان کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنی چاہئیں اور ان سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ پھلوں‘ سبزیوں اور اس طرح کی دوسری نعمتوں سے اپنی صحت اور قوت مدافعت کو بہتر بنانے کی کوشش کیجیے اور ہو سکے تو انار کے بیش بہا خواص سے بھی پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کیجیے۔

## انار کے فائدے

انار کے بہت سے فوائد سے شاید ابھی انسان واقف نہ ہوسکا ہو۔ بہرحال جو خواص سامنے آچکے ہیں ان میں سے کچھ کے بارے میں ہم آسان اور عام فہم زبان میں آپ کو بتاتے ہیں:

☆ ایک انار میں کم و بیش ۸۴۰ دانے ہوتے ہیں‘ صرف یہ دانے نہیں بلکہ اس پھل کا ہر حصہ مفید طبی خواص یا کسی نہ کسی قسم کی افادیت رکھتا ہے۔

☆ اس کے رس میں موٹاپا کم کرنے کی خاصیت سبز چائے سے زیادہ ہے۔

☆ انسانی جسم میں کچھ ہڈیاں نرم بھی ہوتی ہیں‘ ان کا رنگ بھی پوری طرح سفید نہیں ہوتا۔ انہیں Cartilage Bones کہا جاتا ہے۔ کبھی کبھی کسی بیماری یا انسان کے جسمانی نظام میں کسی خرابی کے باعث یہ ہڈیاں حد سے زیادہ نرم پڑ جاتی ہیں یا گلنے لگتی ہے۔ انار میں اس عمل کو روکنے کی صلاحیت موجود ہے۔

☆ انار میں خون کے سرخ ذرات یا ہیموگلوبین کو بڑھانے اور بلڈ پریشر‘ کولیسٹرول کو کم کرنے کی صلاحیت ہے۔

☆ انار کے رس سے دانتوں پر جمنے والی میل کی تہہ صاف ہوتی ہے۔ مسوڑھے اور دانت مضبوط ہوتے ہیں۔

☆ اسرائیل میں کچھ تجربات کیے گئے ہیں جن سے پتا چلا ہے کہ انار سے کینسر کی روک تھام میں مدد لی جاسکتی ہے۔ یہ کینسر کے باعث تیزی سے تباہ ہونے والے خلیات کی تعداد کم کرتا ہے اور اس تعداد کو بڑھنے سے روکتا ہے۔

☆ انار کا چھلکا بہت سی دواؤں کی تیاری میں استعمال ہوتا ہے جن سے خارش‘ نظر کی کمزوری‘ پیٹ کے کیڑوں‘ اسہال‘ پیچش‘ بواسیر اور دیگر کئی بیماریوں کا علاج کیا جاتا ہے۔

شہزادی فرخندہ...... خانیوال



URDU SOFT BOOKS
DOWNLOAD URDU PDF BOOKS AND ALL MONTHLY DIGESTS
WWW.URDUSOFTBOOKS.COM